قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما انزل اللہ ایۃ الا لہا ظہر و بطن رواہ ابو عبید

چوں حدیث مزبور دال ست بر اشتمال قرآن بر معانی خفیہ + کاشتمالہ علی المعانی الجلیہ + و یکے از مصادیق نیز مسائل دقیقہ تصوف ست + لکون احد مصادیقہا المسائل الغامضۃ الفقہیہ + لاشتراکہما فی الاحتیاج فی المدلولیۃ الی الرویہ + و ہو صح تفاسیر قول خیر البریہ + علیہ الصلوۃ والتحیۃ +

و رسالہ مسمےٰ بہ

مسائل السلوک من کلام ملک الملوک

فی العربیہ

رفع الشکوک ترجمہ مسائل السلوک

فی الہندیہ

باحث بود از جملہ کافیہ از چنین مسائل مع تقریر استنباطہا من الآیات الفرقانیہ التی ہی علیہا دلائل بازنالیفات المتحلی بالفضائل + المتخلی عن الرذائل + جمیل الشمائل + حمید الخصائل + حضرت مولانا الحاج الحافظ القاری الشاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی لازال بالفیض و البرکات الجلائل + پس بنظر افادہ طالبین خصوصا سالکین بہ سعی

احقر محمد عثمان عفی عنہ

مالک کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی

در ہندوستان پرنٹنگ ورکس دہلی طبع شد

مختصر فہرست تالیفات سیدی و مرشدی حکیم الامۃ محی السنۃ حضرت مولانا مولوی قاری حافظ شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہم العالی

نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب صلی اللہ علیہ وسلم

جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک حالات میں نہایت جامع و مستند کتاب اردو میں اپنی ثانی نہیں رکھتی یہ ہی مبارک کتاب ہے جسکے زمانہ تالیف میں باوجودیکہ اطراف و جوانب میں وبا پھیل رہی تھی مگر تھانہ بھون اسکی برکت سے بالکل محفوظ رہا اور زمانہ وبا میں جس مکان میں یہ پڑھی جاتی ہے اسکی برکت سے وہ مکان محفوظ رہتا ہے اور کیوں نہو یہ ان ذات مقدس کے حالات میں ہے جو رحمت ہی رحمت ہیں۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے (عـہ/)

تفسیر بیان القرآن

اس تفسیر کی خوبی پورے طور پر بیان کرنا مشکل ہے مولانا مدظلہم نے اسمیں ان امور کا التزام کیا ہے ترجمہ بامحاورہ۔ مگر تحت اللفظ کی رعایت مدنظر ہے توضیح کیلئے حف کے نشان سے تفسیر کی ہے ضروری مضامین اور روایات صحیحہ لکھی ہیں اتباع سلف کا التزام ہے مسائل فقہیہ کلامیہ بھی حسب ضرورت بحث کی ہے جن آیات کی تفسیر احادیث مرفوعہ میں وارد ہوئی ہے اسکو مقدم رکھا ہے۔ ربط آیات کا خاص اہتمام سے بیان فرمایا ہے ہر صفحہ کے ہر حصہ زیر متن میں جدول ہے یکے نیچے اختلاف قرأۃ حل لغات ضروری ترکیب۔ وجوہ بلاغت۔ توجیہ ترجمہ مختصرا ہے۔ یہ بے نظیر تفسیر بارہ جلدوں میں ہے قیمت فیجلد ایکروپیہ چودہ آنہ۔ کامل عـہ

قصہ معراج اور معتبر واقعات

شب معراج کے واقعات جتنے عجائب و غرائب اور بیشمار معجزات کو شامل ہیں وہ کسی سے مخفی نہیں۔ لیکن انقلاب زمانہ اور دوسرے کے افراط و تفریط سے جہاں اور بہت امور تختہ مشق بنگئے ہیں معراج شریف کے واقعات بھی اس سے خالی نہیں ہے اگر ایک شخص اسمیں سینکڑوں جھوٹی روایتیں منظوم کرتا ہے تو دوسرا تمام قصہ ہی کو یکسر اڑا دیتا ہے اس انقلاب کو دیکھتے ہوئے حضرت اقدس جامع الشریعت والطریقت حکیم الامۃ مجدد الملۃ حضرت مولانا مولوی شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہم العالی نے اس ضرورت کو ملحوظ رکھکر تنویر السراج فی لیلۃ المعراج تالیف فرمائی جسمیں افراط و تفریط کو چھوڑ کر اپنی عادت شریفہ کے موافق اعتدال کے ساتھ واقعات کو کتب احادیث و سیر سے جمع فرمایا ہے حضرت ممدوح کے انتساب کے بعد کتاب کی اہمیت اسکی تعریف اسکی خوبیونکے اظہار کی ضرورت نہیں رہتی۔ قیمت دس آنے۔ (۱۰/)

مجموعہ تحذیر الاخوان عن الربوا فی ہندوستان

جسمیں ہندوستان میں بنک وغیرہ سے سود لینے کی بحث۔ رشوتوں کی حقیقت۔ جھاڑ پھونک کے متعلق ضروری تحقیق۔ نکاح ثانی کی اجرت کا حکم۔ متعارف چندہ وسے بعض مفاسد کا بیان ہے قیمت پانچ آنے۔ (۵/)

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما انزل اللہ آیۃ الا لہا ظہر و بطن و لکل حد مطلع

چوں حدیث مرقوم دال ست بر اشتمال قرآن بر معانی خفیہ، کاشتمالہ علی المعانی الجلیہ، و یکے از مصادیقش نیز مسائل دقیقۂ تصوف ست، بکون احدی مصادیقہما المسائل الغامضۃ الفقہیہ، لاشتراکہما فی الاحتیاج فی المدلولیۃ الی الرویہ، و ہو اصح تفاسیر قول خیر البریہ، علیہ الصلوٰۃ والتحیہ،

و رسالۂ مسمٰی

مسائل السلوک من کلام ملک الملوک

فی العربیۃ

رفع الشکوک ترجمۂ مسائل السلوک

فی الہندیۃ

باحث بود از جملہ کافیہ از تخیص مسائل مع تقریر استنباطہا من الآیات الفرقانیۃ التی ہی علیہا دلائل، از تالیفات المتحلی بالفضائل، المتخلی عن الرذائل، جمیل الشمائل، جمیل الخصائل، حضرت مولانا الحاج الحافظ القاری الشاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی لازال بالفیوض و البرکات الجلائل، پس بنظر افادۂ طالبین خصوص سالکین باہتمام

احقر محمد شبیر علی عفی عنہ

در مطبع اشرف المطابع واقع تھانہ بھون طبع شد

(معین الدین پرنٹنگ میرٹھ)

الجلد الاول من

مسائل السلوک من کلام ملک الملوک

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اما بعد الحمد والصلوٰۃ فان من العلوم القرآنیۃ کثیر مسائل التصوف مما ذکرہ الصوفیۃ قدست اسرارہم فی کتبہم مستندین الی القرآن وجملۃ ما ذکروہ قسمان قسم دل علیہ القرآن بوجوہ الدلالات المعتبرۃ عند اہل العلم والاجتہاد تنصیصا ویسمی تفسیرا او استنباطا ویسمی فقہا ولا کلام فی کون ہذا القسم مدلولا للقرآن اما التنصیص فظاہر واما الاستنباط فلما تقرر من ان القیاس مظہر لا مثبت وقسم لا دلالۃ للقرآن علیہ بعینہ ولا علی ما یشارکہ فی العلۃ الشرعیۃ لکن لہ دلالۃ علی ما یناسبہ بنحو من المناسبۃ ویسمی اعتبارا وہذا القسم مما تکلموا فی کونہ مدلولا لہ فکم من مثبت لہ وہو ظاہر صنیع کثیر من الصوفیۃ وکم من ناف لہ وہو ظاہر کلام جملۃ العلوم الظاہرۃ والقول الفصل فی الباب ان النفی حق ان ارید بالدلالۃ کون ذلک المعنی مقصودا بلا واسطۃ کالمنصوص او بواسطۃ کالثابت بالقیاس والاثبات حق منقول من السلف ان ارید بالدلالۃ ما ہو اعم من ثبوتہ باحد النظرین المذکورین ومن ثبوت الشیء من اصلہ بنحو من الاصالۃ من غیر ان یقصد مع القول بارادۃ المعنی الظاہری قطعا فان ابطال ہذا المعنی باطل وذہاب الی مذہب الباطنیۃ الضالۃ ولنسمعک ما یدل علی جمیع ما ادعینا اما ان لہذا الصنیع اصلا من السلف فقد روی رزین عن ابن عباس فی قولہ تعالی اعلموا ان اللہ یحیی الارض بعد موتہا قال یلین القلوب بعد موتہا مخبتۃ منیبۃ یحیی القلوب المیتۃ بالعلم والحکمۃ والا فقد علم احیاء الارض مشاہدۃ (تیسیر ص ۸۴ فصل

عہ یہ ترجمہ اگرچہ متن کے برابر بطور حاشیہ ہے اسی لحاظ اسکی اور اصل کی مقدار کہیں کہیں متفاوت بھی ہو اور تمہید میں یہ تفاوت اتفاق سے زیادہ تھا اسلئے اس میں تو کالم برابر بھی نہیں رہ سکے مگر آگے کالم برابر رکھے گئے اور تفاوت کے موقع پر اُس کے لئے دوسرے کالم سے جگہ لے لی گئی ۱۲ منہ

رفع الشکوک فی ترجمۃ مسائل السلوک

(جلد اول)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد الحمد والصلوٰۃ احقر نے آخر رجب سنہ ۱۳۳۵ھ میں ایک کتاب مسمّی بہ مسائل السلوک من کلام ملک الملوک لکھنا شروع کی تھی جس کا حاصل بعض مسائل مہمہ تصوف کا قرآن مجید سے اثبات ہے جس طرح اس کے قبل ایک کتاب مسمّی حقیقۃ الطریقۃ من السنۃ الانیقۃ میں مسائل تصوف کا حدیث سے اثبات کیا گیا ہے۔ چونکہ یہ کتاب مسائل السلوک عربی میں ہے جو کہ عام فہم نہیں ہے اس لئے افادۂ عامہ کی غرض سے اُس کا اردو میں ترجمہ کر دینا مناسب معلوم ہوا اور وہ ترجمہ یہی ہے جو آپ کے ہاتھوں میں ہے اور یہ کتاب مسائل السلوک دو حصوں پر مشتمل تھی ایک متن

بن عباسؓ صریح فی صحۃ تاویل الارض بالقلب فھل ھذا الا الذی یسلکہ الصوفیۃ
ل ظاہرہ بنفی ظاہر التفسیر لکن لما کان ھذا التفسیر یقینیا یصرف قولہ عن المتبادر
الی ان مرادہؓ ایقاظ السامع ان لا یکتفی من الآیۃ علی ظاہرھا وان کان مقصودًا
بل یعتبر بہ وینتقل الی حال القلب ھذا ما بدا لی فی اعتبار علم الاعتبار وابلغ
من ھذا ما قررہ شیخ مشائخنا الشاہ ولی اللہ المحدث الدہلوی قدس سرہ
فی کون ھذا الفن معتبرًا فی کتابہ الفوز الکبیر فی اصول التفسیر حیث قال
باللسان الفارسی واما اشارات صوفیہ واعتبارات ایشان بحقیقت از فن تفسیر
نیست بلکہ نزدیک استماع قرآن چیزہا بردل سالک ظاہر میگردد در میان نظم قرآن و
حالتے کہ آں سالک دارد یا معرفتیکہ اورا حاصل ست متولد میشود چنانکہ کسے قصہ مجنون و
لیلیٰ شنود معشوقہ خود را یاد کند ومعاملہ کہ درمیان وی ومحبوب وی میگذرد مستحضر سازد
و دریں جا فائدہ ایست اہم آنرا باید دانست کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فن اعتبار را معتبر
داشتہ اند ودرآں راہ سلوک فرمودہ اند تا سنت باشد علمائے امت را وفتح طریقے باشد
علوم موہوبہ ایشاں را مانند آنکہ آیہ فاما من اعطی واتقی در مسئلہ قدر تمثیلاً خواندند
اگرچہ معنی منطوق آیہ آنست کہ ہر کہ ایں کارہا کردہ است اورا راہ جنت ونعیم بنمایم وہر کہ
اضداد آں بعمل آوردہ است اورا راہ دوزخ وتعذیب بکشایم لیکن بطریق اعتبار تواں دانست
کہ ہر کسے را برائے حالتے آفریدہ اند وآں حالت بروے جاری میکنند من حیث یدری اولا
یدری پس بایں اعتبار آیہ را بمسئلہ قدر ربطے واقع شد وہمچنیں آیہ ونفس وما سواھا
معنی منطوقش آنست کہ بر بر وآثم مطلع ساخت لیکن خلق صورت علمیہ بر وآثم را باں
بر وآثم اجمالاً در وقت نفخ روح مشابہتے ہست پس باعتبار می تواں بایں آیہ در مسئلہ
استشہاد کرد (قلت ولو قیل اعتضاد مکان استشہاد کان اولی ۱۲) واللہ اعلم
(ص ۲۴ و ۲۵) وقلت والحدیثان اللذان اشار الیہما الشیخ ہما ہذان
فالاول ما عن علیؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما منکم من احد
الا وقد کتب مقعدہ من النار ومقعدہ من الجنۃ قالوا یا رسول اللہ افلا
نتکل علی کتابنا وندع العمل قال اعملوا فکل میسر لما خلق اما من کان من اہل
السعادۃ فسییسر لعمل السعادۃ واما من کان من اہل الشقاوۃ فسییسر لعمل
الشقاوۃ ثم قرأ فاما من اعطی واتقی وصدق بالحسنی الآیۃ متفق علیہ
(مشکوٰۃ باب القدر) والحدیث الثانی ما عن عمران بن حصین ان رجلین

جس میں خاص وہ مسائل ہیں
جو باعتبار وجوہ معتبرہ دلالت
مدلول قرآنی ہیں دوسرا حصہ
حاشیہ جس میں وہ مسائل ہیں
جو درجہ رموز واعتبار میں ہیں جسکا
استعمال ربا وجودیکہ سلف سے
بلکہ سنت سے بھی اسکی اصل ثابت ہے،
جیسا کہ اصل کتاب کی تمہید میں مذکور
ہے مگر صرف صوفیہ ہی کرتے ہیں
علماء ظاہر میں وہ طریق مسلوک
نہیں ہے چونکہ یہ حصہ حاشیہ کا حال
عوام کے زیادہ مناسب نہیں اسلئے
ترجمہ کے لیئے صرف حصہ متن کو لیا
گیا۔ الا نادرًا اور عربی میں اس کا
رہنا اس لئے مضر نہیں کہ وہ مخصوص
ہے اہل علم کے ساتھ جو کہ اکثر اہل
فہم ہوتے ہیں۔ خصوص جبکہ اسکی
تمہید میں اس دلالت کا درجہ
بھی مفصل ذکر کر دیا گیا اور جب
ترجمہ میں یہ حصہ نہیں لیا گیا
تو اس تمہید کے ترجمہ کی بھی حاجت
نہیں سمجھی گئی بس اب متن مقصود
ہی سے ترجمہ شروع کیا جاتا ہے
اور تمہید وحواشی کو حذف کیا
جاتا ہے البتہ استیعاب مسائل
کے لیئے ان حواشی کے بھی بعض
مسائل ضروریہ کی محض اجمالاً تقریر

من مزینة قالا یا رسول اللہ ارأیت ما یعمل الناس ویکدحون فیہ اشیء قضی علیہم ومضی فیہم من قدر سبق او فیما یستقبلون بہ مما اتاہم بہ نبیہم وثبتت الحجة علیہم فقال لا بل شیء قضی علیہم ومضی فیہم وتصدیق ذلک فی کتاب اللہ عزوجل ونفس وما سواہا فالہمہا فجورہا وتقواہا رواہ مسلم (مشکوٰۃ کتاب القدر) فثبت بھذا التقریر کون ذلک الطریق لہ اصل واما کون ابطال المعنی الظاہر باطلاً ففی روح المعانی تحت آیة انزل من السماء ماء فسالت اودیة الخ من سورة الرعد ما نصہ قال ابن عطیة روی عن ابن عباس انہ قال فی قولہ تعالٰی انزل من السماء ماء الخ یرید بالماء الشرع والدین وبالاودیة القلوب ومعنی سیل انہا بقدرہا فاخذ النبیل بحظہ والبلید بحظہ ثم قال وھذا قول لا یصح واللہ تعالٰی اعلم عن ابن عباس لانہ ینحو الی قول اصحاب الرموز وقد تمسک بہ الغزالی واہل ذلک الطریق وفیہ اخراج اللفظ عن مفہوم کلام العرب بغیر داع الی ذلک وان صح ذلک عن ابن عباس فیقال فیہ انما قصد ان قولہ تعالٰی کذلک یضرب اللہ الحق والباطل معناہ الحق یتقرر فی القلوب والباطل الذی یعتریہا آہ ونحن نقول ان صح ذلک فمقصود الحبر منہ الاشارة وان کان ذکرہا غیر ظاہر فیہ وحجة الاسلام الغزالی علیہ الرحمة اشد الناس علی اہل الرموز القائلین بان الظاہر لیس مراد اللہ تعالٰی کما لا یخفی علی متتبع کلامہ اھ وقد اتی الامام الغزالی بالقول الصراح والفصل البحت فی المسئلة فی کتابہ مشکوٰۃ الانوار حیث قال ولا تظن من ھذا الانموذج وطریق ضرب المثال رخصة منی فی رفع الظواہر واعتقادا فی ابطالہا حتی اقول مثلاً لم یکن مع موسی علیہ السلام نعلان ولم یسمع الخطاب بقولہ اخلع نعلیک حاشا للہ فان ابطال الظواہر رأی الباطنیة الذین نظروا بالعین العوراء الی احد العالمین ولم یعرفوا الموازنة بینہما ولم یفہموا وجہہ کما ان ابطال الاسرار مذہب الحشویة فالذی یجرد الظاہر حشوی والذی یجرد الباطن باطنی والذی یجمع بینہما کامل ولذلک قال صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر وباطن وحد ومطلع وربما نقل ھذا عن علی موقوفاً بل اقول فہم موسی علیہ السلام من خلع النعلین اطراح الکونین فامتثل الامر ظاہراً بخلع نعلیہ باطراح العالمین فھذا ھو الاعتبار ای العبور من الشیء الی غیرہ ومن الظاہر الی السر وفرق بین من سمع قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تدخل الملٰئکة بیتاً فیہ کلب فیقتنی الکلب فی بیتہ ویقول

کردی گئی ہے مع نشان اس آیت کے جسکے ذیل میں وہ اصل میں مذکور ہے تاکہ اگر کوئی صاحب علم ترجمہ کے حصہ کو دیکھکر اُسکی مفصل تقریر دیکھنا چاہے تو اُس آیت کے پتہ سے اصل میں دیکھ سکے اور نام اس ترجمہ کا

رفع الشکوک فی ترجمۃ مسائل السلوک

رکھا جاتا ہے۔ عام ناظرین سے عرض ہے کہ باوجود ایضاح کے پھر بھی اس مضمون میں نزاکت باقی ہے اس کے مطالعہ میں اپنی رائے سے کام نہ لیں اگر کوئی محقق میسّر آجاوے تو اُس سے سمجھ لیں اور اگر میسر نہ ہو یا اُس کے سمجھانے پر بھی سمجھ میں نہ آوے یا کسی مقام کو وہ محقق کسی ناظر کے فہم سے باہر بتلاوے تو اُس مقام کو چھوڑدیں مولانا نے خوب فرمایا ہے

س

نکتہ ہا چوں تیغ پولاد ست تیز
چوں نداری تو سپر واپس گریز

ليس الظاهر مراداً بل المراد تخلية بيت القلب عن كلب الغضب لانه يمنع المعرفة
التي هي من انوار الملائكة اذا الغضب غول العقل ويبن من يمتثل الامر في الظاهر
ثم يقول الكلب ليس كلباً بالصورة بل بالمعنى وهو السبعية والضراوة فاذا كان
حفظ البيت الذي هو القلب عن الجوهر الحقيقي الخاص عن سر الكلبية اولى فانا
اجمع بين الظاهر والسر جميعاً فهذا هو الكامل وهو المعنى بقولهم الكامل من لا
يطفي نور معرفته نور ورعه ولذلك ترى الكامل لا تسمح نفسه بترك شيء من
حدود الشرع مع كمال البصيرة اه (تحفة الاخوان في التفرقة بين الكفر والايمان
ص۲۳) وقريب منه في روح المعاني واما كلام السادة الصوفية من القرآن
فهو من باب الاشارات الى دقائق تنكشف على ارباب السلوك ويمكن التطبيق
بينهما وبين الظواهر المرادة وذلك من كمال الايمان ومحض العرفان لا انهم
اعتقدوا ان الظاهر غير مراد اصلا وانما المراد الباطن فقط اذ ذاك اعتقاد
الباطنية الملاحدة توصلوا الى نفي الشريعة بالكلية وحاشا ساداتنا من
ذلك كيف وقد حضوا على حفظ التفسير الظاهر وقالوا لا بد منه اولاً اذ لا يطمع
في الوصول الى الباطن قبل احكام الظاهر ومن ادعى فهم اسرار القرآن قبل احكام
التفسير الظاهر فهو كمن ادعى البلوغ الى صدر البيت قبل ان يجاوز الباب اه
(ج ا ص۶) وقد اتيت بهذا التقرير مع زيادة تحقيق حديث ان لكل آية ظهراً
وبطناً مما لعلك لم تسمع من غيري في الجلد الاول من كليد مثنوی (ص۸۳)
ان اشتقت اليه فاطلع عليه وبمجموع ما نقلنا ظهر مجموع ما او عدنا سابقاً من
اعتبار فن الاعتبار مع بقاء الظاهر على ما هو عليه ولطالما احدث نفسي
بجمع جملة كافية من جنس تلك المسائل من القرآن لكن كل امر مرهون بوقته
فحان الآن ان وفقت له وقد جعلت تفسير روح المعاني في هذا المقصد اصلاً
اصيلاً لجمعه القدر الكافي منه وحيث ما اضم اليه شيئاً من غيره ابتدئه
بقولي قال العبد الضعيف واختمه بقولي انتهى القول ولقد كنت كتبت
قبل هذا في هذا الباب رسالة مختصرة بالغة غاية الاختصار وسميته بتائيد
الحقيقة من الآيات العتيقة وكانها كانت كالمقدمة لهذا ولقد قتصرت
من الباب على القسم الاول في المتن واضفت بعض الاشياء من القسم الثاني
في الحاشية ليتضح الفرق بين الاصل والتابع كما اني كنت الحقت في قريب

پیش ایں الماس بے اسپر میا
کز بریدن تیغ را نبود حیا
اور مجمع عوام میں
اِن تقریرات سے اپنی
مجالس کو گرم کرنے سے تو
بہت سختی کے ساتھ
احتیاط واحتراز لازم سمجھیں
مولانا نے اس باب میں
بھی فرمایا ہے ؎
حرف درویشاں بدزدد مرد دوں
تا بہ پیش جاہلاں خواند فسوں
ظالم آں قومیکہ چشماں دوختند
از سخنہا عالمے را سوختند
خصوص جبکہ خود بھی ناقص ہو
اس کو بھی مولانا فرماتے
ہیں ؎
لقمۂ و نکتہ است کامل را حلال
تو نۂ کامل مخور میباش لال
اور قریب زمانہ ہوا کہ
ایک چھوٹا رسالہ اسی
طرز کا لکھا گیا تھا جسکی
اصل سے **تائید الحقیقہ**
من الآیات العتیقہ
عربی میں تھی اور ترجمہ
مرقومہ مولوی شاہ لطف رسول
فتحپوری اردو میں۔ سو اُس
رسالہ کا ترجمہ بھی اس کتاب

سه انظر ما في الحاشية على اسم سورة آل عمران وسورة النساء وسورة الانبياء وسورة الحج من العزيز في هذا الالتزام ١٢ منه

من الزمان جزء من قبيل القسم الثاني مسمىً بالنكت الدقيقة بآخر رسالة حقيقة الطريقة بهذا الفرق بعينه وقصدي انما هو القسم الاول وانما اتيت ببعض الاشياء من الثاني لئلا يخلو الكتاب عن نموذج منه ولانها مسائل مفيدة في نفسها وان لم تكن مدلولة فتجتمع المسائل بهذا التقريب نعم لم التزم للحاشية هيئتها المتعارفة لعدم الحاجة اليها ولعدم خلوها من الضيق والصعوبة وانما اكتفيت في التمايز بينهما بتصريح لفظ المتن والحاشية متعاقبين فلو اراد احد تغيير هيئتها الداعي اليه او حذفها بالكلية لامكنه بسهولة وقد زدت للربط والتوضيح في بعض المواضع كلمةً او جملةً احطتها بقوسين ايضاً لم آتِ بما كان من الصراحة بمثابة لا يحتاج فيها الى التنبيه وهو اكثر الاعمال التي تسمى بالمقامات كالحب والذكر والشكر والصبر والزهد والتوكل وغيرها التي امتلأ القرآن منها اوضح من الشمس في نصف النهار ولقد رأيت الحاق الرسالة المذكورة آنفاً المسماة بتائيد الحقيقة في آخر هذا الكتاب كل سورة سورة منها بكل سورة سورة منه اجدر واحرى ليطلع الشائق عليهما مجتمعين وينتفع باحدهما مع الاخرى هذا والمامول من الله الكريم الوهاب ان يجعل هذا الكتاب كافيا شافيا في القدر الضروري من الباب والله اعلم بالصواب واليه المرجع والمآب في كل ذهاب وإياب وصلى الله تعالى على خير خلقه محمد سيد اولي الالباب مع آله والاصحاب وجميع اتباعه والاحباب الى يوم النشور والحساب۔

نمقه العبد الحقير اشرف علي عفي عنه الصغير والكبير في الثاني والعشرين من رجب المكين ۱۳۳۵ھ من هجرة سيدنا النبي الامين

رفع الشکوک کے ساتھ اس طرح ملحق کردیا گیا کہ ہر سورت کے ختم پر اس رسالہ کے ترجمہ کا ایک حصہ اسی سورت کے متعلق بعنوان **اضافہ** منضم کردیا گیا تاکہ دونوں کتابوں کی تقریرات ناظرین کو مجتمعاً میسر ہوسکیں۔ واللہ الموفق فی کل باب و ہو المیسر لکل صعاب واللہ اعلم بالصواب فقط

کتبہ

اشرف علی

۸ر شوال ۱۳۳۵ ہجری (یعنی بعد انقضای دو نیم ماہ از تحریر تمہید اصل)



بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

سُوۡرَةُ الۡفَاتِحَةِ

المتن المشابه بالحاشیة ان مقام السالکین ینتهی عند قوله ایاك نعبد وبعده یطلب التمکین وذلك ان الحمد فی مبادی حرکة المرید فان نفس السالك اذا تزکت ومرأة قلبه اذا انجلت فلاحت فیها انوار العنایة الموجبة للولایة تجردت النفس المتزکیة للطلب فرأت آثار نعم الله تعالی علیها سابغة والطافه غیر متناهیة فحمدت علی ذلك واخذت فی الذکر فکشف لها الحجاب من وراء استار العزة عن معنی رب العلمین فشاهدت ماسوی الله سبحانه علی شرف الفناء مفتقرا الی المبقی محتاجا الی التربیة فترقت بطلب الخلاص من وحشة الادبار وظلمة السکون الی الاغیار فهبت لها من نفحات جناب القدس نسائم الطاف الرحمن الرحیم فعرجت للمعات بوارق الجلال من وراء سجاف الجمال الی المالك الحقیقی فنادت بلسان الاضطرار فی مقام لمن الملك الیوم لله الواحد القهار اسلمت نفسی الیك و اقبلت بکلیتی علیك وهنالك خاضت لجة الوصول و انتهت الی مقام العین فحققت نسبة العبودیة فقال ایاك نعبد وههنا انتهاء مقام السالك الا تری الی سید الخلق وحبیب الحق کیف عبر عن مقامه هذا بقوله سبحان الذی اسری بعبده لیلا فطلب التمکین بقوله وایاك نستعین واهدنا الصراط المستقیم واستعاذ عن التلوین بقوله غیر المغضوب علیهم ولا الضالین فصعد مستکملا ورجع مکملا وکانه لهذا سمیت الصلوة معراج المؤمن۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ الفاتحہ

سالکین کا مقام ایاک نعبد (ترجمہ ہم آپ ہی کی عبادت کرتے ہیں) پر تمام ہوجاتا ہے اس کے بعد ایاک نستعین (ترجمہ آپ ہی سے درخواست اعانت کی کرتے ہیں) سے تمکین کا طالب ہوتا ہے بیان اس کا یہ ہے کہ مرید کی ابتدائی حرکت حمد ہے کیونکہ جب سالک کا نفس مزکی اور اس کا قلب مجلی ہوجاتا ہے پھر جس انوار عنایت جو کہ مقام ولایت کا موجب ہے درخشاں ہوتے ہیں تو یہ نفس مزکی طلب (مقصود) کے لئے خالص ہوجاتا ہے پس اپنے اوپر انعامات الٰہیہ کے آثار کو کامل اور اُسکے الطاف کو غیر متناہی دیکھتا ہے سو اس پر وہ حمد کرتا ہے اور ذکر کو اختیار کرتا ہے پس سراپردہائے عزت کے پیچھے سے اس کے لیئے رب العلمین (ترجمہ مربی ہیں ہر ہر عالم کے) کے معنی کا حجاب مکشوف ہوجاتا ہے اس وقت وہ ماسوی اللہ کو محل فنا میں اور اپنے کو تربیت میں لقاء مبقی کا محتاج دیکھتا ہے پس وہ وحشت اعراض اور ظلمت سکون الی الاغیار سے خلاصی حاصل کرنیکی طلب کے لئے ترقی کرتا ہے پس اُس پر درگاہ مقدس کی ہواؤں سے رحمان رحیم (ترجمہ بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں) الطاف کے جھونکے چلتے ہیں پھر وہ سراپردہائے جمال کے آگے سے برق ہائے جلال کی چمک کے واسطے مالک حقیقی کی طرف رجوع کرتا ہے پھر وہ مقام لمن الملک الیوم لله الواحد القهار میں (یعنی مقام توحید میں) بلسان اضطرار پکارتا ہے کہ میں نے اپنا نفس آپکو سپرد کردیا اور میں تن من سے آپ کی طرف متوجہ ہوگیا اور اس مقام میں پہنچکر وہ لجہ وصول میں گھس گیا اور مقام عین تک گھس گیا جس سے اسکو نسبت عبدیت کو محقق کرلیا اور کہنے لگا ایاک نعبد (ترجمہ ہم آپ ہی کی عبادت کرتے ہیں) اور یہاں مقام سالک کی انتہا ہے (جیسا شروع تقریر میں کہا گیا) کیا سید الخلق وحبیب حق صلے اللہ علیہ وسلم کیطرف نظر نہیں کرتے ہو کہ آپکو اس مقام کو کس طرح اس قول سے تعبیر کیا سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا اسکے بعد بعد ومنے ایاک نستعین سے تمکین کی درخواست کی جیسا شروع

الحاشیه ومن باب الاشارة (فی نکتة الخطاب فی ایاک نعبد بعد الغیبة فی مالک یوم الدین) ان یوم الدین تلویح الی مقام الفناء لانه موت النفس عن شهواتها وخروجها عن جبل تعلقها بالاغیار ومن مات فقد قامت قیامته فعند ذلک یحصل البقاء فی جنة الشهود ویتحقق الجمع من مقام صدق عند الملیک المقتدر (فهنا سبب الخطاب) قوله تعالیٰ اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیهم قال العبد الضعیف فی هذا البدل اشارة الی ان الصراط المستقیم لا یتأتی بدون متابعة اهل الصراط المستقیم ولا یکفی فیه الزبر والاوراق انتهی القول وایضا قال العبد الضعیف فیه اشارة الی ان المطلوب هو الصراط المستقیم التشریعی المختص بالمنعم علیهم لا التکوینی العام لکل مخلوق غیر مختص بالمنعم علیهم انتهی القول

تقریر میں اس کا بھی ذکر ہے) اور اهدنا الصراط المستقیم الخ (ترجمہ بتلادیجئے ہم کو رستہ سیدھا) سے بھی راسی تمکین کا طالب ہوا) اور اس قول سے کہ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین (ترجمہ نہ رستہ ان لوگوں کا جن پر آپ کا غضب کیا گیا اور ان لوگوں کا جو رستہ سے گم ہو گئے) تلوین سے پناہ مانگی پس طالب کامل ہوا اس نے صعود کیا اور کامل ہو کر پھر رجوع و نزول کیا اور گویا اسی (لطیفہ) کے سبب نماز کو معراج مومنین کہا گیا قولہ تعالیٰ ایاک نعبد الخ اس خطاب میں مقام فنا کی طرف اشارہ ہے تقریر اصل رسالہ میں ہے۔

قولہ تعالیٰ۔ اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیهم غیر المغضوب علیهم ولا الضالین۔ صراط الذین الخ میں اشارہ اس طرف ہے کہ صراط مستقیم بدون اسکے میسر نہیں تا کہ اہل صراط مستقیم کا اتباع کیا جاوے (جن کو الذین انعمت علیهم سے تعبیر کیا ہے) اور اس کے لئے صرف کتب و اوراق کافی نہیں نیز اشارہ ہے اس طرف کہ مطلوب صراط مستقیم تشریعی ہے نہ کہ تکوینی جو صرف منعم علیہم کے ساتھ خاص نہیں بلکہ تمام مخلوق کو عام ہے

سورة البقرة

المتن قوله تعالیٰ ومما رزقناهم ینفقون۔ قال العبد الضعیف قیل ومما رزقناهم من انوار المعرفة یفیضون تعمیما للرزق والانفاق وهو کثیر وقالوا الرزق هو الحظ وفیه مجاز کما قالوا فی قالوا هذا الذی رزقنا من قبل وسیأتی وقد سمی صلی الله علیه وسلم کثیرا من الاعمال البدنیة صدقة

قولہ تعالیٰ ومما رزقناهم ینفقون (ترجمہ اور جو کچھ دیا ہے ہمنے ان کو اسمیں سے خرچ کرتے ہیں) اسکے عموم میں یہ بھی احتمال ہے کہ جو ہم نے ان کو انوار معرفت عطا فرمائے ہیں وہ ان کا طالبین پر افاضہ کرتے ہیں۔

المتن قوله تعالیٰ۔ والذین یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک قال العبد الضعیف یقاس علیه انه ینبغی الاعتقاد مع جمیع المشائخ المحققین مثل الاعتقاد مع شیخه نعم الاتباع لا یکون الا لشیخه کما فی المثنوی علیه بعینه انتهی القول

قولہ تعالیٰ۔ والذین یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک (ترجمہ اور وہ لوگ ایسے ہیں کہ یقین رکھتے ہیں اس کتاب پر بھی جو آپ کی طرف اتاری گئی ہے اور ان کتابوں پر بھی جو آپ سے پہلے اتاری جا چکی ہیں) اسی پر یہ قیاس کیا جاوے گا کہ

(باقی آئندہ)

المتن قوله تعالیٰ یخادعون اللہ والذین اٰمنوا قال العبد الضعیف فی ذکر اسم اللہ مع استحالة کونه مخادعا اشارة الی ان المعاملة مع اهل اللہ کهی مع اللہ انتهی القول۔

المتن قوله تعالیٰ فی قلوبهم مرض الآیة قال العبد الضعیف فیه اثبات الامراض للقلب وهی المعاصی کما شاع فی اطلاقات الصوفیة انتهی القول۔

المتن قوله تعالیٰ واللہ محیط بالکافرین قال العبد الضعیف فیه دلیل لما یقول به الصوفیة من احاطته تعالیٰ بخلقه ذاتاً من غیر اتصال ولا کیفیة لا علماً فقط انتهی القول۔

الحاشیة قوله تعالیٰ کلما اضاء لهم مشوا فیه واذا اظلم علیهم قاموا ومن البطون تشبیه من ذکر بذوی صیب فیکون۔ قوله تعالیٰ کلما اضاء لهم الخ اشارة الی انهم کلما وجدوا من طاعتهم حلاوة وغرضا عاجلا مشوا فیه واذا حبس علیهم طریق

قوله تعالیٰ یخادعون اللہ والذین اٰمنوا (ترجمہ چالبازی کرتے ہیں اللہ سے اور اُن لوگوں سے جو ایمان لا چکے ہیں) اسمیں اشارہ ہے کہ اہل اللہ کے ساتھ کوئی معاملہ کرنا (مثلاً عداوت ومخادعت وغیرہ) ایسا ہی ہے جیسے حق تعالیٰ کے ساتھ کرنا۔

قوله تعالیٰ فی قلوبهم مرض (ترجمہ اُن کے دلوں میں بڑا مرض ہے) اسمیں اثبات ہے امراض قلب کا اور وہ معاصی ہیں حضرات صوفیہ کے اطلاقات میں شائع ہے۔

قوله تعالیٰ واللہ محیط بالکافرین (ترجمہ اور اللہ تعالیٰ احاطہ میں لئے ہوئے ہیں کافروں کو) اسمیں دلیل ہے قول صوفیہ کی کہ حق تعالیٰ اپنی مخلوق کو ذاتاً محیط ہے بدون اتصال اور کسی کیفیت کے نہ محض علم ہی سے محیط ہے۔

قوله تعالیٰ کلما اضاء لهم مشوا فیه واذا اظلم علیهم قاموا (ترجمہ جہاں ذرا ان کو بجلی کی چمک ہوئی تو اسکی روشنی میں چلنا شروع کیا اور جیسا ان پر تاریکی ہوئی پھر کھڑے کے کھڑے رہ گئے) یہی حال اس شخص کا ہے جو بسط میں طاعات بجالاتا ہے اور قبض میں چھوڑ بیٹھتا ہے۔

الکرامات ترکوا الطاعات وقال الحسین اذا اضاء لهم مراد هم من الدنیا فی الدین الزموا فی تحصیله واذا اظلم علیهم قاموا متحیرین۔

الحاشیه قوله تعالیٰ الذی جعل لکم الارض فراشا والسماء بناء وانزل من السماء ماء فاخرج به من الثمرات رزقا لکم ومن باب الاشارة انه تعالیٰ مثل البدن بالارض والنفس بالسماء والعقل بالماء وما افاض علی القوابل من الفضائل العلمیة والعملیة المحصلة بواسطة استعمال العقل والحس وازدواج القوی النفسانیة البدنیة بالثمرات المتولدة من ازدواج القوی السماویة الفاعلة والارضیة المنفعلة باذن الفاعل المختار۔

المتن قوله تعالیٰ کلما رزقوا منها من ثمرة رزقا قالوا هذا الذی رزقنا من قبل واتوا به متشابها وفی الآیة محمل آخر یمیل الیه القلب بان یکون ما رزقوه قبل هو الطاعات والمعارف التی یستلذ ها اصحاب الفطرة والعقول

قوله تعالیٰ کلما رزقوا منها من ثمرة رزقا قالوا هذا الذی رزقنا من قبل واتوا به متشابها (ترجمہ جب کبھی دیئے جاویں گے وہ لوگ اُن بہشتوں میں سے کسی پھل کی غذا تو ہر بار میں یہی کہیں گے یہ تو وہی ہے جو ہمکو ملا تھا اس سے پیشتر اور ملیگا بھی اُن کو دونوں بار کا پھل ملتا جلتا) ایک محمل اس

السلیمة وھذہ اجزاء مشابه لما فیما ذکر من اللذة کالجزاء الذی فی ضدہ فی قوله تعالیٰ ذوقوا ما کنتم تعملون ای جزاءہ فالذی رزقناہ مجاز مرسل عن جزائه باطلاق اسم المسبب علی السبب ولا یضر فی ذلك ان الجنة وما فیها من فنون الکرامات من الجزاء کما لا یخفی او ھو استعارة بتشبیه الثمار والفوائد بالطاعات والمعارف فیما ذکر وقیل ارض الجنة قیعان یظھر فیها اعمال الدنیا کما یشیر الیه بعض الآثار فثمرة النعیم ما غرسوہ فی الدنیا فتدبر

آیت میں یہ ہو کہ مرزوق سے مراد طاعات ومعارف ہوں جنکو اصحاب فطرت وعقول سلیمہ (رزق ظاہری سے زیادہ) لذیذ سمجھتے ہیں اور (جنت میں اُن کی عوض میں) اُن کو جو جزا ملے وہ ان طاعات ومعارف کے ساتھ لذت میں مشابہ ہو (اسلئے وہ اس طرح کہیں) جیسا اسکی ضد کی جزا (بھی اس ضد کے مشابہ ہوگی جو) اس آیت میں (مذکور ہے) ذوقوا ما کنتم تعملون مراد یہ ہے کہ ذوقوا اجزاء ما کنتم تعملون پس جزا مرزوق کو بطور مجاز مرسل کے مرزوق کہدیا بطور اطلاق اسم مسبب کے سبب پر یا اسکو استعارہ کہا جاوے اس طرح سے کہ ثمار وفوائد کو طاعات و معارف کی ساتھ لذت میں تشبیہ دیجاوے اور بعض نے کہا ہے ارض جنت صاف میدان ہے اُسمیں اعمال دنیا (باشکال خاصہ) ظاہر ہونگے جیسا بعض روایات میں ہے پس ثمرۂ نعیم وہی ہے جسکو دنیا میں بویا تھا (اور اس کا یہ مطلب نہیں کہ بالفعل جنت خالی ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ عامل کے حق میں گویا کہ خالی ہے اور چونکہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ فلاں شخص سے فلاں عمل صادر ہوں گے اسلئے جنت کو ان اعمال کی صور مثالیہ اشجار وثمار وغیرہا سے فی الحال بھی آباد کر رکھا ہے)۔

المتن قوله تعالیٰ ان الله لا یستحیی ان یضرب مثلا ما بعوضة قال العبد الضعیف فیه اصل لصنیع الصوفیة فی الامثلة حیث یأتون منها بما ظاھرہ ینافی الحیاء من غیر مبالاة انتھی القول۔

قوله تعالیٰ ان الله لا یستحیی الخ (ترجمہ ہاں واقعی اللہ تعالیٰ تو نہیں شرماتے اس بات سے کہ بیان کردیں کوئی مثال بھی) اسمیں اصل ہے عادۃ صوفیہ کی کہ مثالیں لاتے ہیں حیا عرفی کی پروا نہیں کرتے۔

المتن قوله تعالیٰ واذ قال ربك للملئکة انی جاعل فی الارض خلیفة قالوا اتجعل فیها من یفسد فیھا ویسفك الدماء ونحن نسبح بحمدك ونقدس لك قال انی اعلم ما لا تعلمون وعلم آدم الاسماء کلھا ثم عرضھم علی الملئکة فقال انبؤنی باسماء ھؤلاء ان کنتم صٰدقین ۰ قالوا سبحنك لا علم لنا الا ما علمتنا انك انت العلیم الحکیم قال یا آدم انبئھم باسمائھم قال العبد الضعیف فیه دلیل علی ان مدار الخلافة ھو العلم والفھم بشرط ان لا ینا قضه عمله لا الاجتھاد فی العمل وھو عین ما یراعیه مشائخ الطریق فی الاستخلاف

قوله تعالیٰ واذ قال ربك للملئکة الخ (ترجمہ اور جس وقت ارشاد فرمایا آپ کے رب نے فرشتوں سے کہ ضرور میں بناؤں گا زمین میں ایک نائب فرشتے کہنے لگے کیا آپ پیدا کریں گے زمین میں ایسے لوگوں کو جو فساد کریں گے اسمیں اور خون ریزیاں کرینگے اور ہم برابر تسبیح کرتے رہتے ہیں اور تقدیس کرتے رہتے ہیں آپ کی حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ میں جانتا ہوں اس بات کو جسکو تم نہیں جانتے اور علم دیدیا اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو سب چیزوں کے اسماء کا پھر وہ چیزیں فرشتوں کے روبرو کردیں پھر فرمایا کہ بتلاؤ مجھکو اسماء ان چیزوں کے اگر تم سچے ہو فرشتوں نے عرض کیا کہ آپ تو پاک ہیں ہمکو علم نہیں مگر وہی جو کچھ ہمکو آپنے علم دیا

انتہی القول۔

بیشک آپ بڑے علم والے ہیں حکمت والے ہیں حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے آدم تم بتلاؤ ان کو ان چیزوں کے (اسماء) یہ دلیل ہے اسکی کہ مدار خلافت علم وفہم ہے بشرطیکہ بدعملی نہو نہ مجاہدہ اعمال میں اور مشائخ طریقت خلیفہ بنانے کے وقت اسی کی زیادہ رعایت کرتے ہیں۔

المتن قوله تعالى ولا تقربا هذه الشجرة الخ قال العبد الضعيف فيه اصل لعادة المشائخ المحققين في النهي عن بعض المباحات مخافة جره الى المعصية فان هذا القرب لم يكن ممنوعاً عنه في نفسه انتهى القول۔

قولہ تعالیٰ ولا تقربا هذه الشجرة (ترجمہ اور نزدیک مت جاؤ اس درخت کے) اس میں اصل ہے مشائخ محققین کی اس عادت کی کہ بعض مباحات سے اسلئے روکدیتے ہیں کہ غیر مباح کی طرف منجر نہ ہوجاوے چنانچہ قرب شجرہ فی نفسہ ممنوع نہ تھا صرف اکل ممنوع تھا۔

المتن قوله تعالى فازلهما الشيطن الآية قال العبد الضعيف فيه دليل على انه لا يأمن المنتهي ايضاً من مكر الشيطان فانه لا شك في كون آدم عليه السلام كاملاً ومع هذا فبينه وبين غيره فرقان احدهما انه يحفظه الله تعالى من الكفر وان ابتلى بالمعصية والثاني ان معصيته ليست كمعصية غيره لكونه موفقاً لدرجة من التوبة لا يوفق غيره لها انتهى القول۔

قولہ تعالیٰ فازلهما الشيطان (ترجمہ پس لغزش دیدی آدم و حوا کو اس درخت کی وجہ سے شیطان نے) اسمیں دلیل ہے کہ منتہی بھی مکر شیطان سے مامون نہیں چنانچہ آدم علیہ السلام کے اس وقت کامل ہونے میں کوئی شک نہیں مگر باوجود اس کے ان میں اور دوسروں میں دو فرق ہیں ایک یہ کہ وہ کفر سے محفوظ تھے دوسرے یہ کہ ان کی غلطی دوسروں کی معصیت کے مثل نہیں کیونکہ انکو توبہ کے ایسے درجہ کی توفیق ہوئی کہ دوسروں کو نہیں ہوتی۔

المتن قوله تعالى اوفوا بعهدي اوف بعهدكم ولا يخفى ان للوفاء عرضاً عريضاً فاول المراتب الظاهرة منا الاتيان بكلمتي الشهادة ومنه تعالى حقن الدماء والمال وآخرها منا الفناء حتى عن الفناء ومنه تعالى التحلية بانوار الصفات والاسماء فما روي من الآثار على اختلاف اسانيدها صحة وضعفاً في بيان الوفاء بالعهدين فبالنظر الى المراتب المتوسطة وهي لعمري كثيرة وللك ان تقول اول المراتب منا توحيد الافعال واوسطها توحيد الصفات وآخرها توحيد الذات ومنه تعالى ما يفيضه على السالك في كل مرتبة مما تقتضيه تلك المرتبة من المعارف والاخلاق۔

قولہ تعالیٰ اوفوا بعهدي اوف بعهدكم (ترجمہ پورا کرو تم میرے عہد کو پورا کرونگا میں تمھارے عہد کو) مراتب وفا میں نہایت وسعت ہے پس ہماری جانب سے اول مرتبہ اداء کلمہ شہادت ہے اور حق تعالیٰ کی طرف سے جان و مال کی حفاظت اور اخیر مرتبہ ہماری طرف سے فناء ہے یہانتک کہ فناء سے بھی فناء ہوجانا اور حق تعالیٰ کی طرف سے صفات و اسماء کے انوار سے آراستہ کردینا پس جو آثار مختلفہ آئے ہیں وہ باعتبار مراتب متوسطہ کے ہیں اور وہ بکثرت ہیں اور یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ اول مرتبہ ہماری طرف سے توحید افعال ہے اور اوسط توحید صفات اور آخر توحید ذات اور حق تعالیٰ کی طرف سے وہ معارف و اخلاق ہیں جو ہر مرتبہ میں مناسب اس مرتبہ کے سالک پر فائض کیے جاتے ہیں۔

الحاشية واطلبوا المدد والعون ممن له القدرة الحقيقية بالصبر على ما يفعل بكم لكي تصلوا الى

مقام الرضاء والصلوۃ التی ہی المراقبۃ حضور القلب لتلقی تجلیات الرب وان المراقبۃ لشاقۃ الا علی المنکسرۃ قلوبہم اللینۃ افئدتہم لقبول انوار التجلیات اللطیفۃ واستیلاء سطواتہا القہریۃ فہم الذین یتیقنون انہم بحضرۃ ربہم وانہم الیہ راجعون بفناء صفاتہم ومحوہا فی صفاتہ فلا یجدون فی الدار الا شئون الملک اللطیف القہار۔

المتن قولہ تعالیٰ واستعینوا بالصبر والصلوۃ ل لما امرہم سبحانہ وتعالیٰ بترک الضلال والاضلال والتزام الشرائع وکان ذلک شاقا علیہم لما فیہ من فوات محبوبہم وذہاب مطلوبہم عالج مرضہم بہذا الخطاب قال العبد الضعیف وفی الجلالین وقیل الخطاب للیہود لما عاقہم عن الایمان الشرہ وحب الریاسۃ فامروا بالصبر وہو الصوم لانہ یکسر الشہوۃ والصلوۃ لانہا تورث الخشوع وتنفی الکبر آہ انتہی القول۔

قولہ تعالیٰ واستعینوا بالصبر والصلوۃ (ترجمہ اور مدد لو صبر اور نماز سے) جب اُن کو ترک ضلال واضلال و التزام شرائع کا حکم فرمایا اور یہ اُن کو شاق تھا چونکہ اس میں اُن کا محبوب و مطلوب فوت ہوتا تھا پس اُن کے اس مرض کا اس خطاب سے علاج فرمایا اور جلالین میں اس طرح تقریر ہے کہ جب اُن کو حرص مال اور حب جاہ نے ایمان سے روکا تو اُن کو صبر یعنی صوم کا حکم ہوا کہ وہ شہوت کو توڑتا ہے اور صلوٰۃ کا حکم ہوا کہ وہ مورث خشوع اور مزیل کبر ہے۔

المتن قولہ تعالیٰ وانہا لکبیرۃ الا علی الخاشعین الذین یظنون انہم ملاقوا ربہم وانہم الیہ راجعون قال العبد الضعیف دل علی ان الخشوع سبب لسہولۃ الصلوۃ وعلی ان استحضار اللقاء والرجوع سبب لحصول الخشوع فانظر کیف ارشد الی طریق سہولۃ العبادۃ وحصول الخشوع فیہا سائقا اللہ الیقین انتہی القول۔

قولہ تعالیٰ وانہا لکبیرۃ الا علی الخاشعین الذین یظنون انہم ملاقوا ربہم وانہم الیہ راجعون۔ (ترجمہ اور بے شک وہ نماز دشوار ضرور ہے مگر جن کے قلوب میں خشوع ہے ان پر کچھ دشوار نہیں وہ خاشعین وہ لوگ ہیں جو خیال رکھتے ہیں اسکا کہ وہ بے شک ملنے والے اور اس بات کا بھی خیال رکھتے ہیں کہ وہ بے شک اپنے رب کی طرف واپس جانے والے ہیں) یہ آیت دال ہے اسپر کہ خشوع سبب ہے سہولت صلوٰۃ کا اور اسپر بھی کہ لقاء و رجوع کا استحضار سبب ہے حصول خشوع کا سو دیکھئے حق تعالیٰ نے کس طرح سے سہولت عبادت و حصول خشوع کا خوشگوار طریقہ بتلا دیا ہے۔

المتن قولہ تعالیٰ یبنی اسرائیل واتقوا یوما لا تجزی نفس عن نفس الخ قال العبد الضعیف فیہ دلیل علی ان النسبۃ المحضیۃ الی المقبولین لا یجدی نفعا من غیر ایمان ولا عمل فانہم کانوا ابناء الانبیاء ثم قرعہم بما قرعہم انتہی القول۔

قولہ تعالیٰ یبنی اسرائیل واتقوا یوما الخ (ترجمہ اور ڈرو تم ایسے دن سے کہ نہ تو کوئی شخص کسی شخص کیطرف سے کچھ مطالبہ ادا کر سکتا ہے اور نہ کسی شخص کی طرف سے کوئی سفارش قبول ہو سکتی ہے) اسمیں دلالت ہے اسپر کہ محض مقبولین کی طرف منسوب ہونا بدون ایمان و عمل صالح کے نافع نہیں کیونکہ یہ لوگ ابنیاء علیہم السلام

ف ۱۹ علاج بالصبر والصلوۃ
ف ۲۱ علاج حب المال والجاہ
ف ۲۲ طریق تسہیل العبادۃ وتحصیل خشوع
ف ۲۳ عدم نفع النسبۃ الی المقبولین

کی اولاد تھے پھر دیکھئے ان پر کسقدر لتاڑ ہوئی ہے۔

المتن قوله تعالیٰ واذ واعدنا موسیٰ اربعین لیلة
قال العبد الضعیف الاٰیة اصل للاربعین من اعمال
السالکین وهی وان کانت قصة موسیٰ عم لکن لما قرّر
علیها کانت حجة لنا لاسیما وقد ورد به الحدیث
انتهی القول۔

قوله تعالیٰ واذ واعدنا موسیٰ اربعین لیلة (ترجمہ اور
وعدہ کیا تھا ہم نے موسیٰ سے چالیس رات کا) یہ آیت اہل سلوک
کے چلہ کی اصل ہے اور گو یہ موسیٰ علیہ السلام کا قصہ ہے لیکن جب
اسکو نقل کرکے اسپر انکار نہیں کیا گیا تو یہ ہمارے لئے حجت ہوگیا
خصوص جبکہ اس باب میں حدیث بھی آئی ہے۔

الحاشیه۔ واذ واعدنا موسیٰ اربعین لیلة الخ وقد یقال من طریق الاشارة ان ذکر اللیلة للرمز الی ان هذه المواعدة کانت بعد تمام السیر الی الله تعالیٰ ومجاوزة بحر العوائق والعلائق وهناك یکون السیر فی الله تعالیٰ الذی لاتدرك حقیقته ولا تعلم هویته ولا یری فی بیداء جبروته الا الدهشة والحیرة وهذا السیر متفاوت باعتبار الاشخاص والازمان ولی مع الله تعالیٰ وقت یشیر الی ذلك۔

الحاشیه۔ واذ اٰتینا موسیٰ الکتاب والفرقان لعلکم تهتدون واذ قال موسیٰ لقومه یقوم انکم ظلمتم انفسکم باتخاذکم العجل فتوبوا الی بارئکم فاقتلوا انفسکم ذلکم خیر لکم عند بارئکم فتاب علیکم انه هو التواب الرحیم ٥ وحظ العارف من هذه القصة ان یعرف ان هواه بمنزلة عجل بنی اسرائیل فلا یتخذه الٰها افرأیت من اتخذ الٰهه هواه وان الله سبحانه قد خلق نفسه فی اصل الفطرة مستعدة لقبول فیض الله تعالیٰ والدین القویم ومتهیئة سلوك المنهج المستقیم والترقی الی جناب القدس وحضرة الانس وهذا هو الکتاب الذی اوتیه موسیٰ القلب والفرقان الذی یهتدی بنوره فی لیالی السلوك الی حضرت الرب فمتی اخلدت النفس الی الارض واتبعت هواها واثرت شهواتها علی مولاها امرت بقتلها بکسر شهواتها وقمع مشتهیاتها لیصح لها البقاء بعد الفناء والصحو بعد المحو ولیست التوبة الحقیقیة سوی محو البشریة باثبات الالوهیة وهذا هو الجهاد الاکبر والموت الاحمر ؎

لیس من مات فاستراح بمیت ‖ انما المیت میت الاحیاء

وهذا اصعب لایتیسر الا لخواص الحق ورجال الصدق والیه الاشارة بموتوا قبل ان تموتوا وقیل اول قدم فی العبودیة اتلاف النفس وقتلها بترك الشهوات وقطعها عن الملاذ فکیف الوصول الی شیٔ من منازل الصدیقین ومعارج المقربین هیهات ذاك بمعزل عنا ومناط الثریا منا ؎

تعالوا نقسم ماتنا للهموم ‖ فان الحزین یواسی الحزینا

المتن قوله تعالیٰ انکم ظلمتم انفسکم باتخاذکم العجل
قال العبد الضعیف فیه دلیل علی امتناع الحلول
علی الله تعالیٰ فانه لوکان جائزا لکان بنو اسرائیل
معذورین لخطائهم فی موضع الخطاء وقد کانوا

قوله تعالیٰ انکم ظلمتم انفسکم باتخاذکم العجل (ترجمہ
اے میری قوم بے شک تم نے اپنا بڑا نقصان کیا اپنے اس گوسالہ
کی تجویز سے) اسمیں دلیل ہے کہ حق تعالیٰ کی جناب میں حلول محال
ہے ورنہ بنی اسرائیل چونکہ عجل میں حق تعالیٰ کے حلول کے معتقد

ف۲۴ اصل الاربعین للصوفیۃ
ف۲۵ امتناع الحلول

اعتقدوا حلول الله تعالى فى العجل انتهى القول۔

المتن قوله تعالى وظللنا عليكم الغمام الى قوله كانوا انفسهم يظلمون قال العبد الضعيف فيه دليل على ان تواتر النعم مع العصيان استدراج وخطر وكثير من جهلة الصوفية فى غرور منه حيث يزعمون كثرة المال والجاه امارة للقبول انتهى القول۔

تواتر النعم مع العصيان استدراج — توالیٔ نعمت باوجود معصیت کے استدراج ہے

تھے معذور ہوتے کیونکہ یہ ان کی غلطی موقع غلطی میں ہوتی۔

قوله تعالى وظللنا عليكم الغمام الى قوله كانوا انفسهم يظلمون (ترجمہ اور سایہ افگن کیا ہمنے تم پر ابر کو اور پہونچایا ہم نے تمھارے پاس ترنجبین اور بٹیریں کھاؤ نفیس چیزوں سے جو کہ ہم نے تمکو دی ہیں اور انھوں نے ہمارا کوئی نقصان نہیں کیا لیکن اپنا ہی نقصان کرتے تھے) اسمیں دلیل ہے کہ باوجود معاصی کے نعمتوں کا جاری رہنا یہ استدراج اور خطر ہے اور بہت سے جاہل صوفی اسبارہ میں دہوکہ میں ہیں کہ وہ کثرت مال وجاہ کو مقبولیت کی علامت سمجھتے ہیں۔

الحاشية قوله تعالى واذ استسقى موسى لقومه فقلنا اضرب بعصاك الحجر فانفجرت منه اثنتا عشرة عينا قد علم كل اناس مشربهم كلوا واشربوا من رزق الله ولا تعثوا فى الارض مفسدين وحظ العارف من الآية ان يعرف ان الروح الانسانية وصفاتها فى عالم القلب بمثابة موسى وقومه وهم مستسقى ربه لارواحهما بماء الحكمة والمعرفة وهو مامور بضرب عصا لا اله الا الله ولها شعبتان من النفى والاثبات تتقد ان نورا عند استيلاء ظلمات النفس وقد حملت من حضرة العزة على حجر القلب الذى هو كالحجارة او اشد قسوة فانفجرت منه اثنتا عشرة عينا من مياه الحكمة لان كلمة لا اله الا الله اثنا عشرة حرفا فانفجر من كل حرف عين قد علم كل سبط من اسباط صفات الانسان وهى اثنا عشر سبطا من الحواس الظاهرة والباطنة ومن القلب والنفس وكل واحد منهم مشربه من عين جرت من حرف من حروف الكلمة وقد علم مشربه ومشرب كل واحد حيث ساقه رائده وقاده قائده فمن مشرب عذب فرات ومشرب ملح اجاج والنفوس ترد مناهل التقى والطاعات والارواح يشرب من زلال المكشوف والمشاهدات تردى من عيون الحقائق بكأس تجلى الصفات عن ساقى وسقاهم ربهم شرابا طهورا للاضمحلال فى حقيقة الذات كلوا واشربوا من رزق الله بامره ورضاه ولا تعثوا فى هذا القالب مفسدين بترك الامر واختيار الوزر وبيع الدين بالدنيا وايثار الاولى على العقبى وتقديمها على المولى۔

المتن۔ قوله تعالى واذ قلتم يموسى لن نصبر على طعام واحد فادع لنا ربك يخرج لنا مما تنبت الارض من بقلها وقثائها وفومها وعدسها وبصلها قال اتستبدلون الذى هو ادنى بالذى هو خير اهبطوا مصرا فان لكم ما سالتم ۔ وضربت عليهم الذلة والمسكنة وباءو بغضب من الله وحظ العارف من هذه

قوله تعالى واذ قلتم يموسى لن نصبر على طعام واحد الى قوله تعالى ضربت عليهم الذلة والمسكنة وباءو بغضب من الله (ترجمہ اور جب تم لوگوں نے کہا کہ اے موسی ہم ایک ہی قسم کے کھانے پر کبھی نہ رہیں گے آپ ہمارے واسطے اپنے پروردگار سے دعا کریں کہ وہ ہمارے لئے ایسی چیزیں پیدا کریں کہ جو زمین میں اگا کرتی ہیں ساگ ککڑی گیہوں مسو۔

الآیات الاعتبار بحال[27] هؤلاء الذین لم یرضوا بالقضاء ولم یشکروا علی النعماء ولم یصبروا علی البلواء کیف ضرب علیهم ذل الطغیان قبل وجود الاکوان فقهرهم بلطمة المسکنة فی سیناء الخذلان والبس قلوبهم حب الدنیا واهبطهم من الدرجة العلیا۔

پیاز آپ نے فرمایا کیا تم عوض میں لینا چاہتے ہو ادنی درجہ کی چیزوں کو ایسی چیز کے مقابلہ جو اعلیٰ درجہ کی ہے کسی شہر میں اترو البتہ تمکو وہ چیزیں ملیں گی جنکی تم درخواست کرتے ہو اور جم گئی ان پر ذلت اور پستی اور مستحق ہوگئے غضب الٰہی کے) عارف کو اس قصہ سے یہ حصہ لینا چاہیئے کہ ان لوگوں کے حال سے عبرت پکڑے جو قضا پر راضی نہیں ہوئے اور جنھوں نے نعمت پر شکر اور بلا پر صبر نہیں کیا دیکھیئے کس طرح ان پر ذلت طغیان لگا دی گئی اور ان کے قلوب میں حب دنیا جما دی گئی اور ان کو درجہ علیا سے گرا دیا۔

المتن قوله تعالیٰ قال اتستبدلون الذی هو ادنی الی قوله تعالی وضربت علیهم الذلة قال العبد الضعیف فیه دلیل علی ان[28] تغییر العبد معاملة الله تعالی معه من ابتغاء المتوکل لکسب او المکتسب ترك الکسب بلا ضرورة یجلب القت فانهم یاتیهم رزقهم من غیر الکسب فطلبوا الاسباب انتهی القول۔

المتن قوله تعالی ذلك بما عصوا وکانوا یعتدون اشارة الی الکفر والقتل الواقعین سببا لما تقدم والمعنی ان الذی حملهم علی الکفر بآیات الله تعالی وقتلهم الانبیاء انما هو لتقدم عصیانهم واعتدائهم ومجاوزتهم الحدود والذنب[29] یجر الذنب حتی الی الکفر فلا تحقرن ذنبا کما فی الحدیث عن عائشة قال لها النبی صلی الله علیه وسلم ذلك۔

قوله تعالیٰ قال اتستبدلون الذی هو ادنی الی قوله تعالی وضربت علیهم الذلة اسمیں دلیل ہے اسپر کہ حق تعالیٰ کے ساتھ جو بندہ کا معاملہ[28] ہے اسکو بدلنا مثلاً متوکل کا کسب کی تلاش کرنا اور صاحب کسب کا بلا ضرورت ترک کسب کرنا حق تعالیٰ کی ناخوشی کا سبب ہوتا ہے جیسا ان لوگوں کو بلا کسب رزق ملتا تھا مگر انھوں نے اسباب کو طلب کیا۔

قوله تعالیٰ ذلك بما عصوا وکانوا یعتدون (ترجمہ اور یہ اسوجہ سے کہ ان لوگوں نے اطاعت نہ کی اور دائرہ سے نکل نکل جاتے تھے) ذلک کا مشار الیہ کفر اور قتل ہے جو اپنے ما تقدم کا سبب ہیں اور معنی یہ ہوئے کہ جو امر ان کو کفر بالآیات و قتل انبیاء پر باعث ہوا وہ ان کا عصیان اور تجاوز حدود تھا اور ایک گناہ دوسرے گناہ کا سبب[29] ہو جایا کرتا ہے حتی کہ کفر تک کا بس کسی گناہ کو خفیف نہ سمجھے۔

الحاشیة - قوله تعالی واذ قلتم یموسی لن نصبر علی طعام واحد الی قوله تعالی ذلك بما عصوا وکانوا یعتدون ومن باب الاشارة الطعام الواحد هو الغذاء الروحانی من الحکمة والمعرفة وما تنبت الارض هو الشهوات الخبیثة واللذات الخسیسة والتفکهات الباردة الناشئة من ارض النفوس فی مصر البدن الموجبة للذلة لمن ذاقها والمسکنة لمن لاکها والهلاك لمن ابتلعها وسبب طلب ذلك الاحتجاب عن آیات الله تعالی وتجلیاته وتسوید القلوب بدرن الذنوب فقطع وریدها بقطع وارداتها والذی یجر الی هذه الغفلة عن المحبوب والاعتیاض بالاغیار من ذلك المطلوب نسأل الله تعالی لنا

ولکم العافیة۔

المتن قوله تعالیٰ ولقد علمتم الذین اعتدوا منکم فی السبت فقلنا لهم کونوا قردة خاسئین ○ فجعلنٰها نکالا لما بین یدیها وما خلفها وموعظة للمتقین و

حظ العارف من هذه القصة ان یعرف ان الله سبحانه وتعالیٰ خلق الناس لعبادته وجعلهم بحیث لو اهملوا وترکوا وخلوا بینهم وبین طباعهم لتوغلوا وانهمکوا فی اللذات الجسمانیة والغواش الظلمانیة فوضع الله تعالیٰ العبادات اوفرض علیهم تکرارها فی الاوقات المعینة لیزول عنهم بها درن الطباع المتراکم فی اوقات الغفلات وظلمة الشواغل العارضة فی ازمنة ارتکاب الشهوات وجعل یوما من ایام الاسبوع مخصوصا للاجتماع علی العبادة وازالة وحشة التفرقة ودفع ظلمة الاشتغال بالامور

قوله تعالیٰ ولقد علمتم الذین اعتدوا منکم فی السبت الیٰ قوله وموعظة للمتقین (ترجمہ اور تم جانتے ہی ہو اُن لوگوں کا حال جنھوں نے تم میں سے تجاوز کیا تھا دربارہ یوم ہفتہ کے سو ہم نے اُن کو کہدیا کہ تم بندر ذلیل بن جاؤ پھر ہم نے اسکو ایک عبرت بنا دیا اُن لوگوں کیلئے بھی جو اُس قوم کے معاصر تھے اور اُن لوگوں کے لئے بھی جو مابعد زمانہ میں آتے رہے اور موجب نصیحت ڈرنے والوں کیلئے) اس قصہ سے عارف کو یہ سمجھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے عبادات کو خاص اوضاع پر خاص اوقات میں معین فرمایا ہے تاکہ ان کی ظلمات طبیعیہ دفع ہوں سو جو شخص ان اوضاع کی رعایت نہیں کرتا اُس کا نور استعداد زائل ہو جاتا ہے اور وہ اصحاب سبت کی طرح مسخ ہو جاتا ہے اور جس جانور کے اوصاف اسمیں راسخ ہوں اسی کی طبیعت اسمیں پیدا ہو جاتی ہے (اگو اس امت میں مسخ صورت نہو) سو انسان کو ادویہ شرعیہ سے اپنی انسانیت کے محفوظ رکھنے کی کوشش کرنا چاہئے

الدنیویة فمن لم یراع هذه الاوضاع المراقبات اصلا زال نور استعداده وطفی المصباح فواده ومسخ کما مسخ اصحاب السبت من غلب علیه وصف من اوصاف الحیوانات ورسخ فیه بحیث ازال استعداده وتمکن فی طباعه وصار صورة ذاتیة له کالماء الذی منبعه معدن الکبریت مثلا اطلق علیه اسم ذلک الحیوان حتی کان صار طباعه طباعه ونفسه نفسه فلیجهد المرء علی حفظ انسانیته وتدبیر صحته بشراب الادویة الشرعیة والمعاجین الحکمیة ولیحث نفسه بالمواعظ الوعدیة والوعیدیة۔

الحاشیة قوله واذ قال موسیٰ لقومه ان الله یأمرکم ان تذبحوا بقرة الی قوله ویریکم اٰیاته لعلکم تعقلون ○ ومن باب الاشارة ان البقرة هی النفس الحیوانیة حین زال عنها شره الصبا ولم یلحقها ضعف الکبر وکانت معجبة رائقة النظر لا تثیر ارض الاستعداد بالاعمال الصالحة ولا تسقی حرث المعارف والحکم التی فیها بالقوة بمیاه التوجه الی حضرة القدس والسیر الی ریاض الانس وقد سلمت لترعی ازهار الشهوات ولم تقید بقیود الاٰداب والطاعات فلم یرسخ فیها مذهب واعتقاد ولم یظهر علیها ما اودع فیها من انوار الاستعداد فذبحها قمعهوا هواها ومنعها عن افعالها الخاصة بها بسفرة سکین الریاضة فمن اراد ان یحیا قلبه حیاة طیبة ویتحلی بالمعارف الالٰهیة والعلوم الحقیقیة وینکشف له حال الملک والملکوت ویظهر له اسرار اللاهوت والجبروت ویرتفع ما بینه وبین عقله ووهمه من التدارء والنزاع الحاصل بسبب الالف للمحسوسات فلیذبحها ولیوصل اثره الی قلبه المیت

تعیین وقت معین للعبادة

فضیلة الجمعة

فهنالك يخرج المكتوم وتفيض بحار العلوم وهذا الذبح هو الجهاد الاكبر والموت الاحمر وعقباه الحياة الحقيقية والسعادة الابدية ~

ومن لم يمت في حبه لم يعش به + ودون اجتناء النحل ما جنت النحل

الحاشية - قوله تعالى انها بقرة صفراء الخ قال العبد الضعيف مثل الصوفية النفس بهذه البقرة ويزيد في التناسب بينهما كون البقرة صفراء وكذلك يكون نور النفس فيما يكاشفون به انتهى القول -

المتن قوله تعالى وان منها لما يهبط من خشية الله قال العبد الضعيف فيه دليل لما قالت به الصوفية من اثباتهم الشعور للجمادات حسبما تطيع به لله تعالى انتهى القول

المتن قوله تعالى افكلما جاءكم رسول بما لا تهوى انفسكم استكبرتم ففريقا كذبتم وفريقا تقتلون فيه دلالة على ان الاستكبار هو الاصل لاكثر المعاصي فان الله تعالى قد رتب التكذيب والقتل على استكبارهم انتهى القول -

المتن قوله تعالى ان ينزل الله من فضله على من يشاء قال العبد الضعيف فيه دليل على ان الاحوال الموهوبة هو بمحض الفضل والمشيت من الله تعالى لا مدخل فيها للمجاهدة انتهى القول -

المتن قوله تعالى قل ان كانت لكم الدار الآخرة عند الله خالصة من دون الناس فتمنوا الموت ان كنتم صدقين قال العبد الضعيف دل على ان من امارات الولاية حب الموت طبعا او عقلا على تفاوت الاحوال انتهى القول

المتن قوله تعالى من كان عدوا لله وملئكته ورسله

قوله تعالى انها بقرة صفراء الخ (ترجمہ ایک زرد رنگ کا بیل ہے) صوفیہ نے نفس کو اس بقرہ سے تشبیہ دی ہے اور اس سے اور مناسبت بڑھجاتی ہے کہ یہ گائے اصفر تھی اور اہل کشف نور نفس کو بھی اصفر بتلاتے ہیں -

قوله تعالى وان منها لما يهبط من خشية الله (ترجمہ اور ان ہی پتھروں میں بعضے ایسے ہیں جو خدا تعالیٰ کے خوف سے اوپر سے نیچے لڑھک آتے ہیں) اسمیں دلیل ہے قول صوفیہ کی کہ جمادات کے لئے اتنا شعور ثابت کرتے ہیں جس سے وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہیں -

قوله تعالى افكلما جاءكم رسول الى قوله تقتلون - (ترجمہ کیا جب کبھی کوئی پیغمبر تمہارے پاس ایسے احکام لائے جنکو تمہارا دل نہ چاہتا تھا - اسمیں دلیل ہے اسپر کہ کبر اکثر معاصی کی اصل ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے تکذیب اور قتل کو استکبار پر مرتب فرمایا ہے -

قوله تعالى ان ينزل الله من فضله على من يشاء من عباده (ترجمہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جس بندہ پر اسکو منظور ہو نازل فرماوے) اسمیں دلیل ہے اسپر کہ احوال موہوبہ محض فضل و مشیت سے میسر ہوتے ہیں ان میں مجاہدہ کو کچھ دخل نہیں -

قوله تعالى - قل ان كانت لكم الدار الآخرة عند الله خالصة من دون الناس فتمنوا الموت ان كنتم صدقين (ترجمہ آپ کہدیجئے کہ اگر عالم آخرت محض تمہارے ہی لئے نافع ہے بلا شرکت غیرے تو تم موت کی تمنا کرو اگر تم سچے ہو) یہ دلالت کرتا ہے اسپر کہ منجملہ علامات ولایت کے حب موت ہے خواہ طبعاً یا عقلاً حسب تفاوت احوال -

قوله تعالى من كان عدوا لله وملئكته الى قوله فان

ف ۳۱ [illegible]
ف ۳۲ [illegible]
ف ۳۳ [illegible]
ف ۳۴ [illegible]
ف ۳۵ [illegible]

وجبريل وميكٰل فان الله عدو للكٰفرين قال العبد الضعيف فيه دلالة على ان عداوة [ف ۳۶] اهل الله تجلب عداوة الله انتهى القول۔

الله عدو للكٰفرين (ترجمہ جو شخص خدا تعالیٰ کا دشمن ہو اور فرشتوں کا اور پیغمبروں کا اور جبریل کا اور میکائیل کا تو اللہ تعالیٰ دشمن ہے ایسے کافروں کا) اسمیں دلالت ہے اسپر کہ اہل [ف ۳۶] اللہ کی عداوت اللہ کی عداوت کا سبب بنجاتی ہے۔

المتن۔ قوله تعالى يا ايها الذين اٰمنوا لا تقولوا راعنا الاٰية قال العبد الضعيف فى الاٰية تعليم ادب [ف ۳۷] الشيخ من التحرز مما يوهم الاخلال بادب الشيخ انتهى القول

قوله تعالیٰ یا ایها الذین اٰمنوا لا تقولوا راعنا (ترجمہ اے ایمان والو تم راعنا مت کہا کرو) اس آیت میں ادب [ف ۳۷] شیخ کی تعلیم ہے کہ جس امر میں ادب شیخ میں خلل پڑنیکا شبہ بھی ہو اس سے بھی بچنا چاہیے

الحاشية قوله تعالى ما ننسخ من اٰية او ننسها نأت بخير منها او مثلها قال العبد الضعيف ويفهم من الاٰية ايضا الاشارة الى ان كل وارد [ف ۳۸] يذهب او يغلب بلا اختيار العبد يهب الله تعالى خيرا منه او مثله فلا يتحسر العبد عليه انتهى القول۔

قوله تعالیٰ ما ننسخ من اٰية او ننسها نأت بخير منها او مثلها (ترجمہ ہم کسی آیت کا حکم جو موقوف کر دیتے ہیں یا اس آیت کو فراموش کر دیتے ہیں تو ہم اس آیت سے بہتر یا اس ہی کی مثل لے آتے ہیں) اس آیت سے اس طرف بھی اشارہ سمجھا جاتا ہے کہ جو وارد [ف ۳۸] بلا اختیار عبد زائل یا مغلوب ہو جاوے حق تعالیٰ اس سے بہتر یا اسکی مثل عطا فرما دیتا ہے پس بندہ کو اس پر حسرت نہ کرنا چاہیے۔

المتن قوله تعالى وقالوا لن يدخل الجنة الى قوله تعالى بلى من اسلم قال العبد الضعيف يستنبط منه ان الفوز [ف ۳۹] بالاكتساب لا بالانتساب فان مبنى دعاوى الفريقين كان معظمه مثل هذا الانتساب كاولاد المشايخ فى زماننا انتهى القول۔

قوله تعالیٰ وقالوا لن یدخل الجنة الا من کان هودا او نصاریٰ الی قوله تعالیٰ بلیٰ من اسلم وجهه (ترجمہ اور یہود و نصاریٰ کہتے ہیں کہ بہشت میں ہرگز کوئی نہ جانے پاویگا بجز ان لوگوں کے جو یہودی ہوں یا ان لوگوں کے جو نصرانی ہوں یہ دل بہلانے کی باتیں ہیں آپ کہئے کہ اپنی دلیل لاؤ اگر تم سچے ہو ضرور دوسرے لوگ جاویں گے) اس سے مستنبط ہوتا ہے کہ فلاح اکتساب [ف ۳۹] سے ہے انتساب سے نہیں کیونکہ بڑا مبنی دعویٰ فریقین کا یہی انتساب تھا جیسے ہمارے زمانہ میں اولاد مشائخ کی حالت ہے۔

المتن قوله تعالى وقالت اليهود ليست النصارى على شئ الخ قال العبد الضعيف يقاس [ف ۴۰] عليه مقالة بعض جهلة الصوفية فى زماننا حيث يتنقص الچشتية النقشبندية وبالعكس انتهى القول۔

قوله تعالیٰ وقالت الیهود لیست النصاریٰ علی شئ الخ (ترجمہ اور یہود کہنے لگے نصاریٰ کسی بنیاد پر نہیں) اسی پر قیاس کیا جاتا ہے بعض جہلہ [ف ۴۰] صوفیہ کا ایسی گفتگو کرنا کہ چشتیہ نقشبندیہ کی تنقیص کرتے ہیں اور بالعکس

الحاشية۔ قوله تعالى ومن اظلم ممن منع مساجد الله ان يذكر فيها اسمه وسعٰى فى خرابها اولٰئك ما كان لهم ان يدخلوها الا خائفين لهم فى الدنيا خزى ولهم فى الاٰخرة عذاب عظيم ۝ ومن باب الاشارة فى الاٰية ومن اخس حظا وانقص حقا ممن منع مواضع السجود لله تعالى وهى القلوب التى يعرف فيها فيسجد له بالفناء الذاتى ان يذكر

فیہا اسمہ الخاص الذی ہو الاسم الاعظم اذ لا یتجلے بہذا الاسم الا فی القلب وہو التجلی بالذات مع جمیع الصفات او اسمہ المخصوص بکل واحد منہا ای الکمال اللائق باستعدادہ المقتضے لہ وسعی فی خرابہا بتکدیرہا بالتعصبات وغلبۃ الہوی ومنع اہلہا بتہییج الفتن اللازمۃ لتجاذب قوی النفس ودواعی الشیطان والوہم اولٰئک ما کان لہم ان یدخلوہا ویصلوا الیہا الا خائفین منکسرین لظہور تجلے الحق فیہا لہم فی الدنیا خزی وافتضاح وذلۃ لظہور بطلان ما ہم علیہ ولہم فی الاٰخرۃ عذاب عظیم وہو احتجابہم عن الحق سبحانہ۔

المتن۔ قولہ تعالیٰ فاینما تولوا فثم وجہ اللہ قال العبد الضعیف فیہ دلیل علے ان اللہ تعالیٰ غیر متقید بجہۃ دون جہۃ انتہی القول۔

قولہ تعالیٰ۔ فاینما تولوا فثم وجہ اللہ (ترجمہ کیونکہ تم لوگ جس طرف منہ کرو ادہر اللہ تعالیٰ کا رخ ہے) اسمیں دلیل ہے اسپر کہ اللہ تعالیٰ کسی جہت[۴۱] کے ساتھ مقید نہیں۔

المتن۔ قولہ تعالیٰ انا ارسلناک بالحق بشیرا ونذیرا ولا تسأل عن اصحاب الجحیم قال العبد الضعیف ان الاٰیۃ اصل لعادۃ[۴۲] سادا تنا الصوفیۃ فی عدم تصدیہم لمن لم یرد اصلاح نفسہ انتہی القول۔

قولہ تعالیٰ انا ارسلناک بالحق بشیرا ونذیرا ولا تسأل عن اصحاب الجحیم (ترجمہ ہمنے آپ کو ایک سچا دین دیکر بھیجا ہے کہ خوشخبری سناتے رہیئے اور ڈراتے رہیئے اور آپ سے دوزخ میں جانے والوں کی باز پرس نہ ہوگی) یہ آیت اصل ہے ہمارے حضرات[۴۲] صوفیہ کی اس عادت کی کہ جو شخص اپنی اصلاح نہ چاہے اُس کے درپے نہیں ہوتے۔

المتن قولہ تعالیٰ قال انی جاعلک للناس اماما قال ومن ذریتی قال لا ینال عہدی الظلمین قال العبد الضعیف فیہ ان الخلافۃ الارشادیۃ لا تجتمع مع الاخلال[۴۳] بالعمل انتہی القول۔

قولہ تعالیٰ قال انی جاعلک للناس اماما الی قولہ الظلمین (ترجمہ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ میں تمکو لوگوں کا مقتدا بناؤں گا انھوں نے عرض کیا اور میری اولاد میں سے بھی کسی کسی کو۔ ارشاد ہوا کہ میرا عہدہ خلاف ورزی کرنے والوں کو نہ ملیگا) اسمیں دلالت ہے کہ خلافت ارشادیہ[۴۳] اخلال عمل کے ساتھ مجتمع نہیں ہوتی۔

المتن قولہ تعالیٰ ربنا وابعث فیہم الخ قال العبد الضعیف فیہ دلیل لما نقل عن بعض المشائخ من تمنیہم[۴۴] بقاء سلسلتہم بعدہم انتہی القول۔

قولہ تعالیٰ ربنا وابعث فیہم الخ (ترجمہ: ہمارے پروردگار اور اُس جماعت کے اندر اُن ہی میں کا ایک ایسا پیغمبر بھی مقرر کردیجئے الخ) اسمیں اصل ہے اُسکی جو کہ بعض مشائخ سے منقول ہے کہ اپنے بعد[۴۴] اپنے سلسلہ کے باقی رہنے کی تمنا کرتے ہیں۔

المتن قال تعالیٰ ومن یرغب عن ملۃ ابراہیم الا من سفہ نفسہ قال العبد الضعیف ہو اصل[۴۵] لقولہم من عرف نفسہ فقد عرف ربہ وتقریرہ مذکور فی شرح الحدیث الاخیر من کراسۃ النکت الدقیقۃ انتہی القول۔

قولہ تعالیٰ ومن یرغب عن ملۃ ابراہیم الا من سفہ نفسہ (ترجمہ اور ملت ابراہیمی سے تو وہی روگردانی کریگا جو اپنی ذات ہی سے احمق ہو) اسمیں اُس قول کی اصل[۴۵] ہے من عرف نفسہ فقد عرف ربہ اور اسکی تقریر النکت الدقیقۃ میں اخیر حدیث کی شرح میں مذکور ہے۔

ف ۲۶ موت اختیاری

الحاشیة قولہ تعالیٰ فلا تموتن الا وانتم مسلمون. فیہ اشارۃ الی الموت الاختیاری فان الامر والنہی یختصان بالاختیاری انتہی القول

ف ۲۷ مقام مرادیت

المتن - قولہ تعالیٰ فلنولینک قبلۃ ترضاہا قال العبد الضعیف فیہ اصل للمرادیۃ انتہی القول۔

الحاشیة - قولہ تعالیٰ ولکل وجہۃ ہو مولیہا فاستبقوا الخیرات ولبعض العارفین فی الآیۃ وجہ آخر (سوی ما فسروا بہ) وہو انہ تعالیٰ جعل الناس فی امور دنیاہم واخراہم علی احوال متفاوتۃ فجعل بعضہم اعوان بعض فواحد یزرع وآخر یطحن وآخر یخبز کذلک فی امر الدین فواحد یجمع الحدیث وآخر یحصل الفقہ وآخر یطلب الاصول وہم فی الظاہر مختارون وفی الباطن مسخرون والیہ الاشارۃ بقولہ صلے اللہ علیہ وسلم کل میسر لما خلق لہ ولہذا قال بعض الصالحین لما سئل عن تفاوت الناس فی افعالہم کل ذلک طرق الی اللہ تعالیٰ اراد ان یعمرہا بعبادہ ومن تحری وجہ اللہ تعالیٰ فی کل طریق یسلکہ اصل الیہ لکن ینبغی تحری الاحسن من تلک الطرق اذ المراتب متفاوتۃ والشئون مختلفۃ ومظاہر الاسماء شتی وقیل المراد بہا ان لکل احد قبلۃ فقبلۃ المقربین العرش والروحانیین الکرسی والکروبین البیت المعمور والانبیاء قبلک بیت المقدس وقبلتک الکعبۃ وہی قبلۃ جسدک واما قبلۃ روحک فانا۔

ف ۲۸ طرق الی اللہ

قولہ تعالیٰ فلا تموتن الا وانتم مسلمون (ترجمہ سو تم بجز اسلام کے اور کسی حالت پر جان مت دینا) اسمیں رمز ہے موت اختیاری کیطرف کیونکہ امر اور نہی امور اختیاریہ کے ساتھ مختص ہیں

قولہ تعالیٰ فلنولینک قبلۃ ترضاہا (ترجمہ اسلئے ہم آپکو اسی قبلہ کی طرف متوجہ کر دیں گے جس کیلئے آپ کی مرضی ہے) اسمیں اصل ہے مقام مرادیت کی۔

قولہ تعالیٰ - ولکل وجہۃ ہو مولیہا فاستبقوا الخیرات (ترجمہ اور ہر شخص کے واسطے ایک ایک قبلہ رہا ہے جسکی طرف وہ منہ کرتا رہے سو تم نیک کاموں میں تگاپو کرو) ایک توجیہ اس آیت میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے امور دنیویہ واخرویہ میں لوگوں کو احوال متفاوتہ پر بنایا ہے چنانچہ ایک بوتا ہے دوسرا پیستا ہے تیسرا پکاتا ہے (یہ تو امور دنیویہ میں ہے) اسی طرح امر دین میں ہے چنانچہ ایک حدیث جمع کر رہا ہے دوسرا فقہ حاصل کر رہا ہے تیسرا اصول کی طلب میں ہے اور اس حدیث میں بھی اس طرف اشارہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر شخص کے لئے وہی آسان ہے جسکے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے (تو فاستبقوا کے معنی یہ ہونگے کہ ان میں سے ہر وقت میں وہ چیز لو جو اسوقت خیر اور مصلحت ہو) اور اسی کی فرع ہے وہ قول جو بعضے بزرگوں سے اس سوال کے وقت کہ لوگ اپنے افعال میں متفاوت کیوں ہیں منقول ہے کہ یہ سب طرق ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف اللہ تعالیٰ ان سب طرق کو اپنے بندوں سے آباد رکھنا چاہتے ہیں اور جو شخص جس طریق میں چلنے کے وقت حق تعالیٰ کی رضا کا قصد کریگا اس تک واصل ہو جاویگا لیکن مناسب یہی ہے کہ ان سب طرق میں جو سب سے احسن ہو اس کا اہتمام کرے کیونکہ مراتب متفاوت ہیں اور شیون مختلف ہیں اور مظاہر اسماء کے جدا جدا ہیں اور بعض نے اسکی تاویل میں کہا ہے کہ ہر شخص کا قبلہ جدا ہے چنانچہ مقربین کا قبلہ عرش ہے اور روحانیین کا کرسی ہے اور کروبیین کا بیت معمور ہے اور انبیاء سابقین کا بیت المقدس ہے اور آپ کا قبلہ کعبہ ہے اور وہ تو آپکے جسد کا قبلہ ہے رہا آپ کی روح کا قبلہ سو میں ہوں۔

المتن قولہ تعالیٰ ولعلکم تهتدون قال العبد الضعیف فی هذا الخطاب للمهتدی دلالة علی انه لا ینتهی الخ فبعد السیر الی الله السیر فی الله انتهی القول۔

قولہ تعالیٰ ولعلکم تهتدون (ترجمہ اور تاکہ تم راہ پر رہو) ایسے لوگوں کو خطاب کرنا جو پہلے سے مهتدی ہیں اسپر دلیل ہے کہ ترقی کی کہیں انتہا نہیں پس سیر الی اللہ کے بعد سیر فی اللہ ہے

المتن قولہ تعالیٰ ویعلمکم ما لم تکونوا تعلمون قال العبد الضعیف دل علی ان بعد تعلیم الکتاب والحکمة قسما آخر من التعلیم یتوقف علی الصحبة انتهی القول۔

قولہ تعالیٰ ویعلمکم ما لم تکونوا تعلمون (ترجمہ اور تمکو ایسی باتیں تعلیم کرتے رہتے ہیں جنکی تمکو خبر بھی نہ تھی) یہ اسپر دال ہے کہ کتاب و حکمت کی تعلیم کے بعد تعلیم کی ایک اور قسم بھی ہے اور وہ صحبت پر موقوف ہے۔

المتن قولہ تعالیٰ فاذکرونی اذکرکم الخ قال العبد الضعیف هذه ثمرة اصلیة للذکر لو استحضرها لا یتشوش ابدا انتهی القول۔

قولہ تعالیٰ فاذکرونی اذکرکم (ترجمہ ان پر مجھکو یاد کرو میں تمکو یاد رکھونگا) یہ ذکر اللہ کا اصلی ثمرہ ہے کہ اگر اسکو مستحضر رکھا جاوے تو کبھی تشویش نہو۔

المتن قولہ تعالیٰ ولنبلونکم بشیء الخ قال العبد الضعیف دل علی کون المجاهدة الاضطراریة نافعة ایضا انتهی القول

قولہ تعالیٰ ولنبلونکم بشیء الخ (ترجمہ اور ہم تمہارا امتحان کرینگے کسی قدر خوف سے الخ) اسمیں دلالت ہے کہ مجاہدہ اضطراریہ بھی نافع ہوتا ہے۔

المتن قولہ تعالیٰ انا لله الخ قال العبد الضعیف هو علاج للمصائب ومنها القبض انتهی القول۔

قولہ تعالیٰ انا للہ وانا الیہ راجعون (ترجمہ ہم تو اللہ تعالیٰ ہی کی ملک ہیں اور ہم سب اللہ تعالیٰ ہی کے پاس جانیوالے ہیں) یہ تمام مصائب کا علاج ہے اُن میں سے قبض بھی ہے۔

المتن قولہ تعالیٰ ان الذین یکتمون ما انزلنا الآیة قال العبد الضعیف دل علی ذم من یکتم علوم المعاملة من غیر مریدیه فانها مما انزل الله نعم لو یکتم علوم المکاشفة فانها لیست منزلة انتهی القول۔

قولہ تعالیٰ ان الذین یکتمون ما انزلنا (ترجمہ جو لوگ اخفا کرتے ہیں اُن مضامین کا جنکو ہم نے نازل کیا ہے) اسمیں دلالت ہے اُس شخص کی مذمت پر جو اپنے مریدوں کے سوا دوسروں سے علوم معاملہ کو چھپا دے کیونکہ یہ علوم ما انزل اللہ میں داخل ہیں البتہ علوم مکاشفہ کے چھپانے کا امر کیا جاویگا کیونکہ وہ منزل نہیں (اور بعض اوقات اُس کے اظہار میں فتنہ ہو جاتا ہے)

المتن قولہ تعالیٰ لآیات لقوم یعقلون قال العبد الضعیف فیه اصل المراقبة انتهی القول۔

قولہ تعالیٰ لآیات لقوم یعقلون (ترجمہ دلائل ہیں اُن لوگوں کے لئے جو عقل رکھتے ہیں) اسمیں اصل ہے مراقبہ کی کیونکہ یہ استدلال بالمصنوعات علی الصانع تامل پر موقوف ہے)

المتن قولہ تعالیٰ ومن الناس من یتخذ من دون الله اندادا یحبونهم کحب الله قال العبد الضعیف فیه اصل لاطلاقهم الشرک علی الشرکة فی

قولہ تعالیٰ ومن الناس من یتخذ من دون اللہ اندادا یحبونهم کحب اللہ (ترجمہ اور ایک آدمی وہ ہیں جو علاوہ خدا تعالیٰ کے اوروں کو بھی شریک قرار دیتے ہیں اُن سے ایسی

الحب انتهى القول۔

المتن قوله تعالى والذين امنوا اشد حبا لله قال العبد الضعيف فيه دليل على عدم تنافي مطلق محبة الغير لمحبة الله تعالى انتهى القول

المتن قوله تعالى كذلك يريهم الله اعمالهم حسرات قال العبد الضعيف فيه اصل على بعض التفاسير لما يقولون من تمثل الاعمال انتهى القول

المتن قوله تعالى كلوا مما في الارض الى قوله لا تتبعوا خطوات الشيطان قال العبد الضعيف فيه ابطال للغلو في المجاهدة انتهى القول۔

المتن قوله تعالى اولو كان اباءهم لا يعقلون شيئا ولا يهتدون قال العبد الضعيف فيه ان من ثبت كونه عاقلا مهتديا اجمالا يجوز اتباعه مطلقا وهذا اصل لاتباع المشايخ بلا تلعثم ولا تردد انتهى القول۔

المتن قوله تعالى صم بكم الخ قال العبد الضعيف فيه اثبات للمدركات الروحانية انتهى القول

المتن قوله تعالى كلوا من طيبات ما رزقناكم واشكروا لله قال العبد الضعيف فيه ان تناول الطيبات قد يفضي الى حب الله تعالى وشكره فيستحسن انتهى القول۔

المتن قوله تعالى ما ياكلون في بطونهم الا النار

محبت رکھتے ہیں جیسی اللہ تعالیٰ سے ہے) انہیں اصل ہے اُنکی کہ شرکت فی المحبت پر اطلاق شرک کا کر دیتے ہیں۔

قوله تعالیٰ والذين امنوا اشد حبا لله (ترجمہ اور جو مومن ہیں اُن کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ نہایت قوی محبت ہے) اسمیں دلالت ہے کہ مطلق محبت غیر اللہ کی محبت الٰہیہ کی منافی نہیں (جیسا کہ لفظ اشد سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی درجہ میں دوسرے کی بھی محبت ہے)

قوله تعالیٰ كذلك يريهم الله اعمالهم حسرات (ترجمہ اللہ تعالیٰ یوں ہی ان کی بد اعمالیوں کو خالی ارمان کر کے اُن کو دکھلا دینگے) اسمیں بعض تفاسیر کی بنا پر اصل ہے اُنکی کہ تمثل اعمال کے قائل ہوئے ہیں۔

قوله تعالیٰ كلوا مما في الارض حلالا طيبا ولا تتبعوا خطوات الشيطان (ترجمہ جو چیزیں زمین میں موجود ہیں اُن میں سے حلال پاک چیزوں کو کھاؤ اور شیطان کے قدم بقدم مت چلو) اسمیں ابطال ہے غلو فی المجاہدہ کا۔

قوله تعالیٰ اولو كان اباءهم لا يعقلون شيئا ولا يهتدون (ترجمہ کیا اگرچہ اُن کے باپ دادا نہ کچھ سمجھ رکھتے ہوں اور نہ ہدایت رکھتے ہوں) اسمیں دلالت ہے اسپر کہ جس شخص کا صاحب عقل و اہتدا ہونا اجمالاً بھی ثابت ہو جاوے اُس کا اتباع مطلقاً جائز ہے اور یہ اصل ہے بلا تردد مشائخ کے اتباع کرنے کی۔

قوله تعالیٰ صم بكم عمي (ترجمہ بہرے ہیں گونگے ہیں اندھے ہیں) اسمیں مدرکات روحانیہ کا اثبات ہے۔

قوله تعالیٰ كلوا من طيبات ما رزقناكم واشكروا لله (ترجمہ جو پاک چیزیں ہمنے تم کو مرحمت فرمائی ہیں اُن میں سے کھاؤ اور حق تعالیٰ کی شکر گذاری کرو) یہ دال ہے اسپر کہ طیبات مستلذات کا تناول کرنا کبھی حق تعالیٰ کی محبت اور شکر تک پہونچا دیتا ہے اس طرح وہ مستحسن ہوگا۔

قوله تعالیٰ ما ياكلون في بطونهم الا النار (ترجمہ اور

٥٦ عدم منافاة مطلق محبة الغير لمحبة الله — مطلق محبت غیر کا محبت حق کے منافی نہ ہونا

٥٧ تمثل الاعمال — تمثل اعمال

٥٨ ابطال الغلو في المجاهدة — غلو فی المجاہدہ کا ابطال

٥٩ اتباع الشيوخ بلا تلعثم — بلا تردد شیخ کا اتباع

٦٠ اثبات المدركات الروحانية — حواس روحانیہ کا اثبات

٦١ تناول اللذات قد يفضي الى الحب — تناول لذات کا مستحسن ہونا

قال العبد الضعیف فیه ما قد قالوا فی حقائق الاعمال [٦٣] انتهی القول

المتن قوله تعالیٰ لیس البر ان تولوا الخ قال العبد الضعیف فیه ان الصورة [٦٤] لا تعتبر بدون المعنی انتهی القول

المتن قوله تعالیٰ وآتی المال علیٰ حبه الخ قال العبد الضعیف ان عاد الضمیر الی المال یدل علی عدم ضرر حب المال [٦٥] مطلقاً وان الی الله تعالیٰ دل علیٰ طریق العشاق [٦٦] انهم یحبون الله تعالیٰ فقط لا غیره ولو کان ثواباً انتهی القول۔

المتن قوله تعالیٰ ولکم فی القصاص حیٰوة قال العبد الضعیف فسرها بعضهم بالحیٰوة الاخرویة فالمعنی ان القاتل اذا اقتص منه فی الدنیا لم یؤاخذ بحق المقتول فی الاخرة اما مطلقاً عند الجمهور واما بعد تسلیم القاتل لنفسه عند الحنفیة فیؤید علیٰ هذا التفسیر کون البقاء [٦٧] فی الفناء انتهی القول۔

المتن قوله تعالیٰ ان ترک خیراً ای مالاً قال العبد الضعیف فی هذا التعبیر ان ملک المال [٦٨] لا ینافی التقوی الکامل مع اداء حقوقه انتهی القول۔

المتن قوله تعالیٰ کتب علیکم الصیام الی قوله لعلکم تتقون قال العبد الضعیف فیه بیان ثمرة المجاهدة ففیه مسئلتان احدهما کون المجاهدة [٦٩] نافعة ثانیتهما کون بیان ثمراتها مشروعة کما یتفق للشیوخ اذا راوا فیه مصلحة انتهی القول

المتن قوله تعالیٰ فانی قریب قال العبد الضعیف ظاهره یدل علی الاحاطة [٧٠] الذاتیه والقرب

کچھ نہیں اپنے شکم میں آگ بھر رہے ہیں) اسمیں اصل ہے اسکی [٦٣] کہ جسکے حقائق اعمال میں قائل ہوئے ہیں۔

قولہ تعالیٰ لیس البر ان تولوا الخ (ترجمہ کچھ سارا کمال اسی میں نہیں کہ تم اپنا منہ مشرق کو کرو) اسمیں دلیل ہے اسپر کہ صورت [٦٤] محضہ بدون معنی کے معتبر نہیں۔

قولہ تعالیٰ وآتی المال علیٰ حبہ الخ (ترجمہ اور مال دیتا ہو اللہ کی محبت میں) اگر حبہ میں ضمیر مال کی طرف راجع ہو تو آیت دلیل ہے اسکی کہ حب مال [٦٥] مطلقاً مضر نہیں اور اگر اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہو تو آیت دلیل ہے طریق عشاق [٦٦] پر کہ وہ صرف حق تعالیٰ ہی سے محبت رکھتے ہیں (ترجمہ یہی صرف اُسی کی محبت کرتے ہیں) غیر اللہ سے محبت (بالذات) نہیں کرتے اگرچہ وہ ثواب ہی ہو۔

قولہ تعالیٰ ولکم فی القصاص حیٰوة (ترجمہ اور قصاص میں تمہاری جانوں کا بڑا بچاؤ ہے) بعض نے اسکی تفسیر حیوۃ اخرویہ کے ساتھ کی ہے پس معنی یہ ہوں گے کہ قاتل سے جب دنیا میں قصاص لیلیا جاوے پھر اُس سے حق مقتول کا آخرت میں مواخذہ نہو گا جمہور کے نزدیک تو مطلقاً اور حنفیہ کے نزدیک قاتل کے تسلیم نفس کے بعد پس اس تفسیر پر آیت دال ہوگی فنا [٦٧] کو اندر بقا ہونیپر۔

قولہ تعالیٰ ان ترک خیراً ای مالاً الخ (ترجمہ بشرطیکہ کچھ مال بھی ترکہ میں چھوڑا ہو) اس تعبیر میں دلالت ہے اسپر کہ مال کا مالک [٦٨] ہونا تقوی کامل کے منافی نہیں جبکہ اُسکے حقوق ادا ہوتے رہیں۔

قولہ تعالیٰ کتب علیکم الصیام الی قولہ لعلکم تتقون (ترجمہ تم پر روزہ فرض کیا گیا ہے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا اس توقع پر کہ تم متقی بن جاؤ) اسمیں بیان ہے ثمرۂ مجاہدہ کا پس اسمیں دو مسئلے ہیں ایک مجاہدہ کا [٦٩] نافع ہونا دوسرا اوسکے ثمرات کے بیان کا مشروع ہونا جیسا کہ شیوخ جب مصلحت دیکھتے ہیں اسکو بیان کرتے ہیں۔

قولہ تعالیٰ فانی قریب (ترجمہ تو میں قریب ہی ہوں) اس کا ظاہر احاطہ ذاتیہ [٧٠] و قرب ذاتی پر دلالت

الیٰ انتھی القول۔

المتن قولہ تعالیٰ احل لکم لیلۃ الصیام الرفث قال العبد الضعیف فیہ تعدیل المجاھدۃ انتھی القول

کرتا ہے۔

قولہ تعالیٰ احل لکم لیلۃ الصیام الرفث (ترجمہ تم لوگوں کے واسطے روزہ کی شب میں اپنی بیبیوں سے مشغول ہونا حلال کر دیا گیا) اسمیں مجاہدہ کی تعدیل ہے

المتن قولہ تعالیٰ یسئلونک عن الاھلۃ قل ھی مواقیت قال العبد الضعیف فیہ دلیل عن الاعراض عن الفضول وعلی ان للشیخ ان ینھی عن بعض الاسئلۃ صریحاً او بان یجیب عن غیر ما سألہ انتھی القول

قولہ تعالیٰ یسئلونک عن الاھلۃ قل ھی مواقیت۔ (ترجمہ آپ سے چاندوں کی حالت کی تحقیقات کرتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ وہ چاند آلہ شناخت اوقات ہیں اسمیں اعراض عن الفضول پر دلیل ہے اور اسپر بھی کہ شیخ کو حق ہے کہ بعض سوالات سے منع کر دے خواہ صریحاً خواہ اسطور سے کہ جو اس سے پوچھا گیا ہے اس کا جواب نہ دے دوسرا جواب دیدے اور احکام قصاص و وصیت و صیام میں اور بھی اشارات ہیں چنانچہ قصاص میں قوۃ سبعیہ کے عدوان کا ازالہ ہے اور وصیت میں قوۃ ملکیہ کے نقصان کا ازالہ ہے اور صیام میں قوۃ بہیمیہ کے تسلط کا ازالہ ہے۔

المتن قولہ تعالیٰ ولیس البر بان تاتوا البیوت من ظھورھا قال العبد الضعیف فیہ ذم التشبہ بالباطل ولو فی العادات والرسوم انتھی القول۔

قولہ تعالیٰ ولیس البر بان تاتوا البیوت من ظھورھا (ترجمہ اور اسمیں کوئی فضیلت نہیں کہ گھروں میں انکی پشت کی طرف سے آیا کرو) اسمیں مذمت ہے تشبہ اہل باطل کی اگرچہ رسوم و عادات ہی میں ہو

المتن قولہ تعالیٰ ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ قال العبد الضعیف فسر بترک الغزو والانفاق فدل علی اعتبار المعانی وکونھا راجحۃ علی الصورۃ حیث سمی ما ھو ضد التھلکۃ صورۃ تھلکۃ باعتبار المعنی انتھی القول۔

قولہ تعالیٰ ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ (ترجمہ اور اپنے آپ کو اپنے ہاتوں تباہی میں مت ڈالو) اس کی تفسیر یہ بھی کیگئی ہے کہ غزوہ اور انفاق فی الغزوہ مت چھوڑو پس یہ دلیل ہے اسپر کہ اعتبار معانی کو صورت پر ترجیح ہے کہ جو چیز صورۃً تہلکہ کی ضد ہے اسکو معنی کا اعتبار کر کے تہلکہ فرمایا گیا

المتن قولہ تعالیٰ ذلک لمن لم یکن اھلہ حاضری المسجد الحرام ودونک اشارۃ الی التمتع عند الحنفیۃ اذ لا متعۃ ولا قران للمکی وانما ھما للآفاقی فقط قال العبد الضعیف ولو قیل فی حکمتہ ابقاء الوقت واخلاء البیت لطواف البادین دل علی ان الحاضرین فی خدمۃ الشیخ علیھم ان یراعوا المسافرین الواردین علیہ انتھی القول

قولہ تعالیٰ ذلک لمن لم یکن اھلہ حاضری المسجد الحرام (ترجمہ یہ اس شخص کے لئے ہے جس کے اہل مسجد حرام کے قرب میں نہ رہتے ہوں) ذلک کا مشار الیہ حنفیہ کے نزدیک تمتع ہے (اور اسی کے حکم میں قران ہے) سو مکی کیلئے قران اور تمتع نہیں ہے۔ وہ دونوں صرف آفاقی کے لئے ہیں بندہ کہتا ہے کہ اگر اسکی حکمت میں یہ کہا جاوے کہ مقصود آفاقیین کے لئے وقت کا باقی رکھنا اور بیت کا خالی رکھنا ہے تو اس بنا پر یہ آیت اسپر دلالت کریگی کہ جو لوگ شیخ کی خدمت میں پہلے سے حاضر ہیں ان کو چاہئے کہ ان مسافرین کی رعایت کریں جو شیخ کے پاس آتے ہیں۔

تعدیل المجاھدۃ ۔ مجاہدہ کی تعدیل

اعراض عن الفضول ۔ اعراض عن الفضول

النھی عن بعض الاسئلۃ ۔ بعض سوالوں کو منع کر دینا

اصلاح قوت سبعیہ ۔ تکمیل قوت ملکیہ ۔ اصلاح قوت بہیمیہ

ذم التشبہ باھل الباطل ۔ مذمت تشبہ اہل باطل کا مذموم ہونا

ترجیح المعانی علی الصورۃ ۔ معنی کا صورت پر راجح ہونا

علی الحاضرین عند الشیخ ان یراعوا الواردین علیہ ۔ حاضرین خدمت شیخ کو وارد مسافرین کی رعایت کا لازم ہونا۔

المتن قوله تعالیٰ فلا رفث ولا فسوق الخ قال العبد الضعیف فیه دلالة علیٰ ان علی الخواص مالیس علی العوام کما ان بعض الرفث والفسوق والجدال فی الحج فیه من الشناعة مالیس فیه فی غیر الحج انتهی القول۔

المتن قوله تعالیٰ فان خیر الزاد التقوی قال العبد الضعیف فیه بیان لحکمة الاسباب للضعفاء انتهی القول

المتن قوله تعالیٰ واتقون قال العبد الضعیف هذه کالمقدمة الثانیة للامر بالزاد تقریر المطلوب ان الزاد سبب للتقوی والتقوی واجب ینتج ان الزاد سبب للواجب فهو واجب وهذا یتوقف علی ان مقدمة الواجب واجب فدلت الآیة بهذا الطریق علی ان مقدمة الواجب واجب وهذا اصل کبیر لکثیر من مسائل التصوف مما لم یذهب الیه اهل الظاهر لعدم دقة نظرهم انتهی القول۔

المتن قوله تعالیٰ لیس علیکم جناح ان تبتغوا قال العبد الضعیف فیه دلالة علی ان الاستعانة بالدنیا علی الدین طاعة انتهی القول۔

المتن قوله تعالیٰ فاذکروا الله کذکرکم آباءکم قال العبد الضعیف فیه اصل لتشبیه الحق بالخلق کتشبیه ذکره بذکرهم انتهی القول۔

المتن قوله تعالیٰ ومن تاخر فلا اثم علیه قال العبد الضعیف فیه مساواة الرخصة للعزیمة اذا کان فیها مصلحة حیث ساوی بین عنوانے التعجیل والتاخیر انتهی القول۔

قوله تعالیٰ فلا رفث ولا فسوق الخ (ترجمہ تو پھر نہ کوئی فحش بات ہے اور نہ کوئی بے حکمی ہے الخ) اسمیں دلالت ہے اسپر کہ خواص کے ذمہ بعضی ایسی چیزیں لازم ہوتی ہیں جو عوام کے ذمہ نہیں ہوتیں جیسا کہ بعضی شرم کی باتیں اور اسی طرح فسوق وجدال بحالت حج میں ایسی شناعت ہو کہ غیر حج میں نہیں۔

قوله تعالیٰ فان خیر الزاد التقوی (ترجمہ کیونکہ سب سے بڑی بات خرچ میں بچا رہنا ہے) اسمیں ضعفاء کے لئے اسباب کی حکمت کا بیان ہے۔

قوله تعالیٰ واتقون یا اولی الالباب (ترجمہ اور اے ذی عقل لوگو مجھ سے ڈرتے رہو) یہ امر بالزاد کیلئے مثل مقدمہ ثانیہ کے ہے اور تقریر مطلوب کی یہ ہے کہ زاد سبب ہے تقویٰ کا اور تقویٰ واجب ہے نتیجہ یہ نکلا کہ زاد سبب ہے واجب کا پس وہ بھی واجب ہے اور یہ اسپر موقوف ہے کہ مقدمہ واجب کا واجب ہے پس اس طریق سے آیت اسپر دال ہوئی کہ مقدمہ واجب کا واجب ہے اور یہ تصوف کے مسائل کثیرہ کی اصل ہے جن کی طرف اہل ظاہر کی نظر اسلئے نہیں گئی کہ اُن کی نظر دقیق نہیں ہے۔

قوله تعالیٰ لیس علیکم جناح ان تبتغوا (ترجمہ تمکو اس میں بھی ذرا گناہ نہیں کہ معاش کی تلاش کرو) اسمیں دلالت ہے اسپر کہ دنیا سے دین پر استعانت کرنا بھی طاعت ہے۔

قوله تعالیٰ فاذکروا الله کذکرکم آباءکم (ترجمہ تو حق تعالیٰ کا ذکر کیا کرو جس طرح تم اپنے آبا کا ذکر کیا کرتے ہو) اسمیں اصل ہے تشبیہ حق بالخلق کی جیسا یہاں ذکر حق کو ذکر خلق سے تشبیہ دی گئی۔

قوله تعالیٰ ومن تاخیر فلا اثم علیه (ترجمہ اور جو شخص دو دن میں تاخیر کرے اسپر بھی کچھ گناہ نہیں) اسمیں رخصت کا عزیمت کے ساتھ مساوی ہونا ہے جبکہ اسمیں کچھ مصلحت ہو چنانچہ یہاں تعجیل وتاخیر میں مساواۃ فرمائی۔

المتن قوله تعالى واذا قيل له اتق الله قال العبد الضعيف فيه اصل لترك الوعظ للمتكبرين انتهى القول

المتن قوله تعالى ومن الناس من يشري الخ قال العبد الضعيف فيه فناء النفس فان حاصله ترك دواعيها انتهى القول۔

المتن قوله تعالى ولا تتبعوا خطوات الشيطان قال العبد الضعيف فيه بعد اعتبار سبب النزول اصل لتشدد الصوفية على المناشي دون الاعمال انتهى القول

المتن قوله تعالى هل ينظرون الا ان يأتيهم الله في ظلل من الغمام الآية (قال بعد ذكر توجيهات لاتيان الله تعالى) ولا يخفى ان من علم ان الله تعالى ان يظهر بما شاء وكيف شاء ومتى شاء وانه في حال ظهوره باق على اطلاقه حتى عن قيد الاطلاق ومنزه عن التقييد مبرأ عن التعدد كما ذهب اليه سلف الامة وارباب القلوب من ساداتنا الصوفية قدس الله تعالى اسرارهم لم يحتج الى هذه التكلفات ولم يحم حول هذه التاويلات (فدل الآية على صحة مسئلة المظهرية)

الحاشية قوله تعالى ومن الناس من يعجبك قوله في الحيوة الدنيا الى قوله تعالى الا ان نصر الله قريب ومن باب الاشارة في الآيات ومن الناس من يعجبك قوله في الحيوة الدنيا يدعي المحبة ويتكلم في دقائق الاسرار ويظهر خصائص الاحوال وهو في مقام النفس الامارة ويشهد الله على ما في قلبه

قوله تعالى واذا قيل له اتق الله الخ (ترجمہ اور جب اس سے کوئی کہتا ہے کہ خدا کا خوف کر الخ) اسمیں اصل ہے متکبرین کو وعظ و نصیحت نہ کرنے کی۔

قوله تعالى ومن الناس من يشري الخ (ترجمہ اور بعضا آدمی ایسا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی میں اپنی جان تک صرف کر ڈالتا ہے) اسمیں فنائے نفس پر دلالت ہے کیونکہ اس کا حاصل دواعی نفس کا ترک کرنا ہے۔

قوله تعالى ولا تتبعوا خطوات الشيطان (ترجمہ اور شیطان کے قدم بقدم مت چلو) سبب نزول کے لحاظ کرنیکے بعد اسمیں اصل ہے صوفیہ کے تشدد کرنے کے اعمال سے زیادہ مناشی اعمال پر۔

قوله تعالى هل ينظرون الا ان يأتيهم الله في ظلل من الغمام (ترجمہ یہ لوگ صرف اس امر کے منتظر ہیں کہ حق تعالیٰ اور فرشتے بادل کے سائبانوں میں ان کے پاس آویں) اس آیت کی توجیہ میں جو تاویلات مذکور و مشہور ہیں ظاہر ہے کہ اگر کوئی اسکا قائل ہو جاوے کہ حق تعالیٰ جس طرح چاہے ظہور فرما سکتا ہے اور وہ عین حالت ظہور میں بھی اپنے اطلاق پر باقی ہے یہاں تک کہ قید اطلاق سے بھی مطلق و منزہ ہے جیسا کہ سلف امت کا مذہب تھا اور جیسا کہ حضرات صوفیہ کا مسلک ہے تو وہ شخص ان تاویلات و تکلفات کا محتاج نہ ہوگا پس آیت دلیل ہے مسئلہ مظہریت کے صحیح ہونے پر۔

قوله تعالى ومن الناس من يعجبك قوله في الحيوة الدنيا (ترجمہ اور بعضا آدمی ایسا بھی ہے کہ آپکو اس کی گفتگو جو محض دنیوی غرض سے ہوتی ہے مزہ دار معلوم ہوتی ہے) اسی مدعی محبت و عقیدت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مشابہ اس شخص کی حالت ہے جو محبت الٰہیہ کا دعوی کرتا ہے اور دقائق اسرار میں کلام کرتا ہے اور احوال خاصہ کو ظاہر کرتا ہے حالانکہ بالکل کاذب ہے

من المعارف والاخلاص بزعمه وهو الد الخصام شديد الخصومة لاهل الله تعالى في نفس الامر واذا تولى

یسعی فی الارض لیفسد فیہا بالقاء الشبہ علی ضعفاء المریدین و یہلک الحرث ویصیدہ بجل تمویہاتہ زرع الایمان الثابت فی ریاض قلوب السالکین ویقطع نسل المرشدین واللہ لا یحب الفساد فکیف یدعی ہذا الکاذب محبۃ اللہ ویرتکب ما لا یحبہ واذا قیل لہ اتق اللہ حملتہ الحمیۃ النفسانیۃ حمیۃ الجاہلیۃ علی الاثم لجاجا وعنادا لظہور نفسہ وزعامتہ انہ اعلم باللہ متجانۃ من ناصحہ فحسبہ جہنم ای یکفیہ حبسہ فی سجین الطبیعۃ وظلمانتہا وہذہ صفۃ اکثر ارباب الرسوم الذین حجبوا عن ادراک الحقائق بما معہم من العلوم ومن الناس من یبذل نفسہ فی سلوک سبیل اللہ طلبا لرضاہ ولا یلتفت الی القال والقیل ولا یغلوا لہ بہ فی طلب مولاہ الجلیل۔

یا ایہا الذین آمنوا ادخلوا فی السلم وتسلیم الوجود للہ تعالیٰ والخمود تحت مجاری القدرۃ کلکم وعلیکم کافۃ فان زللتم عن مقام التسلیم والرضاء بالقضاء

قولہ تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا ادخلوا فی السلم (ترجمہ اے ایمان والو اسلام میں پورے پورے داخل ہو) اسمیں اپنی ہستی کو حق تعالیٰ کی طرف تسلیم کردینے پر دلالت ہے

من بعد ما جاءتکم دلائل تجلیات الافعال والصفات فاعلموا ان اللہ عزیز غالب یقہرکم حکیم لا یقہر الا علی مقتضی الحکمۃ ہل ینظرون الا ان یتجلی اللہ سبحانہ فی ظلل صفات قہریۃ من جملۃ تجلیات الصفات وصور ملائکۃ القوی السماویۃ وقضی الامر موصول کل الی ما سبق لہ فی الازل والی اللہ ترجع الامور بالفناء کان الناس امۃ علی الفطرۃ ودین الحق فی عالم الاجمال ثم اختلفوا فی النشاءۃ بحسب اختلاف طبائعہم وغلبۃ صفات نفوسہم واحتجاب کل بمادۃ بدنہ فبعث اللہ النبیین لیدعوہم من الخلاف الی الوفاق ومن الکثرۃ الی الوحدۃ ومن العداوۃ الی المحبۃ فتفرقوا وتحزبوا وتمیزوا فالسفلیون ازدادوا اختلافا وعنادا والعلویون ہداہم اللہ تعالیٰ الی الحق وسلکوا الصراط المستقیم ام حسبتم ان تدخلوا جنۃ المشاہدۃ ومجالس الانس بنور المکاشفۃ ولما یأتکم حال السالکین قبلکم مستہم باساء الفقر وضراء المجاہدۃ وکسر النفس بالعبادۃ حتی تضجروا من طول مدۃ الحجاب وقیل صبرہم عن مشاہدۃ الجمال وطلبوا نصر اللہ تعالیٰ بالتجلی فاجیبوا اذ بلغ السیل الربی وقیل لہم الا ان نصر اللہ برفع الحجاب وظہور آثار الجمال قریب فمن بذل نفسہ وصرف عن غیر مولاہ حسہ وتحمل المشاق بسیف الاشواق ؎

ومن لم یمت فی حبہ لم یعش بہ ودون اجتناء النحل ما جنت النحل

المتن قولہ تعالیٰ ام حسبتم ان تدخلوا الجنۃ وفی الآیۃ رمز الی ان الوصول الی الجناب الاقدس لا یتیسر الا برفض اللذات ومطابقۃ المشاق کما ینبئ عنہ خبر حفت الجنۃ بالمکارہ وحفت النار بالشہوات واخرج الحاکم وصححہ عن ابی مالک قال قال رسول اللہ

قولہ تعالیٰ ام حسبتم ان تدخلوا الجنۃ (ترجمہ کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ جنت میں جا داخل ہوگے) اس آیت میں اس طرف اشارہ ہے کہ بارگاہ قدس تک رسائی بدون ترک لذات وتحمل مجاہدات میسر نہیں اور حدیث حفت الجنۃ بالمکارہ سے اسکی تائید ہوتی ہے۔

صلے اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالیٰ لیجرب احدکم بالبلاء وھو اعلم بہ کما یجرب احدکم ذھبہ بالنار فمنھم من یخرج کالذھب الابریز فذلک الذی نجاہ اللہ تعالیٰ من السیئات ومنھم من یخرج کالذھب الاسود فذلک الذی قد افتتن۔

المتن قولہ تعالیٰ حتی یقول الرسول قال العبد الضعیف فیہ اثبات الطبائع للکاملین انتھی القول

قولہ تعالیٰ حتی یقول الرسول والذین آمنوا معہ متی نصر اللہ (ترجمہ کہ پیغمبر تک اور جو اُن کے ہمراہ اہل ایمان تھے بول اُٹھے کہ اللہ تعالیٰ کی امداد کب ہوگی) اس آیت میں اسپر دلالت ف۹۲ ہے کہ امور طبعیہ کاملین میں بھی رہتے ہیں یہاں تک کہ انبیاء کا گھبرا کر استعجال نصرت اس آیت میں مذکور ہے۔

المتن قولہ تعالیٰ عسٰی ان تکرھوا شیئا قال العبد الضعیف عام ف۹۳ للقبض انتھی القول۔

قولہ تعالیٰ عسٰی ان تکرھوا شیئا وھو خیر لکم (ترجمہ یہ ممکن ہے کہ تم کسی امر کو گراں سمجھو اور وہ تمہارے حق میں خیر ہو) یہ لفظ شئی ف۹۵ قبض کو بھی عام ہے (پس اُسمیں بھی منافع ہوتے ہیں)۔

المتن قولہ تعالیٰ قل العفو قال العبد الضعیف فیہ اصل ف۹۴ لعدم الاذخار انتھی القول

قولہ تعالیٰ قل العفو (ترجمہ آپ فرما دیجئے کہ جتنا آسان ہو) اسمیں اصل ف۹ ہے ذخیرہ نہ رکھنے کی (جیسا بہت سے بزرگوں کا مذاق ہے)

المتن قولہ تعالیٰ فان فاؤا قال العبد الضعیف ای الی النکاح ففیہ دلالۃ ف۹۵ الی ان النکاح لا ینافی الفقر انتھی القول۔

قولہ تعالیٰ فان فاؤا الخ (ترجمہ سو اگر یہ لوگ رجوع کریں) مراد رجوع الی النکاح ہے پس یہ دال ف۹۷ ہوا اسپر کہ نکاح منافی نہیں درویشی کے۔

المتن قولہ تعالیٰ الطلاق مرتان قال العبد الضعیف فیہ دلالۃ علے ان التعجیل ف۹۷ فی ترک التعلقات خلاف المصلحۃ فانہ قد یعرض الندامۃ انتھی القول

قولہ تعالیٰ الطلاق مرتان ای مرۃ بعد مرۃ (ترجمہ وہ طلاق دو مرتبہ ہے) اسمیں اسپر دلالت ف۹۸ ہے کہ ترک تعلقات میں تعجیل کرنا خلاف مصلحت ہے کیونکہ اسمیں کبھی ندامت ہوتی ہے۔

المتن قولہ تعالیٰ ولا تمسکوھن ضرارا لتعتدوا قال العبد الضعیف فیہ ف۹۹ ان ما افضی الی المذموم مذموم وھذا اصل کبیر لکثیر من فروع التصوف انتھی القول

قولہ تعالیٰ ولا تمسکوھن ضرارا لتعتدوا (ترجمہ اور اُن کو تکلیف پہونچانے کی غرض سے مت رکھو) اسمیں اسپر دلالت ف۹۹ ہے کہ جو امر مفضی الی المذموم ہو وہ مذموم ہے چنانچہ امساک بغرض اعتداء سے نہی فرمائی اور یہ تصوف کی فروع کثیرہ کی اصل ہے۔

المتن قولہ تعالیٰ فلا تعضلوھن الی قولہ ذلکم ازکی لکم قال العبد الضعیف فیہ ف۹۸ ان المباح لا ینبغی التشدد فی المنع عنہ اذا لم یفض الی مفسدۃ لاسیما اذا افضی الامتناع عنہ الی مفسدۃ انتھی القول۔

قولہ تعالیٰ فلا تعضلوھن الی قولہ ذلکم ازکی لکم (ترجمہ تو تم اُن کو اس امر سے مت روکو کہ وہ اپنے شوہروں سے نکاح کریں الخ) اسمیں اسپر دلالت ف۱۰۰ ہے کہ امر مباح سے منع کرنے میں تشدد نہ کیا جاوے جب اُس مباح میں کوئی مفسدہ نہ ہو اور خصوص جبکہ اُسکے ترک میں کوئی مفسدہ ہو۔

المتن قولہ تعالیٰ ولا جناح علیکم فیما عرضتم الآیۃ قال العبد الضعیف فیہ ان یراعی ضعف الطالب فی الامر بالمجاہدۃ انتہی القول۔

قولہ تعالیٰ۔ ولا جناح علیکم فیما عرضتم (ترجمہ اور تم پر کوئی گناہ نہیں ہوگا جو ان مذکورہ عورتوں کو پیغام دینے کو بارہ میں کوئی بات اشارۃً کہو) اسمیں اسپر دلالت ہو کہ امر بالمجاہدہ میں طالب کے ضعف کی رعایت ضروری ہے۔

المتن قولہ تعالیٰ وان تعفوا اقرب قال العبد الضعیف فیہ تعلیم بعلو الہمۃ وترک الاسراف انتہی القول

قولہ تعالیٰ وان تعفوا اقرب للتقوی (ترجمہ اور تمہارا معاف کردینا تقوی سے زیادہ قریب ہے) اسمیں تعلیم ہے علو ہمت اور ترک اسراف کی (کہ مردوں کو ترغیب دی تکمیل مہر کی اور یہ کہ عورتوں کے معاف کرنیکا انتظار نہ کریں)

المتن۔ قولہ تعالیٰ فرجالا اور کبانا قال العبد الضعیف فیہ التخفیف فی الاعمال عدداً وھیئۃً انتہی القول

قولہ تعالیٰ فرجالا اور کبانا (ترجمہ تو کھڑے کھڑے یا سواری پر چڑھے چڑھے) اسمیں اصل ہو تخفیف اعمال کی عدداً بھی اور ہیئۃً بھی (کہ سفر میں قصر ہوا اور ہیئت میں توسع ہوگیا)

الحاشیۃ قولہ تعالیٰ واللہ یقبض ویبسط والیہ ترجعون قال العبد الضعیف دل بعموم الالفاظ علی ان المرجح فی القبض والبسط ھو اللہ تعالیٰ فکلاھما محمود لکونہ موصلا الی اللہ تعالیٰ ومرأۃ لظہور تجلیاتہ تعالیٰ انتہی القول

قولہ تعالیٰ۔ واللہ یقبض ویبسط والیہ ترجعون۔ (ترجمہ اور اسکی کرتے ہیں فراخی کرتے ہیں) اسمیں اس طرف بھی رمز ہے کہ مرجع قبض اور بسط دونوں میں حق تعالیٰ ہو کیونکہ دونوں موصل الی اللہ اور اسکے ظہور تجلیات کے آئینے ہیں پس دونوں محمود ہیں۔

المتن۔ قولہ تعالیٰ یأتیکم التابوت قال العبد الضعیف فیہ التبرک باٰثار الصالحین انتہی القول۔

قولہ تعالیٰ یاتیکم التابوت فیہ سکینۃ (ترجمہ تمہارے پاس وہ صندوق آجاویگا جسمیں تسکین کی چیز ہے) اسمیں اصل ہے آثار صالحین سے برکت حاصل کرنے کی۔

المتن قولہ تعالیٰ تلک الرسل الخ قال العبد الضعیف فیہ ان لا یفضل بعض الاولیاء ولا یرجحہ علی بعض بالرأی المحض ویجوز ذکر الفضائل لقولہ تعالیٰ منہم من کلم اللہ الخ انتہی القول۔

قولہ تعالیٰ تلک الرسل الخ (ترجمہ یہ حضرات مرسلین ایسے ہیں الخ) اسمیں دلالت ہے اسپر کہ بعض اولیاء کو بعض اولیاء کو بعض پر رائے محض سے ترجیح دینا نہ چاہیے البتہ اُنکے واقعات ذکر کردینا جائز ہے جیسا کہ یہاں مذکور ہو منہم من کلم اللہ الخ

المتن قولہ تعالیٰ لا انفصام لہا قال العبد الضعیف دلیل علی عدم قطع النسبۃ بعد حصولہا انتہی القول

قولہ تعالیٰ لا انفصام لہا (ترجمہ جسکو کسی طرح شکستگی نہیں) اسمیں دلیل ہے اسپر کہ نسبت مع اللہ (جو کہ عروہ وثقی ہے) حصول کے بعد منقطع نہیں ہوتی۔

المتن قولہ تعالیٰ اللہ ولی الذین اٰمنوا قال العبد الضعیف فیہ اثبات الولایۃ العامۃ انتہی القول۔

قولہ تعالیٰ اللہ ولی الذین اٰمنوا (ترجمہ اللہ تعالیٰ ساتھی ہے اُن لوگوں کا جو ایمان لائے) اسمیں اثبات ہے ولایت عامہ کا۔

المتن قوله تعالیٰ اذ قال ابراهیم ربی الذی یحیی الخ قال العبد الضعیف فیه ان المحاجة اذا احتیج الیها لضرورة الدین لاینافی التجرید والتفرید خصوصاً للکامل وفیه ایضاً ابطال المداهنة انتهی القول ۔

قوله تعالیٰ اذ قال ابراهیم ربی الذی یحیی الخ (ترجمہ جب ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ میرا رب ایسا ہے کہ جلاتا ہے)۔ اسمیں دلالت ہے اسپر کہ مباحثہ کرنا جبکہ ضرورت دینیہ داعی ہو تجرید و تفرید کے منافی نہیں خصوص کامل کے لئے نیز اس میں ابطال ہے مداہنت کا۔

المتن قوله تعالیٰ قال بلی ولکن لیطمئن قلبی قال العبد الضعیف عدم السکون لاینافی الایمان والعرفان و هذه الطمانیة کانت مناسبة لمقام النبوة وهی فوق الطمانیة التی هی مناسبة لمقام الصدیقیة التی لم تکن مفقودة له ولا الاولی متحققة للصدیقین ابداً فلا یلزم مزیة القائل لو کشف لی الغطاء ما ازددت یقیناً ای طمانیة علی الخلیل علیه السلام فان هذه الطمانیة هی التی هی مناسبة لمقام الصدیقیة ولم یکن الخلیل علیه السلام فاقداً لها قط ولا طالباً لها انتهی القول ۔

قوله تعالیٰ قال بلی ولکن لیطمئن قلبی (ترجمہ انھوں نے عرض کیا کہ یقین کیوں نہ لاتا ولیکن اس غرض سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ میرے قلب کو سکون ہو جاوے) اسمیں یہ مسئلہ مذکور ہے کہ عدم سکون کو ایمان و عرفان سے منافاۃ نہیں اور یہ طمانیت مقام نبوت کے مناسب تھی اور یہ اس طمانیت سے فوق ہے جو کہ مقام صدیقیت و ولایت کے مناسب ہے جو ان سے مفقود نہ تھی اور نہ پہلی طمانیت صدیقین کو کبھی میسر ہے پس جس بزرگ کا قول ہے لو کشف لی الغطاء ما ازددت یقیناً ای طمانیة اس قائل کا حضرت خلیل علیہ السلام سے افضل ہونا لازم نہیں آیا کیونکہ یہ وہ طمانیت ہے جو مقام صدیقیت کے مناسب ہے اور حضرت خلیل علیہ السلام نہ اسکے فاقد تھے اور نہ اسکے طالب ۔

الحاشیه قوله تعالیٰ فخذ اربعة من الطیر قد یقال اشار سبحانه بالاربعة من الطیر الی القوی الاربعة التی تمنع العبد عن مقام العیان وشهود الحیاة الحقیقیة وورد فی اثر انها کانت طاوساً ودیکاً وغراباً وحمامة ولعل الطاوس اشارة الی العجب والدیک الی الشهوة والغراب الی الحرص والحمامة الی حب الدنیا لالفها الوکر والبرج وفی اثر بدل الحمامة بطة وفی آخر نسر وکان الاول اشارة الی الشره الغالب والثانی الی طول الامل ۔

قوله تعالیٰ فخذ اربعة من الطیر الخ (ترجمہ اچھا تو تم چار پرندے لے لو) اسمیں اشارہ ہے چار قوی کی طرف جو معاینہ و حیات حقیقیہ سے مانع ہیں سو طاؤس سے عجب کی طرف اور مرغ سے شہوت کی طرف اور غراب سے حرص کی طرف اور کبوتر سے حب دنیا کی طرف جیسا کہ وہ اپنے آشیانہ سے مانوس ہوتا ہے اور بعض آثار میں بجائے کبوتر کے بط اور بعض میں کرگس آیا ہے اول اشارہ ہے حرص غالب کی طرف اور ثانی طول امل کی طرف (پس ان کا افنا مجاہدہ کا طریق ہے)

ومعنی فصرهن الیک ضمهن واملهن الیک بضبطها ومنعها الی الخروج الی طلب لذاتها والشروع الی مالوفاتها وفی الاثر انه علیه السلام امر ان یذبحها وینتف ریشها ویخلط لحومها ودماءها بالدق ویحفظ رؤسها عنده ای یمنعها عن افعالها ویزیل هیئاتها عن النفس ویقمع دواعیها وطبائعها وعاداتها بالکلیة

وبقی اصولها فیه ثم امران تجعل علی کل جبل من الجبال التی حضرته وهی العناصر الاربعة التی هی ارکان بدن نص جزأ منهن وکانه علیه الصلوٰة والسلام امر بتقطیعها وامانتها حتی لا یبقی الا اصولها المرکوزة فی الوجود و المواد المعدة فی طبائع العناصر التی هی فیه وفی روایة ان الجبال کانت سبعة فعلی هذا یشیر بها الی الاعضاء السبعة التی هی اجزاء البدن فی اخری انها کانت عشرة وعلیها ربما تکون اشارة الی الحواس الظاهرة والباطنة واشار سبحانه بالامر بالدعاء الی انه اذا کانت هاتیک الصفات حیة بحیاتها کانت غیر منقادة وحشیة ممتنعة عن قبول الامر فاذا قتلت کانت حیة بالحیوٰة الحقیقیة الموهوبة بعد الفناء والمحو وهی حیاة العبد وعند ذلک تکون مطیعة منقادة متی دعیت اتت سعیا وامتثلت طوعا وذلک هو الفوز العظیم

المتن قوله تعالیٰ لا تبطلوا صدقاتکم بالمن والاذی قال العبد الضعیف فیه ذم المن علی المرید بلا مصلحة انتهی القول

قوله تعالیٰ لا تبطلوا صدقاتکم بالمن والاذی (ترجمہ اے ایمان والو تم احسان جتلا کر یا ایذا پہونچا کر اپنی خیرات کو برباد مت کرو) اسمیں بالحاق افاده بالتصدق دلالت ہے کہ مرید پر بلا مصلحت احسان جتلانا مذموم ہے۔

المتن قوله تعالیٰ رئاء الناس قال العبد الضعیف فیه ذم الریاء انتهی القول۔

قوله تعالیٰ رئاء الناس (ترجمہ لوگوں کو دکھلانے کی غرض سے) اسمیں مذمت ہے ریا کی۔

المتن قوله تعالیٰ وتثبیتا من انفسهم قال العبد الضعیف دلیل ان الاعمال کما تقصد للاجر تقصد لاصلاح النفس انتهی القول۔

قوله تعالیٰ وتثبیتا من انفسهم (ترجمہ اور اس غرض سے اپنے نفسوں میں پختگی پیدا کریں) اسمیں دلیل ہے کہ اعمال صالحہ جسطرح اجر مقصود ہوتا ہے اسی طرح اصلاح نفس بھی اُن سے مقصود ہے

المتن قوله تعالیٰ الشیطان یعدکم الفقر الی قوله ومن یؤت الخ قال العبد الضعیف فیه العلاج بالعلم کالعلاج بالعمل فیما قبله من قوله تعالیٰ انفقوا انتهی القول

قوله تعالیٰ الشیطان یعدکم الفقر الی قوله ومن یؤت الخ (ترجمہ شیطان تم کو محتاجی سے ڈراتا ہے الخ) اسمیں بخل کا علاج ہے علم سے جیسا اسکے ماقبل میں علاج ہے عمل سے۔

المتن قوله تعالیٰ ان تبدوا الصدقات الی قوله خیر لکم قال العبد الضعیف فیه الخیار فی الجهر والاسرار للعمل والذکر مع فضل الاسرار فی نفسه اذا لم یکن فی مقابلة مصلحة انتهی القول۔

قوله تعالیٰ ان تبدوا الصدقات الی قوله خیر لکم (ترجمہ اگر تم ظاہر کرکے دو صدقوں کو تب بھی اچھی بات ہے اور اگر اُن کا اخفا کرو اور فقیروں کو دیدو تو یہ اخفا تمھارے لئے زیادہ بہتر ہے) اسمیں یہ مسئلہ ہے کہ عمل کے اعلان واخفا میں اختیار ہے اور ساتھ ہی اخفا کی افضلیت بھی ہے جب اعلان میں کوئی خاص مصلحت نہو

المتن قوله تعالیٰ لیس علیک هداهم قال العبد الضعیف فیه عدم التصدی وترک

قوله تعالیٰ لیس علیک هداهم (ترجمہ ان کو ہدایت پر لے آنا کچھ آپ کے ذمہ نہیں) اسمیں اسپر دلالت ہے کہ کسی کے

المبالغۃ فی التدبیر انتہی القول۔

زیادہ دے دیتے تھے اور تدبیر میں زیادہ مبالغہ نہ کرے (کیونکہ عدم تصدق علی الکفار کا بطور تدبیر کے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے امر فرمایا تھا)

المتن قولہ تعالیٰ وما تنفقوا من خیر فلانفسکم وما تنفقون الا ابتغاء وجہ اللہ قال العبد الضعیف فیہ ان ارادۃ[ف۱۱۷] الثواب لاینافی الخلوص للہ تعالیٰ کما یزعمہ الجہلۃ انتہی القول

قولہ تعالیٰ وما تنفقوا من خیر فلانفسکم وما تنفقون الا ابتغاء وجہ اللہ (ترجمہ اور جو کچھ تم خرچ کرتے ہو اپنے فائدہ کی غرض سے کرتے ہو اور تم اور کسی غرض سے خرچ نہیں کرتے بجز رضا جوئی ذات پاک حق تعالیٰ کی) اسمیں دلیل[ف۱۱۹] ہے اسپر کہ ثواب کا قصد کرنا خلوص للہ کے منافی نہیں جیسا بعض جہلا صوفیہ نے سمجھا ہے (چنانچہ آیت میں دونوں قصد کو جمع فرمایا ہے)

المتن قولہ تعالیٰ احصروا قال العبد الضعیف فیہ اولویۃ[ف۱۱۸] ترک اسباب المعیشۃ للفقیر المشتغل بالاٰخرۃ وان لم یتنافیا انتہی القول۔

قولہ تعالیٰ احصروا فی سبیل اللہ الخ (ترجمہ مقید ہو گئے ہوں اللہ کی راہ میں) اسمیں دلیل ہے کہ فقیر[ف۱۲۰] مشتغل بالآخرۃ کو اسباب معیشت کا ترک کرنا اولیٰ ہے اگرچہ اس اشتغال و کسب میں کچھ تنافی بھی نہ ہو۔

المتن قولہ تعالیٰ یحسبہم الجاہل اغنیاء قال العبد الضعیف فیہ عدم الترقی[ف۱۱۹] بزی خاص یتمیز بہ عن العوام انتہی القول۔

قولہ تعالیٰ یحسبہم الجاہل اغنیاء الخ (ترجمہ ناواقف انکو تونگر خیال کرتا ہے) اسمیں اصل[ف۱۲۱] ہے اسکی کہ ایسی کوئی خاص وضع نہ بنائے جس سے عوام اہل دنیا سے ممتاز ہو۔

المتن قولہ تعالیٰ فاکتبوہ قال العبد الضعیف فیہ ان اصلاح[ف۱۲۰] نظام المعاشرات والعادات لاینافی الطریق انتہی القول۔

قولہ تعالیٰ فاکتبوہ (ترجمہ اسکو لکھ لیا کرو) اسمیں ثبوت[ف۱۲۲] ہے اس کا کہ معاشرات و عادات کے نظام کی اصلاح طریق کے منافی نہیں۔

المتن قولہ تعالیٰ اٰثم قلبہ قال العبد الضعیف فیہ ان المدار[ف۱۲۱] علی القلب انتہی القول

قولہ تعالیٰ فانہ اٰثم قلبہ (ترجمہ اس کا قلب گنہگار ہوگا) اسمیں دلالت[ف۱۲۳] ہے اسپر کہ اصل مدار قلب پر ہے۔

المتن قولہ تعالیٰ وان تبدوا ما فی انفسکم الخ قال العبد الضعیف فیہ تحقیق حکم اعمال[ف۱۲۲] القلوب انتہی القول

قولہ تعالیٰ وان تبدوا ما فی انفسکم الخ (ترجمہ اور جو باتیں تمہارے نفسوں میں ہیں انکو اگر تم ظاہر کرو گے الخ) اسمیں تحقیق[ف۱۲۴] ہے حکم اعمال قلوب کی۔

المتن قولہ تعالیٰ لانفرق بین احد من رسلہ قال العبد الضعیف فیہ انہ کذلک لایفرق بین الاولیاء[ف۱۲۳] انتہی القول۔

قولہ تعالیٰ لانفرق بین احد من رسلہ (ترجمہ ہم اسکے پیغمبروں میں سے کسی میں تفریق نہیں کرتے) اسی پر قیاس[ف۱۲۵] کیا جاتا ہے کہ اولیاء میں بھی تفریق نہ کرے (کہ ایک سے اعتقاد رکھے دوسرے کا انکار کرے)

المتن قولہ تعالیٰ لایکلف اللہ نفسا الخ قال العبد الضعیف فیہ رعایۃ حال الطالب[ف۱۲۴] فی المجاھدۃ انتہی القول۔

قولہ تعالیٰ لایکلف اللہ نفسا الا وسعہا (ترجمہ اللہ تعالیٰ کسی شخص کو مکلف نہیں بناتا مگر اسی کا جو اسکی طاقت میں ہو) اسمیں دلالت[ف۱۲۶] ہے کہ مجاہدہ میں حال طالب کی رعایت رکھنا چاہئے +

(باقی آئندہ)

الحاشیہ قولہ تعالیٰ اٰمن الرسول الکامل الاکمل بما انزل الیہ من ربہ ای صدقہ بقبولہ والتخلق بہ فقد کان خلقہ صلی اللہ علیہ وسلم القران والترقی بمعانیہ ف١٢٥

قولہ تعالیٰ اٰمن الرسول الخ (ترجمہ اعتقاد رکھتے ہیں رسول الخ) باوجود آپ کے کامل اکمل ہونے کے آپ کے لئے ایمان یعنی کمال زائد کا حکم فرمانا اس پر دلیل ہے کہ ترقی کی انتہا نہیں۔

والتحقق بہ والمؤمنون کل اٰمن باللہ وحدہ مشاھدۃ حین لم یروا فی الوجود سواہ وملٰئکتہ وکتبہ ورسلہ حین رجوعھم الی مشاھد تھم تلک الکثرۃ مظاھر الوحدۃ یقولون لا نفرق بین احد من رسلہ برد بعض وقبول بعض لمشاھدۃ الحق فیھم بالحق وقالوا سمعنا اجبنا ربنا فی کتبہ ورسلہ ونزول ملٰئکتہ واستقمنا فی سیرنا غفرانک ربنا ای اغفر وجوداتنا وصفاتنا واستر ذلک بوجودک وصفاتک فمنک المبدأ والیک المصیر بالفناء فیک

ف١٢٦ لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا الا ما یسعھا ولا یضیق بہ طوقھا واستعدادھا من التجلیات لھا ما کسبت من الخیر والکمالات والکشوف۔

(من الحاشیہ) قولہ تعالیٰ لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا ف١٢٨ یعنی بقدر طاقت واستعداد ہی تجلیات کا ورود ہوتا ہے جس سے تنگی نہ ہو۔

سواء کان ذلک باعتمال اولغیر اعتمال وعلیھا ما اکتسبت وتوجھت الیہ بالقصد من السوء ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا عھدک بمیلنا الی ظلمۃ الطبیعۃ او اخطأنا بالعمل علی غیر الوجہ اللائق بحضرتک ربنا ولا تحمل علینا اصرا وھو عباء الصفات والافعال الحاسبۃ للقلوب من معاینۃ الغیوب کما حملتہ علی الذین من قبلنا من المحتجبین بظواھر الافعال او بواطن الصفات ربنا ولا تحملنا ما لا طاقۃ لنا بہ من ثقل الھجران والحرمان عن وصالک ومشاھدۃ جمالک بحجب جلالک واعف عنا سیئات افعالنا وصفاتنا فانھا سیئات حجبتنا عنک وحرمتنا برد وصالک ولذۃ رضوانک واغفر لنا ذنوب وجودنا فانہ اکبر الکبائر وارحمنا بالوجود الموھوب بعد الفناء انت مولانا ای سیدنا ومتولی امورنا لانا مظاھرک وآثار قدرتک فانصرنا علی القوم الکافرین من قوی نفوسنا الامارۃ وصفاتھا وجنود شیاطین اوھامنا المحجوبین عنک الحاجبین ایانا لکفرھم وظلمتھم۔

قد تمت سورۃ البقرۃ ویتلیھا سورۃ اٰل عمران ان شاء اللہ تعالیٰ۔

سورہ بقرہ تمام ہوئی اور اس کے بعد سورہ آل عمران آتی ہے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

ملحقۃ من رسالۃ التائید المذکور فی اٰخر التمھید

اضافہ از رسالۂ تائید مذکورہ آخر تمہید

سورۃ البقرۃ قولہ تعالیٰ واللہ محیط بالکٰفرین

سورۃ البقرۃ۔ قولہ تعالیٰ واللہ محیط بالکافرین

عہ وھذہ التمھید ھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم حمدا وسلاما دائمین اعلم وفقنی وایاک اللہ تعالیٰ لمعرفۃ الحقیقۃ والتحقق بھا

(بقیہ بر صفحہ ٣٤)

عہ اور اس حاشیہ میں اس رسالہ کی تمہید کا ترجمہ نقل کیا جاتا ہے ہم حمد کرتے ہیں ہمیشہ کیلئے اور سلام بھیجتے ہیں ہمیشہ سے خوب جان لو خدا تعالیٰ

(بقیہ بر صفحہ ٣٤)

وقال فی ایات اخر وکان اللہ بکل شیء محیطا وان ربی بما تعملون محیط وان ربک احاط بالناس وما احاط بما لدیہم وھذہ الایات کلھا دالۃ علی صحۃ قول من یقول من العلماء الصوفیۃ ان اللہ تعالی بکل مکان غیر انھم لا یعلمون کیفیۃ کون مکان اللہ (ای یقولون بالاحاطۃ الذاتیۃ لا محض الاحاطۃ الصفاتیۃ کاھل الظاھر) ولیس من ضرورۃ الاحاطۃ ان یکون المحیط والمحاط علیہ جسما وان تفسیر الاحاطۃ ان لا یکون المحاط علیہ بعیدا من المحیط ولا المحیط بعیدا منہ ثم ان ذلک مشھور بین مشائخ الصوفیۃ نحو جنید و الشبلی وابن عطاء وغیرھم روی عن جنید انہ تکلم عندہ رجل فاشار الی السماء فقال لا تشر الی السماء فانہ معک فھذا دلیل علی انہ لا خصص مکان اللہ تعالی بالعرش ولا بجھۃ دون جھۃ فافھم ویکون الاستواء علی العرش متشابھا اوما ولا علی اختلاف المسلکین وورد فی الحدیث اطلاق المکان حیث قال وارتفاع مکانی)

اور اللہ تعالیٰ سب کافروں کو گھیرے ہوئے ہے۔ اور دوسری آیتوں میں ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہر شے کو گھیرے ہوئے ہے اور بلا شبہ میرا پروردگار اُن کے اعمال کو گھیرے ہوئے ہے اور بلا شبہ آپکے رب نے سب لوگوں کو گھیر رکھا ہے اور خدا تعالیٰ نے اُن کے پاس کی چیزوں کو گھیر رکھا ہے اور یہ سب آیتیں اُن لوگوں کے قول کی صحت پر دال ہیں جنھوں نے علماء صوفیہ میں سے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ ہے مگر لوگوں کو خدا تعالیٰ کے ہر مکان میں ہونے کی کیفیت معلوم نہیں (یعنی یہ حضرات احاطہ ذاتیہ کے بھی قائل ہیں اور اہل ظاہر کی طرح صرف احاطہ صفاتیہ ہی کے قائل نہیں) اور احاطہ کیلئے یہ ضرور نہیں کہ محیط اور محاط دونوں جسم ہوں تفسیر احاطہ کی صرف یہی ہے کہ محاط محیط سے بعید نہ ہو اور نہ محیط محاط سے بعید ہو۔ پھر (جاننا چاہیے کہ) یہ قول جمیع مشائخ صوفیہ میں جیسے جنیدؒ اور شبلیؒ اور ابن عطاءؒ وغیرہ مشہور ہے جنیدؒ سے منقول ہے کہ کسی شخص نے آپ کے سامنے اثناء گفتگو میں آسمان کی طرف اشارہ کیا آپ نے فرمایا آسمان کی طرف اشارہ نہ کر کیونکہ وہ تیرے ساتھ ہے سو یہ دلیل ہے اس بات کی کہ حضرت جنیدؒ نے اللہ تعالیٰ کے مکان کو عرش کے ساتھ خاص نہیں کیا اور نہ ایک جہت کے ساتھ دوسری جہت کو چھوڑ کر خاص کیا خوب سمجھ لو (اور استواء علی العرش یا تو متشابہ ہوگا یا مأول ہوگا علی حسب اختلاف المسلکین) اور حدیث میں لفظ مکان کا اطلاق آیا ہے جیسا کہ فرمایا اور قسم ہے میرے مکان کی بلندی کی)

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۲) انی لما فرغت من تالیف رسالۃ حقیقۃ الطریقۃ اتفق لی بعد برھۃ من الزمان السفر الی بھاولفور حین مضی اربعۃ اشھر من سنۃ ۱۳۲۷ الہجرۃ فعثرت ھناک علی کتاب سماہ الکاتب فی الفھرس شواھد احکام الصوفیۃ من القران ففرحت بما لعنت ما رایتہ موافقا لغرض من الرسالۃ المذکورۃ واستعرتہ من مالکہ فاعار لی بارک اللہ فیہ فحملت معہ الی الوطن ورایت ان اضیفہ الیھا بعد تلخیصہ لما فیہ من الطول فی بعض المطالب خفاء الاستدلال فی بعضھا وحیث مست حاجۃ الی تصرف فیہ سوی التلخیص من زیادۃ قلیلۃ وتغییر یسیر احطتہ بقوسین دعیتہ بتائید الحقیقۃ بالایات العتیقۃ فبقولہ ابتدائی والی المبلغ انتھائی ۱۲ منہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۳) اور مجھکو حقیقت کے پہچاننے اور اسکے ساتھ متصف ہونیکی توفیق عنایت کرے کہ جب میں رسالہ حقیقۃ الطریقہ کے لکھنے سے فارغ ہوا تو ایک مدت کے بعد جبکہ سنہ ۱۳۲۷ھ کے چار مہینے گذر چکے تھے مجھکو سفر بہاولپور کا اتفاق ہوا اور وہاں مجھکو ایک کتاب ملی جسکا نام کاتب نے فہرست میں شواہد احکام الصوفیہ من القرآن لکھا تھا اسکو دیکھکر بہت خوش ہوا اسلئے کہ اسکو اپنی اُس غرض کے موافق پایا جو رسالہ مذکورہ کے لکھنے سے تھی اور اسکو میں نے مالک سے عاریۃً طلب کیا انھوں نے مجھکو عاریت دی اللہ تعالیٰ انکا بھلا کرے پھر میں اسکو لیکر اپنے وطن آیا پھر مناسب معلوم ہوا کہ اس کتاب کو بھی اسی رسالہ میں خلاصہ کرکے شامل کردوں کیونکہ اسکے بعض مضامین میں کسیقدر طوالت تھی اور بعض میں استدلال خفی تھا اسلئے خلاصہ کرنا پڑا اور اگر تلخیص کے علاوہ کسی اور تصرف کی مثل ایک دو لفظ بڑھانے یا کچھ تغیر تبدل کی ضرورت پیش آئی تو اسکو امتیاز کیلئے قوسین کے اندر محصور کردیا اور نام اسکا تائید الحقیقۃ بالآیات العتیقۃ رکھا

قوله تعالیٰ ادخلوا فی السلم کافة اعلم ان السلم فی التصوف[127] هو موت النفس عن الصفات الذمیمة وعن الدنیا والاخرة مع انه حی قائم لا یتحرک ولا یسکن الا للّٰہ تعالیٰ وما هو خلاف ذلک لیس بسلم لان الخصومة قائمة بعد مالم تمت وشرطنا ان یکون ذلک السلم حال حیوته لان هذا الخطاب للاحیاء فی الدنیا باقامة التکالیف دون اهل المقابر۔

قوله تعالیٰ ادخلوا فی السلم کافة جان تو کہ تسلیم تصوف میں یہ ہے کہ نفس صفات ذمیمہ اور دنیا و آخرت سے مرجاوے[129] باوجودیکہ وہ زندہ اور باقی رہے حرکت کرے تو اللہ ہی کیلئے ساکن ہو تو اللہ ہی کے لئے اور جو اسکے خلاف ہو وہ تسلیم نہیں کیونکہ جتنی کسر نفس کے مرنے میں ہے اتنی ہی منازعت باقی ہے (پس احتمال تسلیم کے خلاف ہے) اور ہمنے اس سلم کیلئے حالت حیوۃ میں شرط اسلئے کی کہ یہ خطاب احکام تکلیفی کے قائم رکھنے کا ان لوگوں کو ہے جو دنیا میں زندہ ہیں اہل قبور کو نہیں۔

قوله تعالیٰ واللّٰہ یقبض ویبسط یقبض احباءه عن[128] کل ماسواه ویبسطهم الیه وهو الجذبة فافهم (یعنی ان الآیة لعموم لفظها یشمل هذا القبض والبسط کما انها تشمل قبض الواردات وبسطها ایضًا)

قوله تعالیٰ واللّٰہ یقبض ویبسط یعنی اللہ تعالیٰ سمیٹ لیتا ہے اور پھیلا دیتا ہے اپنے دوستوں کو ان سے ماسوی اللہ کو چھڑا کر سمیٹ لیتا ہے اور اپنی کشادگی (راہ) کی عنایت فرماتا ہے اور یہی جذبہ[130] کہلاتا ہے سو خوب سمجھ لو (یعنی آیت اپنے عموم الفاظ سے اس قبض و بسط کو شامل ہے جسطرح یہ آیت قبض و بسط واردات کو بھی شامل ہے)

قوله تعالیٰ قال بلیٰ ولکن لیطمئن قلبی هذا دلیل علی ان الایمان یزید فیصیر طمانینة وهو الذی یسمیه الصوفیة یقینا ثم تلک الزیادة یکون بالرویة والوجدان وهذه الایة دالة علی ان الایمان (ای عدم حصول الاطمینان) کائن ولا ینفیه الشک وذلک فی قوله تعالیٰ فان کنت فی شک مما انزلنا الیک الایة وفی قوله علیه السلام نحن احق بالشک من ابراهیم قلت وهو احسن تفاسیر الشک)

قوله تعالیٰ قال بلیٰ ولکن لیطمئن قلبی یعنی عرض کیا ابراہیم علیہ السلام نے (کہ میں ایمان کیوں نہ رکھتا) ولیکن (مشاہدہ احیاء کی اسلئے درخواست کرتا ہوں کہ) تاکہ میرے دل کو اطمینان ہوجاوے یہ آیت اسپر دلیل ہے کہ ایمان بڑھتا ہے بڑھتے بڑھتے اطمینان بن جاتا ہے اور یہ وہی چیز ہے جسکو صوفیہ یقین سے تعبیر کرتے ہیں پھر یہ زیادتی کبھی رویت سے اور کبھی وجدان سے حاصل ہوتی ہے۔ اور یہ آیت دال ہے اسپر کہ ایمان (اس) شک کے ساتھ (یعنی عدم حصول اطمینان کے ساتھ) جمع ہوجاتا ہے اور شک (بالمعنی المذکور) سے اسکی نفی نہیں ہوتی اور یہی معنی مراد ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں۔ تو اگر آپکو اس چیز میں جسکو ہمنے آپ پر اُتارا ہے کچھ شک ہو آخر آیت تک (اور اسی طرح قول نبی صلے اللہ علیہ وسلم میں بھی کہ ہم شک کرنے کے زیادہ مستحق ہیں بہ نسبت ابراہیم علیہ السلام کے۔ میں کہتا ہوں کہ شک کی تفسیروں میں یہ تفسیر سب سے اچھی ہے)

انتهت الملحقة

اضافہ تمام ہوا

سورة آل عمران

المتن قوله تعالى فاما الذين في قلوبهم زيغ الى قوله تعالى والراسخون في العلم يقولون الاية قال العبد الضعيف دلت الاية ف ۱۲۹ على كيفية المعاملة مع الكلام الذي ثبت صدقه ولم يتضح مراده من تصديقه اجمالا من غير تكذيبه ولا تفسيره تفصيلا وبذلك حكموا في كلام اهل الاسرار الذين ثبت صدقهم باحوالهم ولم يتبين مرادهم فالسلامة في ان لا ينكر عليهم ولا يعتقد بظاهره انتهى القول۔

المتن- قوله تعالى يرونهم مثليهم رأى العين قال العبد الضعيف فيه ف ۱۳۰ اثبات للخوارق انتهى القول۔

المتن قوله تعالى زين للناس حب الشهوات الى قوله تعالى قل أؤنبئكم بخير من ذلكم قال العبد الضعيف في قوله الاول بيان للحب الطبعي للدنيا وما فيها والمراد من الناس الجنس والمزين هو الله تعالى كما اخرجه ابن ابي حاتم عن عمر بن الخطاب كما في الروح فهو على هذا ف ۱۳۱ التفسير دال على عدم التكليف بازالة هذا الحب لكونه

سورة آل عمران

قوله تعالى فاما الذين في قلوبهم زيغ سے كل من عند ربنا تک (ترجمہ سو جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ اُس کے اُسی حصہ کے پیچھے ہو لیتے ہیں جو مشتبہ المراد ہے شورش ڈھونڈھنے کی غرض سے حالانکہ اُن کا مطلب بجز حق تعالیٰ کے کوئی اور نہیں جانتا جو لوگ علم میں پختہ کار ہیں وہ یوں کہتے ہیں کہ ہم اس پر یقین رکھتے ہیں سب ہمارے پروردگار کی طرف سے ہیں) اس آیت سے ایسے کلام کے ساتھ معاملہ کرنے کی کیفیت معلوم ہوتی ہے جس کا صادق ہونا ثابت ہو مگر مراد اُسکی واضح نہوئی ہو اور وہ معاملہ یہ ہے کہ ایسے کلام کی اجمالاً تصدیق کیجاوے اور تفصیلاً اُسکی کاوش نکریں اور محققین نے یہی حکم کیا ہے اُن اہل اسرار کے کلام کے باب میں جنکا صدق ف ۱۳۱ اُن کے احوال سے معلوم ہوا اور اُن کی مراد معلوم نہوئی ہو پس سلامتی اسی میں ہے کہ نہ اُن پر انکار کیا جاوے اور نہ اُس کلام کے ظاہر پر اعتقاد کیا جاوے۔

قوله تعالى يرونهم مثليهم رأى العين (ترجمہ یہ کافر اپنے کو دیکھ رہے تھے کہ اُن مسلمانوں سے کئی حصہ ہیں کھلی آنکھوں دیکھنا) اسمیں خوارق عادات کا اثبات ہے۔ ف ۱۳۲

قوله تعالى زين للناس حب الشهوات سے اس قول تک قل أؤنبئكم بخير من ذلكم (ترجمہ خوشنما معلوم ہوتی ہے لوگوں کو محبت مرغوب چیزوں کی عورتیں ہوئیں بیٹے ہوئے لگے ہوئے ڈھیر ہوئے سونے اور چاندی کے نمبر لگے ہوئے گھوڑے ہوئے مواشی ہوئے اور زراعت ہوئی یہ سب استعمالی چیزیں ہیں دنیوی زندگانی کی اور انجام کار کی خوبی تو اللہ ہی کے پاس ہے آپ فرما دیجئے کیا میں

م اعلم انه تحت الحاشية في هذه السورة وما بعدها قليلا وكذلك ومن الاول [illegible] فليعلم الضعيف من اكثر مضامينها الحاشية والثاني كذلك تشمل سورة البقرة في [illegible] منها دار البقاء لعل عمر ما اليه من نفعها علي [illegible] وفادي التحقيق وهم اكثر علماء ۱۲ منه الحاشية علم هذه الحاشية واذا قيل [illegible] من تفسير يوسف البقرة الا كثر ما فيه من الحواشي البعض لا الله ولا وقت الانتظار الثاني لم تبق الحاشية الى هذه الحاشية لكن لا يكون مضمونها مستقلة بل بالافادة الخ القلب ۱۲ منه

ف ۱۲۹ المعاملة مع كلام اهل الاسرار
ف ۱۳۱ اہل اسرار کے کلام کے ساتھ معاملہ
ف ۱۳۰ اثبات الخوارق
ف ۱۳۲ خوارق عادات کا اثبات
ف ۱۳۱ كون الطبع من الاخلاق غير مقدور والعقلي منها مقدورا

طبعیا و فی القول الثانی بیان للحب العقلی للاخرۃ و ما فیھا و کون العبد مکلفا بترجیحہ علی الاول عملاً وھذا اصل کبیر فی الاخلاق کلھا ان منھا ما جبل العبد علیہ فھو غیر مقدور و منھا ما یکسبہ العبد فھو مقدور و من السالکین من یتصدی للاول فیتشوش دائما فیھدیہ المحقق الی تحصیل العقلی و ترک الطبعی فیستریح من اتبعہ انتھی القول۔

تمکو ایسی چیز بتلا دوں جو بہتر ہو ان چیزوں سے) قول اول میں الناس سے مراد جنس ناس ہے اور قرین اللہ تعالیٰ ہیں بروح المعانی میں ابن ابی حاتم کی روایت سے حضرت عمرؓ سے اسکی تائید نقل کی ہے پس اس تفسیر پر یہ قول اسپر دلالت کرتا ہے کہ انسان اس محبت کے ازالہ کا بوجہ اسکے طبعی ہونے کے مکلف نہیں ہے اور دوسرے قول میں بیان ہے آخرت کی حب عقلی کا اور اسکے مکلف ہونے کا اس طرح کہ اسکو عملاً حب اول پر ترجیح دے اور باب اخلاق میں یہ ایک اصل عظیم ہے یعنی اخلاق میں جو مجبول و طبعی ہیں وہ غیر مقدور ہیں اور جو مکسوب ہیں وہ مقدور ہیں بعض سالکین قسم اول کے پیچھے پڑ جاتے ہیں وہ ہمیشہ مشوش رہتے ہیں ان لوگوں کو محقق ہدایت کرتا ہے کہ عقلی کی تحصیل کرو اور طبعی کے درپے مت ہو سو ان محققین کا اتباع کرنے والا راحت میں رہتا ہے۔

المتن قولہ تعالی الصابرین الآیۃ قال العبد الضعیف فی الآیۃ بیان لصفات اولیاء اللہ تعالی انتھی القول

قولہ تعالی الصابرین الآیۃ (ترجمہ صبر کرنے والے ہیں اور راستباز ہیں اور فروتنی کرنے والے ہیں اور خرچ کرنے والے ہیں اور اخیر شب میں گناہوں کی معافی چاہنے والے ہیں) اسمیں اولیاء اللہ کی صفات کا بیان ہے۔

الحاشیۃ قد کان لکم یا معشر السالکین الی مقصد الکل آیۃ دالۃ علی کمالکم و بلوغکم الی ذروۃ التوحید فی فئتین التقتا للحرب فئۃ منھما وھی فئۃ القوی الروحانیۃ التی ھی جند اللہ تعالی تقاتل فی سبیل اللہ و طریق الوصول الیہ و اخری منھما وھی جنود النفس و اعوان الشیطان کافرۃ ساترۃ للحق محجوبۃ عن خطائر الصدق تری الفئۃ الاخیرۃ الفئۃ الاولی بحول عین بصیرتھا مثلیھم عند الالتقاء فی معرکۃ البدن رؤیۃ مکشوفۃ ظاھرۃ لا خفاء فیھا مثل رؤیۃ العین و ذلک لتایید الفئۃ المومنۃ بالانوار الالھیۃ والاشراقات الجبروتیۃ و خذلان الفئۃ الکافرۃ بما استولی علیھا من تراکم ظلمات الطبیعۃ و ذل البعد عن الحضرۃ واللہ تعالی یؤید بنصرہ من یشاء تائیدہ لقبول استعدادہ لذلک ان فی ذلک التایید لعبرۃ ای اعتبارا و امرا یعتبر بہ فی الوصول الی حیث المامول للمستبصرین القاتحین اعین بصائرھم لمشاھدۃ الانوار الازلیۃ فی آفاق المظاھر الالھیۃ زین للناس حب الشھوات بسبب ما فیھم من العالم السفلی والغشاوۃ الطبیعیۃ والغواشی البدنیۃ من النساء وھی النفوس والبنین وھی الخیالات المتولدۃ منھا الناشئۃ عنھا والقناطیر المقنطرۃ من الذھب والفضۃ وھی العلوم المتداولۃ و غیر المتداولۃ او الاصول والفروع والخیل المسومۃ وھی مراکب الھوی و افراس اللھو والانعام وھی رواحل جمع الحطام و اسباب جلب المنافع الدنیویۃ والحرث وھو زرع الحرص و طول الامل ذلک متاع الحیوۃ الدنیا الزائل عما قلیل بالرجوع الی المبدأ الاصلی والموطن القدیم ذلک ان تبقی ھذہ المذکورات علی ظواھرھا فان النفوس المنغمسۃ فی اوحال الطبیعۃ لھا میل کلی الی ذلک ثم قل أؤنبئکم بخیر من ذلکم المذکور للذین

القوا النظر الى الاغيار جنات جنة يقين وجنة مكاشفة وجنة مشاهدة وجنة رضا وجنة لا ٢٧ قولها وهى التى فيما لا عين رأت ولا اذن سمعت ولا خطر على قلب بشر وليس فى تلك الجنة عند العارفين الا الله عزوجل تجرى من تحتها انهار التجليات المترعة بماء الغيوب خالدين فيها ببقائهم بعد فنائهم وازواج مطهرة وهى الارواح المقدسة عن ادناس الطبيعة المقهورة فى خيام الصفات الالهية ورضوان من الله لا يقدر قدره والله بصير بالعباد فى تقلب ارواحهم فى عالم الملكوت محترقات من سطوات الجبروت حيا لجواره وشوقا الى لقائه بجاريها بقدر همومها فى طلب وجهه الازلى وجماله الابدى الذين يقولون ربنا اننا امنا بانوار فعالك وصفاتك فاغفر لنا ذنوب وجودنا وقنا عذاب نار الحرمان ووجود البقية الصابرين على مفض المجاهدة والرياضة والصادقين فى المحبة والارادة والقانتين فى السلوك اليه والمنفقين ما عداه فيه والمستغفرين من ذنوب تلوناتهم وتعينا تهم فى بحار التجليات ويقال الصابرين الذين صبروا على الطلب فلم يحتشموا من التعب وهجروا كل راحة مطرب فصبروا على البلوى وافصلوا الشكوى حتى وصلوا الى المولى ولم يقطعهم شئ من الدنيا والعقبى والصادقين الذين صدقوا فى الطلب فوردوا ثم صدقوا فشهدوا ثم صدقوا فوجدوا ثم صدقوا ففقدوا فحالهم قصد ثم ورود ثم شهود ثم وجود ثم خمود والقانتين الذين لازموا الباب وداوموا على تجرع الاكتئاب وتركوا المحاب الى ان تحققوا بالاقتراب والمنفقين الذين جادوا بنفوسهم من حيث الاعمال ثم جادوا بميسورهم من الاموال ثم جادوا بالقلوب بهم بصدق الاحوال ثم جادوا بكل حظ لهم فى العاجل والآجل استهلاكا فى انوار الوصال والمستغفرين عن جميع ذلك اذا رجعوا الى الصحو وقت نزول الرب الى السماء الدنيا واشراق انوار جماله على آفاق النفس ونداءه هل من سائل هل من مستغفر هل من كذا هل من كذا۔

اعراض عن الجدال

المتن قوله تعالى فان حاجوك فقل اسلمت وجهى الخ[۱۳۳] قال العبد الضعيف فيه دلالة على ما هو عادة اهل الطريق من ترك المحاجة اذا بان الحق وعرف من المخاطب عدم القبول وهذا على التفسير المشهور على ما فى الروح وفيه اشارة الى ان الجدال معهم ليس فى موقعه لانه انما يكون فى امر خفى والذى جادلوا به امر مكشوف وحكم حاله معروف وهو الدين القيم فلا تكون المحاجة والمجادلة الا مكابرة وح يكون هذا القول اعراضا عن مجادلتهم انتهى القول۔

المتن قوله تعالى بيدك الخير قال العبد الضعيف

قوله تعالیٰ فان حاجوك فقل اسلمت وجهى الخ (ترجمہ پھر بھی اگر یہ لوگ آپ سے حجتیں نکالیں تو آپ فرما دیجئے کہ میں تو اپنا رخ خاص اللہ کی طرف کر چکا اور جو جو میرے پیرو تھے وہ بھی) اسمیں دلالت ہے اہل طریق[۱۳۵] کی اس عادت پر کہ جب حق بالکل واضح ہو جاوے مگر مخاطب کی حالت سے معلوم ہو کہ یہ قبول نہیں کرتا تو اسوقت مباحثہ ترک کر دیتے ہیں اور یہ استنباط اس آیت کی مشہور تفسیر پر ہے کہ یہ قول اسلمت وجهى الخ مجادلہ سے اعراض ہے۔

قوله تعالیٰ بيدك الخير الخ (ترجمہ آپ ہی کے اختیار

کان المقام بیدک الخیر والشر لذکر الاعزاز والاذلال فیما قبل فالاقتصار علیہ اما التعلیم مراعاۃ الادب ف۱۳۴ ان کان المراد ای والشر ایضًا واما للاشارۃ ف۱۳۵ الی ان ما یتوہم شرا فی الظاہر ہو الخیر لما اودعہ اللہ تعالیٰ من المصالح والحکم فکان فیہ تعلیم ان ما لا صنع فیہ للعبد بوجہ ما ہو خیر محض فلا یکرھہ ولا یستدل بہ علی الخذلان کما یتوھمہ کثیر من السالکین اذا وجدوا تغیرًا فی احوالھم من غیر ان یکون بفعلھم دخل فیہ انتھی القول۔

میں ہے سب بھلائی) یہاں موقع اس کہنے کا تھا بیدک الخیر والشر کیونکہ اویر اعزاز واذلال دونوں کا ذکر ہوا ہے تو اسپر اکتفا کرنا یا تو مراعاۃ ف۱۳۶ ادب کی ہے اگر مراد کلام میں یہ ہو کہ والشر ایضًا یعنی آپ کے قبضہ میں دونوں چیزیں ہیں یا اشارہ اسطرف ہے کہ جو خیر ف۱۳۷ ظاہر میں شر معلوم ہوتی ہے چونکہ اسمیں اللہ تعالیٰ نے بہت سی مصلحتیں وحکمتیں رکھی ہیں وہ بھی واقع میں خیر ہی ہے پس اسمیں اس امر کی تعلیم ہے کہ جس چیز میں عبد کی صنع کو مطلق دخل نہ ہو وہ محض خیر ہے اسکو ناگوار نہ سمجھے اور اس سے خذلان پر استدلال نہ کرے جیسا بہت سے سالکین جب ذرا اپنے احوال میں تغیر پاتے ہیں گو اُن کے فعل کو اسمیں ذرا دخل نہو اس خذلان کا توہم کرنے لگتے ہیں۔

الحاشیہ۔ ان الذین یکفرون بآیات اللہ الی قولہ بغیر حساب یحتمل ان یشار بالذین کفروا الی قوی النفس الامارۃ وبالنبیین الی انبیاء القلوب المشرقۃ بوحی الہام الغیوب وبالآمرین بالقسط القوی الروحانیۃ التی ہی من جنودہا اولئک الانبیاء واتباعھم فبشرا ولئک الکافرین بعذاب الیم وھو عذاب الحجاب والبعد من حضرۃ رب الارباب قل اللھم مالک الملک ای الملک المتصرف فی مظاہرک من غیر معارض ولا مدافع حسبما تقتضیہ الحکمۃ تؤتی الملک من تشاء وھو من اخترتہ للریاسۃ الباطنۃ وجعلتہ متصرفا بارادتک وقدرتک وتنزع الملک ممن تشاء ای تحرم من تشاء عن ایتاء ذلک الملک نظلمۃ الا انہ لا یمکن ان ینال عھدک تولج اللیل فی النھار تدخل ظلمۃ النفس فی نور القلب فیظلم وتولج النھار فی اللیل وتدخل نور القلب فی ظلمۃ النفس فتستنیر وتخلطھما معًا بعد المناسبۃ بینھما وتخرج الحی العلم من میت الجھل ومیت الجھل من حی العلم۔

المتن قولہ تعالیٰ لا یتخذ المومنون الکافرین اولیاء الآیۃ فی الروح ومن ھھنا نھی ف۱۳۶ اھل اللہ تعالیٰ المریدین عن موالاۃ المنکرین لان ظلمۃ الانکار والعیاذ باللہ تعالیٰ تحاکی ظلمۃ الکفر وربما تراکمت فسدت طریق الایمان الا ان تتقوا منھم تقاۃ فحینئذ تجوز الموالاۃ ظاھرا وھذا بالنسبۃ للضعفاء واما من قوی یقینہ فلا یخشی الا اللہ تعالیٰ۔

قولہ تعالیٰ لا یتخذ المومنون الکافرین اولیاء الآیۃ۔ (ترجمہ مسلمانوں کو چاہیئے کہ کفار کو دوست نہ بناویں مسلمانوں سے تجاوز کرکے) روح المعانی میں ہے اور اسی جگہ سے ف۱۳۸ اہل اللہ نے مریدین کو منکرین کے ساتھ تعلق ودوستی رکھنے سے منع کیا ہے کیونکہ انکار کی ظلمت کفر کی ظلمت کے مشابہ ہے اور بعض اوقات مجتمع ہو کر طریق ایمان کو بند کر دیتی ہے البتہ اگر اُن سے کچھ اندیشہ ہو تو اسوقت ظاہرا دوستی جایز ہے اور یہ بھی ضعفاء کی نسبت ہے لیکن جسکا یقین قوی ہو وہ خدا تعالیٰ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا۔

المتن قوله تعالیٰ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ قال العبد الضعیف فیہ[۱۳۷] ان محبیۃ اللہ تعالیٰ المستلزمۃ للمحبوبیۃ لا تکون بدون اتباع من یحب اللہ تعالیٰ انتہی القول۔

قولہ تعالیٰ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ (ترجمہ آپ فرما دیجئے کہ اگر تم خدا تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو تم لوگ میرا اتباع کرو خدا تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگیں گے) اسمیں اسپر[۱۳۹] دلالت ہے کہ خدا تعالیٰ کا محب ہونا جو کہ محبوبیۃ کو مستلزم ہے بدون اسکے کہ محبِ حق کا اتباع کرے میسر نہیں ہو سکتا۔

المتن قوله تعالیٰ کلما دخل علیہا زکریا المحراب وجد عندہا رزقا الآیۃ فی الروح[۱۳۸] استدل بالآیۃ علی جواز الکرامۃ للاولیاء لان مریم لا نبوۃ لہا علی المشہور وھذا ھو الذی ذھب الیہ اھل السنۃ والشیعۃ وخالف فی ذلک المعتزلۃ۔

قولہ تعالیٰ کلما دخل علیہا زکریا المحراب وجد عندہا رزقا (ترجمہ جب کبھی زکریا اُن کے پاس عمدہ مکان میں تشریف لاتے تو اُن کے پاس کچھ کھانے پینے کی چیزیں پاتے) روح المعانی میں ہے اس آیت سے[۱۴۰] اولیاء کیلئے صحت کرامات پر استدلال کیا گیا ہے کیونکہ قول مشہور پر مریم علیہا السلام ولی ہیں نبی نہیں۔

الحاشیۃ ان اللہ اصطفیٰ آدم ونوحا وآل ابراھیم وآل عمران علی العالمین ذریۃ بعضہا من بعض یمکن ان یقال آدم ھو الروح فی اول مقامات ظہورہا ونوح ھو ھی فی مقامہا الثانی من مقامات التنزل وابراھیم ھو القلب الذی القاہ نمرود النفس فی النار الفتن ورماہ فیہا بمنجنیق الشہوات وآلہ القوی الروحانیۃ وعمران ھو العقل الامام فی بیت مقدس البدن وآلہ التابعون لہ فی ذلک البیت المقتدون بہ وکل ذلک ذریۃ بعضہا من بعض بوحدۃ المورد واتفاق المشرب۔

المتن۔ قوله تعالیٰ ھنالک دعا زکریا ربہ الی آخر الآیات قال العبد الضعیف فیہ مسئلتان ذکرتہما فی سورۃ مریم علیہا السلام الاولیٰ ان طلب[۱۳۹] الولد لا ینافی الزھد والثانیۃ ان سوال المسبب[۱۴۰] من الاسباب البعیدۃ لا ینافی الادب واقول فی الاولیٰ سیما اذا کان لغرض دینی کما قالہ علیہ السلام بنفسہ وانی خفت الموالی الآیۃ ویؤخذ منہ مسئلۃ اخریٰ ان تمنی[۱۴۱] بقاء الطریقۃ من سنن الانبیاء علیہم السلام کما استنبط المسئلۃ فی الروح ان زکریا علیہ السلام کان شیخا وکان مرشد الناس فلما رای ما رای تحرکت غیرۃ النبوۃ فطلب من ربہ ولدا حقیقیا یقوم مقامہ فی تربیۃ الناس وھدایتہم فقال رب ھب لی من لدنک ذریۃ طیبۃ ای مطہرۃ من لوث الاشتغال بالسوء منفردۃ عن ارادتہا مقدسۃ من شہواتہا اھ۔

قولہ تعالیٰ ھنالک دعا زکریا ربہ (ترجمہ اس موقع پر دعا کی زکریا نے اپنے رب سے) اسمیں دو مسئلے[۱۴۱] ہیں جو سورۂ مریم میں بھی مذکور ہوئے ہیں اول یہ کہ اولاد کی خواہش کرنا زہد کے منافی نہیں ثانی یہ کہ مسبب[۱۴۲] کا اسباب بعیدہ سے سوال کرنا ادب کے منافی نہیں اور مسئلہ اولیٰ میں کہتا ہوں کہ بخصوص جبکہ کسی دینی غرض سے ہو جیسا زکریا علیہ السلام نے خود ہی فرمایا وانی خفت الموالی الآیۃ اور اس سے ایک اور مسئلہ ماخوذ ہوتا ہے وہ یہ کہ بقاء[۱۴۳] سلسلہ کی تمنا کرنا حضرات انبیاء علیہم السلام کے سنن میں سے ہے جیسا کہ روح المعانی میں بھی اس مسئلہ کو مستنبط کیا ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام بوڑھے تھے مگر لوگوں کے مرشد تھے پس جب انھوں نے صورت حال دیکھی تو غیرت نبوت کے حرکت ہوئی اور اپنے رب تعالیٰ سے ایسے فرزند صدق کی درخواست کی جو لوگوں کی تربیت میں ان کے قائم مقام ہو سکے اور یہ دعا کی کہ رب ھب لی من لدنک ذریۃ طیبۃ یعنی جو ماسوی کے اشتغال سے مطہر ہو اور شہوات سے مقدس ہو اھ۔

(باقی آئندہ)

اقول[ف ۱۲۲] والدعاء بقید الطیبۃ دل علی ان الاستخلاف من شرائطها هذہ الصفات لا محض کونہ من ذریۃ النسبیۃ او الانتسابیۃ وما نقل عن بعضهم من ضد ذلک التمنی فانما هو من غلبۃ الحال او محمول علی التفویض اذا لم یکن مقدرا عند اللہ تعالی وقولہ تعالی قال رب اجعل لی آیۃ دل علی ان[ف ۱۲۳] سؤال آیۃ للطمانینۃ لا ینافی الیقین ولا الادب کما ان ابراهیم علیہ السلام سأل ربہ تعالی ان یریہ کیف یحیی الموتی انتهی القول۔

المتن قولہ تعالی واذ قالت الملئکۃ یمریم الخ قال العبد الضعیف فیہ جواز[ف ۱۲۴] کلام الملئکۃ مع غیر الانبیاء علی ما علیہ الجمهور من انها لم تکن نبیۃ والکلام المخصوص بالانبیاء هو الذی للتبلیغ انتهی القول۔

المتن۔ قولہ تعالی واحی الموتی باذن اللہ الخ قال العبد الضعیف فیہ اصل[ف ۱۲۵] لما نقل عن بعضهم من نسبۃ افعال تختص باللہ تعالی الی نفسہ فی غلبۃ الحال بتاویل التجوز واهل الادب منهم یقید ونہ بما قید بہ المسیح علیہ السلام من قولہ باذن اللہ انتهی القول۔

المتن قولہ ومصدقا لما بین یدی من التوراۃ ولاحل لکم بعض الذی حرم علیکم قال العبد الضعیف ویقاس[ف ۱۲۶] علیہ تربیۃ احد الشیوخ مرید شیخ اخر قد مضی او بعد من الموافقۃ فی الاصول والتصرف فی بعض الفروع حسبما یقتضیہ حال المرید انتهی القول

میں کہتا ہوں کہ قید طیبہ کی دعا سے دعا کرنا[ف ۱۲۲] اسپر دال ہے کہ خلیفہ بنانے کی شرائط میں سے یہ صفات ہیں نہ کہ محض اولاد ہونا یا مرید ہونا اور بعض بزرگوں سے جو اس تمنا کی ضد منقول ہے تو وہ غلبۂ حال سے ہے یا محمول ہے تفویض پر جبکہ عند اللہ مقدر نہ ہو۔ اور زکریا علیہ السلام کی یہ دعا کہ رب اجعل لی آیۃ اسپر دال ہے[ف ۱۲۳] کہ طمانیت کے لئے سوال کرنا یقین کے منافی نہیں جیسا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی تھی کہ احیاء موتی کی کیفیت دکھلا دیجئے۔

قولہ تعالی واذ قالت الملئکۃ یمریم الخ ترجمہ اور جبکہ فرشتوں نے کہا کہ اے مریم بلا شک اللہ تعالی نے تمکو منتخب فرمایا ہے) اس سے غیر انبیاء[ف ۱۲۴] کے ساتھ ملائکہ کا ہمکلام ہونا ثابت ہوتا ہے اور جو کلام ملائکہ مخصوص بالانبیاء ہے وہ وہ ہے جو تبلیغ کیلئے ہو۔

قولہ تعالی واحی الموتی باذن اللہ ترجمہ اور زندہ کر دیتا ہوں مردوں کو خدا کی حکم سے اسمیں ان اقوال کی اصل ہے جو بعض سے[ف ۱۲۵] غلبۂ حال میں منقول ہیں جنمیں انھوں نے مجازاً اپنی طرف بعضے ایسے افعال کی نسبت کی ہے جو حق تعالی کے ساتھ مخصوص ہیں (جیسا احیاء) اور ان میں جو اہل ادب ہیں وہ اُن میں مثل مسیح علیہ السلام کے باذن اللہ کی قید لگا دیتے ہیں۔

قولہ تعالی ومصدقا لما بین یدی من التوراۃ ولاحل لکم بعض الذی حرم علیکم ترجمہ اور میں اسطور آیا ہوں کہ تصدیق کرتا ہوں اُس کتاب کی جو مجھسے پہلے تھی یعنی توراۃ کی اور اسلئے آیا ہوں کہ تم لوگوں کے واسطے بعضی ایسی چیزیں حلال کر دوں جو تمپر حرام کر دی گئیں تھیں) اسی[ف ۱۲۶] قیاس کیا جاتا ہے ایک شیخ کا دوسرے کسی شیخ کے (جو گذر گیا ہو یا دور ہو) مرید کو تربیت کرنا اس طرح کہ اصول میں اسکی موافقت کرے اور بعض فروع میں کچھ تغیر و تبدل کرے جیسا حالت مرید کا مقتضا ہو۔

المتن قوله تعالیٰ قال من انصاری الی اللہ قال الحواریون نحن انصار اللہ قال العبد الضعیف فی الآیۃ مسئلتان الاولیٰ جواز الاستنصار فی الدین من اہل الدین وانہ لاینافی التوکل لانہ من حیث انہم مظاہر نصر اللہ تعالیٰ والثانیۃ ان المعاملۃ مع اہل اللہ ہی مع اللہ تعالیٰ حیث قالوا نحن انصار اللہ وکان الظاہر ان یقولوا نحن انصارک الی اللہ تعالیٰ انتہی القول۔

قولہ تعالیٰ قال من انصاری الی اللہ قال الحواریون نحن انصار اللہ (ترجمہ آپ نے فرمایا کوئی ایسے آدمی بھی ہیں جو میرے مددگار ہو جاویں اللہ کے واسطے حواریین بولے کہ ہم ہیں مددگار اللہ کے) اس آیت میں دو مسئلے ہیں ایک اہل دین سے دین کے بارہ میں مدد طلب کرنے کا جواز اور اسکا منافی توکل نہ ہونا کیونکہ وہ مدد طلب کرنا اس حیثیت سے ہوتا ہے کہ وہ نصرۃ الٰہیہ کے مظاہر ہیں اور دوسرا یہ کہ اہل اللہ کیساتھ کوئی معاملہ کرنا ایسا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کرنا چنانچہ انھوں نے من انصاری الی اللہ کے جواب میں بجائے نحن انصارک الی اللہ کے یوں کہا نحن انصار اللہ

المتن قال اللہ تعالیٰ ومکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین فی الآیۃ مسئلتان الاولیٰ اصل ما نقل من بعض المغلوبین من نحو قولہ ؎

آتیں برسخ کشیدی بیچ مکارآمدی + اما الغالبون علی احوالہم فلا یجترؤن علیہ لایہام نسبۃ القبیح فی کلام العباد ولا یقاس علی کلام اللہ تعالیٰ لانہ لاحکومۃ للادب علیہ تعالیٰ وکذلک الکلام فی نسبۃ کل ما کان کذلک الیہ تعالیٰ والثانیۃ جواز کون امر واحد حسنا من اللہ تعالیٰ وقبیحا من العباد کالتکبر والسر فیہ ان قبح بعض الاشیاء لیس بالذات

قولہ تعالیٰ ومکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین۔ (ترجمہ اور ان لوگوں نے خفیہ تدبیر کی اور اللہ تعالیٰ نے خفیہ تدبیر فرمائی اور اللہ تعالیٰ سب تدبیریں کرنے والوں سے اچھے ہیں) اسمیں اسپر دلالت ہو کہ یہ بات ممکن ہو کہ ایک ہی امر حق تعالیٰ کے اعتبار سے حسن ہو اور بندوں کے اعتبار سے قبیح ہو اور راز اسمیں یہ ہو کہ بعض اشیا میں بالذات قبح نہیں ہوتا بلکہ کسی مفسدہ کے سبب اور مصلحت سے خالی ہونے کے سبب ہوتا ہے تو وہ امر بندہ سے جو صادر ہوتا ہو ایسا ہی ہوتا ہو یعنی مقرون بالمفسدہ وخالی از مصلحت اسلئے قبیح ہوتا ہے اور حق تعالیٰ سے جو واقع ہوتا ہے اسمیں حکمت ہوتی ہو اسلئے حسن ہوتا ہے

بل للفسدۃ وخلوہ عن المصلحۃ والصادر عن العباد یکون کذلک واما الواقع من اللہ تعالیٰ فیکون فیہ الحکمۃ فیقبح من العباد ویحسن من رب العباد انتہی القول وفی الرد اولی القول باختلاف المکونین علی ما یقتضیہ مقام الفرق وقد سئل بعضہم کیف یمکر اللہ فصاح وقال لاعلۃ لصنعہ وانشأ یقول ؎

قد بینک قد جبلت علی ہواکا ونفسی لاتنازعنی سواکا
احبک لا ببعضی بل بکلی وان لم یبق حبک لی حراکا
ویقبح من سواک الفعل عندی وتفعلہ فیحسن منک ذاکا

المتن قولہ تعالیٰ نقلا عن طائفۃ من اہل الکتاب ولا تؤمنوا الا لمن تبع دینکم قال العبد الضعیف

قولہ تعالیٰ وقالت طائفۃ من اہل الکتاب الیٰ قولہ ولا تؤمنوا الا لمن تبع دینکم (ترجمہ اور بعضے

الاستنصار فی الدین من اہل اللہ لاینافی التوکل — المعاملۃ مع اہل اللہ ہی مع اللہ تعالیٰ
عدم نسبۃ القبیح الی اللہ تعالیٰ ادبا — قبح بعض الاشیاء لیس بالذات

نظیره صنیع بعض ف۱۵۱ الناقصین اهل الجهل من المنتسبین الی الطریق من اخفاء الطریق الی من لم یکن منتسبا الی احد شیوخهم ویرد علیهم بمثل ما رد الله تعالٰی علی مشاکلیهم من قوله تعالٰی قل ان الهدی هدی الله وقوله تعالٰی قل ان الفضل بید الله یؤتیه من یشاء۔

لوگوں نے اہل کتاب میں سے کہا کہ ایمان لے آؤ اسپر جو نازل کیا گیا ہے مسلمانوں پر شروع دن میں اور انکار کر بیٹھو آخر دن میں عجب کیا وہ پھر جاویں اور کسی کے روبرو اقرار مت کرنا مگر ایسے شخص کے روبرو جو تمہارے دین کا پیرو ہو) اسی کی نظیر ہے بعض مدعیان ف۱۵۲ طریقت کا یہ طرز کہ جو شخص اُن کے سلسلہ میں نہو اُس سے طریق کو مخفی کرتے ہیں اور ان پر اُسی مضمون سے رد ہوگا جس سے ان کے ہم مسلک اہل کتاب پر رد کیا گیا ہے یعنی قل ان الهدیٰ هدی الله اور ان الفضل بید الله الخ

المتن قوله تعالٰی ان الذین یشترون بعهد الله و ایمانهم ثمنا قلیلا۔ فی الروح اشارة الی من ف۱۵۲ مال الی حضرة الدنیا و آثرها علی مشاهدة حضرة المولٰی وزین ظاهره بعبادة المقربین ومزجها بحب الریاسة فذلک الذی سقط عن رؤیة اللقاء ومخاطبة الحق فی الدنیا والآخرة۔

قوله تعالٰی ان الذین یشترون بعهد الله وایمانهم ثمنا قلیلا (ترجمہ یقیناً جو لوگ معاوضہ حقیر لے لیتے ہیں بمقابلہ اُس عہد کے جو اسیر تعالٰی سے کیا ہے اور اپنی قسموں کے) اسمیں اس شخص کی حالت ف۱۵۳ کی طرف بھی اشارہ ہے جو زینت دنیا کی طرف مائل ہو اور اُسکو حضرت حق کے مشاہدہ پر ترجیح دیتا ہو اور اپنے ظاہر کو شعار مقربین کے ساتھ آراستہ رکھتا ہو مگر اسمیں حب جاہ کی آمیزش بھی کرتا ہو پس ایسا شخص لقاء حقیقی اور مخاطبت حق کے درجہ سے دنیا اور آخرت دونوں میں ساقط ہو جاوے گا۔

المتن قوله تعالٰی کونوا ربانیین قال العبد الضعیف تصریح بما علیه ف۱۵۳ اهل الطریق من علوم خاصة و اعمال خاصة واحوال خاصة وافاضة طرقهم الی غیرهم کما یدل علی هذا المجموع ما فسره به فی روح المعانی عن علیؓ وابن عباسؓ الربانی الفقیه العالم وعن قتادة والسدی العالم الحکیم وعن ابن جبیر الحکیم التقی وعن ابن زید بالمدبر امر الناس وهی اقوال متقاربة وعن الشبلیؒ الذی لا یأخذ العلوم الا من الرب ولا یرجع فی شیٔ الا الیه وعن سهل الذی لا یختار علی ربه حالا وعن القاسم المتخلق باخلاق الرب علما وحکما وقیل هو الذی محو فی وجوده ومحو عن شهوده وقیل هو الذی

قوله تعالٰی کونوا ربانیین (ترجمہ تم لوگ اللہ والے بن جاؤ) اسمیں اہل باطن ف۱۵۳ کے طریق اور اُن کے علوم و اعمال و احوال خاصہ کی اور دوسروں پر طریق کے فائض کرنیکی تصریح ہے جیسا کہ ربانی کے تفاسیر کا مجموعہ اسپر دال ہے چنانچہ روح المعانی میں حضرت علیؓ اور ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ ربانی وہ ہے جو فقیہ عالم ہو اور قتادہ وسدی سے ہے کہ وہ ہے جو عالم حکیم ہو اور ابن جبیر سے ہے کہ جو حکیم متقی ہو اور ابن زید سے ہے جو لوگوں کے امر دین کی تدبیر کرتا ہو اور یہ سب اقوال متقارب ہیں اور شبلیؒ سے ہے کہ وہ شخص ہے جو علوم کو خاص حضرت حق سے اخذ کرتا ہو اور کسی شے میں غیر حق کی طرف رجوع نہ کرتا ہو اور سہل سے ہے کہ وہ شخص ہے جو اپنے رب پر کسی شے کو ترجیح نہ دیتا ہو اور قاسم سے ہے

ف۱۵۱ تقبیح اخفاء الحق عمن غیر اهل سلسلتهم
ف۱۵۱ غیر اہل سلسلہ سے حق کے اخفاء کی قباحت

ف۱۵۲ تقبیح الشیوخ المرائین محبی المال والجاه
ف۱۵۲ ریاکار محبان مال وجاہ شیوخ کی تقبیح

ف۱۵۳ اثبات طریق اهل الباطن
ف۱۵۳ اہل باطن کے طریق کا اثبات

لا تؤثر فیه تصاریف الاقدار علی اختلافها وقیل وقیل وکل الاقوال ترد من منهل واحد۔

کہ وہ شخص ہے جو علماً وعملاً اخلاق ربانیہ سے موصوف ہوا اور بعض نے کہا ہے کہ وہ شخص ہے جو اپنے شہود سے اس کے وجود میں محو ہو گیا ہو اور بعض نے کہا ہے کہ وہ شخص ہے کہ اسمیں حوادث مؤثر نہوں اور دوسرے اقوال بھی ہیں اور سب ایک گھاٹ کے پانی پینے والے ہیں۔

۱۵۴ غلو الشیوخ فی الانقیاد والتعظیم لشیوخہم

المتن قوله تعالى ولا يأمركم ان تتخذوا الملئكة والنبيين اربابا قال العبد الضعيف فيه[۱۵۴] رد على الغلاة في الانقياد والتعظيم لشيوخهم الاحياء منهم او الاموات وان كانوا مظاهر الكاملة فقد اخرج الترمذي في تفسير آية قل يا اهل الكتاب تعالوا الخ وحسنه انه لما نزلت هذه الآية قال عدي بن حاتم ما كنا نعبدهم يا رسول الله فقال صلى الله عليه وسلم اما كانوا يحلون لكم ويحرمون فتأخذون بقولهم قال نعم فقال عليه الصلوة والسلام هو ذاك - انتهى القول -

قوله تعالى ولا يأمركم ان تتخذوا الملئكة والنبيين اربابا (ترجمہ اور نہ یہ بات بتلاویگا کہ تم فرشتوں کو اور نبیوں کو رب قرار دیلو) اسمیں اُن لوگوں پر رد ہے جو شیوخ کے انقیاد یا تعظیم میں خواہ وہ احیاء ہوں یا اموات ہوں غلو کرتے ہیں گو یہ حضرات حق کے مظاہر کامل ہیں چنانچہ ترمذی نے قل یا اهل الكتاب تعالوا الى كلمة سواء بيننا وبينكم الی قوله لا يتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون الله کی تفسیر میں روایت کیا ہے اور روایت کی تحسین بھی کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو عدی ابن ابی حاتم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ہم تو اُن کی عبادت نہ کرتے تھے آپ نے فرمایا کیا یہ بات نہ تھی کہ وہ لوگ بہت سی اشیاء کو تمہارے لئے حلال کر دیتے تھے اور بہت سی اشیاء کو حرام کر دیتے تھے (یعنی بلا دلیل شرعی) پھر تم اُن کے قول کو قبول کرتے تھے عرض کیا ہاں یہ تو تھا فرمایا بس اس کا یہی مطلب ہے۔

۱۵۵ ۱۵۶

المتن قوله تعالى واذ اخذ الله ميثاق النبيين الى قوله لتؤمنن به ولتنصرنه قال العبد الضعيف وايضا فيه[۱۵۵] اشارة الى ترك استنكاف الشيوخ عمن كان فوقهم علماً وعملاً بل ومن كان مساويا لهم ايضاً فان للمفسرين قولين في تفسير رسول فاكثرهم ارادوا محمدا صلى الله عليه وسلم وبعضهم باي رسول جاء فمن رسول آخر وجب عليه تصديقه ونصره انتهى القول

قوله تعالى واذ اخذ الله ميثاق النبيين الى قوله لتؤمنن به ولتنصرنه (ترجمہ اور جبکہ اللہ تعالیٰ نے عہد لیا انبیاء سے کہ جو میں تمکو کتاب اور علم دوں پھر تمہارے پاس کوئی پیغمبر آوے جو مصداق ہو اُس کا جو تمہارے پاس ہے تو تم ضرور اُس رسول پر اعتقاد بھی لانا اور اُسکی طرفداری بھی کرنا) اسمیں یہ بھی اشارہ[۱۵۶] ہے کہ شیوخ پر لازم ہے کہ جو علم وعمل میں اُن سے فوق ہو بلکہ جو اُن کا مساوی بھی ہو اُن سے استنکاف وعار نہ کریں وجہ اشارہ یہ ہو کہ لفظ رسول کی تفسیر میں مفسرین کے دو قول ہیں اکثر مفسرین نے تو کہا ہے کہ مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں (تو فوق سے عار نہ کرنا ثابت ہوا) اور بعض نے کہا ہے کہ مراد یہ ہے کہ کسی رسول کے زمانہ میں دوسرا کوئی رسول بھی آجاوے (تو مساوی سے عار نہ کرنا ثابت ہوا)

المتن - قوله تعالى وله اسلم من في السموات والارض

قوله تعالى وله اسلم من في السموات والارض طوعا

طوعا وکرھا فی الروح ومعنی الآیۃ اقوال الاول ان المراد من الاسلام بالطوع الاسلام الناشی عن العلم مطلقا سواء کان حاصلا بالاستدلال کما فی الکثیر منا او بدون استدلال واعمال فکر کما فی الملٰئکۃ ومن الاسلام بالکرہ ما کان حاصلا بالسیف ومعاینۃ ما یلجیٔ الی الاسلام آہ قلت وقریب منہ ما نقلہ فی الروح ایضا عن بعض الصوفیۃ ان الاسلام طوعا ھو الانقیاد والامتثال لما امر اللہ تعالیٰ من غیر معارضۃ ظلمۃ نفسانیۃ وحیلولۃ حجب الانانیۃ والاسلام کرھا ھو الانقیاد مع توسط المعارضات والوساوس وحیلولۃ الحجب والتعلق بالوسائط والاول مثل اسلام الملٰئکۃ وبعض من فی الارض من المصطفین الاخیار والثانی مثل اسلام الکثیرۃ ممن تقلبہ الشکوک جنبا الی جنب حتی غدا یقول ؎

لقد طفت فی تلک المعاھد کلھا
وسرحت طرفی بین تلک المعالم
فلم ار الا واضعا کف حائر
علی ذقن او قارعا سن نادم

آہ قال العبد الضعیف ف ۱۵۶ دلت الآیۃ علی التفسیر المذکور (ولا یعبأ باختلاف العنوانین) علی کفایۃ قسمی الایمان فلا یقنط من ھجم علیہ الوساوس من الوصول الی حضرۃ المقصود الحقیقی کما یعتریھم کثیرا ویکون ضغثا علی ابالۃ صنیع بعض مدعی المشیخۃ من اقناطھم من المقصود انتھی القول

المتن قولہ تعالیٰ ان الذین کفروا بعد ایمانھم ثم ازدادوا کفرا لن تقبل توبتھم فی الروح ای لا توبۃ لھم حتی تقبل لانھم لم یوفقوا الیھا فھو من قبیل الکنایۃ

وکرھا (ترجمہ حالانکہ حق تعالیٰ کے سامنے سب افگندہ ہیں جتنے آسمانوں میں اور زمین میں خوشی سے اور بے اختیاری سے) روح المعانی میں ہے کہ اس آیت کے معنی میں کئی قول ہیں اول یہ کہ اسلام طوعاً سے مراد وہ اسلام ہے جو علم سے ناشی ہو خواہ وہ علم استدلالی ہو جیسا ہم میں سے اکثر کو یہی حاصل ہے اور خواہ غیر استدلالی ہو جیسا ملٰئکہ کو ہے اور اسلام کرہاً سے مراد یہ ہے جو سیف سے اور ایسے امور کے معاینہ سے حاصل ہو جو اسلام کی طرف مضطر کر دیں آہ اور اسی کے قریب وہ ہے جسکو روح ہی میں بعض صوفیہ سے نقل کیا ہے کہ اسلام طوعاً وہ ہے کہ اوامر حق تعالیٰ کا بدون معارضۂ ظلمت نفسانیت اور بدون حیلولۂ حجب انانیت کے امتثال و انقیاد ہو اور اسلام کرہاً وہ ہے کہ مع توسط معارضات و وساوس و حیلولت حجب و تعلق بالوسائط کے انقیاد ہو اول مثل اسلام ملٰئکہ اور بعض مقبولین اخیار اہل ارض کے ہے اور ثانی مثل اسلام ایسے لوگوں کے جنکو شکوک پہلو بہ پہلو الٹ پلٹ کرتے رہتے ہیں آہ احقر کہتا ہے ف ۱۵۷ کہ اس تفسیر مذکور پر آیت میں اس امر پر دلالت ہے کہ دونوں قسم کے ایمان کافی ہیں سو جس شخص پر وساوس کا ہجوم ہو وہ بارگاہ مقصود حقیقی تک پہونچنے سے مایوس نہ ہو جیسا ایسے لوگوں کو یہ امر بکثرت پیش آجاتا ہے اور دو یا سلائی میں چنگاری بعض مدعیان مشیخت کی یہ حرکت ہو جاتی ہے کہ انکو مقصود سے ناامید کر دیتے ہیں۔

قولہ تعالیٰ ان الذین کفروا بعد ایمانھم ثم ازدادوا کفرا لن تقبل توبتھم (ترجمہ بے شک جو لوگ کافر ہوگئے اپنے ایمان لانے کے بعد پھر بڑھتے رہے کفر میں ان کی توبہ

ف ۱۵۶ [illegible]
ف ۱۵۷ [illegible]

خوف الخذلان علی المعرض عن الطریق بعد الاختیار — اعراض کے بعد خذلان کا خطرہ

اھ قال العبد الضعیف وکذلک عادۃ اللہ فی من مال الی طریق اھل اللہ ثم حاد عنہا بطالۃ او انکارًا علیہم لم یوفق فی الاکثر للعود الیہ بل یبقی مخذولا وربما ینجر الی اشد من ذلک من عداوتہ ایاہم والخلاعہ عن عظیم جزء من الدین انتہی القول۔

ہرگز قبول نہ ہوگی) روح المعانی میں ہے کہ وہ توبہ ہی نہیں کرتے تاکہ قبول ہو کیونکہ اُن کو اِس کی توفیق ہی نہیں ہوتی آھ احقر کہتا ہے کہ یہی عادۃ اللہ ہے اُس شخص کے بارہ میں جو اہل اللہ کے طریق کی طرف متوجہ ہوا ہو پھر تعطل یا انکار کی راہ سے اُس سے اعراض کرلے تو اکثر پھر اُس کی طرف عود کرنے کی اُسکو توفیق نہیں ہوتی بلکہ وہ مخذول رہتا ہے پھر بعض اوقات یہ اس سے اشد کی طرف منجر ہوجاتا ہے کہ اہل طریق سے عداوت و نفرت رکھنے لگتا ہے پھر وہ دین کے بڑے جزو سے خارج ہوجاتا ہے نعوذ باللہ منہ۔

بذل النفس وفناءھا — فنائے نفس

المتن۔ قولہ تعالیٰ لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون قال العبد الضعیف وینضم الیہ مقدمۃ ضروریۃ وھی ان احب شیء الی الانسان ھو نفسہ طبعًا فدلت الآیۃ علی ما اولت بہ فی روح المعانی ففیہ لن تنالوا البر الذی ھو القرب من اللہ تعالیٰ حتی تنفقوا مما تحبون ای بعضہ والاشارۃ بہ الی النفس فانما اذا انفقت فی سبیل اللہ زال الحجاب الاعظم وھان کل انفاق بعدھا وما تنفقوا من شیء فان اللہ بہ علیم فینبغی تحری ما یرضیہ ویحکی عن بعضہم انہ قال المنفقون علی اقسام فمنہم من ینفق علی ملاحظۃ الجزاء والعوض ومنہم من ینفق علی مراقبۃ دفع البلاء والمحن ومنہم من ینفق اکتفاء بعلمہ واللہ تعالیٰ در من قال ؎

ویھتز للمعروف فی طلب العلا | لتذکر یومًا عند سلمی شمائلہ

قولہ تعالیٰ لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون (ترجمہ تم خیر کامل کو کبھی حاصل نہ کرسکوگے یہانتک کہ اپنی پیاری چیز کو خرچ نہ کروگے) اور اس کے ساتھ ایک مقدمہ بدیہیہ منضم کرلیا جاوے اور وہ یہ کہ سب سے زیادہ محبوب چیز طبعًا انسان کو اپنی جان ہے تو آیت دال ہوئی اسپر کہ اپنی ہستی کو محبوب حقیقی کے لئے بذل کرنا موقوف علیہ ہے بر اور قرب الٰہی کا۔

فضیلۃ بعض ترک اللذات — ترک لذات کی فضیلت

المتن قولہ تعالیٰ کل الطعام کان حلا لبنی اسرائیل الا ما حرم اسرائیل علی نفسہ فی الروح قیل فائدۃ الاخبار بذلک تعلیم اھل المحبۃ ان یترکوا احب الیھم من الاطعمۃ الشھیۃ واللذائذ الدنیویۃ رغبۃ فیما عند اللہ تعالیٰ

قولہ تعالیٰ کل الطعام کان حلا لبنی اسرائیل الا ما حرم اسرائیل علی نفسہ (ترجمہ سب کھانے کی چیزیں نزول توراۃ کے قبل باستثناء اُس کے جسکو یعقوب (علیہ السلام) نے اپنے نفس پر حرام کرلیا تھا بنی اسرائیل پر حلال تھیں) روح المعانی میں ہے کہ بعض نے کہا ہے کہ فائدہ اس حکایت کے بیان فرمانے سے اہل محبت کو اسکی تعلیم دینا ہے کہ جو چیزیں اُن کو محبوب ہیں جیسے مرغوب کھانے اور دنیوی لذائذ حق تعالیٰ کی حقیقی نعمتوں کی طلب میں اُن کو ترک کردیں۔

المتن قولہ تعالیٰ ومن یعتصم باللہ فقد ھدی

قولہ تعالیٰ ومن یعتصم باللہ فقد ھدی الی

الی صراط مستقیم قال العبد الضعیف فیه التبری عن غیر اللہ وھو من شعائر اھل الطریق ویعبر عنہا ۱۶۰ الاعتصام بما فی الروح وحقیقة الاعتصام عند بعضهم انجذاب القلب عن الاسباب التی ھی الاصنام المعنویة والتبری الی اللہ تعالی من الحول والقوة وقیل الاعتصام للمحبین ھو الجائی طرح السوی ولاھل الحقائق رفع الاعتصام لمشاھدتهم انهم فی القبضة

صراط مستقیم (ترجمہ اور جو شخص اللہ تعالی کو مضبوط پکڑتا ہے تو ضرور راہ راست کی ہدایت کیا جاتا ہے) روح المعانی میں ہے کہ اس اعتصام ۱۶۱ کی حقیقت بعض کے نزدیک یہ ہے کہ اسباب جو کہ اصنام معنویہ ہیں اُن سے قلب کا کشیدہ ہو جانا اور اپنے دعوی حول وقوت سے حق تعالی کی طرف یکسو ہو جانا اور بعض نے کہا ہے کہ عشاق کا اعتصام یہ ہے کہ ماسوی کو ترک کر کے اُسکی پناہ لیں اور اہل حقائق کا اعتصام یہ ہے کہ یہ مشاہدہ کر کے کہ ہم قبضہ میں ہیں اعتصام کو بھی مرتفع قرار دیا جاوے

۱۶۰ باب التبری عن سوی اللہ تعالی
۱۶۱ باب الاعتصام

المتن قوله تعالی یا ایها الذین آمنوا اتقوا اللہ حق تقاته الخ قال العبد الضعیف الآیة صریحة فی مطلوبیة ۱۶۲ طریق القوم فان حاصلها ھو التقوی حق التقوی انتهی القول ولذا فسر فی الروح باب الاشارة بصون العهود وحفظ الحدود والخمود تحت جریان القضاء بنعت الرضاء اھ

قوله تعالی یا ایها الذین آمنوا اتقوا اللہ حق تقاته الخ (ترجمہ اے ایمان والو اللہ تعالی سے ڈرا کرو ڈرنے کا حق الخ) یہ آیت طریق قوم کی مطلوبیت میں ۱۶۲ صریح ہے اسلئے کہ اس طریق کا حاصل یہی تقوی حق تقوی ہے۔

۱۶۲ باب ان حاصل الطریق حق التقوی

المتن قوله تعالی ولتکن منکم امة الی قوله تعالی واولئك ھم المفلحون قال العبد الضعیف فیه ۱۶۳ افضلیة اهل الارشاد علی غیرهم من اهل الطریق حیث مدحهم اللہ تعالی بکونهم مفلحین فانه لا شك فی دخولهم فی عموم قوله تعالی امة الخ انتهی القول۔

قوله تعالی ولتکن منکم امة یدعون الی الخیر الخ (ترجمہ اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونا ضرور ہے کہ خیر کی طرف بلایا کریں) اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل طریق میں سے جو اہل ارشاد ۱۶۳ ہیں وہ غیر اہل ارشاد سے افضل ہیں چنانچہ حق تعالی نے مفلحین سے اُن کی مدح فرمائی اور امة کے عموم میں داخل ہونا ظاہر ہی ہے۔

۱۶۳ باب فضل اهل الارشاد علی غیرهم

المتن قوله تعالی کمثل ریح فیها صر اصابت حرث قوم ظلموا انفسهم الخ فی الروح وانما وصفوا بذلك لان المراد الاشارة الی عدم الفائدة فی الدنیا والآخرة وھو انما یکون فی هلاك مال الکافر واما غیره فقد یثاب علی ما هلك له بصبره اھ قال العبد الضعیف فالآیة اذًا دالة ۱۶۴ علی ان مصیبة المقبولین لیست بمصیبة حقیقة وان کان صورةً انتهی القول۔

قوله تعالی کمثل ریح فیها صر اصابت حرث قوم ظلموا انفسهم (ترجمہ اُنکی حالت اس حالت کے مثل ہے کہ ایک ہوا ہو جسمیں تیز سردی ہو وہ لگ جاوے ایسے لوگوں کے کھیتی کو جنہوں نے اپنا نقصان کر رکھا ہے) روح المعانی میں ہے کہ ظلموا انفسهم کی قید اسلئے لگائی کہ مقصود کلام سے تو یہ بتلانا ہے کہ نہ دنیا میں فائدہ ہو نہ آخرت میں سو یہ بات صرف مال کافر کے ہلاک ہونے میں ہو رہا غیر کافر تو اس کو صبر کے سبب مال کے ہلاک ہونے پر اجر تو ملتا ہے آہ احقر کہتا ہے پس آیت اس پر دال ہوئی ۱۶۴ کہ مقبولین کی مصیبت حقیقی مصیبت

۱۶۴ باب مصیبة المقبولین لیست بمصیبة حقیقة

نہیں محض صوری مصیبت ہے۔

المتن قولہ تعالیٰ وان تصبروا وتتقوا لا یضرکم کیدھم شیئا قال العبد الضعیف ربما یشاھد وصول الضرر من العدو مع الصبر والتقوی فالآیۃ اذاً محمولۃ علی عدم الضرر الحقیقی لا علی ماھو اعم من الضرر الصوری فدلت علی ما دلت الآیۃ السابقۃ ذکرا انتہی القول۔

قولہ تعالیٰ وان تصبروا وتتقوا لا یضرکم کیدھم شیئا (ترجمہ اور اگر تم استقلال اور تقوی کے ساتھ رہو تو ان لوگوں کی تدبیر تم کو ذرا بھی ضرر نہ پہونچا سکیگی) چونکہ بعض اوقات باوجود صبر وتقوی کے عدو کی جانب سے ضرر پہونچا مشاہد ہوتا ہے پس آیت ضرر حقیقی کی نفی پر محمول ہوگی نہ مطلق ضرر پر جو صوری کو بھی شامل ہو پس اس آیت کا بھی وہی مدلول ہوگا جو آیت سابقہ کا مدلول ہے۔

ف ۱۶۴ الضرر الصوری لیس بضرر

ف ۱۶۴ صوری ضرر کا ضرر نہ ہونا

المتن قولہ تعالیٰ اذ ھمت طائفتان منکم ان تفشلا واللہ ولیھما قال العبد الضعیف الآیۃ صریحۃ فی عدم التنافی بین حدیث النفس بالمعصیۃ وبین الولایۃ فان الظاہر کما فی الروح ان ھذا الھم لم یکن عن عزم وتصمیم علی مخالفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ومفارقتہ لان ذلک لا یصدر مثلہ عن مؤمن بل کان مجرد حدیث النفس ووسوسۃ کما فی قولہ ؎

اقول لھا اذا جشأت وجاشت
مکانک تحمدی او تستریحی

ویؤید ذلک قولہ تعالیٰ واللہ ولیھما المفید لاستبعاد فشلھما او ھمھما مع کونہما فی ولایۃ اللہ تعالیٰ اھ ملخصا

قولہ تعالیٰ اذ ھمت طائفتان منکم ان تفشلا واللہ ولیھما (ترجمہ جب تم میں سے دو جماعتوں نے دل میں خیال کیا کہ ہمت ہار دیں اور اللہ تعالیٰ تو ان لوگوں کا مددگار تھا) روح المعانی میں ہے کہ یہ ھم مرتبہ عزم میں نہ تھا چنانچہ واللہ ولیھما اس کا قرینہ ہے کیونکہ حمایت الٰہیہ میں ہوتے ہوے ایسا امر مستبعد ہے بلکہ یہ محض حدیث النفس اور وسوسہ تھا آہ ملخصا احقر کہتا ہے پس آیت صریح ہے اسمیں کہ حدیث النفس بالمعصیۃ اور ولایت میں کوئی منافی نہیں۔

ف ۱۶۵ عدم التنافی بین حدیث النفس وبین الولایۃ

ف ۱۶۵ حدیث النفس اور ولایت کے درمیان منافات نہیں

المتن قولہ تعالیٰ والکاظمین الغیظ الخ قال العبد الضعیف فیہ ان الغیظ الطبعی لا ینافی الکمال فان الآیۃ مدح للکاملین وانما الکمال حفظ الحدود اذا غاظ کما یدل علیہ المدح بالکظم انتہی القول۔

قولہ تعالیٰ والکاظمین الغیظ الخ (ترجمہ اور غصے کے ضبط کرنے والے) اس سے ثابت ہوا کہ غیظ طبعی کمال کے منافی نہیں چنانچہ کظم کا موقوف غیظ پر ہونا ظاہر ہے۔

ف ۱۶۶ الغضب الطبعی لا ینافی الکمال اذا حفظت الحدود

ف ۱۶۶ غضب طبعی بشرط حفظ حدود منافی کمال نہیں

المتن قولہ تعالیٰ ولم یصروا علی ما فعلوا الخ فی الروح اخرج ابن جریر عن الحسن انہ قرأ الذین ینفقون فی السراء والضراء الآیۃ ثم قرأ والذین اذا فعلوا فاحشۃ الآیۃ فقال ان ھذین النعتین لنعت رجل واحد۔

قولہ تعالیٰ والذین اذا فعلوا الی قولہ ولم یصروا علی ما فعلوا الخ (ترجمہ اور ایسے لوگ کہ جب کوئی ایسا کام کر گذرتے ہیں جسمیں زیادتی ہو یا اپنی ذات پر نقصان اٹھاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کو یاد کر لیتے ہیں الخ) روح میں ہے کہ حسن سے روایت ہے کہ یہ بھی صفت انہی کی ہے جنکی صفت الذین ینفقون فی السراء الخ

(باقی آئندہ)

ثم بعد اسطر ولا یخفی انه علی تقدیر کون المتصفین نعت رجل واحد کما حکی عن الحسن رفی الروایة التی مرت آنفا) یمکن ان یقال ان ذکر هذه الجملة عقیب تلك لما ذکره بعض المحققین (انها کالتذییل للکلام السابق کما ذکره فی الروح ایضا) وای مانع من الاخبار بانهم محبوبون عند الله تعالیٰ وان الله تعالیٰ منجز ما وعدهم ولا بد ورکونهم اذا اذنبوا استغفروا وتابوا لا ینافی کونهم محسنین اما اذا ارید من الاحسان الانعام علی الغیر فظاهر واما اذا ارید به الاتیان بالاعمال علی الوجه اللائق اوان تعبد الله تعالیٰ کانك تراه فان لم تکن تراه فانه یراك کما صرح به فی الصحیح فلان ذلك لوناف فی لزوم ان لا یصدق المحسن الا علی نحو المعصوم ولا یصدق علی من عبد الله تعالی واطاعه مدة مدیدة علی الیق وجه واحسنه ثم عصاه لحظة فندم اشد الندم واستغفر سید الاستغفار ولا اظن احدا یقول بذلك فتدبر آه

اور اس سے معلوم ہوا کہ گناہ ہو جانا جبکہ توبہ کر لیں اور اصرار نہ کریں محسن ہونے کے منافی نہیں کیونکہ محسنین بھی انہیں کو فرمایا ہے اگر احسان سے مراد معنی متعارف یعنی دوسرے کو نفع پہونچانا ہو تب تو ظاہر ہے اور اگر احسان کے وہ معنی ہوں جو حدیث میں ہیں ان تعبد الله کانك تراه فان لم تکن تراه فانه یراك تب اسلئے کہ اگر ان میں منافات ہو تو لازم آتا ہے کہ محسن ایسی شخص پر صادق آوے جو معصوم کے درجہ کا ہو اور اس شخص پر صادق نہ آوے جس نے ایک مدت دراز تک نہایت خوبی اور شایستگی کے ساتھ حق تعالیٰ کی عبادت اور اطاعت کی ہو پھر ایک لحظہ کیلئے اس سے کوئی معصیت ہو گئی ہو پھر وہ اسپر اشد درجہ نادم ہوا ہو اور اہتمام سے استغفار کر لیا ہو اور میرا خیال نہیں کہ کوئی اس کا قائل ہو سکے آہ

المتن قوله تعالیٰ ولقد کنتم تمنون الموت الآیة قال العبد الضعیف فیه جواز تمنی الموت اشتیاقاً الی السعادة الاخرویة المتوقعة فی الشهادة لا یقال انه تعالیٰ انکر علیهم فلا احتجاج فیه لانی اقول لم ینکر علی التمنی بل انکر علی ما ظهر منهم خلاف هذا التمنی انتهی القول۔

قوله تعالیٰ ولقد کنتم تمنون الموت الآیة (ترجمہ اور تم تو مرنے کی تمنا کر رہے تھے الخ) اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اسپر انکار فرمایا کہ تم سے اس تمنی کے خلاف افعال کیوں صادر ہوئے مگر نفس تمنی پر انکار نہیں فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ مطلق تمنی موت مذموم نہیں بلکہ وہ جب سعادت اخرویہ کے اشتیاق میں ہو جسکی توقع شہادت میں ہوتی ہے تو جائز ہے۔

المتن قوله تعالیٰ افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم الآیة قال العبد الضعیف لما کانت الآیة عتابا لمن لم ینقلب وانما عمل عمل المنقلب من الانهزام والفزع الشدید فدلت علی ذم الفزع الشدید والاسف البالغ علی موت احد من الشیوخ کما هو عادة اکثر المعتقدین من العوام بل الخواص ایضا وکذا توهم بقاء الدین بلا خادم ولا ناصر انتهی القول

قوله تعالیٰ افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم (ترجمہ سو اگر آپکا انتقال ہو جاوے یا آپ شہید ہی ہو جاویں تو کیا تم لوگ الٹے پھر جاؤ گے) ظاہر ہے کہ یہاں صحابہ سے انقلاب کا وقوع نہوا تھا البتہ انقلاب والوں کا سا کچھ عمل ہو گیا تھا یعنی ہزیمت اور جزع فزع شدید اس بنا پر آیت سے معلوم ہوا کہ کسی پیر کے مرجانے پر فزع شدید اور سخت رنج کرنا جیسا کہ اکثر معتقدین عوام بلکہ خواص کا بھی طرز ہے مذموم ہے اور

ولقد احسن صاحب الروح فی التعبیر عن هذا المعنی فقال والاشارة فی ذلک الی انه تعالی عاتب من تزلزل لذهاب الواسطة العظمی عن البین وهو مناف لمشاهدة الحق ومعاینته آه

اسی طرح یہ توہم کرنا کہ اب کوئی دین کا حامی و خادم نہ رہا یہ بھی مذموم ہے اور روح میں ہے کہ آیت میں اس شخص کے عتاب کی طرف اشارہ ہے جو درمیان میں سے واسطہ کے فوت ہو جانے سے متزلزل ہو جاوے کیونکہ یہ مشاہدہ حق کے منافی ہے آہ۔

ف ١٤٠ نفی الاستغراق — ف ١٤٠ استغراق کی نفی

الحاشیة- قوله تعالی ثم انزل علیکم من بعد الغم امنة نعاسا الآیة ای واردا من الطافه ظهر فی صورة النعاس وهو السکینة الرحمانیة۔

قوله تعالی ثم انزل علیکم من بعد الغم امنة نعاسا (ترجمہ پھر اللہ تعالی نے اس غم کے بعد تم پر چین بھیجی یعنی اونگھ) بعض اوقات الطاف الٰہیہ کا کوئی وارد بشکل نعاس ظاہر ہوتا ہے اور وہ سکینہ رحمانیہ ہے کذا فی الروح۔

ف ١٤١ مصلحة البلاء ومنه القبض — ف ١٤١ بلا کی مصلحت جس میں سے ایک قبض بھی ہے

قوله تعالی ولیبتلی الله ما فی صدورکم ای یمتحن ما فی استعدادکم من الصدق والاخلاص والتوکل ونحو ذلک من الاخلاق ویخرجها من القوة الی الفعل ویمحص ما فی قلوبکم ای یخلص ما برز من مکمن الصدر الی مخزن القلب من غش الوساوس وخواطر النفس فان البلاء سوط یسوق الله تعالی به عباده الیه ولهذا ورد اشد الناس بلاء الانبیاء ثم الاولیاء فالامثل فالامثل ولله تعالی در من قال

لله در النائبات فانها ۔ صدأ اللئام وصیقل الابرار
ما کنت الا زبرة فطبعتنی ۔ سیفا واطلع صرفهن غراری

وذلک لانهم ینقطعون الی الحق ولا یظهر علی کل منهم الا ما فی مکمن استعداده۔

قوله تعالی ولیبتلی الله ما فی صدورکم ولیمحص ما فی قلوبکم (ترجمہ اور یہ جو کچھ ہوا اسلئے ہوا تاکہ اللہ تعالی تمہارے باطن کی بات کی آزمائش کرے اور تاکہ تمہارے دلوں کو صاف کر دے) یعنی تمہاری استعداد میں جو صدق و اخلاص و توکل وغیرہ ہے اس کا اس طرح امتحان فرما دے کہ اسکو قوت سے فعل کی طرف لاوے اور قلب میں جو کچھ وساوس و خواطر النفس کا میل کچیل ہے اسکو دور کرے کیونکہ بلا میں یہ خاصیت ہے کذا فی الروح۔

ف ١٤٢ بعض المصائب الی ظلمة فی المعصیة — ف ١٤٢ بعض مصائب کا سبب معصیت کی ظلمت ہے

قوله تعالی انما استزلهم الشیطن ببعض ما کسبوا من الذنوب لانها تورث الظلمة والشیطان لا مجال له علی ابن آدم بالتزیین الا اذا وجد ظلمة فی القلب وفی الروح فی تفسیر اهل الظاهر یراد ببعض ما کسبوا اما الذنوب السابقة ومعنی السببیة انجرارها الیه لان الذنب یجر الذنب کما ان الطاعة تجر الطاعة واما الذنوب السابقة لا بطریق الانجرار بل لکراهة الجهاد معها فقد قال الزجاج ان الشیطان ذکرهم

قوله تعالی انما استزلهم الشیطن ببعض ما کسبوا (ترجمہ اسکے سوا اور کوئی بات نہیں ہوئی کہ ان کو شیطان نے لغزش دیدی ان کے بعض اعمال کے سبب سے) وجہ یہ کہ ذنوب سے ظلمت پیدا ہوتی ہے اور شیطان کا قابو اسی وقت ہوتا ہے جب قلب میں ظلمت پاتا ہے اور روح المعانی میں زجاج سے نقل کیا ہے کہ شیطان نے ان کو بعضے وہ گناہ یاد دلائے جنکو لیکر حق تعالی سے ملنا ان کو خوش معلوم نہ ہوا اسلئے وہ جہاد سے ہٹ گئے تاکہ وہ اپنی حالت کی درستی کر

فیطلبها المصر کرهوا لقاء الله تعالیٰ بهما فاخروا الجهاد ولولوا حتی یصلحوا امرهم ویجاهدوا علی حال مرضیه آه قال العبد الضعیف وعلی تفسیر الزجاج فی الآیة اصل لما اشتهر عن الشیخ الاکبر رحمه الله تعالیٰ انه لا ینبغی بعد التوبة الکاملة تذکر المعاصی فانها تکون حجابا بینه وبین الله تعالیٰ۔ انتهی القول

پسندیدہ حالت پر جہاد کریں اور خدا تعالیٰ سے ملیں آہ احقر کہتا ہے کہ زجاج کی تفسیر پر آیت اصل ہے اس مقولہ کی جو شیخ اکبر سے مشہور ہے کہ تکمیل توبہ کے بعد پھر گناہوں کو یاد کرنا مناسب نہیں کیونکہ وہ بندہ کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان حجاب بن جاتے ہیں۔

قولہ تعالیٰ ولئن قتلتم فی سبیل الله او متم لمغفرة من الله ورحمة خیر مما یجمعون ولئن متم او قتلتم لا لی الله تحشرون فی الروح وزعم بعض ان فی الآیة تقسیم مقامات العبودیة الی ثلثة اقسام فمن عبد الله تعالیٰ خوفا من ناره آمنه مما یخاف والیه الاشارة بقوله تعالیٰ لمغفرة من الله ومن عبد الله تعالیٰ شوقا الی جنته اناله ما یرجو والیه الاشارة بقوله سبحانه ورحمة لان الرحمة من اسماء الجنة ومن عبد الله تعالیٰ شوقا الی وجهه الکریم لا یرید غیره فهو العبد المخلص الذی یتجلی علیه الحق جل جلاله فی دار کرامته والیه الاشارة بقوله عز اسمه لا لی الله تحشرون ولا یخفی انه من باب التاویل لا من قبیل التفسیر۔

قولہ تعالیٰ ولئن قتلتم فی سبیل الله او متم لمغفرة من الله ورحمة خیر مما یجمعون (ترجمہ اور اگر تم لوگ اللہ کی راہ میں مارے جاؤ یا کہ مرجاؤ تو بالضرور اللہ تعالیٰ کے پاس کی مغفرت اور رحمت اُن چیزوں سے بہتر ہے جنکو یہ لوگ جمع کر رہے ہیں) اسمیں قتل وموت فی سبیل اللہ کی جزا میں مغفرت و رحمت کو فرمایا ہے ولئن متم او قتلتم لا لی الله تحشرون (ترجمہ اور اگر تم لوگ مرگئے یا مارے گئے بالضرور اللہ ہی کے پاس جمع کئے جاؤ گے) اسمیں موت وقتل کی جزا میں حشر الی اللہ کو فرمایا ہے اس تفاوت کی وجہ میں بعض نے بطریق تاویل نہ کہ بطریق تفسیر کہا ہے کہ اول آیت میں اُن کا ذکر ہے جو نار وجنت کے سبب عبادت کرتے ہیں اور دوسری آیت میں اُن کا ذکر ہے جو خاص اُسکی ذات ہی کو مقصود سمجھتے ہیں تو اُسپر خاص تجلی ہوگی کذا فی الروح۔

الملحق قولہ تعالیٰ وشاورهم فی الامر فی الروح وفائدتها الاستظهار برایهم ویؤید ذلک ما اخرجه الامام احمد عن عبد الرحمٰن بن غنم ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لابی بکر وعمر لو اجتمعتما فی مشورة ما خالفتکما وفیه لو کانت المشورة لمجرد تطییب النفوس دون الاستظهار کان لمشاورة ای واحد منهم (ای من الصحابة) وان لم یکن من ارباب الرای وجه قال العبد وما ورد کما اخرج ابن عدی والبیهقی فی الشعب بسند حسن عن ابن عباسؓ قال لما نزلت وشاورهم فی الامر قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اما ان الله ورسوله لغنیان منها ولکن جعلها الله تعالیٰ رحمة لامتی الحدیث وبه احتج من قال انها کانت لتطییب

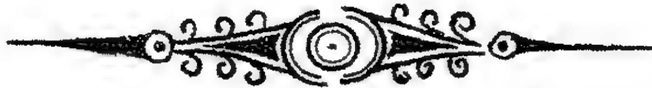
قولہ تعالیٰ وشاورهم فی الامر (ترجمہ اور اُن سے خاص خاص باتوں میں مشورہ لیتے رہا کیجئے) روح میں ہے کہ فائدہ اس مشورہ لینے کا اُن کی رائے سے مدد اور قوت لینا ہے آہ احقر کہتا ہے تو اس بنا پر آیت اسپر بھی دال ہے کہ بعض احوال میں بعض نفع تابع سے متبوع کو پہونچ جاتا ہے۔

انفسهم فقط فمعناه ان الله غنی بالفعل ورسوله بالقوة بحیث لو لم تشرع له المشاورة هداه الی الصواب وحیا وقال العبد ان الایة علی هذا داله علی وصول بعض النفع من التابع الی المتبوع فی بعض الاحوال انتهی القول۔

المتن قوله تعالیٰ ویعلمهم الکتاب والحکمة فی مجموع الایة اثبات تعلیم الاسرار وتعلیم لبعض طرق السلوک علی ما یقال کما فی الروح ان المراد من تلاوة الآیات تلاوة ما یوحی الیه صلی الله علیه وسلم من الایات الدالة علی التوحید والنبوة ومن التزکیة الدعاء الی الکلمة الطیبة المتضمنة للشهادة لله تعالیٰ بالتوحید ولنبیه علیه الصلوٰة والسلام بالرسالة وبتعلیم الکتاب تعلیم الفاظ القرآن وکیفیة ادائه لیتهیأ لهم بذلک اقامة عماد الدین وبتعلیم الحکمة الایقاف علی الاسرار المخبوءة فی خزائن کلام الله تعالیٰ وحینئذ امر ترتیب هذه المتعاطفات ظاهر اذ حاصل ذلک انه صلی الله علیه وسلم یمهد سبل التوحید ویدعو الیه ویعلم ما یلزم بعد التلبس ویزید علی الزبد شهدا فقدم التلاوة لانها من باب التمهید ثم التزکیة لانها بعده وهی اول امر یحصل منه صفة یتلبس بها المومنون وهی من قبیل التخلیة المتقدمة علی التحلیة لان درء المفاسد اولیٰ من جلب المصالح ثم التعلم لانه انما یحتاج الیه بعد الایمان بقی امر تقدیم التعلیم علی التزکیة فی آیة البقرة ولعله کان ایذانا بشرافة التحلیة کما اشرنا الیه هنالک فتامل آه قال العبد الضعیف ویمکن ان یشار بهذا التقدیم تقدیم التحلیة علی التخلیة احیانا وکلا الطریقین شائع فی القوم انتهی القول۔

قولہ تعالیٰ ویعلمهم الکتاب والحکمة (ترجمہ اور اُن کو کتاب اور فہم کی باتیں بتلاتے رہتے ہیں) مجموع آیت میں ایک تو علم اسرار کا اثبات ہے اور نیز بعض طرق سلوک کی تعلیم ہے جیسا کہ روح میں ہے کہ تلاوت سے مراد آیات توحید و نبوت کی تبلیغ ہے اور تزکیہ سے مراد کلمہ طیبہ کی طرف بلانا جو توحید و رسالت پر دال ہے (کہ وہ سبب ہے شرک سے پاک ہونیکا) اور تعلیم کتاب سے مراد الفاظ قرآن کی تعلیم اور تعلیم حکمت سے مراد اسرار قرآنیہ پر واقف بنانا ہے پس اول تلاوت ہے کیونکہ وہ تمہید ہے پھر تزکیہ جسکی ساتھ سب سے اول مومن موصوف ہوتا ہے پھر تعلیم جسکی حاجت بعد ایمان کے ہوگی پس اس سے تخلیہ کی (تزکیہ اسکی ایک فرد ہے) تقدیم تحلیہ پر (کہ تعلیم اسکی ایک فرد ہے) مفہوم ہوئی اب یہ بات رہگئی کہ آیت بقرہ میں تزکیہ پر تعلیم کو کیوں مقدم فرمادیا سو شاید اسمیں تنبیہ ہو تحلیہ کے شرف پر آہ اور احقر کہتا ہے کہ ممکن ہے کہ اسمیں اشارہ اس طرف ہو کہ گاہے کسی مقتضی کے سبب تحلیہ کو تخلیہ پر مقدم کر دیا جاتا ہے اور قوم میں دونوں طریقے معمول بہ ہیں۔

وصول بعض النفع من الاعلیٰ الی الادنیٰ
اصل علم الاسرار
اصل تعلیم السلوک
تقدیم الفصل علی الوصل
تقدیم الوصل علی الفصل



المتن ۔ قوله تعالیٰ ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل الله امواتا بل احیاء عند ربهم یرزقون فرحین بما آتاهم الله من فضله ویستبشرون بالذین لم یلحقوا بهم من خلفهم الا خوف علیهم ولا هم یحزنون فی الروح یبدل من الذین بدل الاشتمال مبین لکون استبشارهم بحال اخوانهم لا بذواتهم ای یستبشرون بما تبین لهم من حسن حال اخوانهم الذین ترکوهم احیاء وهو انهم عند قتلهم فی سبیل الله تعالیٰ یفوزون کما فازوا ویحوزون من النعیم کما حازوا والی هذا ذهب ابن جریج وقتادة آه

قوله تعالیٰ ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل الله الی قوله ولا هم یحزنون (ترجمہ اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کئے گئے اُن کو مردہ مت خیال کرو الخ) حاصل یہ کہ جن لوگوں کو شہداء کے مارے جانے پر حسرت تھی اُن کو سنایا جاتا ہے کہ تم اسکی تمنا مت کرو کہ وہ دنیا میں رہتے بلکہ خود وہ شہداء تمھاری نسبت یہ خوشی منا رہے ہیں کہ اگر تم شہید ہو جاؤ تو تم بھی اُن ہی کی طرح نعیم سے فائز ہو فی الروح والی ہذا ذہب ابن جریج وقتادہ پس یہ اسی کی نظیر ہے (ف ۱۸۰) جو اہل جہاد اکبر میں اور محجوبین میں واقع ہو رہا ہے کہ ہر ایک دوسرے کے لئے اپنی حالت پر ہونے کی تمنا کر رہا ہے۔

قال العبد الضعیف وهو نظیرها (ف ۱۸۰) وقع بین اهل الجهاد الاکبر وبین المحجوبین من ان الآخرین کما یتمنون کون الاولین علی مثل حالهم کذلك الاولون یتمنون کون الآخرین علی مثل حالهم انتهی القول۔

المتن قوله تعالیٰ انما ذلکم الشیطان یخوف اولیاءه فلا تخافوهم قال العبد الضعیف فیه (ف ۱۸۱) اصل للمقالة المنقولة عن بعضهم بعد تلاوة الاستعاذة ایها الشیطان لا تزعم باستعاذتی انی اخافك او انك تعظم فی قلبی فانما استعذت امتثالا لامر الله تعالیٰ والا فانك اخس فی عینی من ان استعیذ منك انتهی القول۔

قوله تعالیٰ انما ذلکم الشیطان یخوف اولیاءه فلا تخافوهم (ترجمہ اس سے زیادہ کوئی بات نہیں کہ یہ شیطان ہے کہ اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے سو تم اُس سے مت ڈرنا) اسمیں اُس مقولہ کی اصل (ف ۱۸۲) ہے جو بعض بزرگوں سے منقول ہے کہ انھوں نے اعوذ باللہ پڑھی پھر شیطان سے خطاب کیا کہ تو میرے استعاذہ سے یہ نہ سمجھنا کہ میں تجھ سے ڈرتا ہوں یا میں تجھکو اپنے دل میں کچھ باوقعت سمجھتا ہوں میں نے محض امتثالاً لامر اللہ استعاذہ پڑھ لیا ہے ورنہ تو میری آنکھ میں اتنی قدر نہیں رکھتا کہ میں تجھ سے استعاذہ کروں۔

المتن قوله تعالیٰ ولا یحسبن الذین کفروا انما نملی لهم خیر لانفسهم انما نملی لهم لیزدادوا اثما قال العبد الضعیف فیه اشارة (ف ۱۸۲) الی عدم الاغترار بالبسط مع المعصیة انما الخیر فی هذه الحالة هو القبض الذی یتنبه به علی تقصیره فیتوب فان المعصیة احد اسباب القبض فیتوب ولو احتمالا انتهی القول۔

قوله تعالیٰ ولا یحسبن الذین کفروا انما نملی لهم خیر لانفسهم انما نملی لهم لیزدادوا اثما (ترجمہ اور جو لوگ کفر کر رہے ہیں وہ یہ خیال ہرگز نہ کریں کہ ہمارا اُن کو مہلت دینا اُن کے لئے بہتر ہے ہم اُن کو صرف اس لئے مہلت دے رہے ہیں جسمیں جرم میں اُن کو اور ترقی ہو جاوے) اسمیں اس طرف بھی اشارہ (ف ۱۸۳) ہے کہ اگر معصیت کے ساتھ بسط رہے تو اسپر مغرور نہ ہو بلکہ اس حالت میں خیر قبض ہی میں ہے جس سے متنبہ ہو کر توبہ کر لے کیونکہ احتمالاً اسباب قبض میں سے معصیت بھی ہے۔

ف ۱۸۰ تحسر اهل الدنیا علی اهل الله وبالعکس

ف ۱۸۰ اہل دنیا کی اہل اللہ پر اور اہل اللہ کی اہل دنیا پر حسرت

ف ۱۸۱ اصل المقولة لبعض العارفین انی لا اخاف الشیطان

ف ۱۸۲ بعض عارفین کے اس مقولہ کی اصل کہ میں شیطان سے نہیں ڈرتا

ف ۱۸۲ عدم الاغترار بالبسط مع المعصیة

ف ۱۸۳ معصیت کی ساتھ بسط رہنے پر مغرور نہ ہو۔

المتن قوله تعالى الذين قالوا ان الله عهد الينا ان لا نؤمن برسول حتى يأتينا بقربان تأكله النار قال العبد الضعيف فيه رد [ف۱۸۳] على من يشترط لاعتقاده معاينة الخوارق والكرامات فى الروح ان دعوى اولئك اليهود هذا العهد من مفترياتهم واباطيلهم لان اكل النار القربان لم يوجب الايمان الا بكونه معجزة فهو وسائر المعجزات سواء فى ذلك اهـ

قوله تعالیٰ الذین قالوا ان الله عهد الینا ان لا نؤمن برسول حتی یأتینا بقربان تأکله النار (ترجمہ وہ ایسے لوگ ہیں کہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمکو حکم فرمایا تھا کہ ہم کسی پیغمبر پر اعتقاد نہ لاویں جب تک کہ ہمارے سامنے معجزہ نذر و نیاز خداوندی [ف۱۸۳] کا ظاہر نہ کرے کہ اسکو آگ کھا جاوے) اسمیں اس شخص پر رد ہے جو معتقد ہونے کا معیار خوارق وکرامات کو قرار دے۔

المتن قوله تعالى فمن زحزح عن النار وادخل الجنة فقد فاز قال العبد الضعيف تسميته [ف۱۸۴] تعالى دخول الجنة والنجاة من النار فوزا دليل على بطلان من ادعى الاستغناء عنهما نعم من كان غالبا عليه الحال فلا كلام فى عذره انتهى القول۔

قوله تعالیٰ فمن زحزح عن النار وادخل الجنة فقد فاز (ترجمہ تو جو شخص دوزخ سے بچا لیا گیا اور جنت میں داخل کیا گیا سو پورا کامیاب وہ ہوا) حق تعالیٰ کا اسکو فوز فرمانا اس شخص کے بطلان [ف۱۸۴] پر دلیل ہے جو جنت و نار سے استغنا کا دعویٰ کرے البتہ مغلوب الحال معذور سمجھا جاویگا۔

المتن قوله تعالى لا تحسبن الذين يفرحون بما اتوا ويحبون ان يحمدوا بما لم يفعلوا فلا تحسبنهم بمفازة من العذاب قال العبد الضعيف فيه ذم [ف۱۸۵] ما عليه اكثر متصوفى زماننا من ان جل حديث مجلسهم مدحهم بكمالات ليست فيهم وليس قيد اللذم فان حب المدح بما يوجد فيه مذموم ايضا وانما التقييد لخصوصية الواقعة التى نزلت الآية فيها انتهى القول۔

قوله تعالیٰ لا تحسبن الذین یفرحون بما اتوا ویحبون ان یحمدوا بما لم یفعلوا فلا تحسبنهم بمفازة من العذاب (ترجمہ جو لوگ ایسے ہیں کہ اپنے کردار پر خوش ہوتے ہیں اور جو کام نہیں کیا اسپر چاہتے ہیں کہ ان کی تعریف ہو سو ایسے شخصوں کو ہرگز مت خیال کرو کہ وہ خاص طور کے عذاب سے بچاؤ میں رہیں گے) اسمیں اس زمانہ [ف۱۸۵] کے مدعیان تصوف کی اس عادت کی مذمت ہے کہ ان کی مجالس کے تذکروں کا زیادہ حصہ ان کی مدح ایسے کمالات کے ساتھ ہوتی ہے جن سے وہ کورے ہیں اور یہ ما لم یفعلوا اس ذم کی قید نہیں کیونکہ کمال موجودہ سے مدح بھی مذموم ہے یہ قید خصوصیت قصہ نزول کے سبب ہے۔

المتن قوله تعالى الذين يذكرون الله قياما وقعودا وعلى جنوبهم ويتفكرون فى خلق السموات والارض قال العبد الضعيف فى الآية مسئلتان الاولى ان [ف۱۸۶] الفكر عبادة ايضا كما ان الذكر عبادة الثانية ان محل [ف۱۸۷] الفكر هو الخلق حيث قيد الفكر

قوله تعالیٰ الذین یذکرون الله قیاما وقعودا وعلی جنوبهم ویتفکرون فی خلق السموات والارض (ترجمہ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی یاد کرتے ہیں کھڑے بھی بیٹھے بھی لیٹے بھی اور آسمانوں اور زمین کے پیدا ہونے میں غور کرتے ہیں) اس آیت میں دو مسئلے ہیں ایک [ف۱۸۶] یہ کہ فکر بھی مثل ذکر کے

ف۱۸۳ الرد على من جعل الخوارق معيار الكمال — خوارق کو معیار کمال قرار دینے پر رد

ف۱۸۴ الرد على من اظهر الاستغناء عن الجنة والنار — جنت و نار سے استغنا کے دعوے پر رد

ف۱۸۵ ذم ما عليه المتصوفة فى زماننا — مدعیان تصوف کی عادت مدح کی مذمت

ف۱۸۶ ان الفكر عبادة كالذكر — فکر بھی مثل ذکر کے عبادت ہے

ف۱۸۷ ان محل الفكر هو الخلق

بخلق السموات والارض ومن ثم قالوا لا تفکروا فی ذات اللہ انتہی القول

المتن قولہ تعالیٰ ربنا ما خلقت ھذا باطلا قال العبد الضعیف لما کان الباطل المعدوم والعبث مثبت فیہ [۱۸۸] ان ما نقل عن بعض الاکابر ان الممکنات ما شمت رائحۃ الوجود ماؤل بان المراد مرتبۃ الاتصاف الحقیقی ولو بالواسطۃ وہی واسطۃ فی الثبوت کحرکۃ المفتاح بحرکۃ الید لا نفی الاتصاف المجازی وہی واسطۃ فی العروض کحرکۃ الجالس بحرکۃ السفینۃ ولم یدل علی خلافہ دلیل سمعی ولا عقلی وقد یستعمل الباطل بمعنی الفانی وعلیہ ورد فی الحدیث الا کل شیء ما خلا اللہ باطل + والقرینۃ علیہ مابعدہ من قولہ + وکل نعیم لا محالۃ زائل + انتہی القول +

عبادت ہے دوسرا یہ کہ فکر کا محل مخلوق [۱۸۸] ہے نہ کہ خالق کی ذات۔

قولہ تعالیٰ ربنا ما خلقت ھذا باطلا (ترجمہ اے پروردگار آپ نے اسکو لا یعنی پیدا نہیں کیا) چونکہ باطل میں معدوم بھی داخل ہے اور اس آیت میں اسکی نفی ہے اس سے معلوم ہوا کہ بعض اکابر کا [ف ۱۸۹] یہ مقولہ کہ ممکنات نے وجود کی بو بھی نہیں سونگھی ماؤل ہے اور تاویل یہ ہے کہ مراد اتصاف حقیقی کا مرتبہ ہے جو واسطہ فی الثبوت میں ہوتا ہے نہ کہ اتصاف مجازی جو واسطہ فی العروض میں ہوتا ہے۔

المتن قولہ تعالیٰ یا ایھا الذین آمنوا اصبروا وصابروا ورابطوا الآیۃ قالوا فی تفسیر رابطوا ای اقیموا فی الثغور رابطین خیولکم فیہا حابسین لہا مترصدین للغزو ومستعدین لہ بالغین فی ذلک المبلغ الاوفی اکثر من اعدائکم واخرج مالک والشافعی واحمد ومسلم عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الا اخبرکم بما یمحو اللہ تعالیٰ الخطایا ویرفع بہ الدرجات اسباغ الوضوء علی المکارہ وکثرۃ الخطا الی المساجد وانتظار الصلوۃ بعد الصلوۃ فذلکم الرباط فذلکم الرباط فقد دل [ف ۱۹۰] مجموع الآیۃ والحدیث علی عموم المرابطۃ مرابطۃ ثغر ومرابطۃ نفس وھذا اصل تسمیۃ مجاہدۃ النفس بالجہاد فی قولہم ھذا ھو الجہاد الاکبر وانما سمی اکبر باعتبار ان الاخلاص الذی ھو من مرابطۃ النفس شرط لاعتبار الجہاد الظاہری ولیس اکبریتہ من کل الوجوہ انتہی القول۔

قولہ تعالیٰ یا ایھا الذین آمنوا اصبروا وصابروا ورابطوا (ترجمہ اے ایمان والو خود صبر کرو اور مقابلہ میں صبر کرو اور مقابلہ کے لئے مستعد رہو) رباط کی تفسیر رابطہ ثغر سے ظاہر ہے اور حدیث میں اسباغ وضو و انتظار صلوۃ وغیرہ کو رباط فرمایا ہے جو کہ مرابطہ نفس ہے پس مجموعہ آیت و حدیث [ف ۱۹۰] سے جہاد نفس پر جہاد کے اطلاق کی اصل نکلی۔

قد تمت سورۃ آل عمران و یتلیہا سورۃ النساء ان شاء اللہ تعالیٰ

ختم ہوئی سورۂ آل عمران اور آگے سورۃ النساء آتی ہے ان شاء اللہ تعالیٰ

ملحقة من رسالة التائيد المذكورة في آخر التمهيد سورة آل عمران

قوله تعالى ويحذركم الله نفسه وهذه الآية وامثالها دالة ظاهرة على صدق مقالة المشائخ حيث قالوا ان العارف لا يخاف الا ذاته تعالى ولا يخاف عذاب النار ولا فوات نعيم الجنة ولا الدنيا بجميع ما فيها ويدل على مثل ذالك ايضاً قول النبي صلى الله عليه وسلم اللهم اني اعوذ بك منك -

قوله تعالى والى الله المصير يعني الى الله نفسه وذاته مصير كل بر وفاجر وكل قريب وبعيد فاما الفاجر فمصيره السعير المسعر بحطب الغضب والسخط والانتقام والمقت من الحق تعالى وكل ذالك صفات الله تعالى واما مصير الابرار الى الله تعالى في دار السلام والى الدرجات العلى -

قوله تعالى قل ان كنتم تحبون الله المحبة اصلها الارادة فتنموا وتزداد الى ان تصير محبة ثم لا تزال تزداد حتى تكمل اما الشوق والعشق فهي محبة ملتهبة والالتهاب انما يحصل عند ازدياد المحبة مع فقد الوصل -

اضافه از ترجمه رسالہ تائید سورۂ آل عمران

قولہ تعالیٰ ویحذرکم اللہ نفسه اور یہ آیتیں اور جو انکی مانند ہیں مشائخ کے اُس مقولہ کے صدق پر کھلی دلالت کر رہی ہیں جو اُن حضرات نے فرمایا ہے کہ عارف بجز ذات خدائے برتر کے کسی چیز سے نہیں ڈرتا اور نہ عذاب دوزخ سے ڈرتا ہے اور نہ نعیم جنت کے فوت ہونے سے اور نہ تمام دنیا کے فوت ہونے سے اور ایسی ہی مضمون پر قول نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی دلالت کرتا ہے اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں آپکی آپ سے

قولہ تعالیٰ والی اللہ المصیر یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات کی طرف ہر نیکوکار اور ہر بدکردار اور ہر قرب والے اور ہر بُعد والے کا لوٹنا ہے سو بدکردار کا لوٹنا تو دوزخ کی طرف ہوگا جو غضب کی لکڑیوں سے روشن کیگئی ہے اور حق تعالیٰ کے غصہ اور انتقام اور ناخوشی کے ایندھن سے بھڑکائی گئی ہے اور یہ سب اللہ تعالیٰ کی صفتیں ہیں اور نیکوکاروں کا لوٹنا اللہ تعالیٰ کی طرف دار السلام میں اور بلند درجوں کی طرف ہوگا -

قولہ تعالیٰ قل ان کنتم تحبون اللہ محبت کی بنیاد ارادہ ہے پھر وہ ترقی کرتا رہتا اور بڑھتا رہتا ہے یہانتک کے محبت ہوجاتا ہے پھر محبت بڑھتی رہتی ہے حتیٰ کہ کامل ہوجاتی ہے لیکن شوق اور عشق سو وہ محبت مشتعلہ کو کہتے ہیں اور اشتعال اوقت ہوتا ہے جب محبت ترقی پر ہو اور وصال مفقود ہو -

فان حصل الوصال زال الالتهاب ولا یزال یزداد لمن یزداد حتی یکمل واذا اکمل مع الوصل فھو الرضوان ولیس الشوق والالتہاب ان یکون المحبۃ کاملۃ بل ربما یکون ناقصۃ ومع ھذا یلتھب التھابا محرقا لفقد الوصال فافھم

پھر اگر وصال حاصل ہو گیا تو اشتعال جاتا رہتا ہے اور وہ محبت ہمیشہ بڑھتی رہتی ہے جسکی بڑھتی ہو یہاں تک کہ کمال کو پہنچ جاتی ہے اور جب محبت وصال کے ساتھ کامل ہو جاتی ہے تو اُس کا نام رضا ہے اور شوق اور اشتعال کیلئے کمال محبت لازم نہیں بلکہ بسا اوقات محبت ناقص ہوتی ہے اور باوجود اسکے وصال مفقود ہونیکی وجہ سے اسمیں سخت اشتعال سوزندہ ہوتا ہے۔

قولہ تعالیٰ - انی نذرت لک ما فی بطنی محررا یعنی عبدا خالصا عن کل شیٔ سوی عبودیتک یقال طین حر ای خالص صاف والحریۃ اعلیٰ مقامات الاولیاء فی العبودیۃ وغلط اھل الاباحۃ ظنوا ان الحریۃ النفس عن عبودیۃ الحق بارتفاع التکالیف عنہ ھذا باطل تلقوھا من الشھوۃ والھوی فان الحریۃ کمال العبودیۃ صفاء و خلوصا۔

قولہ تعالیٰ انی نذرت لک ما فی بطنی محررا یعنی بجز آپ کی بندگی کے اور سب چیزوں سے اُسکو خالص کر دیا چنانچہ کہا جاتا ہے طین حر یعنی خالص اور صاف مٹی اور حریت اولیاء اللہ کے اعلیٰ مقامات عبودیت سے ہے اور اہل اباحت نے غلطی کی کہ اس کو یہ سمجھ گئے کہ تکلیف شرعی مرتفع ہو کر نفس خدا کی بندگی سے آزاد ہو جاوے اور یہ محض باطل ہے جسکو انھوں نے محض شہوت اور خواہش نفسانی کی وجہ سے اختیار کیا ہے کیونکہ حریت تو یہ ہے کہ بندگی میں اعلیٰ درجہ کی صفائی اور خلوص ہو جاوے۔

قولہ تعالیٰ قال یمریم انی لک ھذا کان ذلک الرزق فاکھۃ لمریم صلوات اللہ علیھا ولم تکن نبیۃ فدل علی ان ذلک کرامۃ لھا ولیس معجزۃ لزکریا النبی علیہ السلام لان زکریا لم یعلم بذلک وتعجب ولم تقل معجزتک

قولہ تعالیٰ قال یمریم انی لک ھذا الآیۃ یہ رزق مریم علیہا السلام کے لئے ایک میوہ تھا اور آپ پیغمبر نہیں ہو اس سے ثابت ہوا کہ یہ اُن کی کرامت تھی اور زکریا علیہ السلام کا معجزہ نہ تھا کیونکہ اول تو زکریا علیہ السلام کو اسکی خبر نہیں ہوئی اور آپنے تعجب ظاہر فرمایا اور دوسرے مریم علیہا السلام نے یہ جواب نہیں دیا کہ یہ آپکا معجزہ ہے۔

قولہ تعالیٰ حاکیا وابرئ الاکمہ والابرص واحی الموتی باذن اللہ وھذا یدل علی صحۃ ما قال المشایخ ان العبد یتخلق باخلاق اللہ اضاف ابراء الاکمہ والابرص واحیاء الموتیٰ الی عیسیٰ علیہ السلام وقید باذن اللہ وھذا عند مشایخ الصوفیۃ غیر محال ان یقدر اللہ من شاء من عبادہ علی ذلک

قولہ تعالیٰ حاکیا وابرئ الاکمہ والابرص واحی الموتی باذن اللہ. یہ مضمون مشائخ صوفیہ کے اس قول کی صحت پر دلالت کرتا ہے کہ بندہ اخلاق خداوندی سے متصف ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے مادر زاد اندھے اور جذامی کے اچھا کرنے اور مردوں کے زندہ کرنے کو عیسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب فرمایا اور باذن الٰہی کی قید لگا دی اور یہ مشائخ صوفیہ کے

نزدیک محال نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جسکو چاہے اسپر قادر کردے۔

قولہ تعالیٰ لا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ هذه الآیة دالة علی بطلان قول الحلولیة من الصوفیة یقولون ان الانسان الفاهم العالم العامل هو الرب القائم فی شخص الانسان اذا یری شیئا فانما یری الرب بالرب ویسمع الرب بالرب ویعلم الرب بالرب ومنها اثبت الوحدانیة ومن قال بالحلول قال باکثر من واحد۔

قولہ تعالیٰ لا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ یہ آیت ان لوگوں کے قول کے بطلان پر دلالت کرتی ہے جو صوفیہ میں سے حلول کے قائل ہیں وہ لوگ کہتے ہیں کہ انسان سمجھدار باعلم وعمل رب ہے جو انسان کی صورت میں قائم ہے جب وہ کسی چیز کو دیکھتا ہے تو گویا رب بذریعہ رب کے دیکھتا ہے اور رب بذریعہ رب کے سنتا ہے اور رب بذریعہ رب کے علم رکھتا ہے حالانکہ اس مقام پر وحدانیت کو ثابت فرمایا ہے اور جو لوگ حلول کے قائل ہیں وہ واحد سے زیادہ کے قائل ہیں (پس اُن کا قول منافی آیت کے ہوا)

قولہ تعالیٰ ولکن کونوا ربانیین ای کونوا متخلقین باخلاق ربکم مبصرین ببصائر قلوبکم والربانی منسوب الی الرب تعالیٰ بالعبودیة لہ فکون العبد ربا مستحیل وکونہ ربانیا مطلوب جمیل۔

قولہ تعالیٰ ولکن کونوا ربانیین یعنی تم اپنے پروردگار کے اخلاق کے ساتھ متصف ہو جاؤ اپنے قلوب کی بصیرت سے مبصر ہو جاؤ اور ربانی منسوب ہو رب برتر کی طرف بندگی کے طور پر تو بندہ کا رب ہونا محال ہے اور اس کا ربانی ہونا امر مطلوب وخوبی ہے۔

قولہ تعالیٰ ولا یأمرکم ان تتخذوا الملٰئکة والنبیین اربابا المشائخ قالوا ان اتخاذ الملئکة اربابا هو ذکرهم بالقلب والالتفات الیهم بخاطر القلب وخطرات السر قال ابن عطاء ایاک ان تلاحظ مخلوقا وانت تجد الی ملاحظة الحق سبیلا قال الواسطی فی هذه الآیة لا یخطرن باسرارکم تعظیمهم ولا الفکر فی صفاتهم (قلت المراد ملاحظة مقصودة والا فملاحظة الخلق بالشفقة والرحمة او من حیث ان اللہ تعالیٰ اوجب الایمان بالنبیین والملئکة فمطلوب فی الشرع)۔

قولہ تعالیٰ ولا یأمرکم ان تتخذوا الملٰئکة والنبیین اربابا مشائخ نے فرمایا ہے کہ فرشتوں کو رب بنانا یہ ہے کہ اُن کا دل سے ذکر کرے اور ان کی طرف خطرۂ قلبی وخطرات سری سے التفات کرے ابن عطاء نے فرمایا ہے کہ مخلوق کی طرف التفات کرنے سے بچے رہو جبکہ التفات الی الحق کے اسباب میسر ہیں۔ واسطی نے اس آیت میں فرمایا کہ تمھارے باطن میں اُن کی تعظیم کا خطرہ نہ واقع ہو اور نہ اُن کے اوصاف میں غور کرنے کا خطرہ واقع ہو (میں کہتا ہوں مراد یہ ہے کہ مقصود کے طور پر یہ التفات نہ ہو ورنہ شفقت اور رحمت کے ساتھ خلق کی طرف التفات کرنا اس اعتبار سے کہ اللہ تعالیٰ نے نبیوں اور فرشتوں کی ساتھ ایمان لانے کو واجب کیا ہے خود شریعت میں مطلوب ہے)

قولہ تعالیٰ الذین یذکرون اللہ قیاما وقعودا وعلیٰ جنوبهم یعنی یذکرون اللہ فی جمیع الاحوال

قولہ تعالیٰ الذین یذکرون اللہ قیاما وقعودا وعلیٰ جنوبهم یعنی اللہ کا ذکر سب حالتوں میں ہمیشہ ہمیشہ کیا کرتے ہیں

دائما ابدا لان احوال الناس لا یخرج من هذه الاحوال الثلثة وهو القیام والقعود والاضطجاع ثم لابد للانسان من النوم والاکل والشرب فعلم ان المراد منه الذکر بالروح والقلب فانه یمکن فی الاحوال کلها (ای هو اعظم فرد من المراد لا انه ینحصر فیه المراد)۔

تمت الملحقة

کیونکہ آدمیوں کے حالات ان احوال ثلثہ سے باہر نہیں ہوتے اور وہ کھڑا ہونا ہے اور بیٹھنا ہے اور لیٹنا ہے پھر انسان کیلئے سونا اور کھانا اور پینا بھی ضرور ہے تو معلوم ہوا کہ مراد اس سے ذکر روحی اور قلبی ہے کیونکہ وہ جمیع احوال میں ممکن ہے۔ (یعنی وہ مراد کی فرد اعظم ہے نہ یہ کہ مراد اسی میں منحصر ہے)۔

اضافہ تمام ہوا

سورة النساء

قوله تعالى فانكحوا ما طاب لكم من النساء فیه التلذذ بالمباحات والاکثار منها وانتخاب الطیب منها وانه ما لم یکن فیه افراط لا ینافی الزهد واما الذی یخاف الافراط او التفریط فالاسلم له الاقتصار علی القدر الضروری منها ولذلک اشار تعالی لمثل هذا الرجل الی هذا الاقتصار فی قوله فواحدة وذکر حکمته فی قوله ذلک ان لا تعولوا۔

سورة النساء

قولہ تعالیٰ فانکحوا ما طاب لکم من النساء (ترجمہ تو اور عورتوں سے جو تمکو پسند ہوں نکاح کرلو) اسمیں دلالت ہے اسپر کہ مباحات سے لذت حاصل کرنا اور اسمیں کسیقدر کثرت بھی کرنا اور انمیں سے اچھی اچھی کو منتخب کرنا جبکہ افراط نہ ہو زہد کے منافی نہیں البتہ جس شخص کو افراط و تفریط کا اندیشہ ہو اسکے لئے اسلم یہی ہے کہ قدر ضرورت پر اکتفا کرے اور اسی واسطے ایسے شخص کیلئے اقتصار کرنے کی طرف اس قول میں اشارہ فرمایا ہے فواحدة اور ذلک ادنی ان لا تعولوا میں اسکی ایسی ہی حکمت کی طرف اشارہ بھی فرمایا

لہ ولما کان الغالب الآن مضامین المتن للوجه المذکورة فی الحاشیة علی عنوان سورة آل عمران وکان اکثرها من نفسی بلت لالتزام المذکور فی التمهید من جعل تفسیر روح المعانی اصلا وعدم الاحتیاج الی ذکر النسبة الیه وابتداء المضمون الیه بقول قال العبد الضعیف بانی حیث لا اذکر الحوالة کان من نفسی وحیث کان من غیری روحا کان او غیره ذکرت الحوالة فیه لما کان فی الالتزام المذکور من التطویل وکثرة التکرار فی کل موضع کان فی الطرز السابق مثل هذا التکرار فی النسبة الی الروح فقط ولکن لا اذکر بعین هذا الوجه لفظ المتن فی العنوان نعم اذکر لفظ الحاشیة فما لم یذکر فیه عنوان فهو من المتن ۱۲ منه ۔

قولہ تعالیٰ فان طبن لکم عن شیٔ منہ نفسا فکلوہ فیہ عدم الاستنکاف[191] من قبول ھدیۃ من ھو دونہ فی الرتبۃ۔

قولہ تعالیٰ فان طبن لکم عن شیٔ منہ نفسا فکلوہ (ترجمہ ہاں اگر وہ عورتیں خوشدلی سے چھوڑ دیں تمکو اس مہر کا کوئی جزو تو تم اسکو کھاؤ) اسمیں اسپر دلالت ہے[191] کہ اپنے سے کم رتبہ شخص کے ہدیہ لینے سے استنکاف نہ کرے۔

قولہ تعالیٰ ولا تؤتوا السفھاء اموالکم الخ فیہ عدم تفویض شیٔ الی غیر اھلہ ویقاس المناصب علی الاموال ومن المناصب خدمۃ التعلیم والتربیۃ للطالبین فینبغی اشد الاحتیاط[192] فی الاذن بذلک فکان فی قولہ تعالیٰ وابتلوا الیتامی الخ کما فی روح المعانی اشارۃ الی اختبار الناقصین من السائرین وفیہ والمراد ایضاء الکمل من الشیوخ ان یخلفوا ویاذنوا بالارشاد من یصلح لذلک من المریدین السالکین علی ایدیھم اھ۔

قولہ تعالیٰ ولا تؤتوا السفھاء اموالکم الخ (ترجمہ اور تم کم عقلوں کو اپنے وہ مال مت دو الخ) اس سے یہ قاعدہ منضبط ہوتا ہے کہ کوئی چیز غیر اہل کو سپرد نہ کیجائے اور اموال پر مناصب کو بھی قیاس کریں گے اور منجملہ مناصب کے طالبین کی تعلیم وتربیت کی خدمت ہے سو کسی کو ماذون[193] (خلیفہ) بنانے میں نہایت احتیاط چاہئے اور جسطرح اموال کے بارہ میں وابتلوا الیتامی میں جانچ کرنے کا حکم ہے اسی قیاس پر اس منصب کے بارہ میں بھی بدرجہ اولی امتحان کرنا ضروری ہوگا۔

قولہ تعالیٰ ولیخش الذین لو ترکوا من خلفھم ذریۃ ضعافا خافوا علیھم۔ فیہ اصل عظیم من باب الاخلاق[193] انہ لا یرضی لغیرہ ما لا یرضی لنفسہ

قولہ تعالیٰ ولیخش الذین لو ترکوا من خلفھم ذریۃ ضعافا خافوا علیھم (ترجمہ اور ایسے لوگوں کو ڈرنا چاہئے کہ اگر اپنے بعد چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ جاویں تو انکو انکی فکر ہو) اسمیں باب اخلاق کی اصل عظیم[194] ہے کہ انچہ برخود نہ پسندی بردیگراں مپسند۔

قولہ تعالیٰ فان تابا واصلحا فاعرضوا عنھما فیہ عدم التوبیخ[194] علی التائب فانہ ایذاء بلا ضرورۃ بل قد یکون فیہ فتح باب الشر علیہ۔

قولہ تعالیٰ فان تابا واصلحا فاعرضوا عنھما (ترجمہ پھر اگر وہ دونوں توبہ کرلیں اور اصلاح کرلیں تو ان دونوں سے کچھ تعرض نہ کرو) اسمیں دلالت ہے اسپر کہ تائب پر طعن[195] وتشنیع نہ چاہئے کہ یہ ایذا پہونچانا ہے بلا ضرورت بلکہ کبھی اسمیں دروازہ شر کا مفتوح کرنا ہے

قولہ تعالیٰ۔ انما التوبۃ علی اللہ للذین یعملون السوء بجھالۃ سمی اللہ تعالیٰ ارتکاب ما لا یلیق بالعاقل وان کان مع العلم والعمد جھالۃ کما فی قولہ سبحانہ الا ھل یجھلن احد علینا فنجھل فوق جھل الجاھلینا[196] ففیہ اصل قول الصوفیۃ فی تفسیر الیقین بالاعتقاد الجازم مع غلبۃ الحال

قولہ تعالیٰ انما التوبۃ علی اللہ للذین یعملون السوء بجھالۃ (ترجمہ توبہ جسکا قبول کرنا اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے وہ تو ان ہی کی ہے جو حماقت سے کوئی گناہ کر بیٹھتے ہیں) ایسے امر کے ارتکاب کا جو عاقل کی شان کے لائق نہ ہو جہالت سے تعبیر کرنا اگرچہ علم اور عمل ہی سے اس کا صدور ہوا ہو دلیل[196] ہے صوفیہ کی اس تفسیر کی کہ وہ یقین کے معنی کہتے

حیث سمی فقده جهالة۔

ہیں اعتقاد جازم مطابق واقع مع غلبۂ حال کہ قرآن مجید میں اسکے فقدان کو جہالت کہا گیا۔

قوله تعالیٰ فان کرهتموهن فعسی ان تکرهوا شیئا و یجعل الله فیه خیرا کثیرا۔ هو اصل لفناء رأیه [ف۱۹۶] مع اختیار الله تعالیٰ لعبده۔

قولہ تعالیٰ فان کرهتموهن فعسی ان تکرهوا شیئا و یجعل الله فیه خیرا کثیرا (ترجمہ اور اگر وہ تم کو ناپسند ہوں تو ممکن ہے کہ تم ایک شے کو ناپسند کرو اور اللہ تعالیٰ اسکے اندر کوئی بڑی منفعت رکھدے) حق تعالیٰ کی تجویز [ف۱۹۶] کے سامنے اپنی رائے کو فنا کردینے کی اسمیں اصل ہے۔

قوله تعالیٰ وان اردتم استبدال زوج مکان زوج وآتیتم احداهن قنطارا فلا تأخذوا منه شیئا أتأخذونه بهتانا واثما مبینا۔ عام کما فی التفسیر الکبیر لما کان صراحة او دلالة فان اخذ المال کان جوازه مخصوصا باتیانها الفاحشة المبینة کما سبق فی قوله تعالیٰ ولا تعضلوهن لتذهبوا ببعض ما آتیتموهن الا ان یأتین بفاحشة مبینة کان اخذه دلیلا للناظرین علی اتیانها بالفاحشة وهذا هو معنی البهتان دلالة وهذا اعین [ف۱۹۷] طریق القوم یتأون وینهون عن الموهم کما عن الموجب۔

قولہ تعالیٰ وان اردتم استبدال زوج مکان زوج وآتیتم احداهن قنطارا فلا تأخذوا منه شیئا أتأخذونه بهتانا واثما مبینا (ترجمہ اور اگر تم بجائے ایک بی بی کے دوسری بی بی کرنا چاہو اور تم اس ایک کو انبار کا انبار مال دے چکے ہو تو تم اسمیں سے کچھ بھی مت لو کیا تم اسکو لیتے ہو بہتان رکھکر اور صریح گناہ کے مرتکب ہوکر) اور اللہ تعالیٰ نے لتذهبوا ببعض ما آتیتموهن الا ان یأتین بفاحشة مبینة میں یہ ذکر فرمایا ہے کہ زوجہ سے دی ہوئی چیز واپس لینا مخصوص ہے عورت کی نالائقی کیساتھ اور جب واقع میں وہ اس عیب سے مبرا ہو محض اپنے شوق سے دوسرا نکاح کرنا چاہتا ہو اسوقت اس سے کچھ لینا قاعدہ بالا کی موافق دیکھنے والوں کو شبہ میں ڈالیگا کہ عورت نے کوئی نالائق حرکت کی ہوگی اور واقع میں وہ بری ہے اسلئے اس لینے کو بہتان فرمایا ہے پس بہتان جیسا کبھی صراحةً ہوتا ہے یہ دلالةً ہوا اور اسکو بھی ممنوع فرمایا گیا تو اسمیں طریق قوم کی [ف۱۹۸] اصل ہے کہ وہ جیسے موجب سے بچتے ہیں موہم سے بھی بچتے ہیں۔

قوله تعالیٰ ولا تنکحوا ما نکح آباؤکم من النساء الا ما قد سلف فی الروح استثناء متصل مما یستلزمه النهی ویستلزمه مباشرة المنهی عنه من العقاب کانه قیل تستحقون العقاب بنکاح ما نکح آباؤکم الا ما قد سلف ومضی فانه معفو عنه اه وهذا هو السیرة لمربی الطریق لا یتشددون [ف۱۹۸] علی التائب بما مضی ولا یحقرونه ولا یعیدون علیه ذکره

قولہ تعالیٰ ولا تنکحوا ما نکح آباؤکم من النساء الا ما قد سلف (ترجمہ اور تم ان عورتوں سے نکاح مت کرو جن سے تمہارے باپ نے نکاح کیا ہو مگر جو بات گذر گئی گذر گئی) اسمیں اہل تربیت [ف۱۹۹] کی اس سیرت کی اصل ہے کہ تائب پر خطاء ماضی کی بنا پر تشدد نہیں کرتے اور اسکی تحقیر نہیں کرتے اور اس خطا کے ذکر کا اعادہ نہیں کرتے۔

قوله تعالیٰ ومن لم یستطع منکم طولا الی قوله تعالیٰ

قولہ تعالیٰ ومن لم یستطع منکم طولا ان ینکح المحصنٰت

واللہ اعلم بایمانکم بعضکم من بعض فی الروح جمعی بہا تانیسا لقلوبھم وازالۃ للنفرۃ عن نکاح الاماء ببیان ان مناط التفاخر الایمان دون الاحساب والانساب ورب امۃ تفوق ایمانھا ایمان کثیر من الحرائر اھ وفیہ قطع لعرق الکبر والانفۃ واھتمام القوم بہ معلوم۔

المومنات فمن ما ملکت ایمانکم من فتیاتکم المومنات واللہ اعلم بایمانکم بعضکم من بعض (ترجمہ اور جو شخص تم میں پوری مقدرت اور گنجائش نہ رکھتا ہو آزاد مسلمان عورتوں سے نکاح کرنے کی تو وہ اپنے آپس کی مسلمان لونڈیوں سے جو کہ تم لوگوں کی مملوکہ ہیں نکاح کرلے اور تمہارے ایمان کی پوری حالت اللہ ہی کو معلوم ہے تم سب آپس میں ایک دوسرے کی برابر ہو) جملہ بعضکم من بعض میں کبر و نخوت کی جڑ قطع کیگئی ہے اور اسمیں صوفیہ کا اہتمام معلوم ہے۔

قولہ تعالیٰ فان اتین بفاحشۃ فعلیھن نصف ما علی المحصنات من العذاب فیہ التفاوت فی السیاسۃ بالتفاوت فی الدرجۃ وھذا ھو شان الحکماء المصلحین حیث یکون معاملتھم مختلفۃ باحاد الطالبین۔

قولہ تعالیٰ فان اتین بفاحشۃ فعلیھن نصف ما علی المحصنات من العذاب (ترجمہ پھر اگر وہ بڑی بیحیائی کا کام کریں تو ان پر اس سزا سے نصف سزا ہوگی جو کہ آزاد عورتوں پر ہوتی ہے) اس سے معلوم ہوا کہ درجات کے تفاوت سے سیاست میں بھی تفاوت ہوتا ہے اور یہی شان ہوتی ہے حکماء مصلحین کی کہ ہر طالب کے ساتھ اسکی خصوصیت کے موافق معاملہ کرتے ہیں۔

قولہ تعالیٰ ذلک لمن خشی العنت منکم وان تصبروا خیر لکم ای وصبرکم عن نکاح الاماء فی الروح لان حق الموالی فیھن اقوی فلا یخلصن للازواج خلوص الحرائر ولان فی نکاحھن تعریض الولد للرق اھ ملخصا وفیہ رعایۃ للمصالح الدینیۃ والدنیویۃ مقدما للاولی علی الاخری وھذا ھو مسلک المحققین الجامعین بین الشرع والعقل فاذا تیسر رعایۃ المصلحۃ الدنیویۃ ولم یفت المصلحۃ الدینیۃ لم یکن رعایتھا منافیا للزھد لکن اٰب المتقشفین من الزاھدین لکن الشرط ان لا یکون منشأ ھذہ الرعایۃ حب الدنیا من المال والجاہ بل اختیار الارفق والاوفق۔

قولہ تعالیٰ ذلک لمن خشی العنت منکم وان تصبروا خیر لکم (ترجمہ یہ اس شخص کے لئے ہے جو تم میں سے زنا کا اندیشہ رکھتا ہو اور تمہارا ضبط کرنا زیادہ بہتر ہے) یعنی کنیز کے نکاح سے صبر کرنا بہتر ہے دو وجہ سے ایک یہ کہ وہ خدمت مولی کے سبب ازواج کے لئے خالص نہو سکیں گی جو ایک قسم کی بے لطفی ہے دوسری اولاد غلام لونڈی ہوں گی تو اس سے معلوم ہوا کہ اگر مصلحت دینیہ فوت نہو تو دنیوی مصالح کی رعایت کرنا بھی زہد کے منافی نہیں اور یہی مسلک ہے محققین جامعین بین العقل والشرع کا لیکن شرط یہ ہے کہ اس رعایت کا سبب حب مال وجاہ نہو بلکہ محض اصلح والنسب کا اختیار کرنا۔

قولہ تعالیٰ یرید اللہ ان یخفف عنکم وخلق الانسان ضعیفا فیہ الرد علی التشدد فی المجاھدۃ

قولہ تعالیٰ یرید اللہ ان یخفف عنکم وخلق الانسان ضعیفا (ترجمہ اللہ تعالیٰ کو تمہارے ساتھ تخفیف منظور ہے

لا سیما اذا کان ناشئا عن دعوی القوۃ الموروثۃ للعجب۔

اور آدمی کمزور پیدا کیا گیا ہے) اسمیں اشد فی المجاہدہ کا رد ہے خصوص جبکہ اسکا منشا دعوی قوت ہو جس سے عجب پیدا ہو۔

قولہ تعالیٰ ولا تتمنوا ما فضل اللہ بہ بعضکم علی بعض للرجال نصیب مما اکتسبوا وللنساء نصیب مما اکتسبن واسألوا اللہ من فضلہ ان اللہ کان بکل شیء علیما

فی الجلالین نزلت لما قالت ام سلمۃ یا لیتنا کنا رجالا فجاہدنا الخ قلت مقابلۃ ما فضل اللہ بما اکتسبوا دلیل علی کون المراد بما فضل اللہ ما لا یکون مکتسبا ویؤیدہ روایۃ الجلالین فحصل من الایۃ ان الفضائل موہوبۃ غیر اختیاریۃ ومکسوبۃ اختیاریۃ ویتعلق بالاول التمنی فنھی عنہ وبالثانی الاکتساب وحض علیہ ولقولہ واسئلوا اللہ من فضلہ تعلق بالنھی عن التمنی وتعلق بالحض تقریر الاول ان الاستعدادات مختلفۃ متفاوتۃ فقسم اللہ تعالیٰ لکل ما یصلح لہ بمقتضی استعدادہ فالتمنی لا نفع فیہ نعم ینفع السوال من

(ترجمہ اور تم ایسے امر کی تمنا مت کیا کرو جس میں اللہ تعالیٰ نے بعضوں کو بعضوں پر فوقیت بخشی ہے مردوں کے لئے اُن کے اعمال کا حصہ ثابت ہے اور عورتوں کے لئے اُن کے اعمال کا حصہ ثابت ہے اور اللہ تعالیٰ سے اُسکے فضل کی درخواست کیا کرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتے ہیں) لا تتمنوا میں نہی ہے اس کہ فضائل غیر اختیاریہ کے درپے ہو کہ اس سے سخت تشویش پیدا ہوتی ہے جو کہ توجہ الی المقصود سے مانع ہوتی ہے اور نصیب مما اکتسبوا اور مما اکتسبن کے بعد واسألوا اللہ من فضلہ کے لانے میں اس سے نہی ہے کہ مجاہدات پر نظر اور عجب ہو (وبسط الاستدلال فی الاصل)

فضل اللہ تعالیٰ فیعطیہ من احسانہ الزائد وانعامہ المتکاثر وایناسا لہ وتقریر الثانی ان الاکتساب وان کان محضوضا علیہ لکن لا یغتر بہ ولا یعتقدہ علۃ للثمرات بل یسأل اللہ تعالیٰ من فضلہ ویعتقد ان ما اعطی من ثمرات الاعمال ہو من فضل اللہ تعالیٰ لا من لوازم عملہ وکذا قولہ تعالیٰ ان اللہ کان بکل شیء علیما لہ ربط بالنھی عن التمنی والمعنی ان اللہ لما کان علیما فضل بعضہم علی بعض حسب مراتب استعداداتہم وتفاوت قابلیاتہم وربط بالاکتساب والمعنی ان اللہ لما کان علیما یجازیکم علی ما اکتسبتم حسب تفاوت نیاتکم واخلاصکم والنھی عن التصدی للفضائل الغیر الاختیاریۃ من اعظم مقاصد الفن فان ہذا التصدی من اعظم المشوشات المانعۃ عن التوجہ الی المقصود وکذا النھی عن النظر الی المجاہدات والعجب بہا کلاب من لم یذق من کاس الفناء ولم ینج من العناء۔

قولہ تعالیٰ فان اطعنکم فلا تبغوا علیہن سبیلا

فیہ ذم الاحتیال فی سیاسۃ من تحتہ بان نظہر فی سبب الایذاء امرا لیس سببا فی الواقع وانما ہو البغض

قولہ تعالیٰ فان اطعنکم فلا تبغوا علیہن سبیلا (ترجمہ پھر اگر وہ تمھاری اطاعت کرنا شروع کر دیں تو اُن پر بہانہ مت ڈھونڈو) اسمیں اسکی مذمت ہے کہ محض بغض نفسانی کے سبب

النفسانی -

سزا دینے کے لئے کوئی حیلہ ڈھونڈھا جاوے کہ جو امر واقع میں سبب سزا کا تھو اسکو سبب قرار دے -

قوله تعالى والصاحب بالجنب فی الروح قیل الرفیق فی امر حسن کتعلم وتصرف وصناعة وسفر وعدوا من ذلك من قعد بجنبك فی مسجد او مجلس وغیر ذلك اه قلت ومنه بالاولی الشریك فی البیعة والطریق ففی الآیة بیان حق اخوان الطریقة -

قوله تعالى والصاحب بالجنب (ترجمہ اور ہم مجلس کے ساتھ بھی) صاحب جنب بعض تفاسیر سے عام ہے پیر بھائی کو بھی پس آیت میں پیر بھائی کے حق کا بیان ہے -

قوله تعالى ان الله لا یحب من کان مختالا فخورا دخل فی عمومه المعجب بسعیه بالسلوك فی نفسه والفخور باحواله ومقاماته -

قوله تعالى ان الله لا یحب من کان مختالا فخورا (ترجمہ بے شک اللہ تعالی ایسے شخصوں سے محبت نہیں رکھتے جو اپنے کو بڑا سمجھتے ہوں شیخی کی باتیں کرتے ہوں) اسکے عموم میں وہ بھی داخل ہو گیا جو اپنی سعی فی السلوک پر عجب یا اپنے احوال ومقامات پر فخر کرتا ہو -

قوله تعالى لا تقربوا الصلوة وانتم سکاری حتی تعلموا ما تقولون فی الروح روی عن جعفر والضحاك وهو احدی الروایتین عن ابن عباس ان المراد من السکر سکر النعاس وغلبة النوم وایده بما اخرجه البخاری عن انس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا نعس احدکم وهو یصلی فلینصرف فلینم حتی یعلم ما یقول وروی مثله عن عائشة اه قلت ومعنی قوله المراد من السکر سکر النعاس ای مع سکر الخمر ولا یلزم الجمع بین الحقیقة والمجاز لحمله علی عموم المجاز وفی عموم السکر دخل السکر الذی هو من الاحوال وان سلمنا عدم دلالة النص علیه فلا مانع من قیاسه علی مدلول النص وایا ما کان دل علی قطع الذکر اذا احس بخلل السکر لاشتراك العلة المذکورة فی حدیث اخر من قوله علیه السلام لعله یذهب یستغفر فیسب نفسه وهذا مما المراد من تنبه لذلك والحق الحق بالاتباع اذا وضح ولو لم یقطع قصدا لانقطع ضرورة واذا انقطع العمل لا یترتب ما یترتب علیه ومن ثم صرحوا بان الترقی یقف فی حالة الاستغراق -

قوله تعالى لا تقربوا الصلوة وانتم سکاری حتی تعلموا ما تقولون (ترجمہ تم نماز کے پاس بھی ایسی حالت میں مت جاؤ کہ تم نشہ میں ہو یہاں تک کہ تم سمجھنے لگو کہ منہ سے کیا کہتے ہو) اگر سکر کو عام لیں تب تو لفظا اور اگر عام نہ لیں تو اشتراک علت کے سبب قیاسا اس سے مفہوم ہوا کہ سکر حالی کے آثار جب محسوس ہونے لگیں ذکر کو قطع کر دے نیز اگر قطع نہ کیا وہ خود منقطع ہو جاویگا اور ترقی کا سبب عمل تھا جب عمل منقطع ہو گیا ترقی بھی موقوف ہو جاویگی چنانچہ تصریح بھی کیگئی ہے کہ استغراق میں ترقی رک جاتی ہے -

قوله تعالى فی اخر آیة التیمم ان الله کان عفوا غفورا فیه علاج الضعفاء فی مباشرتهم الاعمال التی فیها نوع من النقص الظاهر -

قوله تعالى بعد ذکر التیمم ان الله کان عفوا غفورا (ترجمہ بلاشبہ اللہ تعالی بڑے معاف کرنے والے بڑے بخشنے والے ہیں) اسمیں ضعفا فی الاعمال کا علاج ہے -

یتوھمون کونھا غیر کافیۃ فارشدھم سبحانہ الی دفعہ باستحضار کونہ عفوا غفورا فان فرض کونھا غیر کافیۃ عفا اللہ تعالیٰ عنھا وھذا انفع طرق قطع الوسوسۃ۔

جنکو اپنے ضعف کی وجہ سے عمل کے کامل نہ کرسکنے کے سبب یہ وسوسہ ہوتا ہے کہ جب ہمارے عمل میں یہ ظاہری نقص ہے تو وہ آثار مقصودہ کے لئے کافی نہ ہوگا پس اسمیں قطع وسوسے کی تدبیر کی طرف اشارہ ہے کہ یوں سوچ لیا کریں کہ اگر فرضاً وہ غیر کافی بھی ہے تو اللہ تعالیٰ اسکے نقص کو معاف فرما کر اسکو کافی بناویں گے۔

قولہ تعالیٰ واللہ اعلم باعدائکم وکفیٰ باللہ ولیا وکفیٰ باللہ نصیرا دلیل للمتوکلین[ف۲۱۲] علی عدم خوفھم من الشیطان لعمومہ الاعداء ولوعد اللہ تعالیٰ بالکفایۃ من الاعداء۔

قولہ تعالیٰ واللہ اعلم باعدائکم وکفیٰ باللہ ولیا وکفیٰ باللہ نصیرا (ترجمہ اور اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کو خوب جانتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کافی رفیق ہے اور اللہ تعالیٰ کافی حامی ہے) اعداء چونکہ شیاطین کو بھی عام ہے تو آیت دلیل[۲۱۲] ہے اسپر کہ متوکلین کو شیطان سے خوف نہ کرنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے اعداء سے کفایت کا وعدہ فرمایا ہے۔

قولہ تعالیٰ - الم تر الی الذین یزکون انفسھم فیہ انکار[ف۲۱۳] علی دعوی التقدس وابتلی بہ کثیر من المشائخ الا اھل الفناء

قولہ تعالیٰ الم تر الی الذین یزکون انفسھم (ترجمہ کیا تونے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جو اپنے کو مقدس بتاتے ہیں) اسمیں دعویٰ تقدس[۲۱۳] پر انکار ہے اور اسمیں بجز اہل فناء کے بہت مشائخ مبتلا ہیں۔

قولہ تعالیٰ - فقد اتینا آل ابراھیم الکتاب والحکمۃ واتیناھم ملکا عظیما فی الروح عن ابن عباس رضی اللہ عنہ الملک فی آل ابراھیم ملک یوسف وداؤد وسلیمان علیھم السلام اھ فدل علی عدم[ف۲۱۴] التنافی بین الکمال الباطنی والملک الظاھری۔

قولہ تعالیٰ فقد اتینا آل ابراھیم الکتاب والحکمۃ واتیناھم ملکا عظیما (ترجمہ سو ہم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خاندان کو کتاب بھی دی ہے اور علم بھی دیا ہے اور ہم نے انکو بڑی بھاری سلطنت بھی دی ہے) اسمیں دلالت ہے کہ کمال[ف۲۱۴] باطنی اور سلطنت ظاہری میں کوئی تنافی نہیں۔

قولہ تعالیٰ - ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامانات الی اھلھا ان اخذ العموم فی الامانات دلت الایۃ علی امر الشیوخ[ف۲۱۵] بایصال المعارف البرکات الی اھلہا واعطاء الخلافۃ من کان اھلا لھا۔

قولہ تعالیٰ ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامانات الی اھلھا (ترجمہ بے شک تمکو اللہ تعالیٰ اس بات کا حکم دیتے ہیں کہ اہل حقوق کو اُن کے حقوق پہونچا دیا کرو) اگر امانت کو عام لے لیا جاوے تو آیت میں مشائخ[ف۲۱۵] کو بھی امر ہوگا کہ برکات کو اُن کے اہل تک پہونچا دیں اور جو شخص خلافت ارشادیہ کا اہل ہو اُس کو اجازت دیں۔

قولہ تعالیٰ - ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا فیہ

قولہ تعالیٰ ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا (ترجمہ اور جو شخص

اقول هذه المراتب الباطنية وتفسيرها كما في روح المعاني ان المنازل اربعة بعضها دون بعض الاول منازل الانبياء وهم الذين تمدهم قوة الٰهية وتصحبهم نفس فى اعلى مراتب القدسية و مثلهم كمن يرى الشئ عيانا من قريب و بدأ بذكر النبيين لعلو درجتهم وارتفاعهم على من عداهم وقد نقل الشعرانى عن مولانا الشيخ الاكبر قدس سره انه قال فتح لى قدر خرم ابرة من مقام النبوة تجليا لا دخولا فكدت احترق (اه قول الشيخ الاكبر) ولا بحث لاهل الله تعالى عن مقاماتهم و

اللہ ورسول کا کہنا مان لیگا تو ایسے اشخاص بھی ان حضرات کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ہے یعنی انبیا اور صدیقین اور شہدا اور صلحا اور یہ حضرات بہت اچھے رفیق ہیں) آیت میں ان مقامات باطنہ کا اثبات ہے اور اسپر بھی دلالت ہے کہ ان مقامات والوں میں ادنیٰ کو اعلیٰ کے ساتھ معیت ورفاقت ممکن ہے اور یہی حقیقت ہے اُنکی جو بعضوں کو مکشوف ہوا ہے کہ وہ اعلیٰ کے مقام میں پہونچا ہے (تو یہ پہونچنا اصالۃً نہیں ہوتا تبعًا ہوتا ہے) اور جس شخص کو حقیقت معلوم نہیں ہوتی وہ دعویٰ نبوت وغیرہ کرکے گمراہی میں واقع ہوجاتا ہے۔ (العوذ باللہ)

احوالهم اذ لا ذوق لهم فيها وكلهم معترفون بذلك (وما ذكر فى تفسيرها انما هو تمثيل وتقريب لا تحقيق) والثانى منازل الصديقين وهم الذين يتأخرون عن الانبياء عليهم السلام فى المعرفة ومثلهم كمن يرى الشئ عيانا من بعيد والثالث منازل الشهداء وهم الذين يعرفون الشئ بالبراهين ومثلهم كمن يرى الشئ فى المرأة من مكان قريب والرابع منازل الصالحين وهم الذين يعلمون الشئ بالتقليد الجازم ومثلهم كمن يرى الشئ من بعيد فى مرأة قاله الراغب ونقله الطيبى وغيره اه ملخصا بتغير شئ من الترتيب ودل الآية وقوع المعية والرفاقة لمن هو ادنى من هؤلاء مع هؤلاء وفى الروح قد ثبت فى غير ما حديث ان اهل الجنة يتزاورون ولا مانع من ان يرفع الادنى الى منزلة الاعلى متى شاء تكرمة له ثم يعود ولا يرى انه اعلى منه عيبا وكذا لا مانع من ان ينحدر الاعلى الى منزلة الادنى ثم يعود من غير ان يرى ذلك نقصا فى ملكه او حطا من قدره اه وعندنا هو حقيقة ما يكاشف به بعضهم من وصوله الى مرتبة الاعلى و من لم يدره وقع فى الضلالة من دعوى النبوة وغيرها عصمنا الله تعالى ـ

قوله تعالى - ان كيد الشيطان كان ضعيفا فيه ما فى قوله تعالى والله اعلم باعدائكم وكفى بالله وليا وكفى بالله نصيرا ـ

قوله تعالى يخشون الناس كخشية الله او اشد خشية وقالوا ربنا لم كتبت علينا القتال لولا اخرتنا الى اجل قريب لما كان هذا الفريق من المومنين المخلصين كان خوفهم هذا طبعا

قوله تعالى ان كيد الشيطان كان ضعيفا (ترجمہ واقع میں شیطانی تدبیر لچر ہوتی ہے) اسمیں اسی مضمون پر دلالت ہے جس پر والله اعلم باعدائكم دال تھا ـ

قوله تعالى يخشون الناس كخشية الله او اشد خشية وقالوا ربنا لم كتبت علينا القتال لولا اخرتنا الى اجل قريب (ترجمہ لوگوں سے ایسا ڈرنے لگے جیسا اللہ تعالیٰ سے ڈرنا ہو بلکہ اس سے بھی زیادہ ڈرنا اور یوں

الا اعتقادا وقولهم هذا تعنتا او وسوسة ان كان حديث النفس لا انكارا واعتقادا فدلت الآية ف۲۱۸ على عدم المواخذة على الامور الطبعية وعلى الوساوس لكونها غير اختيارية واما انكاره تعالى عليهم فشكاية لطيفة لا توبيخ -

کہنے لگے کہ اے ہمارے پروردگار آپ نے ہم پر جہاد کیوں فرض کر دیا ہمکو اور تھوڑی مہلت دیدی ہوتی) چونکہ یہ فریق مومنین مخلصین تھا تو ان کا یہ خوف طبعی تھا نہ عقلی اور یہ قول تحقیق تھا یا وسوسہ نہ کہ انکار و اعتقاد پس آیت میں ف۲۱۹ دلالت ہوئی کہ امور طبعیہ اور وساوس پر مواخذہ نہیں کیونکہ یہ غیر اختیاری ہے باقی حق تعالیٰ کا ان پر رد فرمانا تو ایک لطیف شکایت ہے نہ کہ توبیخ -

قوله تعالیٰ - ما اصابك من حسنة فمن الله وما اصابك من سيئة فمن نفسك بعد قوله تعالى قل كل من عند الله حاصل المقام ان النعمة فضل من الله تعالى بلا واسطة الاعمال والنقمة عدل من الله تعالى بواسطة الاعمال الغير المرضية من العبد فهو ف۲۲۰ التقسيم والجمع كلاهما وبحيثية التقسيم صح قطع نسبة النقمة عن الله تعالى وبحيثية الجمع صح نسبتها اليه وبهذا وضح توجيه قول الشيرازي رحمه الله ؎

گناه اگرچه نبود اختیار ما حافظ
تو در طریق ادب کوش گیں گناه من است

قوله تعالىٰ - قل كل من عند الله ثم قوله تعالىٰ ما اصابك من حسنة فمن الله وما اصابك من سيئة فمن نفسك (ترجمہ آپ فرمادیجئے کہ سب کچھ اللہ ہی کی طرف سے ہے تو ان لوگوں کو کیا ہوا ہے کہ بات سمجھنے کے پاس کو بھی نہیں نکلتے اے انسان تمکو جو کوئی خوش حالی پیش آتی ہے وہ محض اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے اور جو کوئی بدحالی پیش آوے وہ تیرے ہی سبب سے ہے) حاصل مقام یہ ہے کہ نعمت خدا تعالیٰ کی طرف سے فضل ہے بلا واسطہ اعمال صالحہ اور نقمت خدا تعالیٰ کی طرف سے عدل ہے بواسطہ اعمال غیر صالحہ پس جمع اور تقسیم دونوں صحیح ہوگئے یعنی کل من عند الله میں جمع اور ما اصابك الخ میں تقسیم کے اعتبار سے نقمت کی نسبت کا قطع خدا تعالیٰ سے صحیح ہوا اور جمع کے اعتبار سے اُس کا نسبت کرنا اُس کی طرف صحیح ہوا اور اس سے عارف ف۲۲۰ شیرازی رحمہ کے قول کی توجیہ کی توضیح ہوگئی ؎

گناه اگرچه نبود اختیار ما حافظ
تو در طریق ادب کوش گیں گناه من است

قوله تعالیٰ - من يطع الرسول فقد اطاع الله ومن تولى فما ارسلنك عليهم حفيظا الجملة الاولى ف۲۲۱ تدل على ان المعاملة مع المقبول المقرب كهي مع الله تعالى والثانية ف۲۲۲ تدل على عدم التصدى لمن لم يتوقع منه الصلاح -

قوله تعالیٰ - من يطع الرسول فقد اطاع الله ومن تولى فما ارسلنك عليهم حفيظا (ترجمہ جس شخص نے رسول کی اطاعت کی اُس نے خدا تعالیٰ کی اطاعت کی اور جو شخص روگردانی کرے سو ہمنے آپ کو اُن کا نگراں کر کے نہیں بھیجا) ف۲۲۱ جملہ اولیٰ اس پر دال ہے کہ مقبول مقرب کے ساتھ کوئی معاملہ کرنا ایسا ہے جیسا حق تعالیٰ کے ساتھ معاملہ کرنا اور جملہ ثانیہ ف۲۲۲ اس پر دال ہے کہ جسکی اصلاح کی توقع نہو اسکے درپے نہو -

قوله تعالیٰ - واذا جاءهم امر من الامن او الخوف

قوله تعالیٰ - واذا جاءهم امر من الامن او الخوف

اذا عوا به ولو ردوه الی الرسول والی اولی الامر منهم لعلمه الذین یستنبطونه منهم بقاس علیهم من یفشی الاسرار الی غیر شیخه کما فی روح المعانی اخبار عمن فی مبادی السلوک ای اذا ورد علیهم شیٔ من آثار الجمال او الجلال فشوه واشاعوه ولو ردوه ای عرضوه الی الرسول ای ما علم من احواله وما کان علیه والی اولی الامر منهم وهم المرشدون الکاملون الذین نالوا مقام الوراثة المحمدیة لعلمه ای علم ما المراد منه مما یذاع او لا یذاع الذین یستنبطونه ویتلقونه منهم ای من جهتهم وواسطة فیضهم

اذا عوا به ولو ردوه الی الرسول والی اولی الامر منهم لعلمه الذین یستنبطونه منهم (ترجمہ اور جب ان لوگوں کو کسی امر کی خبر پہونچتی خواہ امن ہو یا خوف تو اسکو مشہور کر دیتے ہیں اور اگر یہ لوگ اسکو رسول کے اور جو ان میں ایسے امور کو سمجھتے ہیں ان کے اوپر حوالہ رکھتے تو اسکو وہ حضرات تو پہچان ہی لیتے جو ان میں سے اسکی تحقیق کر لیا کرتے ہیں) ف ۲۲۲ اسی طرح اسرار سلوک میں جو اسرار و احوال پیش آتے ہیں ان کا عوام کے یا غیر شیخ محقق کے سامنے ظاہر کرنا باطنا مضر ہے اور یہ بھی نظیر ہے مدلول آیت کی۔

ف ۲۲۲ والمراد بالموصول الرادون انفسهم وحاصل ذلك انه لا ینبغی للمرید اذا عرض له فی اثناء سیره وسلوکه شیٔ من آثار الجمال او الجلال ان یفشیه لاحد قبل ان یعرضه علی شیخه فیوقفه علی حقیقة الحال فان فی افشائه قبل ذلك ضررا کثیرا۔

قوله تعالی واذا حییتم بتحیة فحیوا باحسن منها او ردوها فی روح المعانی تعلیم لنوع ف ۲۲۳ من مکارم الاخلاق ومحاسن الاعمال۔

قوله تعالی واذا حییتم بتحیة فحیوا باحسن منها او ردوها (ترجمہ اور جب تم کو کوئی سلام کرے تو تم اس سے اچھے الفاظ میں سلام کرو یا ویسے ہی الفاظ کہدو) ف ۲۲۳ اسمیں مکارم اخلاق اور محاسن اعمال کی تعلیم ہے۔

قوله تعالی ولا تقولوا لمن القی الیکم السلم لست مؤمنا تبتغون عرض الحیوة الدنیا هذه الجملة حال والعامل فیها لا تقولوا ف ۲۲۴ دل علی الاخلاص فی الدین لاسیما فی الافتاء بالکفر لا یکون الباعث علیه الغرض النفسانی۔

قوله تعالی ولا تقولوا لمن القی الیکم السلم لست مؤمنا تبتغون عرض الحیوة الدنیا (ترجمہ اور ایسے شخص کو جو تمہارے سامنے اطاعت ظاہر کرے دنیوی زندگی کے سامان کی خواہش میں یوں مت کہدیا کرو کہ تو مسلمان نہیں) تبتغون حال ہے جسمیں لا تقولوا عامل ہے پس ف ۲۲۴ آیت دال ہوئی اخلاص فی الدین پر خصوص کفر کا فتوی دینے میں کہ غرض نفسانی اسکی باعث نہو۔

قوله تعالی لا یستوی القاعدون من المؤمنین غیر اولی الضرر والمجاهدون دل تقیید القاعدین بغیر اولی الضرر علی ان ف ۲۲۵ مجاهدة الضعیف غیر مجاهدة القوی والمجاهدة الضعیفة تنفع الضعیف کما ینفع

قوله تعالی لا یستوی القاعدون من المؤمنین غیر اولی الضرر والمجاهدون (ترجمہ برابر نہیں وہ مسلمان جو بلا عذر کے گھر میں بیٹھے رہیں اور وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کریں) قاعدین

۲۲۲ عدم افشاء الاسرار الی غیر الشیخ۔
۲۲۲ غیر شیخ سے اخفاء اسرار کا امر۔
۲۲۳ تعلیم بعض مکارم الاخلاق۔
۲۲۳ بعض مکارم اخلاق کی تعلیم۔
۲۲۴ الاخلاص فی الدین خصوصا عن الغرض النفسانی فی الافتاء بالکفر۔
۲۲۴ اخلاص فی الدین خصوصاً فتوائے تکفیر میں۔
۲۲۵ المجاهدة الضعیفة والقویة للقوی مسعودان فی النفع۔

المجاهدة القوية القوى۔

میں غیر اولی الضرر کی قید لگانا اسپر دال ہے کہ ضعیف کا مجاہدہ ادر درجہ کا ہے اور قوی کا اور درجہ کا اور یہ کہ ضعیف کو مجاہدہ ضعیفہ وہی نفع دیتا ہے جو قوی کو مجاہدہ قویہ نفع دیتا ہے

قوله تعالى ومن يخرج من بيته مهاجرا الى الله ورسوله ثم يدركه الموت فقد وقع اجره على الله دل على ان السالك الذى لم يتم سلوكه لموته كالذى تم سلوكه فى الرتبة والقبول۔

قوله تعالى۔ ومن يخرج من بيته مهاجرا الى الله ورسوله ثم يدركه الموت فقد وقع اجره على الله (ترجمہ اور جو شخص اپنے گھر سے اس نیت سے نکل کھڑا ہو کہ اللہ و رسول کی طرف ہجرت کروں گا پھر اسکو موت آپکڑے تب بھی اسکا ثواب ثابت ہو گیا اللہ تعالی کے ذمہ) آیت اسپر دال ہے کہ جو سالک قبل تمام سلوک مرجاوے وہ رتبہ اور قبول میں اسی کی برابر ہے جسکا سلوک تمام ہو جاوے۔

قوله تعالى واذا ضربتم فى الارض فليس عليكم جناح ان تقصروا من الصلوة دل على كون السفر عذرا فى التقصير فى الاوراد بالاولى وكذا اذنه تعالى فى صلوة الخوف على التخفيف فى الالتزامات الودودية۔

قوله تعالى۔ واذا ضربتم فى الارض فليس عليكم جناح ان تقصروا من الصلوة (ترجمہ اور جب تم زمین میں سفر کرو سو تم کو اس میں کوئی گناہ نہ ہوگا کہ تم نماز کو کم کردو) آیت سے سفر کا تقصیر فی الاوراد کے باب میں عذر ہونا بدرجہ اولی معلوم ہوتا ہے اسی طرح صلوۃ الخوف کے مشروع ہونے سے عذر کا التزامات وردیہ کے باب میں موجب تخفیف ہونا معلوم ہوتا ہے۔

قوله تعالى فاذا اطمأننتم فاقيموا الصلوة سواء فسر الاطمينان بالاقامة عن السفر والامن من الخوف دل على اكمال الاوراد بعد زوال العذر۔

قوله تعالى فاذا اطمأننتم فاقيموا الصلوة (ترجمہ پھر جب تم مطمئن ہو جاؤ تو نماز کو قاعدہ کے موافق پڑھنے لگو) اطمینان کی تفسیر خواہ اقامت عن السفر کے ساتھ کیجاوے خواہ امن من الخوف کے ساتھ کیجائے دونوں تقدیر پر اسپر دال ہے کہ بعد زوال عذر کے اوراد کا اکمال کرنا چاہیئے۔

قوله تعالى واستغفر الله مع النظر الى قوله تعالى ولولا فضل الله عليك ورحمته لهمت طائفة الخ الدال على عدم صدور شئ مما يوجب الاستغفار عنه صلى الله تعالى عليه وسلم اصل لقولهم حسنات الابرار سيئات المقربين وايضا يدل على ان التكاليف الشرعية لا يسقط فى حال من احوال الكمال۔

قوله تعالى واستغفر الله مع قوله تعالى ولولا فضل الله عليك ورحمته لهمت طائفة منهم ان يضلوك (ترجمہ اور آپ استغفار فرمائے۔ اور اگر آپ پر اللہ کا فضل اور رحمت نہ ہوتا تو ان لوگوں میں سے تو ایک گروہ نے آپ کو غلطی ہی میں ڈالنے کا ارادہ کر لیا تھا) باوجود اسکے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی امر موجب استغفار کا صدور نہیں ہوا جیسا جملہ ثانیہ اسپر دال ہے پھر استغفار کا حکم ہونا جیسا جملہ اولی اسپر دال ہے اصل ہے اس قول کی کہ حسنات الابرار سیئات المقربین اور نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خواہ کیسا ہی کمال حاصل ہو جاوے مگر تکالیف شرعیہ کسی حال میں ساقط نہیں ہوتیں۔

قوله تعالى ولولا فضل الله عليك ورحمته لهمت طائفة منهم ان يضلوك دل على عدم جواز الاعتماد على علمه وعمله ولنعم ما قال الشيرازي رحمه الله

تکیہ بر تقوی و دانش در طریقت کافری ست
راہرو گر صد ہنر دارد توکل بایدش

قوله تعالى ولولا فضل الله عليك ورحمته لهمت طائفة منهم ان يضلوك (ترجمہ اوپر گزر چکا ہے) اس میں دال ہے کہ کسی کو اپنے علم یا عمل پر اعتماد جائز نہیں۔

قوله تعالى لا خير في كثير من نجواهم الا من امر بصدقة الآية دل على بطلان التعليم الخفي الذي لا يوافق الكتاب والسنة كما يدعي حقيته كثير من جهلة الصوفية۔

قوله تعالى لا خير في كثير من نجواهم الا من امر بصدقة (ترجمہ عام لوگوں کی اکثر سرگوشیوں میں خیر نہیں ہوتی ہاں مگر جو لوگ ایسے ہیں کہ خیرات کی یا اور کسی نیک کام کی یا لوگوں میں باہم اصلاح کر دینے کی ترغیب دیتے ہیں) جو تعلیم خفی موافق کتاب وسنت کے نہ ہو جیسا بہت سے جاہل صوفی اس کو حق سمجھتے ہیں کہ طریقت بضاد شریعت کی تعلیم سینہ بسینہ جاری ہے یہ آیت اس کے بطلان پر دلالت کرتی ہے۔

قوله تعالى ومن يفعل ذلك ابتغاء مرضات الله فسوف نؤتيه اجرا عظيما دل منطوقا على اعطاء الثواب للمخلص الذي لم يقصد الثواب وقصد محض المرضاة وبمفهومه على ان سائر ثمرات الاعمال تابع للرضى فاذا قصد الرضى اعطي غيره تبعا۔

قوله تعالى ومن يفعل ذلك ابتغاء مرضات الله فسوف نؤتيه اجرا عظيما (ترجمہ اور جو شخص یہ کام کرے گا حق تعالیٰ کی رضا جوئی کے واسطے سو ہم اس کو عنقریب اجر عظیم عطا فرماویں گے) یہ آیت منطوقاً اس پر دلالت کرتی ہے کہ جو مخلص ثواب کا قصد نہ کرے محض رضا کا قصد کرے اس کو ثواب بھی ملتا ہے اور مفہوماً اس پر دلالت کرتی ہے کہ تمام ثمرات اعمال کے رضا کے تابع ہیں جب رضا کا قصد کرتا ہے دوسرے ثمرات بلا قصد عطا ہو جاتے ہیں۔

قوله تعالى ولآمرنهم فليغيرن خلق الله دخل فيه حلق اللحية فدل على كون طريقة حلق اللحى شيطانية وان سماه الجهلة قلندرية۔

قوله تعالى ولآمرنهم فليغيرن خلق الله (ترجمہ اور میں ان کو تعلیم دوں گا جس سے وہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورت کو بگاڑا کریں گے) اسمیں ڈاڑھی مونڈانا بھی داخل ہے پس یہ دال ہے اس پر کہ جس طریق میں ڈاڑھی مونڈانا شعار ہو وہ طریق شیطانی ہے اگرچہ اس کا جہلا نے طریقہ قلندریہ نام رکھا ہے۔

قوله تعالى ليس بامانيكم ولا اماني اهل الكتاب دل بعمومه على بطلان امثال ادعاء عدم المواخذة بالاعمال لكونهم اصحاب حال او منتسبين الى اهل الكمال فانهم [illegible] شريعة۔

قوله تعالى ليس بامانيكم ولا اماني اهل الكتاب (ترجمہ نہ تمہاری تمناؤں سے کام چلتا ہے اور نہ اہل کتاب کی تمناؤں سے) یہ اپنے عموم مضمون سے اس پر دال ہے کہ جیسے لوگ جو دعویٰ کیا کرتے ہیں کہ چونکہ ہم اصحاب حال

یہ ہو تب الیٰ اہل الکمال ہیں سیر احمائی بدن سے خواہ عذرہ ہو گا یہ دعویٰ باطل محض ہے کیونکہ ایسے دعاوی اکا فیب مردود عند الشریعت ہیں۔

قولہ تعالیٰ ومن احسن دینا ممن اسلم وجهه لله وهو محسن واتبع ملة ابراهيم حنيفا لما كان حال طريق الصوفية الانقياد ظاهرا وباطنا وكمال الاحسان المفسر في الحديث بان تعبد الله كانك تراه الخ والحنيفية اى الميل عن غير الله تعالى اليه وحده دل الآية على كون طريقهم احسن الطرق كلها۔

قولہ تعالیٰ ومن احسن دینا ممن اسلم وجهه لله وهو محسن واتبع ملة ابراهيم حنيفا۔ (ترجمہ) اور ایسے شخص سے زیادہ اچھا کس کا دین ہو گا جو کہ اپنا رخ اللہ تعالیٰ کی طرف جھکا دے اور وہ مخلص بھی ہو اور وہ ملت ابراہیم کا اتباع کرے جس میں کجی کا نام نہیں) حاصل طریق صوفیہ کا یہ امور ہیں انقیاد ظاہری و باطنی جو تفسیر ہے اسلام کی اور احسان جس کی تفسیر حدیث میں ہے ان تعبد اللہ کانک تراہ اور حنیفیت یعنی غیر اللہ سے یکسو ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرنا اور آیت میں اس مجموعہ کو احسن طرق کہا گیا ہے تو آیت سے دال ہوئی کہ صوفیہ کا طریق احسن طرق ہے۔

قولہ تعالیٰ واحضرت الانفس الشح دل بعموم الانفس على ان الطبعيات لا تزول عن الكاملين وانما تصير مغلوبة فان عاد بعض آثارها لم ينافى الكمال اذا لم يصر عليه۔

قولہ تعالیٰ واحضرت الانفس الشح (ترجمہ اور نفوس کو حرص کے ساتھ اقتران ہوتا ہے) انفس کے عموم سے یہ آیت اس پر دال ہے کہ امور طبعیہ کاملین سے بھی زائل نہیں ہوتا سوا اگر کسی کامل میں ان کے کچھ آثار عود کر آویں تو یہ منافی کمال نہیں جبکہ اس پر اصرار نہ ہو۔

قولہ تعالیٰ ولن تستطيعوا ان تعدلوا بين النساء ولو حرصتم فلا تميلوا كل الميل الخ دل على انه لا يترك العمل الادنى اذا لم يقدر على الاعلى كما هو داب بعضهم من انتظارهم هذه القدرة فربما يفنى عمرهم ولا يقدرون۔

قولہ تعالیٰ ولن تستطيعوا ان تعدلوا بين النساء ولو حرصتم فلا تميلوا كل الميل الخ (ترجمہ اور تم سے تو یہ کبھی نہ ہو سکے گا کہ سب بیبیوں میں برابری رکھو گو تمہارا کتنا ہی جی چاہے تو تم بالکل تو ایک ہی طرف نہ ڈھل جاؤ) آیت سے یہ معلوم ہوا کہ اگر عمل کے اعلیٰ درجہ پر قدرت نہ ہو اس کے ادنیٰ ہی درجہ پر عمل کر لے اعلیٰ پر قادر ہونے کے انتظار میں نہ رہے بعض لوگوں کی عمر اسی انتظار میں ختم ہو جاتی ہے اور ادنیٰ سے بھی محروم رہتے ہیں۔

قولہ تعالیٰ من كان يريد ثواب الدنيا فعند الله ثواب الدنيا والآخرة لما كان معنى الدنيا يعم كل عاجل ودخل فيه الثمرات العاجلة الباطنة دل على قبح ارادة السالك بعمله هذه الثمرات۔

قولہ تعالیٰ من كان يريد ثواب الدنيا فعند الله ثواب الدنيا والآخرة (ترجمہ جو شخص دنیا کا معاوضہ چاہتا ہو تو اللہ تعالیٰ کے پاس دنیا و آخرت دونوں کا معاوضہ ہے) دنیا اپنے عموم مفہوم سے ہر عاجلہ غیر مامور بہا کو شامل ...

شامل ہے اور اس عموم میں ثمرات باطنیہ قاعدہ بھی داخل ہو گئے تو آیت اپنی ثمرات کے تفسیر و ... یا ... ہو
انکار کرتی ہے۔

قوله تعالى - كونوا قوامين بالقسط شهداء لله ولو على انفسكم دل بعمومه على عدم الاستنكاف عن قبول الحق ولو عن من هو ادنى منه وعن الاعتراف بخطأه لا كعلماء القشر وكشائخ الرسم يموهون ابا طيلهم ويأولون اقاويلهم وحملهم على ذلك كبرهم۔

قولہ تعالیٰ - کونوا قوامین بالقسط شہداء للہ ولو علی انفسکم (ترجمہ انصاف پر خوب قائم رہنے والے اللہ کیلئے گواہی دینے والے رہو اگرچہ اپنی ذات ہی پر ہو) آیت اپنے اطلاق سے اس پر دال ہے کہ قبول حق سے اور اپنی غلطی کا اعتراف کرنے سے استنکاف نہ کرے اگرچہ اپنے سے کم رتبہ شخص کے متنبہ کرنے سے ہو علماء قشر و مشائخ رسم کی طرح توجیہ و تاویل نہ کرے کہ منشا اس کا کبر ہے۔

قوله تعالى - ان يكن غنيا او فقيرا فالله اولى بهما يرد على طريق من يفتخر بترجيح الفقير على الغني مطلقا فكم من غني متواضع تابع للحق وكم من فقير متكبر ظالم فالى الله تعالى الا ان ياتى بالقسط فى الغنى والفقر كما قال تعالى فلا تتبعوا الهوى ان تعدلوا۔

قولہ تعالیٰ - ان یکن غنیا او فقیرا فاللہ اولیٰ بہما (ترجمہ وہ شخص اگر امیر ہو تو اور غریب ہو تو دونوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو زیادہ تعلق ہے) یہ آیت اس شخص کے طریق کو بھی رد کرتی ہے جو فقیر کو غنی پر ترجیح دینے پر فخر کرتے ہیں حالانکہ بہت سے غنی متواضع اور تابع للحق ہوتے ہیں اور بہت سے فقیر مطلقاً ظالم متکبر ہوتے ہیں سو حق تعالیٰ دونوں کے بارہ میں عدل ہی کو پسند کرتے ہیں جیسا کہ ارشاد ہے فلا تتبعوا الھویٰ ان تعدلوا۔

قوله تعالى - يا ايها الذين امنوا امنوا دل على كون مراتب الايقان غير متناهية اى غير واقفة على حد ومن ثم قيل ؎

اے برادر بے نہایت در گہ ست
ہر چہ بروے میرسی بروے مایست

قولہ تعالیٰ - یا ایہا الذین امنوا امنوا الآیۃ (ترجمہ اے ایمان والو تم اعتقاد رکھو الخ) آیت دال ہے اس پر کہ یقین کے مراتب غیر متناہی یعنی لا تقف عند حد ہیں ہر مرتبۃ الا آیندہ مرتبہ کے تحصیل کا مامور ہے اسی سے کہا گیا ہے ؎ اے برادر بے نہایت در گہیست
ہر چہ بروے میرسی بروے مایست

قوله تعالى - ان الذين امنوا ثم كفروا ثم امنوا ثم كفروا ثم ازدادوا كفرا لم يكن الله ليغفر لهم ولا ليهديهم سبيلا ۵ فى الروح ومعنى نفيه استبعاد وقوعه فان من تكرر منهم الارتداد وازدياد الكفر والاصرار عليه صار وا بحيث قد ضربت قلوبهم بالكفر وتمرنت على الردة۔

قولہ تعالیٰ - ان الذین امنوا ثم کفروا ثم آمنوا ثم کفروا ثم ازدادوا کفرا لم یکن اللہ لیغفر لہم ولا لیہدیہم سبیلا ۵ (ترجمہ بلاشبہ جو لوگ مسلمان ہوئے پھر کافر ہو گئے پھر مسلمان ہوئے پھر کافر ہو گئے پھر کفر میں بڑھتے چلے گئے اللہ تعالیٰ ایسوں کو ہرگز نہ بخشیں گے اور نہ انکو راستہ دکھائیں گے) روح المعانی میں ہے کہ یہ مقصود نہیں کہ اگر اخلاص کے ساتھ ایمان لاویں تب بھی مقبول نہیں۔

(باقی آئندہ)

وکان الایمان عندهم ادون شیئ واهونه فلا یکادون یقربون منه قید شبر لیتاهلوا للمغفرة وهدایة سبیل الجنة لا انهم لو اخلصوا الایمان لم یقبل منهم ولم یغفر لهم اھ قلت ویقاس علیه[۲۴۳] حال من اختار طریق القوم ثم اعرض ثم اختار ثم اعرض ومازال یتلاعب کذلک فاکثر ما یشاهد من حاله الخذلان وعدم التوفیق للصلاح والخیر نعوذ باللہ من الحور بعد الکور۔

بلکہ مقصود اس نفی سے اس کے وقوع کا استبعاد ہے کہ بار بار ارتداد کرنے سے اور اسپر اصرار کرنے سے عادۃً قلب مسخ ہو جاتا جسکے بعد اکثر ایمان کی توفیق نہیں ہوتی تاکہ اسپر مغفرت اور ہدایت طریق جنت کی مرتب ہو آہ اور اس پر[۲۴۳] قیاس کیا جاتا ہو کہ جو شخص طریق قوم کو اختیار کرکے اس سے اعراض کرے اور اس طرح بار بار اختیار اور اعراض کیا کرے اور اسکو ایک ملعبہ بنالے تو مشاہدہ میں آیا ہے کہ اکثر ایسے شخص کو خذلان ہوتا ہے اور خیر و صلاح کی توفیق نہیں ہوتی نعوذ باللہ من الحور بعد الکور۔

قوله تعالیٰ ایبتغون عندهم العزة فان العزة لله جمیعا فیه ذم طلب الجاہ[۲۴۴] وهو ظاهر۔

قوله تعالیٰ ایبتغون عندهم العزة فان العزة لله جمیعا (ترجمہ کیا ان کے پاس معزز رہنا چاہتے ہیں سو اعزاز تو سارا خدا تعالیٰ کے قبضے میں ہے) اسمیں طلب جاہ[۲۴۴] کے مذموم ہونے پر صریح دلالت ہے۔

قوله تعالیٰ فلا تقعدوا معهم حتی یخوضوا فی حدیث غیره دل علی قبح مجالسة[۲۴۵] المخالف للطریق لا سیما فی عین وقت اظهار الخلاف۔

قوله تعالیٰ فلا تقعدوا معهم حتی یخوضوا فی حدیث غیره ان لوگوں کے پاس مت بیٹھو جب تک کہ وہ کوئی اور بات شروع نہ کردیں) اسپر دال ہے کہ مخالف[۲۴۵] طریق کے ساتھ مجالست کرنا قبیح ہے خصوصاً جس وقت میں وہ خلاف کا اظہار بھی کرے

قوله تعالیٰ اذا قاموا الی الصلوة قاموا کسالی یراءون الناس الخ تقیید الکسل بإراءة الناس یدل علی ان المراد الکسل الاعتقادی لا الطبعی فلا یلام[۲۴۶] علی الطبعی منه ومن لم یدرک ذلک اکثر علیه التشویش فاضر باطنه۔

قوله تعالیٰ اذا قاموا الی الصلوة قاموا کسالی یراءون الناس (ترجمہ اور جب نماز کو کھڑے ہوتے ہیں تو بہت ہی کاہلی کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں) کسل کا ریا کی ساتھ مقید کرنا[۲۴۶] اسپر دال ہے کہ کسل سے مراد کسل اعتقادی ہے نہ کہ کسل طبعی سو طبعی پر ملامت نہیں اور جسکو اسکی تحقیق نہیں وہ تشویش کو بڑھا لیتا ہے جس سے اُسکے باطن کو مضرت پہنچتی ہے

قوله تعالیٰ لا یحب اللہ الجهر بالسوء من القول الا من ظلم مع قوله تعالیٰ ان تبدوا خیرا او تخفوه او تعفوا عن سوء فان اللہ کان عفوا قدیرا دل الاول علی[۲۴۷] جواز الانتصار بالشکایة والثانی علی احبیة الصبر والعفو والاول شان الضعفاء والثانی شان اهل العزم والحکمة فی الاول طهارة القلب من الغل

قوله تعالیٰ لا یحب اللہ الجهر بالسوء من القول الا من ظلم مع قوله تعالیٰ ان تبدوا خیرا او تخفوه او تعفوا عن سوء فان اللہ کان عفوا قدیرا (ترجمہ اللہ تعالیٰ بری بات زبان پر لانے کو پسند نہیں کرتے بجز مظلوم کے اور اللہ تعالیٰ خوب سنتے ہیں خوب جانتے ہیں اگر نیک کام علانیہ کرو یا خفیہ کرو یا کسی برائی کو معاف کردو تو اللہ تعالیٰ

[۲۴۳] حال المتلاعب بالطریقة باختیارها مرة وترکها مرة — طریق قوم سے تلاعب کرنے والے کا حال۔

[۲۴۴] ذم طلب الجاہ — طلب جاہ کی مذمت۔

[۲۴۵] قبح مجالسة المخالف — مخالف کی مجالست کا قبح

[۲۴۶] لا لوم علی الکسل الطبعی — کسل طبعی پر ملامت نہیں۔

[۲۴۷] کون الانتصار رخصة والاصطبار عزیمة

...الروح الی الغل...

بڑے معاف کرنیوالے ہیں پوری قدرت والے ہیں) اسمیں آیت جو انتقام پر دال ہے کہ شکایت لینی اسکی ایک فرد ہے اور ترغیب عفو و عفو محبوب ہے پر دال ہے اور اول صنعفا کی شان ہے اور اسمیں یہ مصلحت ہے کہ قلب کینہ سے صاف ہو جاتا ہے اور دوسری شان ہے اہل ہمت کی اسمیں مصلحت عروج الی القرب ہے

قوله تعالى يسئلك اهل الكتاب ان تنزل عليهم كتابا من السماء يدل على الانكار على من يعتقد في الشيخ ان افاضة البركات السماوية في اختياره فيطلبها منه۔

قوله تعالى يسئلك اهل الكتاب ان تنزل عليهم كتابا من السماء (ترجمہ آپ سے اہل کتاب یہ درخواست کرتے ہیں کہ آپ اُن کے پاس ایک خاص نوشتہ آسمان سے منگا دیں) اسمیں ایسا شخص کی ذم پر دلالت ہے جو افاضہ برکات سماویہ کو شیخ کے اختیار میں سمجھکر اُس سے درخواست کرے۔

قوله تعالى فقالوا ارنا الله جهرة الخ يدل على الانكار على من يعتقد وقوع الرؤية في النشأة الدنيوية

قوله تعالى فقالوا ارنا الله جهرة (ترجمہ اور یوں کہا تھا کہ ہم کو اللہ تعالیٰ کو کھلم کھلا دکھلا دو) اسمیں اُس شخص پر انکار ہے جو نشاۃ دنیویہ میں وقوع رویت کا اعتقاد رکھے۔

قوله تعالى فبظلم من الذين هادوا حرمنا عليهم طيبات احلت لهم يشابهه قبض الواردات عن السالك ببعض المعاصي۔

قوله تعالى فبظلم من الذين هادوا حرمنا عليهم طيبات احلت لهم (ترجمہ سو یہود کے ان ہی بڑے بڑے جرائم کے سبب ہمنے بہت سی چیزیں جو ان کے لئے حلال تھیں اُن پر حرام کر دیں) اسی کے مشابہ ہے معاصی کے سبب سالک سے واردات کا قبض۔

قوله تعالى ولا تقولوا ثلثة دل على بطلان الحلول والاتحاد كما يعتقده بعض جهلة الصوفية

قوله تعالى ولا تقولوا ثلثة (ترجمہ اور یوں مت کہو کہ تین ہیں) حلول و اتحاد کے بطلان پر صریح دال ہے جیسا بعض جہلاء صوفیہ معتقد ہیں۔

قوله تعالى لن يستنكف المسيح ان يكون عبد الله كما قال في مريم قال اني عبد الله مباهاة بالعبودية ودل على كون ذلك اقصى مراتب الشرف وفي الروح وقد اشار القاضي عياض الى شرف العبودية بقوله ؎ ومما زادني عجبا وتيها + وكدت باخمصي اطأ الثريا + دخولي تحت قولك يا عبادي + وان صيرت احمد لي نبيا +

قوله تعالى لن يستنكف المسيح ان يكون عبد الله (ترجمہ مسیح ہرگز خدا کے بندہ ہونے سے عار نہیں کرینگے) جیسا سورہ مریم میں مباہاۃً عیسیٰ علیہ السلام کا قول ہے انی عبد اللہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عبدیت مراتب شرف میں اعلیٰ مرتبہ ہے۔

الحاشية في الروح يا اهل الكتاب لا تغلوا في دينكم نهي لليهود والنصارى عند الكثير من سادتنا

الحاشیہ قوله تعالى يا اهل الكتاب لا تغلوا في دينكم روح میں ہے کہ اسکے مخاطب یہود و نصاریٰ ہیں

وقد غلا الفریقان فی دینهم اما الیهود فتعمقوا فی الظواهر ونفی البواطن فحطوا عیسی علیه السلام عن درجة النبوة والتخلق باخلاق الله تعالی و اما النصاری فتعمقوا فی البواطن ونفی الظواهر فرفعوا عیسی علیه السلام الی درجة الالوهیة ولا تقولوا علی الله الا الحق بالجمع بین الظواهر والبواطن والجمع والتفصیل کما هو التوحید المحمدی۔

اور دونوں دین میں غلو کرتے تھے سو یہود کا تو غلو یہ تھا کہ وہ ظواہر میں بہت تعمق کرتے تھے اور بواطن کی نفی کرتے تھے حتیٰ کہ عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت تخلق باخلاق اللہ و مظہریت صفات حق کا بھی انکار کر دیا۔ اور نصاریٰ کا غلو یہ تھا کہ وہ بواطن میں تعمق کرتے تھے اور ظواہر کی نفی کرتے تھے حتیٰ کہ عیسیٰ علیہ السلام کو تخلق و مظہریت سے تجاوز کر کے درجۂ الوہیت تک پہونچا دیا اور یہ جو فرمایا ولا تقولوا علی اللہ الا الحق یہ حق جمع کرنا ہے درمیان ظاہر اور باطن کے جیسا توحید محمدی ہے۔

تمت سورة النساء

تمت سورة النساء

وستلیها سورة المائدة انشاء الله تعالیٰ

ملحقة من رسالة التائید المذکورة فی آخر التمهید

سورة النساء

قوله تعالیٰ ولا تؤتوا السفهاء اموالکم فالسفیه عند المشائخ هو النفس ای لا تتصرفوا فی اموالکم الا علی خلاف النفس والهوی فان مالت النفس الی البذل (ای مما فیه احتمال حظ النفس) فامسك وان مالت الی الامساك فابذل ولا تتبع النفس فی هواها ولا تلتفت الیه الا زجرا وردعا ولا تشاورها فانه سفیه وشاور العقل والدین واعمل ما یأمرانك (المقصود من هذا التقریر اشتراك الحکم باشتراك العلة فی السفهاء والنفس لا تفسیر السفهاء بالنفوس فافهم۔

اضافہ از رسالہ تائید

سورة النساء

قولہ تعالیٰ ولا تؤتوا السفہاء اموالکم بیوقوفوں کا مصداق مشائخ کے نزدیک نفس ہے یعنی اپنے مالوں میں کوئی تصرف کرو جو نفس اور خواہش کے خلاف ہو تو اگر نفس خرچ کرنے کی طرف مائل ہو (یعنی جس خرچ میں کچھ احتمال حظ نفس کا ہو) تو رک جاؤ اور اگر بخل کی طرف مائل ہو تو خرچ کرو اور نفس کا اتباع اسکی خواہش میں مت کرو۔ اور نہ اسکی طرف بجز اسپر زجر و توبیخ رکھنے کے التفات کرو اور نہ اس سے مشورہ لو کیونکہ وہ بیوقوف ہے اور عقل و دین سے مشورہ لو اور جو کچھ یہ دونوں کہیں اسپر عمل کرو۔ (مقصود اس تقریر سے سفہاء اور نفس کے حکم کا مشترک ہونا ہے بوجہ اشتراک علت کے نہ کہ سفہاء کی تفسیر کرنا نفوس کی ساتھ خوب سمجھ لو)

قوله تعالیٰ ومن یخرج من بیته مهاجرا الی الله ورسوله ثم یدرکه الموت فقد وقع اجره علی الله

قولہ تعالیٰ ومن یخرج من بیتہ مہاجرا الی اللہ ورسولہ ثم یدرکہ الموت فقد وقع اجرہ علی اللہ

قوله تعالى ومن يهاجر اى بما سكن اليه قلبه من اشياء الدنيا كالنفس والهوى والشهوات مهاجرا عن كل ماسوى الله تعالى وسوى رسوله صلى الله عليه وسلم فلو مات قبل التمكن فقد وقع اجره على الله لزم الله تعالى اتمام نيته وايصاله الى مقصوده وهو الله تعالى (والمقصود قياس هجرة على هجرة وتسمية المريد مهاجرا وارد فى الحديث والمهاجر من هجر ما نهى الله عنه ورسوله)

یہ جو ارشاد فرمایا ہے کہ اپنے گھر سے نکلے یعنی اُن اشیاء دنیویہ سے جنکی ساتھ اسکو دلچسپی ہو جیسے نفس اور خواہش اور شہوات اور مہاجر سے مراد یہ کہ جو چیز اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا ہو اسکو چھوڑ دینے والا ہو تو ایسا شخص اگر قبل حصول مراد کے مرگیا تو اُس کا اجر اللہ کے ذمہ ثابت ہوگیا اُسکی نیت کو پورا کرنا اور اُس کو مقصود تک کہ وہ اللہ تعالیٰ ہے پہونچا دینا اللہ کے ذمہ ہوگا (اور مقصود آیت کی تفسیر نہیں بلکہ ایک ہجرت کا دوسری ہجرت پر قیاس کرنا ہے اور مرید کو مہاجر فرمانا خود حدیث میں وارد ہے کہ بڑا مہاجر وہ شخص ہے جو اسکو چھوڑ دے جس سے اللہ تعالیٰ نے اور اُس کے رسول نے منع فرمایا ہے)

قوله تعالى ومن احسن دينا ممن اسلم وجهه اى نفسه وذاته وصفاته وشخصه وجوارحه كله لله خالصا مخلصا ويجعل كل اعماله لله على وفق رضاء الله۔

قوله تعالیٰ ومن احسن دينا ممن اسلم وجهه لله۔ یعنی اپنے نفس کو اور اپنی ذات کو اور اپنی صفات کو اور اپنے جسم کو اور اپنے اعضاء کو سب کو اللہ تعالیٰ کے لئے خالص مخلص کردے اور اپنے سب کاموں کو اللہ کیلئے اُسکی رضامندی کے موافق کردے۔

قوله تعالى واتخذ الله ابراهيم خليلا هو المحب المختص ببعض الامور الشريفة العظيمة من حبيبه فعلى هذا كان كل خليل حبيبا ولم يكن كل حبيب خليلا وعلى هذا كل انبياء الله تعالى اخلاءه تعالى وهكذا سائر الاولياء والعرفاء وفائدة تخصيصه بهذا الذكر انه لم يكن لله تعالى خليل (بهذه المثابة فى زمانه غيره۔

قوله تعالیٰ واتخذ الله ابراهيم خليلا خلیل وہ محب ہے جو محبوب کی جانب سے بعض معاملات شریفہ عظیمہ کے ساتھ مخصوص ہو تو اس بنا پر ہر خلیل حبیب ہے اور ہر حبیب خلیل نہیں اور اس بنا پر اللہ تعالیٰ کے سب نبی اُسکے خلیل ہیں اور اسی طرح تمام اولیا اور عارفین بھی اور فائدہ ابراہیم علیہ السلام کی تخصیص ذکری کا یہ ہے کہ آپ کے زمانہ میں کوئی دوسرا (اس مرتبہ کا) اللہ کا خلیل نہ تھا۔

انتهت الملحقة

اضافہ تمام ہوا

سورة المائدة

قوله ان الله يحكم ما يريد فيه اشارة الى الرجوع عن ابتغاء الاسرار فى الاحكام لا لهيبة حيث تقف ۲۵۴

سورۃ المائدہ

قوله تعالیٰ ان الله يحكم ما يريد (ترجمہ بیشک اللہ تعالیٰ جو چاہیں حکم کریں) اسمیں اسرار احکام کی تفتیش کی ممانعت

دونها الافکار

قوله تعالیٰ یا ایها الذین امنوا لا تحلوا شعائر الله ولا الشهر الحرام ولا الهدی ولا القلائد[255] یؤخذ منه تعظیم التبرکات لا لبسها من عجیب تعظیمه

کی طرف اشارہ ہے۔

قولہ تعالیٰ یا ایها الذین آمنوا لا تحلوا شعائر الله ولا الشهر الحرام ولا الهدی ولا القلائد (ترجمہ اے ایمان والو بے حرمتی نہ کرو خدا تعالیٰ کی نشانیوں کی اور نہ حرمت والے مہینے کی اور نہ حرم میں قربانی ہونے والے جانور کی۔ اور نہ ان جانوروں کی جن کے گلے میں پٹے پڑے ہیں) اس سے تبرکات[255] کی تعظیم بوجہ تعلق ذات واجب التعظیم کے مفہوم ہوتی ہے۔

قوله تعالیٰ ولا امین البیت الحرام یبتغون فضلا من ربهم ورضوانا فی الروح قال الحسن وغیره المراد بالآمین هم المشرکون خاصة والمراد من الفضل حینئذ الربح فی تجاراتهم ومن الرضوان ما فی زعمهم آه ففیه رعایة[256] من یرید رضا الله تعالیٰ ولو اخطاء فی طریقه وفی قوله تعالیٰ من ربهم واضافة[257] الرب الی ضمیرهم اشارة الی ان الله تعالیٰ رب العالمین لا المسلمین فقط ففیه وسعة رحمة الله تعالیٰ۔

قولہ تعالیٰ ولا آمین البیت الحرام یبتغون فضلا من ربهم ورضوانا (ترجمہ اور نہ ان لوگوں کی جو کہ بیت الحرام کے قصد سے جا رہے ہوں اپنے رب کے فضل اور رضامندی کے طالب ہوں) حسن نے فرمایا کہ مراد اس سے خاص مشرکین ہیں اور فضل سے مراد تجارت کا نفع اور رضوان سے مراد ان کے زعم کے موافق پس اس سے معلوم[256] ہوا کہ طالب رضائے حق قابل رعایت ہے اگرچہ اس کے طریق میں اس سے خطا ہی کی ہو اور من ربهم میں اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ رب[257] العالمین ہے نہ کہ صرف رب المسلمین ہی پس اس میں وسعت رحمت اللہ کا بیان ہے۔

قوله تعالیٰ واذا حللتم فاصطادوا فی ورود صیغة الامر الذی حقیقته الایجاب مع کون الاصطیاد مباحا دلالة علی ان مباشرة[258] المباح الذی یتوهم حظره مطلوب کالواجب ولقد علمت به ما ینبغی من المعاملة فی مباحات ترکها المتشددون فی الزهد اعتقادا وعملا کانها حرام کبعض الاطعمة والالبسة۔

قولہ تعالیٰ واذا حللتم فاصطادوا (ترجمہ اور جب تم احرام سے باہر آجاؤ تو شکار کیا کرو) باوجود اصطیاد کے مباح ہونے کے اس میں صیغہ امر کا وارد ہونا دال[258] ہے اس پر کہ جس مباح کے ترک سے اس کے ممنوع ہونے کا شبہ ہونے لگے اس مباح کا کرنا مطلوب ہے، اس سے سمجھ لیا جاوے کہ بعض متشددین جو بعض مباحات کے ترک میں مثل حرام کے مبالغہ و تشدد کرتے ہیں انھیں کیا طرز عمل ہونا چاہیے۔

قوله تعالیٰ ولا یجرمنکم شنآن قوم ان صدوکم عن المسجد الحرام ان تعتدوا[259] فیه دلالة علی ان البغض ولو فی الله لا یبیح الاعتداء عن الحدود الشرعیة فی المعاملات مع المبغوضین

قولہ تعالیٰ ولا یجرمنکم شنآن قوم ان صدوکم عن المسجد الحرام ان تعتدوا (ترجمہ اور ایسا نہ ہو کہ تمکو کسی قوم سے جو اسی سبب سے بغض ہے کہ انھوں نے تمکو مسجد حرام سے روک دیا تھا وہ تمھارے لئے اسکا باعث ہوجاوے

تم حد سے نکل جاؤ) اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی سے بغض فی اللہ بھی ہو تاہم اس کے معاملات میں حد و د شرعیہ سے تجاوز نہ کریں

قوله تعالى وتعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على الاثم والعدوان فيه ان المقدمات لها حكم المقاصد حسنا وقبحا وهو من اكثر ما يستعمله اهل التربية من المشائخ وفى تقديم الامر على النهى تقديم التحلية على التخلية۔

قولہ تعالیٰ وتعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على الاثم والعدوان (ترجمہ اور نیکی اور تقوی میں ایک دوسرے کی اعانت کرتے رہو اور گناہ اور زیادتی میں ایک دوسرے کی اعانت مت کرو) اس میں دلالت ہے اس پر کہ مقدمات کو حسن و قبح میں مقاصد کا حکم دیا جاتا ہے اور اس قاعدہ کو مشائخ اہل تربیت بہت زیادہ استعمال کرتے ہیں اور امر کو نہی پر مقدم کرنے میں تحلیہ کی تقدیم ہے تخلیہ پر۔

قوله تعالى اليوم اكملت لكم دينكم فيه دلالة على ان ما استنبطه الائمة الفقهاء والصوفية من نصوص الدين هو من الدين فانه لو كان غير دين لم يؤذن فى الاستنباط بعد الحكم على الدين بالاكمال فانه يستلزم الاذن فى غير الدين وهو المراد بقولهم القياس مظهر لا مثبت فدل على وجوب اتباع المجتهدين والمشائخ۔

قولہ تعالیٰ اليوم اكملت لكم دينكم (ترجمہ آج کے دن تمہارے لئے تمہارے دین کو میں نے کامل کر دیا) اس میں دلالت ہے اس پر کہ فقہاء ظاہر و باطن نے نصوص سے جو مستنبط کیا ہے سب دین ہے ورنہ بعد اکمال دین کے اس کی اجازت نہ ملتی کہ اس سے غیر دین کی اجازت دینا یا دین کا غیر مکمل ہونا لازم آتا ہے پس آیت دال ہوئی مجتہدین و مشائخ کے اتباع کے وجوب پر۔

قوله تعالى فمن اضطر فى مخمصة غير متجانف لاثم تفسيره ما فى الايات الاخر من قوله تعالى غير باغ ولا عاد وفى الروح سورة الانعام قال الحسن فى تفسير غير باغ اى غير متناول للذة اه فدل على ان ما اذن فيه للضرورة لا يجوز فيه قصد اللذة كما اذا نظر الطبيب او الشاهد الى العورة او المرأة يحرم فيه قصد الشهوة وفيه من الاهتمام فى صون القلب ما لا يخفى۔

قولہ تعالیٰ فمن اضطر فى مخمصة غير متجانف لاثم (ترجمہ پس جو شخص شدت کی بھوک میں بے تاب ہو جاوے بشرطیکہ کسی گناہ کی طرف اس کا میلان نہ ہو) اس کی تفسیر دوسری آیتوں میں آئی ہے غیر باغ ولا عاد اور غیر باغ کی تفسیر حسن سے آئی غير متناول للذة اھ اس سے معلوم ہوا کہ جس چیز کی بضرورت اجازت دیجاوے اس میں حظ نفس کا قصد جائز نہیں جیسے طبیب یا گواہ عورت کو یا اس کے بدن کو بضرورت دیکھے تو بقصد شہوت حرام ہے اور اس سے قلب کی حفاظت کا خاص اہتمام مفہوم ہوتا ہے۔

الحاشية قوله تعالى واذا حللتم فاصطادوا فى الروح اى اذا رجعتم الى البقاء بعد الفناء فلا جناح عليكم فى التمتع اه قلت ويبتنى على الاشارة بالحج الى السلوك وبالاحلال الى تمامه وفيه ولا يجرمنكم شنآن قوم ان صدوكم عن المسجد الحرام ان تعتدوا اى لا يكسبنكم بغض القوى النفسانية بسبب صدها اياكم عن السلوك ان تعتدوا عليها وتقهروها بالكلية فتتعطل وتضعف عن منافعها اه قلت هو نوع من قياس

بعید اللہ تعالیٰ لا من باب التفسیر وفیہ فمن اضطر الی تناول لذۃ فی مخمصۃ وھی الھیجان الشدید للنفس غیر متجانف لاثم غیر متحرف لرذیلۃ فان اللہ غفور رحیم فیستر ذلک ویرحم بمدد التوفیق وفیہ ومن یکفر بالایمان ای ینکر الشرائع والحقائق ویمتنع من قبولھا فقد حبط عملہ وھو فی الآخرۃ من الخاسرین بانکارہ الشرائع و الحقائق اھ بتغیر یسیر۔

قولہ تعالیٰ ما یرید اللہ لیجعل علیکم من حرج ولکن یرید لیطہرکم ولیتم نعمتہ علیکم لعلکم تشکرون فیہ ان الرخصۃ [مسئلہ ۲۶۳] الشرعیۃ لا نقص فیھا فوجدان الضیق فیھا مزاحمۃ للحق کما علیہ الغالون فی العمل۔

قولہ تعالیٰ ما یرید اللہ لیجعل علیکم من حرج ولکن یرید لیطہرکم ولیتم نعمتہ علیکم لعلکم تشکرون (ترجمہ اللہ تعالیٰ کو یہ منظور نہیں کہ تم پر کوئی تنگی ڈالیں لیکن اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ تمکو پاک صاف رکھے اور یہ کہ تم پر اپنا انعام تام کرے تاکہ تم شکر ادا کرو) اس سے معلوم ہوا کہ [مسئلہ ۲۶۴] رخص شرعیہ میں نقص کے شبہ سے تنگدل ہونا جیسا کہ عمل میں غلو کرنے والے سمجھتے ہیں حق کی مزاحمت ہے۔

قولہ تعالیٰ ولا یجرمنکم شنان قوم علی ان لا تعدلوا فیہ النھی [مسئلہ ۲۶۵] عن العمل بالطبعیات فی المعاملات وھو من المجاھدات۔

قولہ تعالیٰ ولا یجرمنکم شنان قوم علی ان لا تعدلوا (ترجمہ اور کسی خاص لوگوں کی عداوت تمکو اسپر باعث نہو جاوے کہ تم عدل نہ کرو) اسمیں معاملات میں طبعیات [مسئلہ ۲۶۵] پر عمل کرنے کی ممانعت ہے اور یہ منجملہ مجاہدات ہے۔

قولہ تعالیٰ یا ایھا الذین آمنوا اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ ھم قوم ان یبسطوا الیکم ایدیھم فکف ایدیھم عنکم فیہ رد [مسئلہ ۲۶۶] علی من یحقر نعم اللہ تعالیٰ الدنیویۃ فان ما من العظیم لیس بحقیر ما اکثر الجاھلین باللہ تعالیٰ یفرطون فیہ۔

قولہ تعالیٰ یا ایھا الذین آمنوا اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ ھم قوم ان یبسطوا الیکم ایدیھم فکف ایدیھم عنکم (ترجمہ اے ایمان والو اللہ تعالیٰ کی انعام کو یاد کرو جو تم پر ہوا ہے جب کہ ایک قوم اس فکر میں تھی کہ تم پر دست درازی کریں تو اللہ تعالیٰ نے تم پر ان کا قابو نہیں چلنے دیا) اسمیں اس شخص پر رد [مسئلہ ۲۶۶] ہے جو خدا تعالیٰ کی دنیوی نعمتوں کو حقیر سمجھتا ہے جیسا اکثر جاہل افراط کرتے ہیں۔

الحاشیۃ قولہ تعالیٰ یا ایھا الذین آمنوا اذا قمتم الی الصلوۃ فاغسلوا الخ فی الروح امر بالتطہیر لمن اراد الوقوف بین یدی الملک الکبیر جل شانہ وعظم سلطانہ وبدأ بالوجہ لانہ سبحانہ وتعالیٰ نقش فیہ نقش خاتم صفاتہ وقال بعض العارفین ھذا خطاب للمؤمنین بالایمان العلمی اذا قاموا عن نوم الغفلۃ وقصدوا صلوۃ الحضور والمناجاۃ الحقیقیۃ والتوجہ الی الحق ان یطہروا وجوہ قواھم بماء العلم النافع الطاہر المطہر من علم الشرائع والاخلاق والمعاملات الذی یتعلق بازالۃ الموانع عن لوث صفات النفس و ایدیکم ای طہروا ایضًا قدرکم عن دنس تناول الشہوات والتصرفات فی مواد الرجس وامسحوا برؤسکم وارجلکم فان القلب ذو وجہین احدھما الی الروح والرأس ھنا اشارۃ الیہ والثانی الی النفس وقواھا

واخرى بالرجل ان تكون اشارة اليه وان كنتم جنبا فاطهروا الجنابة غربة العبد عن موطنه الذي هو وليس لا العبودية وكل ذلك يوجب التطهير وان كنتم مرضى بادواء الرذائل او على سفر في بيداء الجهل والحيرة بطلب الشهوات اوجاء احد منكم من الغائط اى الاشتغال بلوث المال ملوثا بمحبته او لامستم النساء اى لازمتم النفوس وباشرتموها في قضاء وطرها فلم تجدوا ماء علما يهديكم الى التخلص عن ذلك فتيمموا صعيدا طيبا ارجعوا الى المرشدين ارباب الاستعداد فامسحوا بوجوهكم وايديكم اى امسحوا ذواتكم وصفاتكم بما يتصاعد من انوار استعدادهم وتخلقوا باخلاقهم واسلكوا مسالكهم حتى تمحى عنكم تلك الهيات المهلكة وتبقى انفسكم صافية (يعنى اذا لم يمكن الاستعانة بالتحقيق فاستعينوا بصحبة المشائخ) ما يريد الله ليجعل عليكم من حرج اى من ضيق ومشقة بكثرة المجاهدات ولكن يريد ليطهركم من الصفات الخبيثة وليتم نعمته عليكم بالتكميل ولعلكم تشكرون نعمة الكمال بالاستقامة والقيام بحق العدالة عند البقاء بعد الفناء واذكروا نعمة الله وميثاقه قال ابو عثمان النعم كثيرة واجلها المعرفة به سبحانه والمواثيق كثيرة اجلها الايمان يا ايها الذين امنوا اذكروا نعمة الله عليكم اذهم قوم اى من قوى نفوسكم المحجوبة وصفاتها ان يبسطوا اليكم ايديهم بالاستيلاء والقهر لتحصيل مآربها وملاذها فكف ايديهم عنكم اى فمنعها عنكم بما اراكم من طريق التطهير والتنزيه واتقوا الله واجعلوه سبحانه وقاية في قهرها ومنعها وعلى الله فليتوكل المؤمنون برؤية الافعال كلها منه عز و جل اه ملخصاً۔

قوله تعالى وبعثنا منهم اثنى عشر نقيبا فيه اصل لتسليط الشيوخ خلفائهم نيابة عنهم على عوام المريدين لتعهدهم وتصفح احوالهم للتربية فيكلون كلا الى من بينهم مناسبة

قوله تعالى وبعثنا منهم اثنى عشر نقيبا (ترجمہ اور ہمنے اُن میں سے بارہ سردار مقرر کئے) اسمیں اصل ہے مشائخ اہل تربیۃ کی اس عادت کی کہ مریدین پر اپنے نائبوں کو اس غرض سے مسلط کردیتے ہیں کہ وہ اُن کی اصلاح وتعلیم کی نگرانی کریں اور اُن کو ایسوں کے سپرد کرتے ہیں جنہیں باہم مناسبت ہو۔

قوله تعالى فبما نقضهم ميثاقهم لعناهم وجعلنا قلوبهم قاسية لما كان بعض اقسام القبض هي القساوة دل على تسببه عن المعاصي والمسئلة معروفة وقوله تعالى يحرفون الكلم عن مواضعه الدال على الاجتراء على التحريف وقوله تعالى ونسوا حظا مما ذكروا به المفسر عند بعضهم بسقوط اشياء من التورية

قوله تعالى فبما نقضهم ميثاقهم لعناهم وجعلنا قلوبهم قاسية (ترجمہ تو صرف ان کی عہد شکنی کی وجہ سے انکو اپنی رحمت سے دور کردیا اور ہمنے اُن کے قلوب کو سخت کردیا) چونکہ بعض اقسام قبض سے یہ قساوت بھی ہے آیت سے معلوم ہوا کہ معاصی سے بھی قبض ہوتا ہے اور یحرفون الکلم سے (جو کہ جرأت علی التحریف پر دال ہے) اور نسوا حظا مما ذکروا بہ سے (جسکی تفسیر بعض نے یہ کی ہے کہ اس معصیت کی نحوست سے بہت سے مضامین توریت کے انکو حافظہ سے ساقط ہوگئے تھے) یہ معلوم ہوا کہ ایسے قبض سے معاصی بھی ہوتے ہیں پس یہ قبض معاصی کا منشا بھی ہے اور معاصی اس سے ناشی بھی ہیں۔

تسلیط المشائخ علی المریدین

تسبب بعض اقسام القبض عن المعصیۃ و تسبیبہ لہا

من حفظهم لشؤم ذلك كما في روح المعاني دل على سببية هذا القبض لامثال هذه المعاصي فهذا القبض كما ينشأ عن المعاصي كذلك ينشأ عنه المعاصي۔

قوله تعالیٰ فنسوا حظا مما ذكروا به فاغرينا بينهم العداوة الخ دل على ان المعاصي كما هي سبب للنكال الآخرة كذلك هي سبب النكال الاولى

قولہ تعالیٰ فنسوا حظا مما ذکروا بہ فاغرینا بینہم العداوۃ (ترجمہ سو وہ بھی جو کچھ اُن کو نصیحت کی گئی تھی اُسمیں سے اپنا ایک بڑا حصہ فوت کر بیٹھے تو ہمنے اُن میں باہم قیامت تک کیلئے بغض و عداوت ڈالدیا) دال ہے اسپر[۲۶۹] کہ معاصی جیسا عقاب آخرت کا سبب ہیں اسی طرح عقاب دنیا کا بھی کیونکہ خانہ جنگی یقینا دنیا میں عقاب ہے۔

قوله تعالیٰ ويعفوا عن كثير في روح المعاني اي ولا يظهر كثيرا مما تخفونه اذا لم تدع اليه داعية دينية صيانة لكم عن زيادة الافتضاح اه فيه ان اهل الله لا يقصدون بعدا وتهم محض شفاء الغيظ النفساني اذا لم يترتب عليه الغرض الديني

قولہ تعالیٰ ویعفوا عن کثیر (ترجمہ اور بہت سے امور کو واگذاشت کردیتے ہیں) روح میں اسکی تفسیر یہ کی ہے کہ تمہارے بہت سے مخفی کئے ہوئے مضامین کو ظاہر نہیں فرماتے جبکہ اس کا کوئی دینی قوی داعی نہو تاکہ تمہاری زیادہ فضیحت نہو آہ اس سے معلوم[۲۷۰] ہوا کہ اہل اللہ عداوت میں بھی محض شفاء غیظ نفسانی کا قصد نہیں کرتے یعنی جب اسمیں مصلحت دینی نہو تو غیظ پر عمل نہیں کرتے۔

قوله تعالیٰ يهدي به الله من اتبع رضوانه سبل السلام دل[۲۷۱] على ان اصل المقصود هو ابتغاء الرضوان والوصول الى الجنة تابع له۔

قولہ تعالیٰ یہدی بہ اللہ من اتبع رضوانہ سبل السلام (ترجمہ اور ایک کتاب واضح کہ اس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ ایسے شخصوں کو جو رضائے حق کے طالب ہوں سلامتی کی راہیں بتلاتے ہیں) اسپر دال ہے کہ اصل مقصود[۲۷۱] طلب رضا ہے اور دخول جنت اسکے تابع ہے۔

قوله تعالیٰ لقد كفر الذين قالوا ان الله هو المسيح ابن مريم صريح في الرد[۲۷۲] على القائلين بالاتحاد بين الخلق والحق۔

قولہ تعالیٰ لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ہو المسیح ابن مریم (ترجمہ بلاشبہ وہ لوگ کافر ہیں جو یوں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عین مسیح بن مریم ہیں)[۲۷۲] اسمیں اُن لوگوں پر صریح رد ہے جو حق اور خلق میں اتحاد کے قائل ہیں۔

قوله تعالیٰ وقالت اليهود والنصارى نحن ابناء الله واحباءه الخ فيه[۲۷۳] الرد على من يدعي القرب لكي لا يواخذ معه على المعصية وكان مرادهم ذلك كما ينبئ عنه الرد عليهم بقوله تعالیٰ قل فلم

قولہ تعالیٰ وقالت الیہود والنصاریٰ نحن ابناء اللہ واحباءہ الخ (ترجمہ اور یہود و نصاریٰ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے محبوب ہیں) اسمیں[۲۷۳] اس شخص پر رد ہے جو خدا تعالیٰ کے ساتھ ایسے قرب کا دعویٰ

بعد یکم بد تو بکم۔

کرتا ہو کہ اس میں معصیت پر بھی مواخذہ نہ ہوگا اور ان کی یہی مراد تھی جیسا قل فلم یعذبکم بذنوبکم سے رد کرنا اسپر دلالت کر رہا ہے۔

قوله تعالیٰ یا قوم اذکروا نعمة الله علیکم اذ جعل فیکم انبیاء الخ فیه ان کون الشخص من بیت اهل الله من النعم التی یجب الشکر علیها لما فیه من تسهیل الدین علیه نعم لا یجوز التفاخر علیه والعجب به۔

قوله تعالیٰ یا قوم اذکروا نعمة الله علیکم اذ جعل فیکم انبیاء الخ (ترجمہ اے میری قوم تم اللہ تعالیٰ کے انعام کو جو کہ تم پر ہوا ہے یاد کرو جب کہ اللہ تعالیٰ نے تم میں بہت سے پیغمبر بنائے) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی شخص کا اہل اللہ کے خاندان سے ہونا بھی ایک نعمت ہے جس پر شکر واجب ہے کیونکہ اس تعلق سے اسپر دین سہل ہوجاتا ہے البتہ اسپر تفاخر و عجب جائز نہیں۔

قوله تعالیٰ ولا ترتدوا علی ادبارکم فتنقلبوا خاسرین فیه ان المعصیة قد تفضی الی المضار العاجلة۔

قوله تعالیٰ ولا ترتدوا علی ادبارکم فتنقلبوا خاسرین (ترجمہ اور پیچھے واپس مت چلو کہ بالکل خسارہ میں پڑجاؤ گے) اس سے معلوم ہوا کہ معصیت سے کبھی دنیوی مضرتیں بھی پیدا ہوجاتی ہیں۔

قوله تعالیٰ قال رب انی لا املک الا نفسی واخی الخ فیه ان الشیخ یجوز له التصرف بالحکم فی التابع له فی الدین کالتصرف فی نفسه وهذا کالعادة فی اهل الطریق۔

قوله تعالیٰ قال رب انی لا املک الا نفسی واخی الخ (ترجمہ موسیٰ علیہ السلام دعا کرنے لگے کہ اے میرے پروردگار اپنی جان اور اپنے بھائی پر البتہ اختیار رکھتا ہوں) اخی بڑھانے سے معلوم ہوا کہ شیخ اپنے مخلص تابع میں وہی حاکمانہ تصرف کرسکتا ہے جو اپنے نفس میں کرسکتا ہے اور اہل طریق کی یہ عادت شائع ہے۔

قوله تعالیٰ قال انما یتقبل الله من المتقین فیه اظهار الکمال الدینی شکرا لا فخرا۔

قوله تعالیٰ قال انما یتقبل الله من المتقین (ترجمہ اس نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ متقیوں ہی کا عمل قبول کرتے ہیں) اس میں دلالت ہے کہ اپنا کمال دینی ظاہر کرنا شکراً جائز ہے نہ کہ فخراً۔

قوله تعالیٰ لئن بسطت الی یدک لتقتلنی ما انا بباسط یدی الیک لاقتلک لما لم یکن ح نص علی جواز القتل مدافعة کان هذا الجواز مشتبها فاحتاط هابیل عن ارتکابه فدل علی کون التحرز عن الشبهات مطلوبا۔

قوله تعالیٰ لئن بسطت الی یدک لتقتلنی ما انا بباسط یدی الیک لاقتلک (ترجمہ اگر تو مجھ پر میرے قتل کرنے کیلئے دست درازی کریگا تب بھی میں تجھ پر تیرے قتل کرنے کیلئے ہرگز دست درازی کرنے والا نہیں ہوں) چونکہ اس وقت تک کوئی ایسی نص نہ تھی جس سے قتل مدافعة کی اجازت ہو اسلئے ہابیل نے اسکے ارتکاب سے احتیاط کی پس اس سے شبہات سے بچنے کا مطلوب ہونا ثابت ہوا۔

قوله تعالیٰ فاصبح من النادمین لما ورد فی الحدیث

قوله تعالیٰ فاصبح من النادمین (ترجمہ سو پڑا شرمندہ ہوا)

نوع من الا نتساب الی الصلحاء۔ الفرق بین شکر النعمة والتفاخر بها۔ کون النعمة من بیت الصالحین نعمة یجب شکرها۔ قد تفضی المعصیة الی المضار الدنیویة۔ مرید کو بالکل نفس سمجھنا۔ التصرف فی نفس المرید۔ اظهار الکمال للتحدث بالنعمة شکرا۔ اظهار الکمال بطور شکر۔ کون التحرز عن الشبهات مطلوبا۔ شبہات سے بچنا اور احتیاط۔

كتابة كل قتل على قابيل الدال على عدم نفع الندم ثبت به ان كل ندامة لا يكون توبة وانما التوبة ندم يكون بعده العذر والانكسار واهتمام التدارك

حدیث سے ہر خون ناحق کا قابیل پر بھی لکھا جانا معلوم ہوتا ہے اس سے ثابت ہوا کہ یہ ندامت نافع نہیں ہوئی تو اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ہر ندامت توبہ نہیں بلکہ وہی ندامت توبہ ہے جسکے بعد عذر اور انکسار اور تدارک کا اہتمام ہو۔

قوله تعالى انما جزاء الذين يحاربون الله ورسوله الخ سمى محاربة الرسول صلى الله عليه وسلم ومحاربة اهل شريعته وسالكي طريقته من المسلمين محاربة لله تعالى فدل على ان المعاملة مع اهل الله كالمعاملة مع الله تعالى۔

قوله تعالى انما جزاء الذين يحاربون الله ورسوله الخ (ترجمہ جو لوگ اللہ تعالیٰ سے اور اُس کے رسول سے لڑتے ہیں اور ملک میں فساد پھیلاتے پھرتے ہیں اُن کی یہی سزا ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور مسلمین کے ساتھ محاربہ کرنے کو محاربہ مع اللہ تعالیٰ فرمانے سے اسپر دلالت ہوئی کہ اہل اللہ کے ساتھ ایسا معاملہ کرنا گویا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کرنا ہے۔

قوله تعالى وابتغوا اليه الوسيلة في تفسير البيضاوي وسل لى كذا اذا تقرب اليه من فعل الطاعات وترك المعاصي فالوسيلة هي الطاعات وفي الروح المعاني استدل بعض الناس بهذه الآية على مشروعية الاستغاثة بالصالحين وجعلهم وسيلة بين الله تعالى وبين العباد الى قوله وكل ذلك بعيد عن الحق بمراحل واطال في ذلك فراجعه ينفعك وينبهك على ذلك لدفع الغلط في تفسير الوسيلة

قوله تعالى وابتغوا اليه الوسيلة (ترجمہ اور خدا تعالیٰ کا قرب ڈھونڈو) وسل بمعنی تقرب ہے جسکا ذریعہ طاعات کا کرنا اور معاصی کا چھوڑنا ہے اور توسل بالصلحین کے مسئلہ کو اس آیت سے کوئی مس نہیں (من روح المعانی)

قوله تعالى فمن تاب من بعد ظلمه واصلح فان الله يتوب عليه دل على توقف اعتبار التوبة على الاصلاح كرد مال السرقة ان امكن او استحلاله لنفسه من مالكه او انفاقه في سبيل الله ان جهله في هذا المقام۔

قوله تعالى فمن تاب من بعد ظلمه واصلح فان الله يتوب عليه (ترجمہ پھر جو شخص توبہ کرے اپنی اس زیادتی کرنے کے بعد اور اعمال کی درستی رکھے تو بے شک اللہ تعالیٰ اسپر توجہ فرماویں گے) اس سے معلوم ہوا کہ توبہ کا معتبر ہونا اصلاح پر موقوف ہے مثلاً بشرط امکان سرقہ وغیرہ کا مال واپس کر دینا ورنہ مالک سے معاف کرانا یا مالک معلوم نہ ہو تو ایسے موقع پر فی سبیل اللہ تصدق کرنا۔

قوله تعالى يا ايها الرسول لا يحزنك الذين الخ فيه ما عليها اهل الله من عدم المبالغة في الاهتمام بسوء حال المعرضين۔

قوله تعالى يا ايها الرسول لا يحزنك الذين الخ (ترجمہ اے رسول جو لوگ کفر میں دوڑ دوڑ گرتے ہیں آپ کو غمگین نہ کریں) اسمیں اہل طریق کی اس عادت کی اصل ہے کہ اہل اعراض کی بدحالی کا زیادہ اہتمام نہیں کرتے۔

قوله تعالى يحرفون الكلم من بعد مواضعه في الروح

قوله تعالى يحرفون الكلم من بعد مواضعه (ترجمہ کلام کو

يغيرون۲۸۴ قوانين الشريعة بتمويهات الطبيعة فكن يأول القرآن والاحاديث على دفق هواه وليس ما نحن فيه من هذا القبيل لان ذلك انما يكون بالكار ان يكون الظاهر مراد الله تعالى فانه كفر صريح وانما نقول المراد هو الظاهر لكن فيه اشارة الى اشياء اخر لا يكاد يحيط بها نطاق الحصر ويشك ان يكون ما ذكر بعضا منها اهـ۔

بعد اسکے کہ وہ اپنے موقعہ پر ہوتا ہے بدلتے رہتے ہیں) یعنی جیسے معتی قوانین شریعت۲۸۴ کو تمویہات طبیعت سے متغیر کرتے ہیں جیسے کوئی قرآن وحدیث کو اپنی ہوائے نفسانی کے موافق تاول کرے اور صوفیہ محققین کی تاویل اس قبیل سے نہیں کیونکہ وہ ظاہر معنی کے مراد ہونے سے انکار نہیں کرتے کہ وہ کفر صریح ہے بلکہ ظاہر کے مراد ہوتے ہوئے اسمیں اور اشارات بھی مانتے ہیں اھ ملخصاً۔

قوله تعالى يقولون ان اوتيتم هذا فخذوه وان لم تؤتوه فاحذروا الاية ناعية۲۸۵ على من راجع العلماء لا للعمل بقولهم بل لرجاء موافقتهم غرضه فيجعل قولهم جنة عن الملامة على سوء حاله وهو ظاهر۔

قوله تعالى يقولون ان اوتيتم هذا فخذوه وان لم تؤتوه فاحذروا (ترجمہ کہتے ہیں کہ اگر تم کو یہ حکم ملے تو قبول کر لینا اور اگر تمکو یہ حکم نہ ملے تو احتیاط رکھنا) اسمیں اس شخص کی مذمت۲۸۵ ہے جو علما کی طرف عمل کرنے کے لئے رجوع نہ کرے بلکہ اس امید سے رجوع کرے کہ شاید اسکی غرض کے موافق کوئی بات نکل آوے تو اُن کے قول کو بدنامی کی سپر بنا لے۔

قوله تعالى ومن يرد الله فتنته فلن تملك له من الله شيئا اولئك الذين لم يرد الله ان يطهر قلوبهم فيه دلالة۲۸۶ على ان ارادة الشيخ وشفقته لا يغني شيئا بدون فضل الله وتوفيقه۔

قوله تعالى ومن يرد الله فتنته فلن تملك له من الله شيئا اولئك الذين لم يرد الله ان يطهر قلوبهم (ترجمہ اور جسکا خراب ہونا اللہ تعالیٰ کو منظور ہو تو اس کے لئے اللہ سے تیرا کچھ زور نہیں چل سکتا یہ لوگ ایسے ہیں کہ خدا تعالیٰ کو اُنکے دلوں کا پاک کرنا منظور نہیں) اسمیں دلالت۲۸۶ ہے کہ شیخ کی شفقت اور توجہ بدون فضل و توفیق الٰہی کے کچھ نفع نہیں دیتی۔

قوله تعالى سماعون للكذب اكالون للسحت فيه تنبيه۲۸۷ على رحمة الله تعالى بالعباد حيث علق الذم على الاكثار والاصرار ولم يذمه على ما لا يخلو عنه احد عادة وكذلك داب الشيوخ المربين يسامحون عن امثال هذه ما لم يكن مع الجرأة والاستخفاف

قوله تعالى سماعون للكذب اكالون للسحت (ترجمہ یہ لوگ غلط باتوں کے سننے کے عادی ہیں بڑے حرام کے کھانے والے ہیں) اسمیں خدا تعالیٰ کی بڑی رحمت پر دلیل ہے کہ مذمت کو اکثار و اصرار پر مرتب فرمایا سرسری خطا پر مذمت نہیں فرمائی جس سے عادۃً کوئی خالی نہیں ہوتا اور یہی شان ہوتی ہے مشائخ اہل تربیت۲۸۷ کی کہ خفیف امور سے تسامح کرتے ہیں جب تک کہ جرأت اور استخفاف نہو۔

قوله تعالى فمن تصدق به فهو كفارة له في الروح بتخريج الديلمي عن ابن عمر رض ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قرأ الاية فقال هو الرجل تكسر سنه

قوله تعالى فمن تصدق به فهو كفارة له (ترجمہ اور جو شخص اسکو معاف کر دے تو وہ اسکے لئے کفارہ ہو جاویگا) حدیث مرفوع میں یہ تفسیر ہے کہ کسی کا دانت توڑ دیا جاوے

او يجرح من جسدہ فيعفو فيحط عنه من خطايا بقدر ما عفا عنه من جسدہ الحديث الى قوله وفيه ترغيب في العفو اھ قلت ومثل هذا العفو۲۸۸ من اخلاق اهل الله تعالى۔

یا بدن میں زخم کر دیا جاوے اور وہ معاف کر دے تو بقدر اسکے عفو کے اسکی خطائیں عفو کر دی جاتی ہیں سو اسمیں ترغیب ہے عفو کی کذا فی الروح اور اس قسم کا عفو۲۸۸ اہل اللہ کے اخلاق میں سے ہے۔

قوله تعالى فسوف يأتي الله بقوم يحبهم ويحبونه الى قوله لا يخافون في الله لومة لائم فيه تصريح۲۸۹ بما عليه اهل الوله۔

قوله تعالى فسوف يأتي الله بقوم يحبهم ويحبونه الى قوله لا يخافون في الله لومة لائم (ترجمہ تو اللہ تعالیٰ بہت جلد ایسی قوم کو پیدا کر دیگا جن سے اللہ تعالیٰ کو محبت ہوگی اور ان کو اللہ تعالیٰ سے محبت ہوگی مہربان ہوں گے وہ مسلمانوں پر تیز ہوں گے کافروں پر جہاد کرتے ہونگے اللہ کی راہ میں اور وہ لوگ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اندیشہ نہ کریں گے) اسمیں اہل اللہ۲۸۹ کے طریق کی تصریح ہے۔

الحاشية قوله تعالى لكل جعلنا منكم شرعة ومنهاجا في الروح قال بعضهم ان لله سبحانه بحار الارواح وانهار القلوب وسواقي للعقول ولكل واحد منها شرعة في ذلك ترد منها كشرعة العلم وشرعة القدرة وشرعة الصمدية وشرعة المحبة الى غير ذلك ولله عزوجل طرق۲۹۰ بعدد انفاس الخلائق كما قال ابو يزيد قدس سره والمراد بها الطرق الشخصية وكلها توصل اليه سبحانه الى قوله وقلما يتفق اثنان في مشرب ومنهج۔

قوله تعالى لكل جعلنا منكم شرعة ومنهاجا (ترجمہ تم میں سے ہر ایک کیلئے ہمنے ایک خاص شریعت اور خاص طریقت تجویز کی تھی) موافق تقریر اہل کے اسمیں اس قول کی۲۹۰ طرف اشارہ نکل سکتا ہے طرق الوصول الى الله بعدد انفاس الخلائق۔

قوله تعالى ويؤتون الزكوة وهم راكعون في الروح وغالب الاخبار بين على انها نزلت في علیؓ فقد اخرج الحاكم وابن مردويه وغيرهما عن ابن عباسؓ باسناد متصل قال اقبل ابن سلام الى قوله فقال النبي صلى الله عليه وسلم على اى حال اعطاك فقال وهو راكع فكبر النبي صلى الله عليه وسلم ثم تلا هذه الاية الحديث فيه بعد صفحة وبلغني انه قيل لابن الجوزيؒ كيف تصدق علیؓ بالخاتم وهو في الصلاة والظن فيه بل العلم الجازم ان لهؓ شغلا شاغلا فيها عن الالتفات الى ما لا يتعلق بها وقد حكى ما يؤيد ذلك كثير فانشا يقول

قوله تعالى ويؤتون الزكوة وهم راكعون (ترجمہ اور زکوۃ دیتے ہیں کہ ان میں خشوع ہوتا ہے) اس سے یہ امر بھی ماخوذ۲۹۱ ہو سکتا ہے کہ اگر عین ذکر میں کسی ایسے شغل کا ہجوم و تقاضا ہو کہ اگر اس سے فارغ نہ ہو تو اس کا قلب مشغول رہے تو اس سے جلدی فارغ ہو جانا مستحسن ہے اور اہل طریق کے نزدیک یہ معروف ہے۔

يسقي ويشرب لا تلهيه سكرته	عن النديم ولا يلهو عن الناس
اطاعة سكره حتى تمكن من	فعل الصحاة فهذا واحد الناس

ای فی الجواب ۱۲ منه

اھ قلت ویؤخذ منه[۲۹۱] استحسان تعجیل الفراغ عن مایعتریه فی عین حال الشغل مع الذکر مما لو لم یفرغ بقی قلبه مشغولاً معه ویعرفه اهل الطریق۔

قوله تعالیٰ فان حزب الله هم الغالبون ولو حملت[۲۹۲] هذه الغلبة علی قوة القلب کما یکون لاهل الله تعالیٰ وان هجمت علیهم اسباب المغلوبیة ظاهراً کان اسهل فی الفهم فان شئت هذا لاجل التوکل والتعلق مع الله تعالیٰ کما قال تعالیٰ فما وهنوا لما اصابهم فی سبیل الله وما ضعفوا وما استکانوا والله اعلم۔

قوله تعالیٰ فان حزب الله هم الغالبون (ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا گروہ بلاشبہ غالب ہے) اگر اس غلبہ کی تفسیر قوت قلب[۲۹۲] سے کیجاوے تو فہم میں اسہل ہوجاوے۔ اور اہل اللہ پر خواہ اسباب مغلوبیۃ کا ظاہراً کتنا ہی ہجوم ہو مگر بوجہ توکل اور تعلق مع اللہ کے اُن کو ضعف و استکانت نہیں ہوتا۔

قوله تعالیٰ لا تتخذوا الذین اتخذوا دینکم هزواً ولعباً الی قوله اولیاء فیه التجنب[۲۹۳] عمن یسخر بالطریق واهله۔

قوله تعالیٰ لا تتخذوا الذین اتخذوا الی قوله اولیاء (ترجمہ: اے ایمان والو جن لوگوں کو تم سے پہلے کتاب مل چکی ہے جو ایسے ہیں کہ انھوں نے تمہارے دین کو ہنسی اور کھیل بنا رکھا ہے اُن کو اور دوسرے کفار کو دوست مت بناؤ) اسمیں ایسے شخص سے علیحدگی[۲۹۳] رکھنے پر دلالت ہے جو اہل اللہ کے اور اُن کے طریق کے ساتھ تمسخر کرے۔

قوله تعالیٰ من لعنه الله الی قوله اضل عن سواء السبیل فیه اظهار ذم[۲۹۴] المخالف للحق اذا کانت فیه مصلحة دینیة وهو لا ینافی الصبر والحلم۔

قوله تعالیٰ من لعنه الله الی قوله اضل عن سواء السبیل (ترجمہ: جنکو اللہ تعالیٰ نے دور کردیا ہو اور انپر غضب فرمایا ہو اور اُن کو بندر اور سور بنادیے ہوں اور انھوں نے شیطان کی پرستش کی ہو ایسے اشخاص مکان کے اعتبار سے بھی بہت برے ہیں اور راہ راست سے بھی بہت دور ہیں) اسمیں دلالت[۲۹۴] ہے کہ جب مصلحت دینیہ ہو تو مخالف کی ذم کو خوب ظاہر کرے اور یہ صبر و حلم کے منافی نہیں۔

قوله تعالیٰ وتری کثیراً منهم یسارعون فی الاثم والعدوان واکلهم السحت فی الروح ای یقدمون[۲۹۵] بسرعة علی جمیع الرذائل لاعتیادهم لها وتدربهم فیها وکونها ملکات لنفوسهم فالاثم رذیلة القوة النطقیة والعدوان رذیلة القوی الغضبیة واکل السحت رذیلة القوی الشهویة اھ

قوله تعالیٰ وتری کثیراً منهم یسارعون فی الاثم والعدوان واکلهم السحت لبئس ما کانوا یعملون (ترجمہ: اور آپ اُن میں بہت آدمی ایسے دیکھتے ہیں جو دوڑ دوڑ کر گناہ اور ظلم اور حرام کھانے پر گرتے ہیں واقعی اُن کے یہ کام برے ہیں) اثم ایک رذیلہ ہے جو نطقیہ سے پیدا ہوتا ہے اور عدوان ایک رذیلہ ہے جو قوت غضبیہ سے ناشی ہے اور اکل سحت ایک رذیلہ ہے جو قوت شہویہ پر مرتب ہوتا ہے (تو اسمیں[۲۹۵] دلالت ہے کہ افعال کے مصادر ملکات ہیں)

قوله تعالیٰ لولا ینهاهم الربانیون والاحبار عن قولهم الاثم واکلهم السحت لبئس ما کانوا یصنعون

قوله تعالیٰ لولا ینهاهم الربانیون والاحبار عن قولهم الاثم واکلهم السحت لبئس ما کانوا یصنعون ۔

۲۹۱ استحسان تعجیل الفراغ عن الشغل عن شغل القلب۔
۲۹۲ قوۃ اہل اللہ مع اسباب المغلوبیۃ
۲۹۲ اسباب ضعف ...
۲۹۳ ...
۲۹۴ الاعلان ... المصلحۃ
۲۹۴ ... مخالف کا اعلان۔
۲۹۵ الملکات مصادر الافعال
۲۹۵ ملکات کا مصادر افعال ہونا۔

فی الروح فان کان الفعل عن قصد سمّی عملاً ثم ان فصل بزاولة وتکرر حتی رسخ وصار ملکة له سمّی صنعا اھ ففی الایة حیث اورد فی ھذا یصنعون وفیما قبلہ یعملون تنبیه[٢٩٦] علی ان الشیخ الذی یوثر لنھیه فی کف المنھی عن فعل المنھی اقبح حالاً من المرتکب فان الداعی له الی عدم الانتھاء انما ھو الشھوة والداعی لھذا الشیخ الی عدم النھی حب الدنیا وحب الدنیا اشد من الشھوة

(ترجمہ ان کو مشائخ اور علماء گناہ کی بات کہنے سے اور حرام مال کھانے سے کیوں نہیں منع کرتے واقعی ان کی یہ عادت بری ہے) روح میں ہے کہ جو فعل محض قصد سے صادر ہو وہ عمل ہے اور جو مزاولت و اعتیاد سے صادر ہو وہ صنع ہے تو صنع میں زیادتی ہے عمل سے بس اسمیں تنبیہ[٢٩٦] ہے کہ جو شیخ اور مقتدا باوجود امید اثر کے منع نہ کرے وہ زیادہ بدحال ہے اصل مرتکب سے کیونکہ مرتکب کے لئے داعی شہوت ہے عارضی ہے اور اس شیخ کیلئے حب دنیا ہے جو بلکہ ہو گئی ہے اور حب دنیا شہوت سے اقبح ہے۔

الحاشیة قوله تعالیٰ ولو انھم اقاموا التوراة والانجیل وما انزل الیھم من ربھم لاکلوا من فوقھم ومن تحت ارجلھم فی الروح فما ظنك بالعارف السالك[٢٩٧] اذا قمع ھوی النفس معتصما بحبل الله تعالیٰ وسنة حبیبه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فانه تعالیٰ یفیض علی قلبه سجال فضائله وسحائب برکاته فتظھر ینابیع الحکمة من قلبه علی

قوله تعالیٰ ولو انھم اقاموا التوراة والانجیل وما انزل الیھم من ربھم لاکلوا من فوقھم ومن تحت ارجلھم (ترجمہ اور اگر یہ لوگ توراۃ اور انجیل کی اور جو کتاب ان کے پاس بھیج گئی ہے اُسکی پوری پابندی کرتے تو یہ لوگ اوپر سے اور نیچے سے خوب فراغت سے کھاتے) یہی[٢٩٧] حال ہے سالک کا کہ اگر پورا عمل کرے تو اسپر رزق معنوی یعنی فیوض و برکات کا افاضہ ہوتا ہے۔

لسانه ولذا اکتب بعض العارفین بھذه الآیة الی الامام ارشادا له الی معرفة طریق اھل الله عز شانه اھ ملخصا

قوله تعالیٰ قل یا اھل الکتاب لستم علی شیٔ حتی تقیموا التوریة والانجیل وما انزل الیکم من ربکم دلت[٢٩٨] الایة علی انه لا یعتد بشیٔ من الکمالات بدون اتباع الشریعة

قوله تعالیٰ قل یا اھل الکتاب لستم علی شیٔ حتی تقیموا التوراة والانجیل وما انزل الیکم من ربکم (ترجمہ آپ کہئے کہ اے اہل کتاب تم کسی راہ پر بھی نہیں جب تک کہ توریت کی اور انجیل کی اور جو کتاب تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے بھیجی گئی ہے اسکی بھی پوری پابندی نہ کروگے) اس[٢٩٨] سے معلوم ہوا کہ بدون اتباع شریعت کے کوئی کمال معتبر نہیں۔

قوله تعالیٰ فلا تأس علی القوم الکفرین[٢٩٩] دل علی عدم القلق علی الحرص کما ھو شان المبالغین فی الشفقة

قوله تعالیٰ فلا تأس علی القوم الکفرین (ترجمہ تو آپ ان کافر لوگوں پر غم نہ کیا کیجئے) اسمیں[٢٩٩] دلالت ہے کہ اعراض کرنیوالے پر زیادہ قلق نہ کرے جیسا بعض مبالغین فی الشفقة کرتے ہیں۔

قوله تعالیٰ کلما جاءھم رسول بما لا تھوی انفسھم فریقا کذبوا وفریقا یقتلون دل علی[٣٠٠] ان اصل جمیع

قوله تعالیٰ کلما جاءھم رسول بما لا تھوی انفسھم فریقا کذبوا وفریقا یقتلون (ترجمہ جب کبھی ان کے پاس

[٢٩٦] [illegible]

[٢٩٧] [illegible]

[٢٩٨] [illegible]

[٢٩٩] [illegible]

[٣٠٠] [illegible]

الکبائر ھو اتباع الھوی ولذا تری الصوفیۃ یکدحون فی استیصالھا۔

کوئی پیغمبر ایسا حکم لایا جسکو ان کا جی نہ چاہتا تھا تو بعضوں کو جھوٹا بتلایا اور بعضوں کو قتل ہی کر ڈالتے تھے) اسپر دال ہے کہ تمام کبائر کی اصل اتباع ہوی ہے اسی لئے صوفیا اس کے استیصال میں سخت کوشش کرتے ہیں۔

قولہ تعالیٰ حسبوا ان لا تکون فتنۃ فعموا وصموا ثم تاب اللہ علیھم ثم عموا وصموا کثیر منھم دل علی بطلان الاستعداد بمعنی اضمحلالہ کل الاضمحلال بالاصرار علی المعاصی۔

قولہ تعالیٰ وحسبوا ان لا تکون فتنۃ فعموا وصموا ثم تاب اللہ علیھم ثم عموا وصموا کثیر منھم (ترجمہ اور یہی گمان کیا کہ کچھ سزا نہ ہوگی اس سے اور بھی اندھے اور بہرے بن گئے پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر توجہ فرمائی پھر بھی اندھے اور بہرے بنے رہے یعنی ان میں کے بہتیرے) اسمیں دلالت ہے کہ اصرار علی المعاصی سے استعداد بالکل مضمحل ہو جاتی ہے اسی کو بطلان استعداد کہہ دیتے ہیں۔

قولہ تعالیٰ لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح بن مریم دل علی بطلان الحلول والاتحاد الذی یزعمہ جھلۃ الصوفیۃ۔

قولہ تعالیٰ لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح بن مریم (ترجمہ بے شک وہ لوگ کافر ہو چکے جنھوں نے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ عین مسیح ابن مریم ہیں) اسمیں بطلان حلول واتحاد پر جسکے قائل جاہل صوفی ہیں دلالت ہے۔

قولہ تعالیٰ قل تعبدون من دون اللہ ما لا یملک لکم ضرا ولا نفعا فیہ ابطال ما یزعمہ الجھلۃ من کون المشائخ متصرفین مستقلین۔

قولہ تعالیٰ قل تعبدون من دون اللہ ما لا یملک لکم ضرا الخ (ترجمہ آپ فرمائیے کیا خدا کے سوا ایسے کی عبادت کرتے ہو جو کہ تمکو نہ کوئی ضرر پہونچانیکا اختیار رکھتا ہے) اسمیں ابطال ہے مشائخ کو متصرف مستقل سمجھنے کا جیسا جاہلوں کا زعم ہے۔

قولہ تعالیٰ ولا تتبعوا اھواء قوم قد ضلوا فیہ ابطال للرسوم المراغمۃ للشریعۃ ولو نسبت الی المشائخ ویجاب عنھم بتکذیب النسبۃ او کونھم ذا عذر صحیح۔

قولہ تعالیٰ ولا تتبعوا اھواء قوم قد ضلوا (ترجمہ اور ان لوگوں کے خیالات پر مت چلو جو پہلے خود بھی غلطی میں پڑ چکے ہیں) اسمیں ان رسوم کا ابطال ہے جو شریعت کے خلاف ہیں گو مشائخ کی طرف منسوب ہوں اور اگر وہ مشائخ محققین ہیں تو ان کی طرف منسوب کرنے کی تکذیب کرینگے یا کسی عذر صحیح پر محمول کرینگے۔

قولہ تعالیٰ ذلک بان منھم قسیسین ورھبانا وانھم لا یستکبرون۔ فیہ ان العلوم والاخلاق لھا دخل عظیم فی الاعمال ولذا تری المشائخ المحققین لا یھتمون بالاعمال اھتمامھم بالعلوم والاخلاق۔

قولہ تعالیٰ ذلک بان منھم قسیسین ورھبانا وانھم لا یستکبرون (ترجمہ یہ اس سبب سے ہے کہ انمیں بہت سے علم دوست عالم ہیں اور بہت سے تارک دنیا درویش ہیں اور اس سبب سے ہے کہ یہ لوگ متکبر نہیں ہیں) اس بار سے یہ معلوم ہوا کہ علوم واخلاق کو اعمال میں دخل عظیم ہے اسی لئے مشائخ کو اخلاق وعلوم کا اہتمام اعمال سے زیادہ ہوتا ہے

قوله تعالیٰ تری اعینهم تفیض من الدمع فیه اثبات للوجد فانه حالة محمودة غریبة غیر اختیاریة۔

قوله تعالیٰ تری اعینهم تفیض من الدمع (ترجمہ تو آپ انکی آنکھیں آنسوؤں سے بہتی ہوئی دیکھتے ہیں) اسمیں وجد کا اثبات ہے کیونکہ وجد کی حقیقت یہ ہے حالة محمودة غریبة غیر اختیاریة۔

قوله تعالیٰ وما لنا لا نؤمن بالله وما جاءنا من الحق ونطمع ان یدخلنا ربنا مع القوم الصالحین فیه ان محض الطمع لا یعتد به بدون العمل۔

قوله تعالیٰ وما لنا لا نؤمن بالله وما جاءنا من الحق ونطمع ان یدخلنا ربنا مع القوم الصالحین (ترجمہ اور ہمارے پاس کونسا عذر ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ اور جو حق ہم کو پہونچا ہے اسپر ایمان نہ لاویں اور اسکی امید رکھیں کہ ہمارا رب ہمکو نیک لوگوں کی معیت میں داخل کر دیگا) اسمیں دلالت ہے کہ محض طمع بدون عمل کے معتد بہ نہیں۔

قوله تعالیٰ یا ایها الذین امنوا لا تحرموا طیبات ما احل الله لکم فیه ابطال لما علیه بعض المدعین للطریق من ترک الحیوانات تعبدا۔

قوله تعالیٰ یا ایها الذین آمنوا لا تحرموا طیبات ما احل الله لکم (ترجمہ اے ایمان والو اللہ تعالیٰ نے جو چیزیں تمہارے واسطے حلال کی ہیں ان میں لذیذ چیزوں کو حرام مت کرو) اسمیں رسم ترک حیوانات کا ابطال ہے جو بعض مدعیان طریقت کا طریق ہے۔

قوله تعالیٰ انما یرید الشیطان ان یوقع بینکم العداوة والبغضاء فی الخمر والمیسر ویصدکم عن ذکر الله وعن الصلاة فیه ان المعاصی تتضمن المضار الدنیویة کتضمنها المضار الاخرویة۔

قوله تعالیٰ انما یرید الشیطان ان یوقع بینکم العداوة والبغضاء فی الخمر والمیسر ویصدکم عن ذکر الله وعن الصلوة (ترجمہ شیطان تو یوں چاہتا ہے کہ شراب اور جوے کے ذریعہ سے تمہارے آپس میں عداوت اور بغض واقع کردے اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے اور نماز سے تمکو باز رکھے) اسمیں دلالت ہے کہ معاصی میں جیسے اخروی مضرتیں ہیں اسی طرح دنیوی مضرتیں بھی ہیں۔

قوله تعالیٰ لیس علی الذین امنوا وعملوا الصلحت جناح فیما طعموا اذا ما اتقوا وامنوا وعملوا الصلحت ثم اتقوا وامنوا ثم اتقوا واحسنوا۔ فی تکریر التقوی والایمان اشارة الی ان فیهما درجات بعضها فوق بعض یتدرج فیها السالک وفی الروح عن العلامة الطیبی ان معنی الآیة انه لیس المطلوب من المؤمنین الزهادة عن المستلذات وتحریم الطیبات وانما المطلوب منهم الترقی فی مدارج التقوی والایمان الی مراتب الاخلاص والیقین

قوله تعالیٰ لیس علی الذین آمنوا وعملوا الصلحت جناح فیما طعموا اذا ما اتقوا وآمنوا وعملوا الصلحت ثم اتقوا وامنوا ثم اتقوا واحسنوا (ترجمہ ایسے لوگوں پر جو کہ ایمان رکھتے ہوں اور نیک کام کرتے ہوں اس چیز میں کوئی گناہ نہیں جسکو وہ کھاتے پیتے ہوں جبکہ وہ لوگ پرہیز رکھتے ہوں اور ایمان رکھتے ہوں اور نیک کام کرتے ہوں پھر پرہیز کرنے لگتے ہوں اور ایمان رکھتے ہوں پھر پرہیز رکھنے لگتے ہوں) تقوی اور ایمان کو مکرر لانے میں اشارہ اس طرف ہے کہ ان دونوں میں بہت سے درجات ہیں کہ ایک دوسرے

سياسة النفس بعد الحكماء وفي هذا النظم لحجة | قوی ہیں جنمیں سالک ترقی کرتا ہے۔

ما رواه الترمذي وابن ماجة من قوله صلى الله عليه وسلم ليس الزهادة في الدنيا بتحريم الحلال ولا اضاعة المال ولكن الزهد ان لا تكون بما بيد الله تعالى اوثق منك بما في يدك انتهى ملخصاً۔

قوله تعالى يا ايها الذين آمنوا ليبلونكم الله بشيء من الصيد الخ فيه اصل لما عليه بعض المشائخ من امتحانهم صدق المريد۔

قولہ تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا لیبلونکم اللہ بشیٔ من الصید الخ (ترجمہ اے ایمان والو اللہ تعالیٰ کسی قدر شکار سے تمہارا امتحان کریگا) اسمیں اصل ہے بعض مشائخ کی اس عادت کی کہ مرید کے صدق کا امتحان کرتے ہیں۔

قوله تعالى ومن قتله منكم متعمدا فجزاء مثل ما قتل الى قوله ومن عاد فينتقم الله منه فيه ما عليه اهل الرياضة من سياستهم انفسهم اذا جنت بما يسهل تحمله اولا ثم بما يصعب عليها لمعاودت الجناية۔

قولہ تعالیٰ ومن قتلہ منکم متعمدا فجزاء مثل ما قتل الی قولہ ومن عاد فینتقم اللہ منہ (ترجمہ اور جو شخص تم میں اُسکو جان بوجھکر قتل کریگا تو اُسپر پاداش واجب ہوگی جو کہ مساوی ہوگی اُس جانور کے جسکو اُس نے قتل کیا ہے جسکا فیصلہ تم میں سے دو معتبر شخص کردیں خواہ وہ پاداش خاص چوپایوں میں سے ہو بشرطیکہ نیاز کے طور پر کعبہ تک پہونچائی جائے اور خواہ کفارہ مساکین کو دیدیا جاوے اور خواہ اُسکے برابر روزے رکھ لئے جاویں تاکہ اپنے کئے کی شامت کا مزہ چکھے اللہ تعالیٰ نے گذشتہ کو معاف کردیا اور جو شخص پھر ایسی حرکت کریگا تو اللہ تعالیٰ انتقام لیں گے) اسمیں اصل ہے اہل ریاضت کے اس طریق کی کہ اول خطا پر اپنے نفس کو ایسی سزا دیتے ہیں جسکا تحمل اُسکو آسان ہوتا ہے اور اگر وہ پھر عود کرے تو ایسی سزا دیتے ہیں جو اسپر قدرے دشوار ہو۔

قوله تعالى احل لكم صيد البحر وطعامه فيه التعديل في الزهد والنهي عن الغلو فيه۔

قولہ تعالیٰ احل لکم صید البحر وطعامہ (ترجمہ تمہارے لئے دریا کا شکار پکڑنا اور اُس کا کھانا حلال کیا گیا) اسمیں زہد کی تعدیل اور اسمیں غلو کرنے سے نہی ہے۔

قوله تعالى قل لا يستوي الخبيث والطيب ولو اعجبك كثرة الخبيث فيه عدم الاغترار بكثرة اهل الرسوم بمقابلة اهل الحقائق۔

قولہ تعالیٰ قل لا یستوی الخبیث والطیب ولو اعجبک کثرۃ الخبیث (ترجمہ آپ فرما دیجئے کہ ناپاک اور پاک برابر نہیں گو تجکو ناپاک کی کثرت تعجب میں ڈالتی ہو) اسمیں دلالت ہے اسپر کہ اہل حقائق کے مقابلہ میں اہل رسوم کی کثرت پر دھوکا نہ کھانا چاہیے۔

قوله تعالى ما جعل الله من بحيرة الآية اي ما شرع فيه رد وابطال لما ابتدعه اهل الجاهلية ومن هذا نحوهم من التعبد بتخصيص بعض الاشياء ببعض غير الله وشاع في جهلة زماننا ظانين التقرب

قولہ تعالیٰ ما جعل اللہ من بحیرۃ (ترجمہ اللہ تعالیٰ نے نہ بحیرہ کو مشروع کیا ہے) یعنی اُن چیزوں کو مشروع نہیں فرمایا اسمیں ابطال ہے اہل جاہلیت کی اس بدعت کا کہ بعض چیزوں کو غیر اللہ کے نامزد کردیتے تھے جیسا اب بھی

به الى الارواح الطيبة -

بعض جہلاء ارواح طیبہ کے ساتھ تقرب حاصل کرنے کی نیت سے ایسا کرتے ہیں۔

قوله تعالى واذا قيل لهم تعالوا الى ما انزل الله والى الرسول قالوا حسبنا ما وجدنا عليه آباءنا فيه رد لما عليه الجهلة من الصوفية من تمسكهم بطريقة مشائخهم اذا عرضت عليهم الشريعة -

قوله تعالى واذا قيل لهم تعالوا الى ما انزل الله والى الرسول قالوا حسبنا ما وجدنا عليه آباءنا (ترجمہ اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو احکام نازل فرمائے ہیں اُن کی طرف اور رسول کی طرف رجوع کرو تو کہتے ہیں کہ ہم کو وہی کافی ہے جس پر ہم نے اپنے بڑوں کو دیکھا) اسمیں جاہل صوفیہ کے اس طریق کا ابطال ہے کہ جب اُن کے سامنے شریعت پیش کیجاتی ہے تو وہ اپنے مشائخ کے طریق سے تمسک کرتے ہیں۔

قوله تعالى يا ايها الذين آمنوا عليكم انفسكم فيه على بعض التفاسير كما في الروح المنع عن هلاك النفس حسرة واسفا على ما فيه الكفرة والفسقة فقد كان المومنون يتحسرون على الكفرة ويتمنون ايمانهم فنزلت اه وهذا ما هو عليه العارفون من عدم تصديهم لاحد بعد امرهم بالمعروف ونهيهم عن المنكر -

قوله تعالى يا ايها الذين آمنوا عليكم انفسكم (ترجمہ اے ایمان والو اپنی فکر کرو) بعض تفاسیر پر جیسا روح میں ہے اسمیں کفار و فساق کی حالت پر زیادہ افسوس اور حسرت سے مومنین کو منع کیا گیا ہے اور یہی طریق ہے عارفین کا کہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کر چکنے کے بعد کسی کے زیادہ درپے نہیں ہوتے۔

قوله تعالى يا ايها الذين آمنوا شهادة بينكم اذا حضر احدكم الموت الى آخر الايات فيه رعاية الانتظام في كل امر ولو كان دنيويا فان الاخلال فيه يفضي الى تعطيل مصالح الخلق من ذوي الحقوق

قوله تعالى يا ايها الذين آمنوا شهادة بينكم اذا حضر احدكم الموت الى آخر الايات (ترجمہ اے ایمان والو تمہارے آپس میں دو شخص وصی ہونا مناسب ہے جبکہ تم میں سے کسی کو موت آنے لگے الخ) اس سے ثابت ہوتا ہے کہ انتظام کی رعایت ہر امر میں ضروری ہے گو وہ امر دنیوی ہی کیوں نہ ہو کیونکہ بدانتظامی سے اہل حقوق کے مصالح میں خلل پڑجاتا ہے (جو کہ معصیت ہے)

قوله تعالى قالوا لا علم لنا في الروح وقيل ان ذلك الذهول لم يكن لخوف ولا حزن وانما هو من باب العوم في بحار الاجلال لظهور آثار تجلي الجلال اه ففيه اثبات لاحوال نحو الاستغراق والسكر والفناء والمحو والغيبة -

قوله تعالى قالوا لا علم لنا (ترجمہ وہ عرض کرینگے ہمکو کچھ خبر نہیں) روح میں ہے کہ بعض نے کہا ان رسولوں کی یہ بیخبری جلال کے آثار کا ظہور تجلی ہے تو اسمیں ایسی حالتوں کا اثبات ہے استغراق و سکر و فنا و محو و غیبت۔

قوله تعالى اذ قال الله يا عيسى ابن مريم اذكر نعمتي

قوله تعالى اذ قال الله يا عيسى ابن مريم اذكر نعمتي

علیك وعلی والدتك دل علی ان کون المرء من اولاد اهل الله نعمته وشرف ایضا

علیك وعلی والدتك (ترجمہ جبکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے کہ اے عیسیٰ بن مریم میرا انعام یاد کرو جو تم پر اور تمہاری والدہ پر ہوا ہے) اس سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی کا اہل اللہ کی اولاد میں ہونا بھی ایک نعمت اور شرف ہے۔

قوله تعالیٰ قال اتقوا الله ان کنتم مومنین فی الروح عن النجاح اتقوا الله من امثال هذا السوال واقتراح الایات اه وفیه ردع عن تتبع الخوارق فی اهل الله تعالیٰ

قوله تعالیٰ قال اتقوا الله ان کنتم مومنین (ترجمہ آپ نے فرمایا خدا سے ڈرو اگر تم ایماندار ہو) یعنی ایسے معجزات کی درخواستوں سے بچو اس میں اس سے بھی زجر ہے کہ اہل اللہ میں خوارق کو تلاش کیا جائے۔

الحاشية قوله تعالیٰ یا ایها الذین آمنوا لا تسألوا عن اشیاء ان تبد لکم تسؤکم فی الروح یا ایها الذین آمنوا الایمان البرهانی لا تسألوا من ارباب الایمان العیانی عن اشیاء غیبیة وحقائق لا تعلم الا بالکشف ان تبد لکم تسؤکم لکلکم لقصورکم عن معرفتها فیکون ذلك سببا لانکارکم والله سبحانه غیور یغضب لاولیاءه کما یغضب اللیث للحرب وفی هذا کما قیل تحذیر لاهل البدایة عن کثرة سوالهم من الکاملین عن اسرار الغیب وارشادهم الی الصحبة مع التسلیم اه قلت ولا بعد ان قیل بشمول الآیة السوال عما ذکر وعلی هذا فالحاشیة کما نقا المتن۔

قد تمت سورة المائدة

سورہ مائدہ ختم ہوئی

ملحقة من رسالة التائید المذکورة فی آخر التمهید

اضافہ از رسالہ تائید

سورة المائدة

سورہ مائدہ

قوله تعالیٰ یهدی به الله من اتبع رضوانه سبل السلام والسبل جمع السبیل قالوا السبل الی الله تعالیٰ کثیرة لا تحصی وهذه الایة تدل علی صحة قولهم ای الی المسئلة المعروفة لان بعدد طرق الوصول الی الله بعدد انفاس الخلائق وهذه کلها جمع الطرق فی الحد مستقیم فاما المرجع الیه فقال تعالیٰ فیه ولا تتبعوا السبل۔

قوله تعالیٰ یهدی به الله من اتبع رضوانه سبل السلام سبل جمع ہے سبیل کی اور مشائخ نے فرمایا ہے کہ رستے اللہ تک پہونچنے کے بہت ہیں جن کا شمار نہیں اور یہ آیت ان کے قول کی صحت پر دلالت کرتی ہے (یعنی اس مسئلہ پر جو اس عنوان سے مشہور ہے کہ طرق وصول الی اللہ بعدد انفاس خلائق ہیں) اور ان سب طریقوں کا مرجع ایک ہی مستقیم طریق ہے اور جس طریق کا مرجع یہ مستقیم طریق نہ ہو وہ مکمل شائبہ الشرتعالیٰ نے فرمایا ہے ولا تتبعوا السبل

قوله تعالى وعلى الله فتوكلوا (هو من مقامات السالكين.)

قوله تعالى وابتغوا اليه الوسيلة قال بعضهم الوسيلة في الاحياء الشيخ (اي هو داخل في عمومها)

قوله تعالى وجاهدوا في سبيله اي في سبيل الله هذا امر بمجاهدة الصوفية (اي ان الآية عامة له)

قوله تعالى ولا تشتروا بآياتي ثمنا قليلا على مذاق التصوف لا تشتروا بكراماتي وفراساتي التي ذكرتها منكم بهذا اواني كرمتكم بها تقوية لكم على سيركم وارتقائكم لا لوصولكم الى الدنيا (مالها وجاهها)

قوله تعالى لكل جعلنا منكم شرعة ومنهاجا تدل على ما تقدم من قوله تعالى يهدي به الله من اتبع رضوانه سبل السلام (اي بطريق اثبات النظير بالنظير لا بطريق ادخال الجزئي في الكلي لان هذه الشرعة والمنهاج منها ما قد نسخ.)

قوله تعالى يا ايها الرسول بلغ ما انزل اليك من ربك ولا تبلغ ما خصصناك به من الكشف والمشاهدة فانهم لا يطيقون حمله وهذا دليل على صحة ما يقول المشائخ لا ينبغي ان يحكي واقعاته للناس فان مست الضرورة يحكي على الشيخ فحسب على قوله تعالى حكاية عن اسرائيل لا تقصص رؤياك على اخوتك

قولہ تعالیٰ وعلی اللہ فتوکلوا (یہ منجملہ مقامات سالکین کے ہے)

قولہ تعالیٰ وابتغوا الیہ الوسیلۃ بعض مشائخ نے فرمایا ہے کہ زندوں میں ذریعہ شیخ ہے (یعنی وہ اسکے عموم میں داخل ہے)۔

قولہ تعالیٰ وجاھدوا فی سبیلہ یعنی اللہ کے رستہ میں صوفیہ کے مجاہدہ کا حکم ہے (یعنی آیت اسکو بھی عام ہے)

قولہ تعالیٰ ولا تشتروا بآیاتی ثمنا قلیلا مذاق تصوف پر یہ معنی ہیں نہ خریدو متاع قلیل میری ان کرامتوں اور فراستوں کی عوض میں جو کہ تمہارے لئے مشہور ہیں حالانکہ میں نے تمکو ان سے اسلئے مشرف کیا تاکہ ان سے تمہاری سیر اور عروج کی تقویت ہو نہ اسلئے کہ انکے ذریعہ سے تم دنیا (کا مال و جاہ) وصول کرو۔

قولہ تعالیٰ لکل جعلنا منکم شرعۃ ومنہاجا یہ آیت ماتقدم پر دلالت کرتی ہے یعنی اس آیت کے مضمون یہدی بہ اللہ من اتبع الخ پر یعنی بطریق اثبات ایک نظیر کے دوسری نظیر سے نہ بطریق داخل کرنے جزئی کے تحت میں کلی کے کیونکہ اس شرع اور طریق میں بعضے منسوخ ہیں۔

قولہ تعالیٰ یا ایہا الرسول بلغ الخ یعنی اور اس کشف ومشاہدہ کو نہ پہونچائیے جسکی ساتھ ہمنے آپ کو خاص کیا ہے (اور تبلیغ کا امر نہیں کیا) کیونکہ یہ لوگ اسکی برداشت کی قوت نہیں رکھتے ہیں اور یہ مضمون مشائخ کے اس مقولہ کی صحت پر دال ہے کہ مناسب نہیں کہ اپنے واقعات لوگوں سے بیان کرے اور اگر ضرورت پڑے تو شیخ سے کہے اللہ تعالیٰ کا وہ ارشاد اسپر کافی دلیل ہے جو حضرت یعقوب علیہ السلام سے نقل فرمایا ہے کہ اسے میرے بیٹے تم اپنے خواب کو اپنے بھائیوں سے مت بیان کرنا۔

قولہ تعالیٰ لیس علی الذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت جناح فیما طعموا اذا ما اتقوا وامنوا وعملوا الصّٰلحٰت ثم اتقوا وآمنوا ثم اتقوا واحسنوا فان اللہ اثبت الایمان علی ثلث درجات فی ھذہ الایۃ ثم جعل الدرجۃ الرابعۃ احسانا۔

قولہ تعالیٰ لیس علی الذین آمنوا وعملوا الصّٰلحٰت جناح فیما طعموا اذا ما اتقوا وآمنوا وعملوا الصّٰلحٰت ثم اتقوا وآمنوا ثم اتقوا واحسنوا اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ایمان کے تین درجے قائم کئے پھر چوتھے درجہ کو احسان قرار دیا (جو عبارت ہے تصوف سے)

قولہ تعالیٰ لا تسألوا عن اشیاء ان تبد لکم تسؤکم ان السوال عن الاولیاء والعرفاء عما یختص بھم ولا یضطر الیہ سبب لفتنۃ زائدۃ فانہ یجیب وقت الحالۃ وربما لا یوافقکم الجواب وتکذیب الولی وان لم یکن کفرا فھو عظیم (قلت ھذا قیاس سوال علی سوال باشتراک العلۃ)

قولہ تعالیٰ لا تسألوا عن اشیاء ان تبد لکم تسؤکم اولیاء و عارفین سے (ایسی چیز کا جو ان کی ساتھ خاص ہے اور اسکے پوچھنے کی شدید ضرورت بھی نہیں) سوال کرنا بڑے فتنہ کا سبب ہے کیونکہ وہ غلبہ حالت کے وقت ضرور جواب دیں گے اور بسا اوقات وہ جواب تمھارے فہم کے موافق نہ ہوگا اور تکذیب ولی کی اگرچہ کفر نہیں پھر بھی وہ خطرناک امر ہے (میں کہتا ہوں کہ یہ قیاس ہے ایک سوال کا دوسرے سوال پر بوجہ اشتراک علت کے)

انتہت الملحقۃ

اضافہ تمام ہوا

سورۃ الانعام

قولہ تعالیٰ الحمد للہ الذی خلق السمٰوٰت والارض الآیۃ فی الروح وفی تعلیق الحمد اولا باسم الذات ووصفہ تعالیٰ ثانیا بما وصف بہ سبحانہ تنبیہ علی تحقیق الاستحقاقین تحقق استحقاقہ عزوجل الحمد باعتبار ذاتہ جل شانہ وتحقق استحقاقہ سبحانہ وتعالیٰ باعتبار الانعام الموذن بہ ما فی خبر الموصول الواقع صفۃ ومعنی استحقاقہ سبحانہ وتعالیٰ الذاتی عند بعض استحقاقہ جل وعلا الحمد بجمیع اوصافہ وافعالہ وھو معنی قولھم انہ تعالیٰ یستحق العبادۃ

سورۃ الانعام

قولہ تعالیٰ الحمد للہ الذی خلق السمٰوٰت والارض الخ (ترجمہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے لائق ہیں جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا) حمد کو اولاً اسم ذات سے متعلق کرنا پھر اسکو صفات خاصہ کی ساتھ موصوف کرنا اشارہ اس طرف ہے کہ حق تعالیٰ کو حمد کا استحقاق دو وجہ سے ہے من حیث الذات بھی من حیث الصفات بھی اور من حیث الذات کے معنی نفی صفات کے نہیں بلکہ معنی یہ ہیں کہ اسوقت صفات کی طرف نظر نہیں۔

لذاته وانكر هذا (البعض) صحة توجه التعظيم والعبادة الى الذات من حيث هي وقد صرح الامام في فتوح الاشارة عند ذكر مقامات العارفين ان الناس في العبادة ثلث طبقات فالاولى في الكمال والشرف الذين يعبدون الله سبحانه وتعالى لذاته لا بتوقع آخر والثانية وهي التي تلي الاولى في الكمال الذين يعبدونه لصفاته وهي كونه كما مستحقا للعبادة والثالثة وهي آخرها المتعيين الذين يعبدونه لتكمل نفوسهم في الانتساب اليه آه

قوله تعالى ولو نزلنا عليك كتابا في قرطاس فلمسوه بايديهم فيه بيان حال المعاند حيث لا ينتفع بشيء ولذا لا يتصدى لهم اهل الطريق

قوله تعالى ولو نزلنا عليك كتابا في قرطاس فلمسوه بايديهم (ترجمہ اور اگر ہم کاغذ پر لکھا ہوا کوئی نوشتہ آپ پر نازل فرماتے پھر اسکو یہ لوگ اپنے ہاتھوں سے چھو بھی لیتے)

اسمیں معاند کے حال کا بیان ہے کہ وہ کسی طریق سے منتفع نہیں ہوتا اسی واسطے اہل طریق اس کے درپے نہیں ہوتے۔

قوله تعالى ولو انزلنا ملكا لقضي الامر في الروح قيل في سبب اهلاكهم على تقدير انزال الملك جسيما اقترحوه انهم اذا عاينوه قد نزل على رسول الله صلى الله عليه وسلم في صورته الاصلية وهي آية لا شيء ابين منها ثم لم يومنوا المريكن بد من

قوله تعالى ولو انزلنا ملكا لقضي الامر (ترجمہ اور اگر ہم کوئی فرشتہ بھیج دیتے تو سارا قصہ ہی ختم ہو جاتا) اس صورت میں ان کے ہلاک ہونے کی وجہ یہ ہوتی کہ ایسے خوارق کے ظہور سے ان پر حجۃ آلٰہیہ تمام ہو جاتی اس سے معلوم ہوا کہ طریق اسلم خوارق کا ظاہر نہ ہونا ہی ہے۔

اهلاكهم فان سنة الله تعالى قد جرت بذلك من قبلهم ممن كفر بعد نزول ما اقترحوه وروي هذا عن قتادة اه قلت علم به ان الاسلم عدم ظهور الخوارق۔

قوله تعالى كتب على نفسه الرحمة في الروح جملة صادحة بشمول رحمته عز وجل لجميع الخلق مسوقة لبيان انه تعالى رؤف بالعباد وما سبق من احكام الغضب ليس الا من سوء اختيار العباد بسوء استعدادهم الازلي لا من مقتضيات ذاته جل وعلا وفيه بعد دق وانت اذا التفت او في التفات تعلم انه ما من اثر من آثار البطش الا وهو مطرز برحمة الله تعالى نعم تنقسم الرحمة من بعض الحيثيات الى قسمين رحمة محضة لا يشوبها شيء من النقمة

قوله تعالى كتب على نفسه الرحمة (ترجمہ اللہ تعالیٰ نے مہربانی فرمانا اپنے اوپر لازم فرمایا ہے) اپنے اطلاق سے اس پر دال ہے کہ حق تعالیٰ کی رحمت سب کو عام اور شامل ہے چنانچہ ادنیٰ تامل سے معلوم ہو سکتا ہے کہ کوئی غضب ایسا نہیں جس میں کچھ بھی رحمت نہ ملی ہو اور رحمت بہت سی ایسی ہیں جنمیں ذرا غضب نہیں اور مومنین معذبین پر رحمت ہونا تو ظاہر ہے کہ ان تعذیب میں بھی کہ وہ تہذیب ہے اور بعد تعذیب بھی کہ مغفرت ہو جاویگی اور کفار معذبین پر اس طرح کہ حق تعالیٰ نے اس عذاب سے اشد جو عذاب تھا اس سے محفوظ رکھا

كنعيم الجنة ورحمة قد تشوبها نقمة كتاديب الولد بالضرب رحمة به وكشرب الدواء المر للبشع وفيه في كل غضب رحمة وليس في كل رحمة غضب اه ملخصا۔

قوله تعالى قل اني امرت ان اكون اول من اسلم

قوله تعالى قل اني امرت ان اكون اول من اسلم

الی قوله تعالی یوم عظیم فیه عدم سقوط التکالیف حتی عن الانبیاء علیهم السلام۔

الی قوله یوم عظیم (ترجمہ آپ فرما دیجئے کہ مجھکو یہ حکم ہوا ہے کہ سب سے پہلے میں اسلام قبول کروں اور تم مشرکین میں سے ہرگز نہ ہونا آپ کہہ دیجئے کہ میں اگر اپنے رب کا کہنا نہ مانوں تو میں ایک بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں) اسمیں دلالت ہے کہ تکالیف شرعیہ کسی سے حتی کہ انبیاء سے بھی ساقط نہیں ہوتیں۔

الحاشیة قوله تعالی قل انی امرت ان اکون اول من اسلم فی الروح وذلك قبل ظهور هذه التعینات والیه الاشارة بما شاع من قوله صلی الله علیه وسلم كنت نبیا وآدم بین الماء والطین وقد اسلم نفسه لله بلا واسطة وكل اخوانه الانبیاء انما اسلموا انفسهم بواسطته علیه السلام فهو صلی الله علیه وسلم المرسل الی الانبیاء علیهم السلام فی عالم الارواح وكلهم امة وهم نوابه فی عالم الشهادة اه۔

قوله تعالی وان یمسسك الله بضر فلا كاشف له الا هو نص فی التصرف المستقل حتی عن المقبولین وفی الروح وفی هذه الایة الكریمة رد علی رجا كشف الضر من غیره سبحانه وتعالی واهل الجدا سواه وفی فتوح الغیب للجیلانی قدس سره ان اراد

قوله تعالی وان یمسسك الله بضر فلا كاشف له الا هو (ترجمہ اور اگر تجھکو کوئی تکلیف پہونچاویں تو اس کا دور کرنے والا سوا اللہ تعالی کے اور کوئی نہیں) اسمیں غیر اللہ سے تصرف مستقل کی نفی ہے حتی کہ مقبولین سے بھی اور نیز اسمیں رد ہے اسپر جو غیر اللہ سے ازالہ ضرر کی توقع رکھے

السلامة فی الدنیا والاخرة فعلیه بالصبر والرضاء وترك الشكوی الی خلقه وانزال حوائجه بربه عزوجل ولزوم طاعته وانتظار الفرج منه سبحانه وتعالی والانقطاع الیه فحرمانه عطاء وعقوبته نعماء وبلاءه دواء ووعده حال وقوله فعل وكل افعاله حسنة وحكمة ومصلحة غیر انه عزوجل طوی علم المصالح عن عباده وتفرد به فلیس الا الاشتغال بالعبودیة من اداء الاوامر واجتناب النواهی والتسلیم فی القدر وترك الاشتغال بالربوبیة والسكون عن لم وكیف ومتی اه۔

قوله تعالی وهم ینهون عنه وینأون عنه قال بعض المفسرین ان الضمیر المرفوع لابی طالب واتباعه او اضرابه والمجرور للنبی صلی الله علیه وسلم علی معنی ینهون عن اذیته علیه الصلوة والسلام ولا یؤمنون به كذا فی الروح قلت فدل علی هذا التفسیر علی ان الحب الطبعی والنصرة القومیة لاهل الله لا یجدی بدون الحب العقلی

قوله تعالی وهم ینهون عنه وینأون عنه (ترجمہ اور یہ لوگ اس سے اوروں کو بھی روکتے ہیں اور خود بھی اس سے دور دور رہتے ہیں) بعض مفسرین کے نزدیک مراد ان لوگوں سے ابو طالب اور ان کے اتباع ہیں کہ اوروں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روکتے تھے مگر خود آپ پر ایمان لانے سے دور رہتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ اہل اللہ کے ساتھ حب طبعی ونصرة قومیہ بدون حب عقلی کے نافع نہیں۔

قوله تعالی وهم یحملون اوزارهم علی ظهورهم فی الروح قیل حملها علی الظهر حقیقة وانه تجسم

قوله تعالی وهم یحملون اوزارهم علی ظهورهم (ترجمہ اور حالت ان کی یہ ہوگی کہ وہ اپنے بار اپنی کمر پر لادے

الی قوله ولا مانع من الحمل علی الحقیقة واجراء الکلام علی ظاهره وقد قال کثیر من اهل السنة بتجسم الاعمال فی تلک الدار وهو الذی یقتضیه ظاهر الوزن اه وساق فی ذلک احادیث قلت وهو مسئلة التمثل۔

ہوں گے) حقیقی معنی اسکے یہی ہیں کہ خود اعمال کو اپنی کمر پر لادینگے اور یہ اس طرح ہوسکتا ہے کہ اعمال بشکل اجسام متمثل ہوجاویں پس جب حمل علی الحقیقة ممکن ہے تو اسکو ترک نہ کریں گے اور بہت اہل سنت تجسیم اعمال کے قائل ہیں پس اس تقریر پر آیت مسئلہ تمثل پر دال ہوگی۔

قوله تعالی وان کان کبر علیک اعراضهم الی قوله فلا تکونن من الجاهلین نص فی جواز تخلف المراد عن ارادة العبد حتی عن ارادة سید الخلق فکیف یعتقد فی احد لزوم استجابة دعاءه کزعم الغالین

قوله تعالی وان کان کبر علیک اعراضهم الی قوله ولو شاء الله لجمعهم علی الهدی (ترجمہ اور اگر آپ کو ان کا اعراض گراں گذرتا ہے تو اگر آپ کو یہ قدرت ہے کہ زمین میں کوئی سرنگ یا آسمان میں کوئی سیڑھی ڈھونڈھ لو پھر کوئی معجزہ لے آؤ تو کرو اور اگر اللہ کو منظور ہوتا تو ان سبکو راہ پر جمع کر دیتا) اسمیں نص ہے کہ ارادہ عبد سے مراد کا تخلف ہوسکتا ہے حتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارادہ سے بھی پھر کسی شخص کے متعلق یہ عقیدہ اہل غلو کا کیسے صحیح ہوسکتا ہے کہ اسکی دعا کا قبول ہونا لازم ہے۔

الحاشیة قوله تعالی وما من دابة فی الارض ولا طائر یطیر بجناحیه الا امم امثالکم ما فرطنا فی الکتاب من شیء ثم الی ربهم یحشرون فی الروح الضمیر للامم المذکورة فی النظم الکریم وصیغة جمع العقلاء لاجرائها مجراهم والتعبیر عنها بالامم ومن الناس من جعلها دلیلا علی ان للحیوانات باسرها نفوسا ناطقة کما لافراد الانسان والیه ذهب الصوفیة وبعض الحکماء الاسلامیین واورد الشعرانی فی الجواهر والدرر ادلة وفیه واغرب الغریب عند اهل الظاهر ان الصوفیة جعلوا کل شیء فی الوجود حیا دراکا یفهم الخطاب ویتالم کما یتالم الحیوان وما یزید الحیوان علی الجماد الا بالشهوة ویستندون فی ذلک الی الشهود وفیه وانا لا اری مانعا من القول بان للحیوانات نفوسا ناطقة وهی متفاوتة الادراک حسب تفاوتها فی افراد الانسان وهی مع ذلک کیفما کانت لا تصل فی ادراکها وتصرفها الی غایة یصلها الانسان والشواهد علی هذا کثیرة ولیس فی مقابلتها قطعی یجب تاویلها لاجله اه ملخصا۔

قوله تعالی فلما نسوا ما ذکروا به فتحنا علیهم ابواب کل شیء فی الروح من النعم الکثیرة کالرخاء وسعة الرزق مکرا بهم واستدراجا لهم اه قلت وکذلک حال من بقی حاله وذوقه مع عصیانه وطرده فهو استدراج۔

قوله تعالی فلما نسوا ما ذکروا به فتحنا علیهم ابواب کل شیء (ترجمہ پھر جب وہ لوگ ان چیزوں کو بھولے رہے جنکی ان کو نصیحت کیجاتی تھی تو ہمنے ان پر ہر چیز کے دروازے کشادہ کر دیئے) یعنی انکو استدراجا نعمتیں عطا فرمائیں اور اسی کی نظیر اس شخص کا حال ہے جسکا باوجود

معصیت کے حال اور ذوق باقی رہے یہ اس کے لئے استدراج ہوتا ہے (جیسے بعض جہال فخر کرتے ہیں کہ ہماری نسبت کیسی قوی ہے)۔

قولہ تعالیٰ قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب ولا اقول لکم انی ملك ان اتبع الا ما یوحی الی فیه نفی خواص الالوهیة من القدرة الکاملة والعلم المحیط عن العبد ونفی التنزہ عن اثار البشریة واثبات للعبدیة التی من لوازمها امتثال امر المولیٰ واتباع بالوحی وللبشریة التی من لوازمها الاکل والشرب والغضب والرضاء

قولہ تعالیٰ قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب ولا اقول لکم انی ملك ان اتبع الا ما یوحی الی (ترجمہ آپ کہدیجئے کہ نہ تو میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میرے پاس خدا تعالیٰ کے خزانے ہیں اور نہ میں تمام غیبوں کو جانتا ہوں اور نہ میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں میں تو صرف جو کچھ میرے پاس وحی آتی ہے اس کا اتباع کر لیتا ہوں) اس میں دو چیزوں کی نفی ہے ایک تو عبد سے خواص الوہیت قدرۃ کاملہ و علم محیط کی نفی اور دوسرے بشر سے تنزہ عن البشریۃ کی نفی اور دو چیزوں کا اثبات ہے ایک عبدیت کا جسکے لوازم میں سے امتثال امر اور اتباع وحی ہے اور دوسری بشریت کا جسکے لوازم میں سے اکل و شرب و غضب و رضا ہے

قولہ تعالیٰ ولا تطرد الذین یدعون ربهم الی قوله فانه غفور رحیم فیه بعض حقوق المریدین من عدم طردهم وحبس نفسه معهم وتبشیرهم بالسلامة والرحمة وقبول التوبة

قولہ تعالیٰ ولا تطرد الذین یدعون ربهم الی قوله فانه غفور رحیم (ترجمہ اور ان لوگوں کو نہ نکالئے جو صبح شام اپنے پروردگار کی عبادت کرتے ہیں الخ) اس میں مریدین کے بعض حقوق کا بیان ہے کہ ان کو بلا مصلحت دینیہ اپنے سے مطرود نہ کرے اور اُن کے پاس مقید ہو کر بیٹھے اور اُن کو سلامت و رحمت و قبول توبہ کی بشارت دے۔

قولہ تعالیٰ وهو الذی یتوفاکم باللیل مع قوله تعالیٰ حتی اذا جاء احدکم الموت توفته رسلنا فی الروح وقد جاء اسناد الفعل الی ملك الموت فقط باعتبار انه المباشر والی اللہ تعالیٰ باعتبار انه سبحانه الآمر الحقیقی وقد اشرنا فیما تقدم ان بعض الصوفیة قال ان المتوفی یکون هو اللہ تعالیٰ بلا واسطة تارة والملك وتارة الرسل غیره وذلك حسب اختلاف احوال المتوفی۔

قولہ تعالیٰ وهو الذی یتوفاکم باللیل مع قولہ تعالیٰ حتی اذا جاء احدکم الموت توفته رسلنا (ترجمہ اور وہ ایسا ہے کہ رات میں تمہاری روح کو ایک گونہ قبض کر دیتا ہے مع قولہ یہاں تک کہ جب تم میں کسی کو موت آپہنچتی ہے اسکی روح ہمارے بھیجے ہوئے قبض کر لیتے ہیں) روح میں ہے کہ بعض صوفیہ قائل ہوئے ہیں کہ قبض ارواح کبھی حق تعالیٰ خود فرماتے ہیں اور کبھی ملک الموت اور کبھی دوسرے فرشتے جنکو رسل کہا گیا اور یہ متوفی کے احوال کے تفاوت پر ہے

قولہ تعالیٰ تدعونه تضرعا وخفیه فی الروح ای اعلانا واسرارا کما روی عن ابن عباسؓ والحسن والاعلان والاسرار یحتمل ان یراد بهما ما باللسان

قولہ تعالیٰ تدعونه تضرعا وخفیه (ترجمہ تم اسکو پکارتے ہو تذلل ظاہر کر کے اور چپکے چپکے) یعنی اعلانا و اسرارا اور اعلان و اسرار یا باللسان ہے یا ایک باللسان

تقرر الربانية والعبدية والبشرية للکاملين

بعض حقوق المريدين

توفی الروح بلا واسطة وبواسطة الملك

ویحتمل ان یراد بھما اما باللسان والقلب اھ فیشمل الایۃ بعمومہا مشروعیۃ اقسام الذکر الجلی والخفی باللسان او بالقلب۔

دوسرا بالقلب کذا فی الروح۔ پس آیت اپنے عموم سے تمام اقسام ذکر کی مشروعیۃ پر دال ہوئی جلی وخفی پھر خفی باللسان یا بالقلب۔

الحاشیۃ قولہ تعالیٰ وما علی الذین یتقون من حسابھم من شیٔ ولکن ذکری لعلھم یتقون فی الروح یجوز ان یکون المعنی ان المتجردین لایحتجبون بواسطۃ مخالطۃ المحجوبین ولکن ذکرناھم لعلھم یزیدون فی التقوی اھ۔

قولہ تعالیٰ وذر الذین اتخذوا دینھم لعبا ولھوا فی الروح قیل المراد بالدین العید الذی یعاد الیہ فی کل عام بالوجہ الذی شرعہ اللہ تعالیٰ کعید المسلمین او بالوجہ الذی لم یشرع من العبث اللھو کاعیاد الکفرۃ لان اصل معنی الدین العادۃ والعید معتاد کل عام و نسب ذلک لابن عباسؓ اھ قلت ویدخل فیہ اکثر اعراس متصوفۃ زماننا لاشتمالھا علی المنکرات من الملاھی او البدعات۔

قولہ تعالیٰ وذر الذین اتخذوا دینھم لعبا ولھوا۔ (ترجمہ اور ایسے لوگوں سے بالکل کنارہ کش رہ جنھوں نے اپنے دین کو لہو ولعب بنا رکھا ہو) بعض نے کہا ہے کہ دین کے معنی عادۃ ہیں اور عادت سے مراد عید معتاد اور روح میں اس قول کو ابن عباسؓ کی طرف منسوب کیا ہے پس اسمیں کفار کی اعیاد جنمیں لہو ولعب ہوتا تھا الکار ہے میں کہتا ہوں کہ اسمیں اس زمانہ کے اکثر اعراس بوجہ اشتمال علی المنکرات والبدعات کے داخل ہیں۔

قولہ تعالیٰ ونرد علی اعقابنا بعد اذ ھدنا اللہ کالذی استھوتہ الشیاطین فی الارض حیران کذلک یبتلی فی الحیرۃ والدھشۃ من خرج عن طریق القوم بعد الدخول فیہ کما یشاھد وھو الحیرۃ المذمومۃ ودلیل الاشتمال عموم الھدایۃ کما فی الروح ای الی التوحید الاسلام او الی سائر ما یترتب علیہ الفوز فی الاخرۃ علی ما قیل اھ

قولہ تعالیٰ ونرد علی اعقابنا بعد اذ ھدنا اللہ کالذی استھوتہ الشیاطین فی الارض حیران (ترجمہ اور کیا ہم اُلٹے پھر جاویں بعد اسکے کہ ہم کو حق تعالیٰ نے ہدایت کردی ہے جیسے کہ کوئی شخص ہو کہ اسکو شیطانوں نے کہیں جنگل میں بے راہ کردیا ہو اور وہ بھٹکتا پھرتا ہو) اسی طرح کی حیرت میں وہ مبتلا ہو جاتا ہے جو طریق قوم میں داخل ہو کر پھر اس سے خارج ہو جاوے چنانچہ اس کا مشاہدہ کیا جاتا ہے اور یہ حیرت مذمومہ ہے اور اسی اشتمال کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ آگے جو ہدیٰ واقع ہوا ہے اس سے مراد عام ہے جیسا کہ روح میں ہے کہ توحید و اسلام یا دوسرے اسباب فوز آخرت۔

قولہ تعالیٰ واذ قال ابراھیم لابیہ آزر الخ فیہ ان الاشتغال باللہ تعالیٰ لاینافی المناظرۃ مع اھل الباطل مالم یجاوز الحد وفیہ ان الخشونۃ ربما ترجح علی الرفق فان المقامات متفاوتۃ۔

قولہ تعالیٰ واذ قال ابراھیم لابیہ آزر الخ (ترجمہ اور وہ وقت بھی یاد کرنے کے قابل ہے جبکہ ابراہیمؑ نے اپنے باپ آزر سے فرمایا الخ) اسمیں دلالت ہے کہ مشغولی مع الحق و مناظرہ مع اہل باطل میں تنافی نہیں جب تک کہ حد سے تجاوز نہ ہو

اور اسی سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ بعض مقامات پر نرمی پر خشونت کو ترجیح ہوتی ہے۔

قوله تعالیٰ فلما جن علیه اللیل رای کوکبا قال هذا ربی الخ فی الروح وهذا منه علیه السلام علی سبیل الفرض وارخاء العنان مجاراة مع ابیه وقومه فان المستدل علی فساد قول یحکیه ثم یکره علیه بالابطال وفیه ولعل سلوک تلک الطریقة فی بیان استحالة ربوبیة الکوکب دون بیان استحالة الٰهیة الاصنام کما قیل لان هذا اخفی بطلانا واستحالة من الاول فلو صدع بالحق من اول الامر کما فعله فی حق عبادة الاصنام لتمادوا فی المکابرة والعناد اهـ ففیه رعایة الاصلح للمخاطب فی باب النصح والارشاد فی ذکر الاصنام الخشونة وفی ذکر الکواکب اللیونة وهکذا شان الحکماء من الشیوخ المصلحین۔

قوله تعالیٰ فلما جن علیه اللیل رای کوکبا قال هذا ربی الخ (ترجمہ پھر جب رات کی تاریکی ان پر چھا گئی تو انہوں نے ایک ستارہ دیکھا آپ نے فرمایا کہ یہ میرا رب ہے) روح میں ہے کہ ابطال ربوبیۃ کواکب میں نرم عنوان (مجاراۃ کا) اختیار فرمایا اور ابطال ربوبیۃ اصنام میں سخت عنوان اختیار فرمایا وجہ یہ کہ ربوبیت کواکب کا بطلان بہ نسبت بطلان ربوبیۃ اصنام خفی تھا اسمیں اگر اول ہی سے خشونت اختیار کیجاتی تو لوگ مکابرہ اور عناد بڑھ جاتا آہ تو اس سے معلوم ہوا کہ نصح وارشاد کے باب میں مخاطب کے حال کی رعایت اور اسکی مصلحت کا لحاظ مناسب ہے اور شیوخ حکماء مصلحین کی یہی شان ہے۔

قوله تعالیٰ ولا اخاف ما تشرکون به الا ان یشاء ربی شیئا فیه التحرز عن صورة الدعوی التی کانت فی الاکتفاء علی قوله ولا اخاف فزاد للتحرز منها الا ان یشاء ربی۔

قوله تعالیٰ ولا اخاف ما تشرکون به الا ان یشاء ربی شیئا (ترجمہ اور میں ان چیزوں سے جن کو تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک بناتے ہو نہیں ڈرتا) اسمیں صورۃ دعوی سے احتیاط ہے جو صرف لا اخاف پر اکتفا کرنے میں متوہم تھا اسلئے الا ان یشاء بھی بڑھا دیا۔

قوله تعالیٰ فای الفریقین احق بالامن لم یقل فنحن احق بالامن مع کون الاحق بالامن متعینا لاجل استنزالهم عن مرتبة المکابرة والاعتساف الی سنن الانصاف وهذا هو مسلک اهل الشفقة فی ارشاد مخالفی الحق الی الحق۔

قوله تعالیٰ فای الفریقین احق بالامن (ترجمہ سو ان دونوں جماعتوں میں سے اس کا کون زیادہ مستحق ہے) باوجودیکہ احق بالامن متعین ہے مگر یوں نہیں فرمایا فنحن احق بالامن کیونکہ اس اخبار میں مخاطب سے اعتساف کرنا اور اس استفہام میں انصاف کی طرف اسکو مائل کرنا ہے اور اہل شفقت کا مخالفین کے ارشاد میں یہی مسلک ہے۔

قوله تعالیٰ وکذلک نجزی المحسنین فی الروح قیل ای نجزیهم مثل ما جزینا ابراهیم علیه السلام برفع درجاته وکثرة اولاده والنبوة فیهم آه ففیه دلالة علی ان لصلاح الاباء له دخل فی صلاح الابناء

قوله تعالیٰ وکذلک نجزی المحسنین (ترجمہ اور اسی طرح ہم نیک کام کرنے والوں کو جزا دیا کرتے ہیں) روح میں بعض مفسرین کا قول ہے کہ ہم محسنین کو ایسی ہی جزا دیتے ہیں جیسی ابراہیم علیہ السلام کو جزا دی کہ ان کے درجات بلند کئے ان کی اولاد میں ترقی دی

وھو مشاھد فی اولاد المشایخ یکون فیھم ما لا یکون فی غیرھم من شان الرشد مالم یعارضہ معارض۔

اولاد میں نبوت عطا فرمائی اس میں اس پر دلالت ہے کہ آباء کی صلاح و احسان کو صلاح ابناء میں بھی دخل ہے کہ ان کے محسن ہونے کا یہ صلہ ملتا ہے کہ ان کی اولاد میں بھی صلاحیت پیدا کیجاتی ہے چنانچہ مشایخ کی اولاد میں مشاہدہ ہے کہ ان میں رشد کی ایک خاص شان ایسی ہوتی ہے جو دوسروں میں نہیں ہوتی بشرطیکہ کوئی معارض پیش نہ آجائے۔

قولہ تعالیٰ واجتبیناھم وھدیناھم حاصل الاول الجذب فان الجبی فی اللغۃ الجلب وحاصل الثانی ھو السلوک فان الھدایۃ ھو اراءۃ الطریق مع الوصول او بدونہ۔

قولہ تعالیٰ واجتبیناھم وھدیناھم (ترجمہ اور ہم نے ان کو مقبول بنایا اور ہم نے ان کو راہ راست کی ہدایت کی) اول کا حاصل جذب ہے کیونکہ جبی کے معنی لغت میں جلب ہیں اور ثانی کا حاصل سلوک ہے کیونکہ ہدایت کے معنی اراءۃ طریق ہیں خواہ مع الوصول یا بدون وصول۔

قولہ تعالیٰ ولو اشرکوا لحبط عنھم ما کانوا یعملون فیہ ان اللہ تعالیٰ لیس لہ محبوب بذاتہ بحیث لا یجازیہ بحال کما ھو زعم الجھلۃ فی حق سید الانبیاء علیہ الصلوۃ والسلام او بعض الاولیاء من امتہ علیہ الصلوۃ والسلام

قولہ تعالیٰ ولو اشرکوا لحبط عنھم ما کانوا یعملون (ترجمہ اور اگر فرضاً یہ حضرات بھی شرک کرتے تو جو کچھ یہ اعمال کیا کرتے تھے ان سے سب اکارت ہوجاتے) اس سے معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ کا کوئی ایسا محبوب بالذات نہیں کہ کسی حال میں مواخذہ نہ ہو جیسا جہلاء کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم یا بعض اولیاءِ امت کے حق میں (مثل حضرت غوث اعظم) خیال ہے کہ معشوق عرفی سمجھتے ہیں۔

قولہ تعالیٰ ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا او قال اوحی الی ولم یوح الیہ شیء وفی حکمہ من اختلق رؤیا کما فی الحدیث من الوعید علیہ ومن ادعی واردا او الھاما کاذبا وفی الروح ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا کمن ادعی الکمال والوصول الی التوحید والخلاص عن کثرۃ صفات النفس ودعوانہ باللہ عز وجل وانہ من اھل الارشاد وھو لیس کذلک او قال اوحی الی ولم یوح الیہ شیء لکن سمی مفتریات وھمہ وخیالہ ومخترعات عقلہ وفکرہ وحیا وفیضا من الروح القدس اھ

قولہ تعالیٰ ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا او قال اوحی الی ولم یوح الیہ شیء (ترجمہ اور اس شخص سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو اللہ پر جھوٹ تہمت لگائے یا یوں کہے کہ مجھ پر وحی آتی ہے حالانکہ اس کے پاس کسی بات کی بھی وحی نہیں آئی) اور اسی کی حکم میں ہے جو شخص کوئی خواب تراشے یا کسی وارد یا الہام کاذب یا کسی کمال یا توحید حقیقی وفنا یا مشیخت کا دعویٰ کرے یا اپنے اوہام وخیالات کو فیض غیبی کہے۔

قولہ تعالیٰ لتھتدوا بھا فیہ اثبات الاسباب ومشروعیۃ الانتفاع بھا وانہ لا ینافی التوکل مطلقا

قولہ تعالیٰ لتھتدوا بھا (ترجمہ تاکہ تم ان کے ذریعہ سے رستہ معلوم کرسکو) اس میں اسباب کا اثبات اور ان

... کہ اس سے کچھ عقیدت ہو دلالت ہے کہ ایسی علی الاطلاق ... ان کی نظر میں ...

قولہ تعالیٰ انظروا الی ثمرہ الخ فیہ ان النظر الی ما خلق اذا کان للوصول الی الحق لیس بمذموم بل ہو مطلوب او الحجب التصوف المذموم فی الخلق اذن یکون مرآۃ للحق تعالیٰ

قولہ تعالیٰ انظروا الی ثمرہ الخ (ترجمہ: ہر ایک کے پھل کو تو دیکھئے الخ) اسمیں دلالت ہے کہ مخلوق کی طرف نظر کرنا جبکہ الحق ہو مذموم نہیں بلکہ اگر مقصود یہی ہے کہ اس ... ہو تو مطلوب ہے کیونکہ اس مخلوق کو اس وقت حق تعالیٰ کی ...

قولہ تعالیٰ لا تدرکہ الابصار فی الروح ... البصر حقیقۃ فی الجارحۃ الناظرۃ وعلی القوۃ التی فیھا وعلی البصیرۃ ای قوۃ القلب المدرکۃ وادراک الشیء عبارۃ عن الوصول الی غایتہ والاحاطۃ بہ او تفسیرہ بعدم انہ علی نفی ادراکہ تعالیٰ حاکمیتہ مطلقا فی الدنیا والآخرۃ ولو حمل البصر علی الجارحۃ کما ذھب الیہ اکثر المتکلمین فالمراد نفی الرؤیۃ فی الدنیا کما یرد بہ تقیید بعد ذلک عن الحسن وغیرہ نقلہ عنہ فی روح المعانی۔

قولہ تعالیٰ لا تدرکہ الابصار (ترجمہ: اسکو تو کسی کی نگاہ محیط نہیں ہو سکتی) اگر بصر کو عام کیا جاوے بصر ظاہر و بصیرت کو جیسا اغب کا قول ہو تو ادراک کی تفسیر عدم احاطہ کی ہوگی اور حکم عام ہوگا دنیا و آخرت کو اور اگر بصر کو جارحہ کے ساتھ خاص کیا جاوے تو مراد نفی رویت کی ہوگی دنیا میں چنانچہ روح میں حسن سے یہی قید دنیا کی منقول ہے۔

قولہ تعالیٰ وما انا علیکم بحفیظ وکذا قولہ تعالیٰ بعدہ وما انت علیھم بوکیل فیہ ما علیہ اہل الطریق من عدم التصدی لاحد بعد اداء حق الارشاد

قولہ تعالیٰ وما انا علیکم بحفیظ (ترجمہ: اور میں تمہارا نگراں نہیں ہوں) اور اسکے بعد یہ قول وما انت علیھم بوکیل اسمیں اہل طریق کے اس معمول پر دلالت ہے کہ حق ارشاد ادا کر کے پھر کسی شخص کے درپے نہیں ہوتے۔

قولہ تعالیٰ ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ فیہ ان الطاعۃ اذا ادت الی معصیۃ راجحۃ وجب ترکھا اذ لم تکن الطاعۃ واجبۃ ومن ثم تری اہل الارشاد ینھون عن کثیر مما یری طاعۃ وانما تکون مفضیۃ الی المفاسد فی نظرھم الذی یرون بہ ما لا یری غیرھم۔

قولہ تعالیٰ ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ (ترجمہ: اور دشنام مت دو ان کو جنکی یہ لوگ خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہیں کیونکہ پھر وہ براہ جہل حد سے گذر کر اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کریں گے) اسمیں دلالت ہے کہ اگر کوئی طاعت کسی معصیت کا سبب بنجاوے اور وہ طاعت واجب نہ ہو تو اس طاعت کو ترک کر دیا جاوے اور اسی جگہ سے اہل ارشاد کو دیکھا جاتا ہے کہ وہ بہت سے ایسے امور سے منع کر دیتے ہیں جو ظاہراً طاعت معلوم ہوتے ہیں مگر ان کی نظر میں وہ مفضی الی المفاسد ہوتے ہیں اور دوسرے نہیں سمجھتے۔

قولہ تعالیٰ واقسموا باللہ جھد ایمانھم لئن جاءتھم آیۃ لیؤمنن بھا فی الروح باب الاشارۃ ای انھم

قولہ تعالیٰ واقسموا باللہ جھد ایمانھم لئن جاءتھم آیۃ لیؤمنن بھا مع قولہ تعالیٰ ولو اننا نزلنا الیھم الملئکۃ

فطلبوا خوارق العادات واعرضوا عن الحجج البينات لاحتجابهم بالحس والمحسوس قل انما الآيات عند الله فيأتي بما حسبما تقتضيه الحكمة اھ وفي قوله تعالى ولو اننا نزلنا الى قوله ما كانوا ليؤمنوا دلالة على عدم لزوم النفع لمعاينة الخوارق فطلبها ليس طريقا للهداية وانما طريقها اتباع البينات

الی قوله ما كانوا ليؤمنوا (ترجمہ اور یہ لوگ بڑے زور لگا کر اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ اگر ان کے پاس کوئی نشانی آجاوے تو وہ ضرور اس پر ایمان لے آویں الی آخر الآیۃ) اس سے معلوم ہوا کہ خوارق کے معائنہ سے نفع لازم نہیں پس ان کا طلب کرنا ہدایت کا طریق نہیں بلکہ ہدایت کا طریق دلائل کا اتباع ہے۔ پس شیخ میں بجائے کرامات کے تتبع کرے اس کے کمال علم و عمل کی تحقیق کرے بعد اس کے اس کا اتباع کرنے)

قوله تعالى ان يتبعون الا الظن وان هم الا يخرصون

المراد الظن الذي لا يستند الى مستند شرعي جمعا بين هذه الآية وبين دلائل صحة بعض الظن فدلت الآية على عدم حجية الكشف والالهام في الاحكام لا سيما اذا جزم بهما وفي الروح في باب الاشارة اي ما يتبعون لكونهم محجوبين في مقام النفس بالاوهام والخيالات الا الظن وانهم الا يخرصون بقياس الغائب على الشاهد اھ۔

قوله تعالى ان يتبعون الا الظن وان هم الا يخرصون (ترجمہ وہ محض بے اصل خیالات پر چلتے ہیں اور بالکل قیاسی باتیں کرتے ہیں) مراد اس ظن سے وہ ظن ہے جو کسی دلیل شرعی کی طرف مستند نہ ہو اس سے معلوم ہوا کہ باب احکام میں کشف و الہام حجت نہیں خاص کر ان کا جزم کرنا تو بالکل ہی باطل ہے۔

قوله تعالى وما لكم ان لا تاكلوا مما ذكر اسم الله عليه وقد فصل لكم

في روح المعاني وسبب نزول الآية على ما قاله الامام ابو منصور ان المسلمين كانوا يتحرجون من اكل الطيبات تقشفا وتزهدا فنزلت اھ ففيه النهي عن الغلو في الزهد كما عليه بعض الجهلة من الصوفية۔

قوله تعالى وما لكم ان لا تاكلوا مما ذكر اسم الله عليه وقد فصل لكم (ترجمہ اور تم کو کون امر اس کا باعث ہو سکتا ہے کہ تم ایسے جانوروں میں سے نہ کھاؤ جن پر اللہ کا نام لیا گیا ہو) روح میں امام ابو منصور سے منقول ہے کہ بعضے مسلمان تقشف و زہد کے سبب بعض طیبات کو نہ کھاتے تھے اس پر آیت نازل ہوئی اھ پس اس میں ممانعت ہے غلو فی الزہد سے جیسے بعض جاہل صوفی کرتے ہیں۔

قوله تعالى وذروا ظاهر الاثم وباطنه

دل على تقسيم الاثم الى ما بالجوارح وما بالقلب كما في الروح عن الجبائي والمسئلة من الضروريات عند القوم۔

قوله تعالى وذروا ظاهر الاثم وباطنه (ترجمہ اور تم ظاہری گناہ کو بھی چھوڑ دو اور باطنی گناہ کو بھی چھوڑ دو) اس سے معلوم ہوا کہ گناہ جس طرح جوارح سے ہوتے ہیں اسی طرح بعضے گناہ قلب سے بھی ہوتے ہیں۔

قوله تعالى اومن كان ميتا فاحييناه وجعلنا له نورا يمشي به في الناس

فيه تسمية معرفة الطريق

قوله تعالى اومن كان ميتا فاحييناه وجعلنا له نورا يمشي به في الناس (ترجمہ ایسا شخص جو کہ پہلے مردہ تھا

الحق نوراً وهو دائر علی لسان القوم

(پھر ہم نے اسکو زندہ بنا دیا اور ہم نے اسکو ایسا نور دیا کہ وہ اسکو لیے ہوئے آدمیوں میں چلتا پھرتا ہے) اسمیں طریق حق کی معرفت کو نور فرمایا ہے اور یہ اطلاق قوم کی زبان پر دائر سائر رہا ہے

قوله تعالی الله اعلم حیث یجعل رسالته فی الروح المعنی ان منصب الرسالة لیس مما ینال بما یزعمونه من کثرة المال والولد وتعاضد الاسباب فی الحدود وانما ینال بفضائل نفسانیة ونفس قدسیة افاضها الله تعالی بمحض الکرم والجود علی من کمل استعداده ونص بعضهم علی انه تابع لله لاستعداد الذاتی وهو لا یستلزم الایجاب الذی یقوله الفلاسفة لانه سبحانه ان شاء اعطی ذلک وان شاء امسکه وان استعد المحل وما فی المواقف من انه لا یشترط فی الاهل الاستعداد الذاتی بل الله تعالی یختص برحمته من یشاء محمول علی الاستعداد الذاتی الموجب فقد جرت عادة الله تعالی ان یبعث من کل قوم اشرفهم واطهرهم جبلة اھ قلت ان ارید بالذاتی ما اودعه الله تعالی بلا واسطة سبب متقدم علیه فسلم وان ارید به ما هو غیر مجعول کما ذهب الیه صاحب الروح تحت قوله تعالی ولو اننا نزلنا الیهم الملئکة الآیة فلا قبله وان نسبه الی کثیر من اهل الکشف وان ثبت عنهم یأول والا فیلزم عجزه عن خلق ما یخالف مقتضاه تعالی عن ذلک علواً کبیراً فافهم

قوله تعالی الله اعلم حیث یجعل رسالته (ترجمہ اس موقعہ کو تو خدا ہی خوب جانتا ہے جہاں اپنا پیغام بھیجتا ہے یعنی منصب رسالت کا مدار کثرت مال و اولاد و سامان دنیوی نہیں ہے بلکہ کمال استعداد ہے جس سے نفس قدسیہ پر رسالت کا فیضان ہو جاتا ہے کذا فی الروح ملخصاً) اسمیں دلالت ہوئی کہ استعداد فیضان کی شرط عادی ہے)

قوله تعالی فمن یرد الله ان یهدیه یشرح صدره للاسلام ومن یرد ان یضله یجعل صدره ضیقا حرجا فیه اثبات لبعض اقسام البسط والقبض وهما العقلیان وهما الاصل فی الباب کما اشار الیه صلی الله علیه وسلم حین قیل له کیف الشرح یا رسول الله فقال نور یقذف فی الصدر فینشرح له وینفسح فقیل هل لذلک من آیة یعرف بها یا رسول الله فقال علیه الصلوة والسلام الانابة الی دار الخلود والتجافی عن دار الغرور والاستعداد للموت قبل لقاء الموت فقط

قوله تعالی فمن یرد الله ان یهدیه یشرح صدره للاسلام ومن یرد ان یضله یجعل صدره ضیقا حرجا (ترجمہ سو جس شخص کو اللہ تعالی رستہ پر ڈالنا چاہتے ہیں اس کے سینہ کو اسلام کے لئے کشادہ کر دیتے ہیں اور جسکو بے راہ رکھنا چاہتے ہیں اسکے سینہ کو تنگ بہت تنگ کر دیتے ہیں) اسمیں اثبات ہے بسط و قبض کے بعض اقسام کا اور وہ قبض و بسط عقلی ہیں اور یہی دونوں باب سلوک میں اصل ہیں (اور بسط و قبض طبعی غیر معتد بہ ہیں)

قوله تعالی وربک الغنی ذو الرحمة زیادة ذو الرحمة نص صریح فی بطلان ما یزعمونه من ان معنی الغنی من لا یبالی بمصلحة العباد وقد

قوله تعالی وربک الغنی ذو الرحمة (ترجمہ اور آپکا رب بالکل غنی ہے رحمت والا ہے) ذو الرحمة کا بڑھا دینا ابطال ہے اس زعم کا کہ بعضے اغنا کے معنی یہ سمجھتے ہیں

ابتلی بہ کثیر من الخواص فضلا عن العوام۔

کہ بندوں کی مصلحت کی رعایتیں فرماتے اور اس میں بہت سے خواص بھی مبتلا ہیں۔

قولہ تعالیٰ وجعلوا للّٰہ مما ذرأ الی آخر الرکوع من قولہ تعالیٰ قد ضلوا وما کانوا مھتدین فیہ رد لکثیر من بدعات زماننا التی تضاھی البدعات المذکورۃ فی ھذہ الآیات فانک لو تأملت فیھما لوجدتھما متطابقتین وقد شاعت ھذہ الرسوم حتی فی المدعیین للمشیخۃ۔

قولہ تعالیٰ وجعلوا للّٰہ مما ذرأ الی آخر الرکوع من قولہ تعالیٰ قد ضلوا وما کانوا مھتدین (ترجمہ اور اللہ تعالیٰ نے جو کھیتی اور مواشی پیدا کئے ہیں الی آخر الرکوع) ان آیتوں میں ہمارے زمانہ کے بہت سی بدعات کا رد ہے جو بدعات مذکورہ فی الآیات کے مشابہ ہیں اگر تم غور کرو تو دونوں کو متطابق دیکھو اور یہ رسوم مدعیان مشیخت تک میں شائع ہو رہی ہیں۔

قولہ تعالیٰ وعلی الذین ھادوا حرمنا کل ذی ظفر الی قولہ ذلک جزیناھم ببغیھم دل علی ان المعاصی مما دخل فی حرمان العبد عن النعم الدنیویۃ۔

قولہ تعالیٰ وعلی الذین ھادوا حرمنا کل ذی ظفر الی قولہ ذلک جزیناھم ببغیھم (ترجمہ اور یہود پر ہم نے تمام ناخن والے جانور حرام کر دیے تھے الخ) اس میں دلالت ہے کہ دنیوی نعمتوں سے محروم رہنے میں معاصی کا بھی دخل ہوتا ہے۔

قولہ تعالیٰ وقال الذین اشرکوا لو شاء اللّٰہ ما اشرکنا الآیۃ فیہ نفی للجبر المذموم۔

قولہ تعالیٰ وقال الذین اشرکوا لو شاء اللّٰہ ما اشرکنا (ترجمہ یہ مشرکین یوں کہتے کو ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا تو وہ ہم شرک کرتے) اس میں جبر مذموم کا ابطال ہے۔

قولہ تعالیٰ قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للّٰہ رب العلمین دل علی تعلیم التوحید الکامل من الاستسلام فی جمیع احوالہ التشریعیۃ والتکوینیۃ بان یفوض جمیعھا الیہ تعالیٰ اطاعۃً لما امر بہ ورضیً بما قضی بہ۔

قولہ تعالیٰ قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للّٰہ رب العلمین (ترجمہ آپ فرما دیجئے کہ بالیقین میری نماز اور میری ساری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا یہ سب خالص اللہ ہی کا ہے جو مالک ہے سارے جہان کا) یہ توحید کامل کی تعلیم پر دال ہے یعنی جمیع احوال تشریعیہ و تکوینیہ میں استسلام اور تفویض کرنا عمل اور اطاعت سے بھی اور رضا بالقضاء سے بھی۔

تمت سورۃ الانعام

ملحقۃ من رسالۃ التائید المذکورۃ فی آخر التمھید

سورۃ الانعام

تمت سورۃ الانعام

اضافہ از رسالہ تائید

سورۃ الانعام

قولہ تعالیٰ فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین

قولہ تعالیٰ فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین

[illegible] الظلمين من غير تفصيل بين
[illegible] فاسق وكافر لان الظالم يشملهم۔

قوله تعالى فلما جن عليه الليل الى قوله وما انا
من المشركين (وهذا يكون مبادی مشاهدات
[illegible] ومن رؤية الانوار) فهذه الاية دالة
[illegible] ان السالك فی طريق الله تعالى ينبغی ان
[illegible] متيقظا دراكا ناظرا مستدلا غير غافل
عما يجوز على الله وعما لا يجوز على الله فی ذاته
وصفاته

قوله تعالى واجتبيناهم وهديناهم ای جذبناهم
الينا من خير السير فی الطريقة والتصفية بالمجاهدة
وهديناهم الى صراط مستقيم ليجهدوا فينا
ويرتاضوا فی طريقنا۔

قوله تعالى اولئك الذين هدى الله فبهداهم
اقتده فی هذه الاية دلالة ظاهرة على ان المريد
لابد له من شيخ يقتدی به۔

قوله تعالى ومن اظلم ممن افترى على الله كذبا
او قال اوحی الی ولم يوح اليه شیء عام فی كل مدع
كذاب سواء يدعی النبوة او الولاية كيف ما كان
مهما كان [illegible] داخل تحت هذه الاية

قوله تعالى فمن يرد الله ان يهديه يشرح صدره
للاسلام وهو تسليم النفس والقلب والدنيا والاخرة
وما فيهما كلها الى الله تعالى واختيار الله وحده ويشرح
صدره ای يجعل قلبه واسعا حتى يسع بحزوجه ما اسلم
[illegible] ما اختار وسئل النبی صلى الله عليه وسلم
عن ذلك قال نور يقذف فی القلب فينشرح به۔

[illegible] ظالم کی مجالست سے [illegible]
ظالم اور فاسق اور کافر ہیں کیونکہ ظالم سب کو شامل ہے [illegible]
صحبت بد سے بچنا ثابت ہوا)

قولہ تعالیٰ فلما جن علیہ اللیل الی قولہ وما انا من
المشرکین اور یہ مشاہدات عارفین کی ابتدائی چیزیں ہیں [illegible]
انوار کو دیکھنا بعض احوال میں) تو یہ آیت اس امر پر دلالت
کرتی ہے کہ سالک راہ حق کو چاہیئے کہ عاقل ہو دانا ہو [illegible]
سمجھ دار ہو صاحب نظر و فکر ہو اللہ تعالیٰ کی ذات و
صفات میں جو اعتقاد جائز ہے اور جو جائز نہیں اس سے
غافل نہو۔

قولہ تعالیٰ واجتبیناہم وھدیناہم یعنی ہمنے اُن کو
اپنی طرف کھینچ لیا اور سیدھے رستہ کی ہدایت فرمائی تاکہ
ہمارے لئے مجاہدہ کریں اور راستہ میں ریاضت
کریں۔

قولہ تعالیٰ اولئک الذین ھدی اللہ فبھدھم اقتدہ
اس آیت میں اس بات پر کھلی ہوئی دلالت ہے کہ مرید کیلئے
ایک شیخ ایسا ہونا ضرور ہے جسکی وہ پیروی کرے۔

قولہ تعالیٰ ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا او قال
اوحی الی ولم یوح الیہ شیٔ یہ ہر جھوٹے مدعی کو عام ہے
خواہ نبوت کا دعوی کرے یا کسی قسم کی ولایت کا جب جھوٹا
ہوگا تو اس آیت میں داخل ہوگا۔

قولہ تعالیٰ فمن یرد اللہ ان یھدیہ یشرح صدرہ
للاسلام ۔ ہدایت یہ ہے کہ نفس اور قلب اور دنیا اور آخرت
کو اور جو ان کے درمیان میں ہے سب کو اللہ تعالیٰ کے سپرد
کردے اور صرف اللہ ہی کو اختیار کرلے اور کھولدیتا ہے اسکے
سینہ کو یعنی اس کے قلب کو وسیع کر دیتا ہے یہانتک کہ
جس چیز کو اختیار کیا ہے اسکے آجانے کی اسمیں گنجائش

...جاتی ہے اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کا مطلب پوچھا گیا آپ نے فرمایا وہ ایک نور ہے جو دل میں ڈالا جاتا ہے پھر وہ اسکی وجہ سے کشادہ ہو جاتا ہے ۔

تمت الملحقۃ

سورۃ الاعراف

قولہ تعالیٰ کتاب انزل الیک فلا یکن فی صدرک حرج منہ لتنذر بہ وذکری للمؤمنین قولہ لتنذر متعلق بقولہ انزل ففیہ الامر للمرشد بالارشاد ونہی لہ عن الغم بعوایۃ من یرید ارشادہ فلا یستغنی عنہ کل الاستغناء ولا یقاسی لہ کل عناء ولیکن الامر بین الشفقۃ والاستغناء ۔

قولہ تعالیٰ فمن ثقلت موازینہ الخ قیل ثقلت ای غلبت بنیا للفاعل موازینہ ای موازین حسناتہ ومن خفت ای غلبت بنیا للمفعول ویوخذ منہ حکم من تساوت حسناتہ وسیئاتہ یعنی ھم بین ھولاء وھولاء وھم اھل الاعراف علی قول و کذلک ینبغی ان یعامل بالناس فی الدنیا بان من کان غالب حالہ الصلاح یعد صالحا وان کان فیہ شیء من اللمم لعم یجب علیہ ان یصلح نفسہ ۔

اضافہ تمام ہوا

سورۃ الاعراف

قولہ تعالیٰ کتاب انزل الیک فلا یکن فی صدرک حرج منہ لتنذر بہ الخ (ترجمہ یہ ایک کتاب ہے جو آپ کے پاس اسلئے بھیجی گئی ہے کہ آپ اس سے ڈرائیں الخ) لتنذر متعلق ہے انزل کے پس اسمیں مرشد کو ارشاد کا امر ہے اور اگر مخاطب اس ارشاد کو قبول نہ کرے تو مرشد کو غم کرنے سے نہی ہے پس مرشد نہ بالکلیہ مستغنی ہو اور نہ ہی ضیق میں پڑ جائے۔

قولہ تعالیٰ فمن ثقلت موازینہ الخ (ترجمہ سو جس کا پلہ بھاری ہوا الخ) ثقلت کی تفسیر یہ کیگئی ہے کہ غالب ہو جائے اور خفت کی تفسیر یہ کیگئی ہے کہ مغلوب ہوں یعنی اول آیت میں حسنات کے غالب ہونے کا حکم ہے اور دوسری آیت میں ان کے مغلوب ہونے کا ذکر ہے اور اسی سے ان دونوں کی تساوی کا حکم معلوم ہو جاویگا یعنی وہ دونوں حالتوں کے درمیان میں ہونگے۔ اور یہ لوگ ایک قول پر اہل اعراف ہیں اور لوگوں کے ساتھ دنیا میں اسی کے موافق معاملہ کرنا چاہیے کہ جسکی غالب حالت صلاح ہو اسکو صالح سمجھا جاوے اگرچہ اسمیں کچھ خفیف سی برائی بھی پائی جاتی ہو ہاں خود اس شخص پر یہ ضرور واجب ہے کہ اپنے نفس کی اصلاح کرے ۔

قولہ تعالیٰ ولقد مکناکم فی الارض وجعلنا لکم فیھا معایش الاول حاصل الاول الجاہ والثانی المال وذکرھما فی موقع المنۃ دلیل علی کونھما نعمۃ یجب الشکر علیھما فلا یذمان بل یذم الانھماک فی تحصیلھما ۔

قولہ تعالیٰ ولقد مکناکم فی الارض وجعلنا لکم فیھا معایش ۔ (ترجمہ اور بیشک ہمنے تمکو زمین پر رہنے کی جگہ دی اور ہم نے تمہارے لئے سامان زندگانی پیدا کیا) اول کا حاصل جاہ ہے اور ثانی کا مال اور ان دونوں کا موقع منت میں ذکر کرنا دلیل ہے ان کے

نعمت قابل شکر ہونے کی سو یہ دونوں چیزیں مذموم نہیں ہاں ان کی تحصیل میں انہماک یہ بیشک مذموم ہے۔

الحاشیۃ فی الروح ولقد مکناکم فی الارض اذ جعلناکم خلفاء فیہا وجعلنا لکم فیہا معایش متعددۃ دون غیرکم فان لہ معیشۃ واحدۃ لان الانسان فیہ ملکیۃ وحیوانیۃ وشیطانیۃ فمعیشۃ روحہا معیشۃ الملک ومعیشۃ بدنہ معیشۃ الحیوان ومعیشۃ نفسہ الامارۃ معیشۃ الشیطان ولہ معایش غیر ذلک وہی معیشۃ القلب بالشہود ومعیشۃ السر بالکشوف ومعیشۃ سر السر بالوصال قلیلا ما تشکرون ولو شکرتم ما رضیتم بالدون اھ۔

قولہ تعالیٰ قال انا خیر منہ خلقتنی من نار الخ ورثۃ من یرجح رایہ او رویتہ من الکشف او الوجدان علی الشرع۔

قولہ تعالیٰ قال انا خیر منہ خلقتنی من نار الخ (ترجمہ کہنے لگا میں اس سے بہتر ہوں آپنے مجھ کو آگ سے پیدا کیا) اور اس تقدیم رای علی النص میں ایسا شخص ابلیس کا وارث ہے جو اپنی رای کو یا رویت کو خواہ کشف سے ہو یا وجدان و ذوق سے ہو شرع پر ترجیح دیتا ہے۔

قولہ تعالیٰ قال فاہبط منہا ای من تلک الحضرۃ فما یکون لک ان تتکبر فیہا لان الکبریا فیہا کذا فی الروح ففیہ دلالۃ علی کون الکبر مانعا عن الوصول بالقبول فی الحضرۃ الالہیۃ۔

قولہ تعالیٰ قال فاہبط منہا (ترجمہ حق تعالیٰ نے فرمایا تو آسمان سے اتر) یعنی درگاہ الٰہی سے دور ہو کیونکہ تکبر اس درگاہ کے منافی ہے کذا فی الروح بس اسمیں دلالت ہے اسپر کہ کبر درگاہ الٰہی میں وصول مقبولیت سے مانع ہے۔

قولہ تعالیٰ انک من المنظرین دل علی ان کون الدعوۃ مستجابۃ لیس دلیلا علی القبول کما اغتر بہ بعض الجہلۃ۔

قولہ تعالیٰ انک من المنظرین (ترجمہ تجھکو مہلت دی گئی) اسمیں دلالت ہے کہ دعا کا قبول ہو جانا قبولیت کی دلیل نہیں جیسے بعض جہلا سمجھتے ہیں۔

الحاشیۃ قولہ تعالیٰ ثم لاٰتینہم من بین ایدیہم ومن خلفہم وعن ایمانہم وعن شمائلہم فی الروح قال بعض حکماء الاسلام ان فی البدن قوی اربعا القوۃ الخیالیۃ التی یجتمع فیہا مثل المحسوسات وموضعہا البطن المقدم من الدماغ والیہ الاشارۃ بقولہ من بین ایدیہم والقوۃ الوہمیۃ التی تحکم فی غیر المحسوسات بالاحکام المناسبۃ للمحسوسات ومحلہا البطن المؤخر من الدماغ والیہا الاشارۃ بقولہ ومن خلفہم والقوۃ الشہوانیۃ ومحلہا الکبد وہو عن یمین الانسان والیہا الاشارۃ بقولہ تعالیٰ وعن ایمانہم والقوۃ الغضبیۃ ومحلہا القلب الذی ہو فی الشق الایسر والیہا الاشارۃ بقولہ وعن شمائلہم والشیطان ما لم یستعن بشیء من ہذہ القوی لا یقدر علی القاء الوسوسۃ وہذا عندی نوع من الاشارۃ کما لا یخفی اھ۔

قولہ تعالیٰ قال اخرج منہا مذؤما الخ الظاہر ان الکلام کان بلا واسطۃ فدل علی ان المکالمۃ لیست من علامات القبول۔

قولہ تعالیٰ قال اخرج منہا مذؤما الخ (ترجمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہاں سے ذلیل و خوار ہو کر نکل) ظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ کلام بلا واسطہ ہوا سو اس سے معلوم ہوا کہ ہمکلام ہونا بھی علامات قبول سے نہیں

قوله تعالیٰ فوسوس لهما الشیطان الی قوله تعالیٰ فلما ذاقا الشجرة بدت لهما سوأتهما دل علی اجتماع العصمة والتصرف الشیطانی الذی لا یصل الی المعصیة فان فعل آدم علیه السلام لم یثبت کونه معصیة اصطلاحیة وانما سماه الله تعالیٰ معصیة لغة وانما کان اجتهادا یثاب علی الخطا منه وان ماجری علیه بهذا الخطاء لم یزد علی کشف عورتهما فیما بینهما وظاهر انه مباح فیما بین الزوجین ولما ثبت کون هذا التناول خطاء اجتهادیا ثبت کون النهی ظنی الدلالة مع کونه قطعی الثبوت فدل علی ان ترک مثل هذا الظنی الذی فیه مساغ للاجتهاد لا یوجب الطرد والعقاب نعم یوجب الضرر الدنیوی ومثلها الامر فی مخالفة الالهام والکشف الذی یحتمل الخطاء یلحق بمخالفته ضرر دنیوی لا عقاب اخروی فالهم واحفظ فکم من علماء ومشائخ غلطوا فی المسئلة فالعلماء جوزوا مخالفة الالهام کل تجویز والمشائخ حرموها کل تحریم والامر بینهما کما بینت والله اعلم۔

قولہ تعالیٰ فوسوس لهما الشیطان الی قوله تعالیٰ فلما ذاقا الشجرة بدت لهما سوأتهما (ترجمہ پھر شیطان نے اُن دونوں کے دل میں وسوسہ ڈالا الی قولہ تعالیٰ پس جب اُن دونوں نے جو درخت کو چکھا الخ) اسمیں دلالت ہے کہ عصمت کے ساتھ ایسا تصرف شیطانی جمع ہو سکتا ہے جو حد معصیت تک نہ پہونچا ہو کیونکہ آدم علیہ السلام کے فعل کا معصیت شرعیہ ہونا ثابت نہیں ہوا اگرچہ لغۃً حق تعالیٰ نے اسکو معصیت فرمایا ہے وہ صرف ایک اجتہادی خطا تھی جسپر ثواب بھی ملتا ہے اور اس خطا پر جو سزا جاری کیگئی ہے وہ صرف دونوں کے بدن کا ایک دوسرے کو سامنے کھلجانا ہے جو زوجین میں مباح ہے اور جب اسکا خطاء اجتہادی ہونا معلوم ہوگیا تو اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ یہ نہی باوجود قطعی الثبوت ہونے کے ظنی الدلالۃ تھی جسمیں اجتہاد کی گنجائش تھی تو اس سے یہ مسئلہ ثابت ہوا کہ جس دلیل ظنی میں اجتہاد کی گنجائش ہو اُسکا ترک کرنا طرد و عقاب کا موجب نہیں البتہ اس سے دنیوی ضرر ہو جاتا ہے اور (اشتراک علت سے) یہی حکم ہے کشف و الہام کی جو کہ محتمل خطا ہیں مخالفت کا کہ اسکے خلاف کرنے سے عذاب اخروی تو نہیں ہوتا لیکن کچھ دنیوی ضرر لاحق ہو جاتا ہے اسکو یاد رکھو کیونکہ علماء تو اسکی بالکل مخالفت کو بھی جائز رکھتے ہیں اور مشائخ اسکو بالکل حرام سمجھتے ہیں۔

قوله تعالیٰ انه یراکم هو وقبیله من حیث لا ترونهم فی الروح والقضیة مطلقة لا دائمة وفیه وعلی هذا لا یفسق مدعی رؤیتهم فی صورهم الاصلیة اذا کان مظنة للکرامة ولیس فی الآیة الا نفی رؤیتهم کذلک بحسب العادة الی قوله ومن هذا یعلم ان القول بکفر مدعی تلک الرؤیة خارج عن الانصاف فتدبره۔

قولہ تعالیٰ انه یراکم هو وقبیله من حیث لا ترونهم (ترجمہ وہ اور اُسکا لشکر تم کو اس طور پر دیکھتا ہے کہ تم اُنکو نہیں دیکھتے) روح میں ہے کہ قضیہ مطلقہ ہے دائمہ نہیں پس اگر کوئی شخص جنات کو اُنکی اصلی صورت میں دیکھنے کا دعویٰ کرے خاصکر جبکہ مظنہ کرامت کا بھی ہو اُسکو فاسق اور جھوٹا نہ کہا جاویگا اور آیت کا حاصل صرف اتنا ہے کہ عادۃً اس طرح نہیں دکھائی دیتے۔

قوله تعالىٰ واقيموا وجوهكم عند كل مسجد وادعوه مخلصين له الدين في الآية امر بالجمع باصلاح الظاهر والباطن فان اقامة الوجه طاعة ظاهرة والاخلاص طاعة باطنة

قولہ تعالیٰ واقیموا وجوہکم عند کل مسجد وادعوہ مخلصین لہ الدین الخ (ترجمہ اور یہ کہ تم ہر سجدہ کے وقت اپنا رخ سیدھا رکھا کرو اور اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طور پر کرو کہ اس عبادت کو اللہ ہی کے واسطے رکھا کرو)

اس آیت میں حکم ہے اصلاح ظاہر و باطن کو جمع کرنیکا اقیموا میں اول اور مخلصین میں ثانی کی طرف اشارہ ہے۔

قوله تعالىٰ قل انما حرم ربي الفواحش ما ظهر منها وما بطن والاثم والبغي بغير الحق وان تشركوا بالله ما لم ينزل به سلطانا وان تقولوا على الله ما لا تعلمون في الروح الفواحش رذائل القوة البهيمية والبغي رذائل القوة السبعية وان تقولوا رذائل القوة النطقية اه۔

قولہ تعالیٰ قل انما حرم ربی الفواحش الخ (ترجمہ آپ فرمائیے کہ البتہ میرے رب نے حرام کیا ہے تمام فحش باتوں کو الخ) یہ اشارہ ہے رذائل قوۃ بہیمیہ کی طرف اور بغی میں رذائل قوۃ سبعیہ کی طرف اور ان تقولوا میں رذائل قوہ نطقیہ کی طرف۔

قوله تعالىٰ ان الذين كذبوا باياتنا واستكبروا عنها لا تفتح لهم ابواب السماء كذلك في النشاة الدنيوية لا تفتح لهم ابواب الملكوت كما قال في الروح باب الاشارة فلا تعرج ارواحهم الى الملكوت ولا يدخلون الجنة اي جنة المعرفة والمشاهدة والقرب حتى يلج الجمل اي جمل نفسهم

قولہ تعالیٰ ان الذین کذبوا بایاتنا واستکبروا عنہا لا تفتح لہم ابواب السماء (ترجمہ جو لوگ ہماری آیتوں کو جھوٹا بتلاتے ہیں اور ان سے تکبر کرتے ہیں ان کے لئے آسمان کے دروازے نہ کھولے جائیں گے) روح میں ہے کہ اسی طرح ایسے لوگوں کے لئے دنیا میں ابواب ملکوت کشادہ نہیں ہوتے۔

المستكبرة في سم الخياط اي خياط احكام الشريعة الذي يخاط به ما شققته بين الشقاق وسمه اداب الطريقة لانها دقيقة جدا ولو لج ذلك الجمل لا يمكن مع الاستكبار بل لا بد من الخضوع والانقياد وترك الحظوظ النفسانية وحينئذ يكون الجمل اقل من البعوضة بل ادق من الشعرة فحينئذ يلج في ذلك السم اه۔

قوله تعالىٰ والذين آمنوا وعملوا الصالحات لا نكلف نفسا الا وسعها كذلك الشيخ لا يكلف المريد فوق وسعه في باب الاصلاح۔

قولہ تعالیٰ والذین آمنوا وعملوا الصالحات لا نکلف نفسا الا وسعہا (ترجمہ اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے ہم کسی شخص کو اس کی قدرت سے زیادہ کوئی کام نہیں بتلاتے) اسی طرح شیخ بھی مرید کو باب اصلاح میں اس کے تحمل سے زیادہ اسکو تکلیف نہیں دیتا۔

قوله تعالىٰ ونزعنا ما في صدورهم من غل في الروح اي قلعنا ما في قلوبهم من حقد مخفي فيها وعداوة كانت بمقتضى الطبيعة لامور جرت

قولہ تعالیٰ ونزعنا ما فی صدورہم من غل (ترجمہ اور جو کچھ ان کے دلوں میں غبار تھا ہم اسکو دور کر دیں گے) روح میں ہے کہ ان کے قلوب میں جو بمقتضائے طبیعت بعض

ف ۳۶۴ الجمع بين اصلاح الظاهر والباطن —
ف ۳۶۳ اصلاح ظاہر و باطن کو جمع کرنا —
ف ۳۶۵ اقسام ما يجب اصلاحه —
ف ۳۶۴ امور واجبۃ الاصلاح کے اقسام —
ف ۳۶۶ كون الكبر مانعا من فتح باب الملكوت —
ف ۳۶۵ کبر کا حجاب ملکوت سے مانع ہونا —
ف ۳۶۷ رعاية التحمل في الاصلاح —
ف ۳۶۶ اصلاح میں تحمل کی رعایت —

بینهم فی الدنیا اھ ففیہ دلیل علی ان الغل الطبعی الغیر الاختیاری غیر مانع من دخول الجنة

قولہ تعالیٰ وماکنا لنهتدی لولا ان ھدانا اللہ صریح فی ان الوصول الی المقصود وھبی لا کسبی والکسب الذی لہ دخل ما فیہ ظاھرا فذلک الکسب ایضاً وھبی۔

الحاشیۃ قولہ تعالیٰ الذین یصدون عن سبیل اللہ ویبغونها عوجا کذلک کما فی الروح الذین یصدون السالکین عن سبیل اللہ ای الطریق الموصلۃ الیہ سبحانہ ویبغونها عوجا بان یصفوها بما ینفر السالک عنها من الزیغ والمیل عن الحق اھ کاھل البدعة واصحاب الریاء۔

قولہ تعالیٰ ونادی اصحاب النار اصحاب الجنة ان افیضوا علینا من الماء او مما رزقکم اللہ فی الروح قیل ان الکفار لما کانوا عبید البطون حراصا علی الطعام والشراب فماتوا علی ما عاشوا وحشروا وادخلوا النار علی ما ماتوا فطلبوا الماء والطعام اھ ودل علی بقاء الذمائم بعد الموت۔

قولہ تعالیٰ ثم استوی علی العرش فی الروح وانت تعلم ان المشھور من مذھب السلف فی مثل ذلک تفویض المراد الی اللہ تعالیٰ فھم یقولون استوی علی العرش علی الوجہ الذی عناہ سبحانہ منزھا عن الاستقرار والتمکن وان تفسیر الاستواء

معاملات دنیویہ کے سبب کچھ مخفی عداوت وکینہ تھا وہ نکال دیجئے اھ اس سے ثابت ہوا کہ جو کینہ طبعی غیر اختیاری ہو وہ دخول جنت سے مانع نہیں۔

قولہ تعالیٰ وماکنا لنهتدی لولا ان ھدانا اللہ (ترجمہ اور ہماری کبھی رسائی نہ ہوتی اگر حق تعالیٰ ہمکو نہ پہونچاتے) اس سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ وصول الی المقصود وہبی ہے کسبی نہیں اور جس کسب کا ظاہرا کچھ دخل بھی ہے وہ کسب خود وہبی ہے۔

قولہ تعالیٰ الذین یصدون عن سبیل اللہ ویبغونها عوجا (ترجمہ جو اللہ کی راہ سے اعراض کیا کرتے ہیں اور اسمیں کجی تلاش کرتے رہتے ہیں) انہی کے مشابہ وہ لوگ ہیں جو سالکین طریق حق تعالیٰ کو روکتے ہیں اور اسمیں کجی کا قصد کرتے ہیں اسطرح پر کہ اسکو ایسے رنگ میں ظاہر کرتے ہیں کہ اس سے سالک کو نفرت ہوجاوے جیسے اہل بدعت اور اہل ریار۔

قولہ تعالیٰ ونادی اصحاب النار اصحاب الجنة ان افیضوا علینا من الماء او مما رزقکم اللہ (ترجمہ اور دوزخ والے جنت والوں کو پکاریں گے کہ ہمارے اوپر تھوڑا پانی ہی ڈالدو یا اور ہی کچھ دیدو جو اللہ تعالیٰ نے تمکو دے رکھا ہے) بعض نے کہا ہے کہ چونکہ یہ کفار شکم کے بندے اور کھانے پینے کے حریص تھے تو اسی حالت میں مرے اور اسی پر انکا حشر ہوا کہ کھانا اور پانی ہی مانگتے رہے اھ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ذمائم بعد مرگ بھی باقی رہتے ہیں۔

قولہ تعالیٰ ثم استوی علی العرش (ترجمہ پھر عرش پر قائم ہوا) سلف کا مذہب ایسے نصوص میں تفویض مراد کی حق سبحانہ تعالیٰ کی طرف ہے یعنی جو استوار حق تعالیٰ نے مراد لیا ہے اور وہ حق تعالیٰ کی شان کے موافق ہے وہی مراد ہے اور اکثر حضرات صوفیہ کا یہی مذہب ہے۔

بالاستیلاء تفسیر مرذول اذ القائل بہ لا یسعہ ان یقول کاستیلائنا بل لا بد ان یقول ھو استیلاء لائق بہ عزوجل فلیقل من اول الامر ھو استواء لائق بہ جل وعلا وقد اختیار ذلک السادۃ الصوفیۃ قدس اللہ تعالٰی اسرارھم وھو اعلم واسلم واحکم خلافاً لبعضھم اھ۔

قولہ تعالٰی الا لہ الخلق والامر فی الروح واستخرج سفیان بن عیینۃ من ھذا ان کلام اللہ تعالٰی شانہ لیس بمخلوق فقال ان اللہ تعالٰی فرق بین الخلق والامر فمن جمع بینھما فقد کفر یعنی من جعل الامر الذی ھو کلامہ سبحانہ من جملۃ ما خلقہ فقد کفر لان المخلوق لا یقوم الا بمخلوق مثلہ کذا فی تفسیر الخازن ولیس بشیٔ کما لا یخفی واخرج ابن ابی حاتم ان الخلق ما دون العرش والامر ما فوق ذلک وشاع عند بعضھم اطلاق عالم الامر علی عالم المجردات اھ قلت قولہ لیس بشیٔ لاحتمال التفسیر الثانی الذی حاصلہ ان الخلق ما ھو من المادۃ فنفیہ کما یقتضیہ کون الامر مقابلاً لہ لا یستلزم القدم وانما یستلزم نفی المادۃ عما ھو من الامر قلت وعلی ھذا الاحتمال الصحۃ اطلاق الامر علی المجردات۔ فافھم من ھذا معنی قول الصوفیۃ ان اللطائف من عالم الامر ای انھا من المجردات ومعنی کونھا فوق العرش کما فی التفسیر الثانی لیس معناہ ان مکانھا فوق العرش لان التمکن من خواص المادیات بل المراد انھا لیست مکانیۃ فعبر عن کونھا غیر متمکنۃ بکونھا فوق العرش لان العرش اقصی الامکنۃ فافھم واللہ اعلم ومن ثم قول الصوفیۃ ان ھذہ اللطائف فوق العرش فاحکام الصوفیۃ ھذہ لیست بمحض اصطلاحاتھم بل لھا اصل عن السلف ویحتمل ان یکون قولہ کما لا یخفی اشارۃ الی احتمال التخصیص بعد التعمیم وعلیہ لا یتمشی جمیع ما مر من تائید الصوفیۃ بقول السلف ویبقی عنوان المسئلۃ کشفیۃ وعنوانھا اصطلاحیۃ۔

قولہ تعالٰی الا لہ الخلق والامر (ترجمہ یاد رکھو اسی کے لئے خاص ہے خالق ہونا اور حاکم ہونا) روح میں ہے کہ سفیان بن عیینہ نے اس سے کلام الٰہی کا غیر مخلوق ہونا مستنبط کیا ہے یعنی کلام حق اس کا امر تو یقیناً ہے اور امر کو مقابل فرمایا ہے خلق کا تو معلوم ہوا کہ وہ خلق سے منزہ ہے اور یہ استدلال کچھ نہیں اسلئے کہ یہاں دوسری تفسیر بھی محتمل ہے جیسا کہ ابن ابی حاتم نے روایت کی ہے کہ خلق تو ما تحت عرش کے ہے اور امر ما فوق عرش کے ہے آہ حاصل اس تفسیر ثانی کا یہ ہو سکتا ہے کہ خلق مادیات کے ساتھ خاص ہو تو کلام اللہ وامر کی مادیت کی نفی سے غیر مخلوق ہونا لازم نہیں آتا اور اس سے مجردات پر عالم امر کے اطلاق کی صحت معلوم ہوتی ہے اور صوفیہ نے جو لطائف کو عالم امر سے کہا ہے اور اسکو فوق العرش بھی کہا ہے اس کی اصل نکل آئی یعنی فوق العرش کی تفسیر یہی ہے کہ وہ مادیات میں سے نہیں تو اس بنا پر صوفیہ کے ان احکام کی اصل سلف سے بھی معلوم ہوتی ہے اور ممکن ہے کہ وہ دوسری تفسیر محتمل یہ ہو کہ الامر تخصیص بعد التعمیم ہو یعنی پیدا کرنا بھی اسی کا کام ہے اور حکم کرنا بھی کہ ایک فرد ہے پیدا کرنے کی یعنی خطاب کو پیدا کرنا تو اس بنا پر اس میں صوفیہ کی یہ تائید نہ ہوگی۔

۲۸۱ الاوصحۃ الصوفیۃ فی المتشابہات

۲۸۲ معنی قول الصوفیۃ ان اللطائف من عالم الامر وانھا فوق العرش

۲۸۳ صوفیہ کے اس قول کی تحقیق کہ لطائف عالم امر سے اور فوق العرش ہیں

قوله تعالیٰ ادعوا ربكم تضرعا وخفية في الروح اى اعبدوه تضرعا وخفية اشارة الى طريق الجلوة والخلوة او ادعوه بالجوارح والقلب انه لا يحب المعتدين المتجاوزين عما امروا به بترك الامتثال او الذين يطلبون منه سواه آه

قولہ تعالیٰ ادعوا ربکم تضرعا وخفیہ (ترجمہ تم لوگ اپنے پروردگار سے دعا کیا کرو تذلل ظاہر کرکے بھی اور چپکے چپکے بھی) اسمیں اشارہ ہے طریق جلوت وخلوت کی طرف یا عبادت جوارح وقلب کی طرف۔

قوله تعالیٰ والبلد الطيب يخرج نباته باذن ربه والذى خبث لا يخرج الا نكدا في الروح وهذا كما قال غير واحد مثل لمن ينجع فيه الوعظ والتنبيه من المكلفين ولمن لا يؤثر فيه شئ من ذلك اه وايده بآثار موقوفة وروايات مرفوعة ثم قال في باب الاشارة (قلت لم يبق فيه بعد هذه الادلة) ما نصه والبلد الطيب وهو ما طاب استعداده يخرج نباته باذن ربه حسنا غزيرا نفعه والذى خبث وهو ما ساء استعداده لا يخرج الا نكدا الاخير فيه اه ففيه دليل على مسئلة الاستعداد۔

قولہ تعالیٰ والبلد الطیب یخرج نباتہ باذن ربہ والذی خبث لا یخرج الا نکدا (ترجمہ اور جو سرزمین ستھری ہوتی ہے اس کا پیداوار تو خدا تعالیٰ کے حکم سے خوب نکلتا ہے اور جو خراب ہے اس کا پیداوار کم نکلتا ہے ایاس شخص کی مثال ہے جسمیں وعظ موثر ہوتا ہے اور جسمیں موثر نہیں ہوتا یعنی طیب الاستعداد وفاسد الاستعداد کی پس اسمیں مسئلہ استعداد کی دلیل ہے۔

قوله تعالیٰ او عجبتم ان جاءكم ذكر من ربكم على رجل منكم وهذا هو داب الجاهلين باولياء عصرهم يحقرونهم بمحض المعاصرة۔

قولہ تعالیٰ او عجبتم ان جاءکم ذکر من ربکم علی رجل منکم (ترجمہ اور کیا تم اس بات سے تعجب کرتے ہو کہ تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس ایک ایسے شخص کی معرفت جو تمہاری ہی جنس کا ہے کوئی نصیحت کی بات آگئی) اور یہی طریقہ ہے جاہلوں کا اپنے ہمعصر اولیا کے ساتھ کہ محض معاصرت کے سبب اُن سے منافرت کرتے ہیں۔

قوله تعالیٰ قال الملأ الذين كفروا من قومه انا لنراك في سفاهة قد خلت من قبل سنة السفهاء من تسفيه عقلاء الدين ويشاهد ايضا في زماننا فينبغى لهم ان يصبروا على اذاهم۔

قولہ تعالیٰ قال الملأ الذین کفروا من قومہ انا لنراك فی سفاھۃ (ترجمہ اُن کی قوم میں جو سردار کافر تھے انھوں نے کہا کہ ہم تمکو کم عقلی میں دیکھتے ہیں)۔ یہی طریقہ سفہاء کا پہلے سے چلا آیا ہے کہ عقلاء دین کو سفیہ کہا کرتے ہیں اس زمانہ میں بھی اسکا مشاہدہ ہو رہا ہے تو ان حضرات کو صبر کرنا چاہیئے۔

قوله تعالیٰ وزادكم في الخلق بسطة فاذكروا آلاء الله دل على كون القوة والزيادة في الجسم من نعم الله تعالى فليس من الزهد تحقير النعم الدنيوية

قولہ تعالیٰ وزادکم فی الخلق بسطۃ فاذکروا آلاء اللہ (ترجمہ اور ڈیل ڈول میں تمکو زیادہ پھیلاؤ دیا سو خدا تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کرو) اس سے معلوم ہوا کہ قوۃ اور جسامت

كما عليه المتقشفون۔

قوله تعالیٰ هذه ناقة الله في الروح اضافة الناقة الى الاسم الجليل لتعظيمها كما يقال بيت الله مسجد اه قلت وهو اسهل التوجيهات لاضافة الصورة الى الله تعالیٰ في قوله عليه السلام ان الله خلق آدم على صورته الحديث۔

قوله تعالیٰ وتنحتون الجبال بيوتا فاذكروا آلاء الله دل على كون المهارة في الصناعة من نعم الله تعالیٰ واذكر ما مر في قوله تعالیٰ وزادكم في الخلق بسطة

قوله تعالیٰ فتولى عنهم وقال يقوم لقد ابلغتكم الخ في الروح فتولى عنهم بعد ان جرى عليهم ما جرى على ما هو الظاهر وفيه وخطابه عليه السلام لهم كخطاب رسول الله صلى الله عليه وسلم قتلى المشركين حين القوا في قليب بدر اه قلت ظاهره سماع الموتى ما لم ينفه دليل قوي وليس۔

قوله تعالیٰ اتاتون الفاحشة ما سبقكم بها من احد في تقييد الفاحشة بعدم السبق بها دلالة على ان تاسيس المنكر اشد من الاقتداء فيه ونفطن من ذلك فعل المبدعات۔

قوله تعالیٰ ولا تبخسوا الناس اشياءهم في الروح قيل ويدخل في ذلك بخس الرجل حقه من حسن المعاملة والتوقير اللائق وبيان فضله على ما هو عليه للسائل عنه وكثير فمن ينتسب الى اهل العلم اليوم مبتلون بهذا البخس اه قلت كانه قياس على

کی زیادتی بھی حق تعالیٰ کی نعمت ہے تو ... تحقیر زہد میں داخل نہیں جیسا بعض متقشفین کا مذاق ہے۔

قولہ تعالیٰ ھذہ ناقۃ اللہ (ترجمہ یہ اونٹنی ہے اللہ کی) یہ اضافۃ تشریف کے لئے ہے جیسے مسجد کو بیت اللہ کہتے ہیں میں کہتا ہوں کہ حدیث میں جو آیا ہے ان اللہ خلق آدم علی صورتہ اس اضافت کی اسہل توجیہات یہ ہو سکتی ہے۔

قولہ تعالیٰ وتنحتون الجبال بیوتا فاذکروا آلاء اللہ (ترجمہ اور پہاڑوں کو تراش تراش کر ان میں گھر بناتے ہو سو خدا تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کرو) اس سے معلوم ہوا کہ کسی صنعت میں مہارۃ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے، ابھی وزادکم فی الخلق بسطۃ میں ایسا ہی مضمون گذرا ہے۔

قولہ تعالیٰ فتولی عنہم وقال یقوم لقد ابلغتکم۔ (ترجمہ صالح ان سے منہ موڑ کر چلے اور فرمانے لگے کہ اے میری قوم میں نے تو تم کو اپنے پروردگار کا حکم بتلا دیا) ظاہراً یہ خطاب بعد ہلاک کے ہے تو اس سے ظاہراً سماع موتی معلوم ہوتا ہے جب تک کوئی دلیل قوی نفی نہ کرے

قولہ تعالیٰ اتاتون الفاحشۃ ما سبقکم بہا من احد (ترجمہ کہ تم ایسا فحش کام کرتے ہو جسکو تم سے پہلے کسی نے دنیا جہان والوں میں سے نہیں کیا) فاحشہ کا عدم سبق کے ساتھ مقید کرنا اس پر دال ہے کہ منکر کی ایجاد اسکی اقتداء سے اشد ہے اور اسی سے بدعت کا درجہ سمجھ لو۔

قولہ تعالیٰ ولا تبخسوا الناس اشیاءہم (ترجمہ اور لوگوں کا ان کی چیزوں میں نقصان مت کیا کرو) مدلول نص پر اسکو بھی قیاس کیا جاویگا جسمیں اکثر اہل علم مبتلا ہیں کہ دوسرے اہل فضیلت کے اس حق کی تنقیص کرتے ہیں کہ ان کی ساتھ جو توقیر اور ان کے اظہار فضیلت کا

علیہ بولی الشخص۔

معاملہ کرنا چاہیئے نہیں کرتے۔

قولہ تعالیٰ فکیف اسیٰ علی قوم کٰفرین فی الروح
فی قولہ تعالیٰ علی قوم الخ اقامۃ الظاہر مقام الضمیر للاشعار بعدم استحقاقہم التاسف علیہم لکفرہم اھ فدل علی عدم الرحمۃ علی المبغوضین۔

قولہ تعالیٰ فکیف اسیٰ علی قوم کٰفرین (ترجمہ پھر میں ان کافر لوگوں پر کیوں رنج کروں) بجائے علیہم کے علی کٰفرین کہنا اشعار ہے کہ کفر کے سبب یہ لوگ مستحق تاسف کے نہیں اس سے معلوم ہوا کہ مبغوضین پر ترحم نہ چاہیئے۔

قولہ تعالیٰ ولو ان اھل القریٰ اٰمنوا واتقوا لفتحنا علیہم برکات الخ دل علی ان الطاعۃ لہا دخل فی النعم الدنیویۃ علی العبد وان المعصیۃ لہا دخل فی النقم الدنیویۃ علیہ کما یدل علیہ قولہ فیما بعد ولکن کذبوا فاخذناہم سواء کانت النعمۃ والنقمۃ حسیتین او معنویتین۔

قولہ تعالیٰ ولو ان اھل القریٰ اٰمنوا واتقوا لفتحنا علیہم برکات من السماء (ترجمہ اور اگر ان بستیوں کے رہنے والے ایمان لے آتے اور پرہیز کرتے تو ہم ان پر آسمان زمین کی برکتیں کھول دیتے) الیٰ مابعدہ الیٰ آیت سے ملکر یہ دال ہے کہ نعم دنیویہ میں طاعت کو اور نقم دنیویہ میں معصیت کو بھی دخل ہے خواہ وہ نعمت و نقمت حسی ہو یا معنوی۔

قولہ تعالیٰ فلا یامن مکر اللہ الا القوم الخاسرون ویدخل فیہم من اغتر بکونہ صاحب النسبۃ ولم یخف استلابہا فایاک ایاک ان تامنہ ففی الامن الخوف وفی الخوف الامن۔

قولہ تعالیٰ فلا یامن مکر اللہ الا القوم الخاسرون (ترجمہ کہ خدا تعالیٰ کی پکڑ سے بجز ان کے جنکی شامت ہی آگئی ہو اور کوئی بے فکر نہیں ہوتا) اسمیں وہ بھی داخل ہے جو اپنے صاحب نسبت ہونے پر مغرور ہوا اور سلب نسبت سے خوف نہ کرے۔

قولہ تعالیٰ فما کانوا لیؤمنوا بما کذبوا من قبل فیہ ذم للتمادی واللجاج والاصرار والعناد وقد کثر فی المتزعمین بزی العلماء والمشایخ لا یرجعون عما صدر عنہم اول الوھلۃ ولو ظہر علیہم بطلانہ۔

قولہ تعالیٰ فما کانوا لیؤمنوا بما کذبوا من قبل (ترجمہ پھر جس چیز کو انھوں نے اول میں جھوٹا کہدیا یہ بات نہ ہوئی کہ اسکو مان لیتے) اسمیں اصرار و عناد کی مذمت ہے اور اسوقت یہ بلا مقتداؤں میں بہت ہوگئی کہ جس بات میں ایک بار انکار نکلگیا پھر باوجود ظہور بطلان کے بھی اسکو کبھی نہ مانیں گے۔

قولہ تعالیٰ قال الملأ من قوم فرعون ان ھذا لسٰحر علیم یرید ان یخرجکم من ارضکم ھذا تصویر الحق الذی جاء بہ موسیٰ فی صورۃ الباطل الذی افتراہ فرعون من ارادۃ موسیٰ علیہ السلام الاخراج وھذا من عادۃ المروجین للباطل الراغبین عن الحق وان سموا انفسہم صوفیۃ ینفرون العامۃ عن متبعی السنۃ تصویرا لمعروفہم فی صورۃ المنکر۔

قولہ تعالیٰ قال الملأ من قوم فرعون ان ھذا لسٰحر علیم یرید ان یخرجکم من ارضکم (ترجمہ قوم فرعون میں جو سردار لوگ تھے انھوں نے کہا کہ واقعی یہ شخص بڑا ماہر جادوگر ہے یہ چاہتا ہے کہ تمکو تمھاری سرزمین سے باہر کردے) فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کے طریق حق کو ایک باطل کی صورت میں ظاہر کیا یہی حال ہے اہل باطل کا گو وہ صوفی ہی کہلاویں کہ عوام کو اہل حق سے نفرت دلانے

کے لئے اُن کے حق کو بُرے بُرے عنوان سے ظاہر کرتے ہیں۔

قولہ تعالیٰ قال القوا قد یقال انہ علیہ السلام انما اذن بھم لیبطل سحرھم فھو ابطال الکفر بالآخرۃ وتحقیق لمعجزتہ علیہ السلام کذا فی الروح ولاجل امثال تلک المصلحۃ قد یاذن بعض الشیوخ فیما ظاہرہ المعصیۃ کما استاذننی بعض الاحباء فی قبول منصب التدریس فی بعض المدارس الذی لا ارضاہ فاذنت لہ فیہ فزاحمنی بعض الحاضرین وکان لی فیہ حکمتہ انہ اذا اقام فی المدرسۃ شاھد المنکرات التی ھی مبنیٰ لرأئی فیتنفر برؤیتہ مالا ینتفر بمحض روایتی فوقع ما ظننت وترکہ مستقبحا ایاہ محققا لما رأہ۔

قولہ تعالیٰ قال القوا (ترجمہ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم ہی ڈالو) موسیٰ علیہ السلام کا مقصود اس سے خود اذن دینا نہ تھا بلکہ اذن کو ان کے کفر کے ابطال اور اپنے معجزہ کی اثبات کا ذریعہ بنانا تھا ایسی ہی مصلحت سے بعض اوقات شیوخ ایسے امر میں اذن دیدیتے ہیں کہ ظاہر اسکا معصیت ہوتا ہے مگر اخیر میں انہیں کی مصلحت پر مبنی ہوتی ہے وہی مصلحت اُن کو مقصود ہوتی ہے۔

قولہ تعالیٰ فلما القوا سحروا اعین الناس یدخل فی الناس موسیٰ علیہ السلام لقولہ تعالیٰ فی طہ فاذا حبالھم وعصیھم یخیل الیہ من سحرھم انھا تسعی افادت امورا الاول عدم الاغترار بالخوارق والثانی کون التصرف فی الخیال احد اقسام السحر ومنہ عمل الترب الشائع فی زماننا الذی یسمی مسمریزم والثالث لا ینافی التاثر منہ الکمال الباطنی فانہ علیہ السلام قد تاثر منہ فمثل ھذہ الافعال لیست بدلیل تکون الفاعل من اھل الحق ولا یلزم قدرتہم علیھا۔

قولہ تعالیٰ فلما القوا سحروا اعین الناس (ترجمہ پس جب انھوں نے ڈالا تو لوگوں کی نظر بندی کردی) اور اس ناس میں موسیٰ علیہ السلام بھی داخل ہیں چنانچہ سورہ طہ میں ہے یخیل الیہ آہ پس اس سے کئی امر مستفاد ہوئے اول خوارق سے دھوکا نہ کھانا کہ اہل باطل سے بھی ظاہر ہوسکتے ہیں ثانی سحر کی ایک قسم خیال میں تصرف کرنا بھی ہے اسی میں مسمریزم بھی داخل ہے ثالث ایسی چیزوں سے متاثر ہوجانا کمال باطنی کے خلاف نہیں چنانچہ موسیٰ علیہ السلام خائف ہوئے اور اہل حق کا ایسے امور پر یا اُن کے ابطال پر قادر ہونا لازم نہیں۔

قولہ تعالیٰ والقی السحرۃ دلت علی ان الاصل فی الامر ھو الجذب من الحق تعالیٰ وقد اجمعوا علیہ

قولہ تعالیٰ فالقی السحرۃ (ترجمہ اور جو ساحر تھے سجدہ میں گر گئے) اس سے معلوم ہوا کہ اصل طریق میں جذب من الحق ہے اور اس پر اہل طریق کا اجماع ہے

قولہ تعالیٰ قال عسی ربکم ان یھلک عدوکم ویستخلفکم فی الارض دل علی کون الکفار مغلوبین والمومنین غالبین من النعم العظیمۃ فلیس معنی ترک الدنیا الاستسلام للخزی والھوان للکفار الا بعذر العجز ولیس الملک منافیا لکمال الایمان۔

قولہ تعالیٰ قال عسی ربکم ان یھلک عدوکم ویستخلفکم فی الارض (ترجمہ فرمایا بہت جلد اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کو ہلاک کر دینگے اور بجائے اُنکے تمکو اس سرزمین کا مالک بنا دینگے) اس میں دلالت ہے کہ کفار کا مغلوب ہونا اور مومنین کا غالب ہونا نعمائے عظیم سے ہے پس ترک دنیا کے یہ معنی نہیں ہیں کہ کفار کو ہاتھ میں بلا عذر کے ذلت اور خواری میں پڑا رہے

(باقی آئندہ)

قوله تعالیٰ فاغرقناهم فی الیم دل علی ترتب العقوبة الدنیویة علی المعصیة ولو بعد ایجاب الآخرة ایضاً۔

قوله تعالیٰ قالوا یا موسیٰ اجعل لنا الٰها کما لهم آلهة قال انکم قوم تجهلون وفی الحدیث للترمذی قرأ رسول الله صلی الله علیه وسلم الآیة لما قال بعضهم له صلی الله علیه وسلم اجعل لنا ذات انواط کما لهم ذات انواط فدلت الآیة بعد انضمام الروایة علی قبح اتباع الجهلة فی رسوم ولو دنیویة فما بال من یتشبه بهم فی عبادة القبور واتخاذ السرج والستور علیها وفی الروح بعد نقل الحدیث والناس الیوم قد اتخذوا من قبیل ذات الانواط شیئاً کثیراً لا یحیط به نطاق الحصر اھ۔

قوله تعالیٰ فتم میقات ربه اربعین لیلة اصل للاربعین المعتاد عند المشائخ الذی یشاهدون البرکات فیها۔

قوله تعالیٰ وقال موسیٰ لاخیه هرون اخلفنی فی قومی فیه اصل لتفویض المریدین الی بعض خلفائه۔

قوله تعالیٰ قال لن ترانی نص فی امتناع رؤیته تعالیٰ فی النشأة الدنیویة فبطل من ادعاها او مغرور ولا یریبك قوله تعالیٰ فلما تجلی ربه لان التجلی هو الظهور الذی هو فعله تعالیٰ ولا یلزم

قوله تعالیٰ فاغرقناهم فی الیم (ترجمہ ان کو دریا میں غرق کر دیا) معلوم ہوا کہ عقوبت دنیویہ کا بھی معصیت پر مرتب ہو جاتی ہے۔

قوله تعالیٰ قالوا یا موسیٰ اجعل لنا الٰها کما لهم آلهة قال انکم قوم تجهلون (ترجمہ کہنے لگے اے موسیٰ ہمارے لئے بھی ایک معبود ایسا ہی مقرر کر دیجئے جیسے ان کے یہ معبود ہیں آپ نے فرمایا کہ واقعی تم لوگوں میں بڑی جہالت ہے) حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس درخواست کے جواب میں (کہ ہمارے لئے بھی ہتھیار لٹکانے کو ایک درخت مقرر فرما دیجئے جیسے مشرکین نے مقرر کر رکھا ہے) یہ آیت پڑھ دی تھی اس سے معلوم ہوا کہ دنیوی عادات میں بھی اہل باطل کے ساتھ تشبہ مذموم ہے اور بدعات مزعمہ عبادات میں تو کیا پوچھنا ہے۔

قوله تعالیٰ فتم میقات ربه اربعین لیلة (ترجمہ کہ ان کے پروردگار کا وقت پورے چالیس (روز) پورا ہو گیا) اس میں اصل ہے چلہ کی جو مشائخ میں معتاد اور مشاہد البرکات ہے۔

قوله تعالیٰ وقال موسیٰ لاخیه هرون اخلفنی فی قومی (ترجمہ اور موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون سے کہہ دیا تھا کہ میرے بعد ان لوگوں کا انتظام رکھنا) اس میں اصل ہے جو مریدوں کو بعض خلفا کے سپرد کر دیتے ہیں۔

قوله تعالیٰ قال لن ترانی (ترجمہ ارشاد ہوا کہ تم مجھ کو ہرگز نہیں دیکھ سکتے) نص ہے اس میں کہ دنیا میں رویت الٰہیہ نہیں ہوتی تو جو شخص اس کا مدعی ہو یا دھوکہ میں ہے یا دھوکہ دیتا ہے اور شب معراج اس سے مستثنیٰ ہے۔

منه وقوع الرؤیة التی هی فعل موسیٰ الذی منعه الصعق عنها وان اختلج فی صدرك ان الآیة نص فی تأخر الصعق عن التجلی فعلم انه علیه السلام کان مفیقاً عند التجلی فلم یکن الصعق مانعاً له فازحه ان تقدم التجلی علی الصعق ذاتی لا زمانی فزمان التجلی والصعق واحد فبقی مانعاً وامادؤ یته

(۳۳)

اصل الاربعین فی الطریق

صلى الله عليه وسلم ليلة المعراج فمخصوص منه او كان في الاخرة [illegible]

قوله تعالى ساصرف عن آياتي الذين يتكبرون في الارض بغير الحق في الروح قيل المراد انهم يتكبرون على من لا يتكبر كالانبياء عليهم السلام لانه لا يكون بغير حق واما التكبر على المتكبر فهو بحق لما في الاثر التكبر على المتكبر صدقة وانت تعلم ان هذا صورة تكبر لا تكبر حقيقة فلعل مراد هذا القائل ان التقييد بما ذكر لاظهار انهم يتكبرون حقيقة اه

قوله تعالى ساصرف عن آياتي الذين يتكبرون في الارض بغير الحق (ترجمہ میں ایسے لوگوں کو اپنے احکام سے برگشتہ ہی رکھوں گا جو دنیا میں تکبر کرتے ہیں جس کا ان کو کوئی حق حاصل نہیں) تکبر بغیر حق فرمایا کہ غیر متکبر کے مقابلہ میں تکبر کرے اور متکبر کے مقابلہ میں تکبر کرنا بحق ہے اور حقیقت میں وہ صورۃً تکبر ہے حقیقۃً نہیں۔

الحاشية في الروح يتكبرون في الارض بغير الحق وهم الذين في مقام النفس فيكون تكبرهم حجابا لهم عن آيات الله واما المتكبرون بالحق وهم الذين فنيت صفاتهم وظهرت عليهم صفات مولاهم فليسوا المحجوبين ولا يعد تكبرهم مذموما لانه ليس تكبرهم حقيقة وانما حظهم منه كونه مظهر الله اهـ

(۳۴)

قوله تعالى واتخذ قوم موسى من بعده من حليهم عجلا جسدا له خوار الم يروا انه لا يكلمهم الخ دل على ذم الاغترار بالخوارق وعلى كون الدليل الشرعي حجة قاضية على الخوارق وترجيحه عليها۔

قوله تعالى واتخذ قوم موسى من بعده من حليهم عجلا جسدا له خوار الم يروا انه لا يكلمهم (ترجمہ اور موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے ان کے بعد اپنے زیوروں کا ایک بچھڑا ٹھیرایا جو کہ ایک قالب تھا جس میں ایک آواز تھی کیا انھوں نے یہ نہ دیکھا کہ وہ ان سے بات تک نہیں کرتا تھا) اس سے ثابت ہوا [۲۱۱] کہ خوارق سے دھوکہ نہ کھاوے اور الم یروا سے معلوم ہوا کہ دلیل شرعی اسپر حجت قاضیہ اور اسپر راجح ہے۔

الحاشية في الروح وكثير من الناس اليوم عبيد الدرهم والدينار وهما العجل المعنوي يعمرون لم يسجدوا له آه۔

قوله تعالى ولما رجع موسى الى قومه غضبان اسفا دل على جواز الغضب على المريد اذا احتيج اليه۔

قوله تعالى والقى الالواح في الروح اي وضعها على الارض كالطارح لها ليأخذ براس اخيه مما عراه من فرط الغيرة الدينية وكان عليه السلام شديد الغضب لله سبحانه الى قوله وليس هنالك الا العجلة في الوضع الناشئة من الغيرة لله تعالى اهـ

قوله تعالى ولما رجع موسى الى قومه غضبان اسفا (ترجمہ اور جب موسیٰ اپنی قوم کی طرف واپس آئے غصہ اور رنج میں بھرے ہوئے) معلوم ہوا [۲۱۱] کہ حاجت کے وقت مرید پر غصہ جائز ہے

قوله تعالى والقى الالواح (ترجمہ اور جلدی سے تختیاں ایک طرف رکھیں) دین کے جوش میں ایسا غصہ آیا معلوم ہوا [۲۱۲] کہ ایسا غصہ بدخلقی نہیں جیسے بعض اہل اللہ کی عادت ہے اور یہ بھی معلوم ہوا [۲۱۳] کہ غلبۂ حال عذر ہے کیونکہ یہ کسر اسی غلبہ میں ہوا۔

للتقيه بهذا الالقاء كقوله تعالى في طه ان اقذفيه في التابوت فاقذفيه في اليم وكقوله تعالى في القصص فالقيه في اليم فغفيه اصل لما جبل عليه بعض اهل الله من شدة بغضهم في الدين وفرط حميتهم وان سماه العامة سوء الخلق حاشاهم عن ذلك وان ثبت في الروح عن احمد وغيره وعبد بن حميد والبزار وابن ابي حاتم وابن حبان والطبراني وغيرهم عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يرحم الله تعالى موسى ليس المعاين كالمخبر اخبره ربه تبارك وتعالى ان قومه فتنوا بعده فلم يلق الالواح فلما رآهم وعاينهم القى الالواح فتكسر منها ما تكسر له دل على كون الغضب جبلي وقد وقت عليه الحال لان الكسر لا يكون بدون الالقاء فظاهر معناه لكن لشدة الحمية لم يتمالك ولم يتماسك۔

قوله تعالى واخذ براس اخيه يجره اليه في الروح ظنا منه عليه السلام انه قصر في كفهم اذ قلت ولم يقصر فيه دل على جواز الخطأ في اجتهاد الانبياء فما ظنك بالشيوخ وانه لا ينافي الكمال فان البشر بشر وان بلغ العرش فما بال الذين يعتقدون في شيوخهم استحالة الخطأ منهم۔

قوله تعالى واخذ براس اخيه يجره اليه (ترجمہ: اپنے بھائی کا سر پکڑ کر ان کو اپنی طرف گھسیٹنے لگے) روح میں ہے کہ یہ گمان ہوا کہ انھوں نے روکنے میں کوتاہی کی ہے حالانکہ کوتاہی نہ کی تھی اس سے معلوم ہوا کہ کاملین سے خطاء اجتہادی ہو سکتی ہے تو شیوخ غیر معصومین سے کیوں نہ ممکن ہوگی۔

قوله تعالى ان الذين اتخذوا العجل سينالهم غضب من ربهم وذلة في الحيوة الدنيا دل على ان الذلة الدنيوية قد تكون عقوبة لبعض المعاصي۔

قوله تعالى ان الذين اتخذوا العجل سينالهم غضب من ربهم وذلة في الحيوة الدنيا (ترجمہ جن لوگوں نے گوسالہ پرستی کی ہے ان پر بہت جلد ان کے رب کی طرف سے غضب اور ذلت اس دنیوی زندگی ہی میں پڑے گی) معلوم ہوا کہ دنیوی ذلت کبھی سزا معصیت کی ہوتی ہے۔

قوله تعالى ورحمتي وسعت كل شيء فساكتبها للذين يتقون الجملة الثانية تبطل استدلال بعضهم بالجملة الاولى على كون عاقبة كل الخلق الرحمة والمغفرة وهو ظاهر۔

قوله تعالى ورحمتي وسعت كل شيء فساكتبها للذين يتقون (ترجمہ اور میری رحمت تمام اشیاء کو محیط ہو رہی ہے تو وہ رحمت ان لوگوں کے نام تو ضرور ہی لکھوں گا جو کہ خدا تعالیٰ سے ڈرتے ہیں) پہلے جملہ سے جو بعض نے استدلال کیا ہے کہ کفار کا اخیر بھی رحمت و مغفرت ہے دوسرا جملہ اس استدلال کو باطل کرتا ہے۔

قوله تعالى اذ يعدون في السبت الى قوله كذلك نبلوهم في الروح واستدل بعض اهل العلم بقصة هؤلاء المعتدين على حرمة الحيل في الدين وايد ذلك بما اخرجه ابن بطة عن ابي هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا ترتكبوا ما ارتكب اليهود فتستحلوا

قوله تعالى اذ يعدون في السبت الى قوله كذلك نبلوهم (ترجمہ جبکہ وہ ہفتہ کے بارہ میں حد سے نکل رہے تھے جبکہ ان کے ہفتہ کے روز تو انکی مچھلیاں ظاہر ہو ہو کر ان کے سامنے آتی تھیں اور جب ہفتہ کا دن نہ ہوتا تو ان کے سامنے نہ آتی تھیں ہم ان کی اس طرح پر آزمائش کرتے تھے) اس سے

بجارم اللّٰہ تعالیٰ یاد فی الحیل اھ وماجوزہ حکماء الامۃ من بعض الحیل فھی مالیس فیہا ابطال المقاصد الدینیۃ والحقوق الیقینیۃ ومثلہ ثابت بالحدیث بع الجمع بالدراھم ثم ابتع بالدراھم واما الحیلۃ

معلوم ہوا کہ احکام شرعیہ کی بقا تعطیل کیلئے حیلے کرنا منہدم ہے اور جن حیل کا مشروع ہونا وارد ہے وہ احکام شرعیہ کی تحصیل کیلئے ہیں (اصل عربی میں پوری تقریر ہے)

لاسقاط الزکوٰۃ ففیہ ابطال الغرض الدینی وھو اغناء المساکین وکذلک ما لابطال الشفعۃ ففیہ ابطال الحق وفی الروح من باب الاشارۃ تحت ھذہ الآیۃ قال بعضھم ما کان ما قص اللّٰہ تعالیٰ الاکحال الاسلامیین من اھل زماننا فی اجتماع انواع الحظوظ النفسانیۃ من المطاعم والمشارب والملاھی والمناکح ظاھرۃ فی الاسواق والمحافل فی الایام المعظمۃ کالاعیاد والاوقات المبارکۃ کاوقات زیارۃ مشاھد الصالحین المعلومۃ المشھورۃ بین الناس اھ۔

قولہ تعالیٰ واذ قالت امۃ منھم لم تعظون قوما اللّٰہ مھلکھم او معذبھم عذابا شدیدا قالوا معذرۃ الی ربکم ولعلھم یتقون قد تقرر فی محلہ انہ اذا علم الناھی حال المنھی عنہ وان النھی لا یؤثر فیہ سقط عنہ النھی وھذہ الامۃ نھوا ولا الا انھم رأوا عدم النفع فکفوا ولم یعرض اولئک کما اعرض ھؤلاء لعدم بلوغھم فی الیاس کما بلغ اخوانھم او لفرط حرصھم وجدھم فی امرھم کما وصف اللّٰہ تعالیٰ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بقولہ تعالیٰ فلعلک باخع نفسک علی آثارھم مجملا وقد توقف ابن عباسؓ اولا فی ھذہ الامۃ فقال لہ عکرمۃ الا تراھم (۳۶)

قولہ تعالیٰ واذ قالت امۃ منھم لم تعظون قوما اللّٰہ مھلکھم او معذبھم عذابا شدیدا قالوا معذرۃ الی ربکم ولعلھم یتقون (ترجمہ اور جبکہ ان میں سے ایک جماعت نے یوں کہا کہ تم ایسے لوگوں کو کیوں نصیحت کیے جاتے ہو جنکو اللّٰہ تعالیٰ بالکل ہلاک کرنے والے ہیں یا ان کو سخت سزا دینے والے ہیں انھوں نے جواب دیا کہ تمھارے رب کے روبرو عذر کرنے کے لئے اور اسی لئے کہ شاید یہ ڈر جائیں) مسئلہ یہ ہے کہ جب نفع کی امید نہ ہو نہی عن المنکر کا وجوب ساقط ہو جاتا ہے تو قائلین اول نے یاس کی وجہ سے وعظ چھوڑ دیا اور قائلین ثانی کو امید تھی اسلئے وہ کرتے رہے اور تحقیق یہ ہے کہ ساکتین کو بھی نجات رہی اب بھی اسی بناء پر اہل طریق کا مذاق مختلف ہے بعض اولین کے مشابہ ہے بعض دوسروں کے

کیف انکروا وکرھوا ما القوم علیہ وقالوا ما قالوا فاعجبہ قولہ وقال بنجاۃ الساکتۃ ھذا محصل ما فی الروح بتیسیر لفظی ومذاق اھل الطریق مختلف فی امثالہ فمشابہ للاولین ومشابہ للآخرین۔

قولہ تعالیٰ وبلوناھم بالحسنات والسیئات المراد الخصب والعافیۃ والجدب والشدۃ التی ھی حسنات وسیئات ظاھرۃ وکذلک قد یبتلی العبد بالحسنات الباطنۃ من المواجید والاذواق مع

قولہ تعالیٰ وبلوناھم بالحسنات والسیئات (ترجمہ اور ہم ان کو خوشحالیوں اور بدحالیوں سے آزماتے رہے) یہاں حسنات و سیئات سے مراد تنگی و فراخی ظاہری ہے اور کبھی حسنات باطنہ سے بھی ابتلاء کیا جاتا ہے۔ مثلاً معاصی کے

المواجید فیغتر بها فیحسب انه علی الحق وهو علی الباطل فلا یغتر بالبسط مع المعصیة فانه استدراج

تو معصیت کے ساتھ اگر بسط ہو وہ استدراج ہے اس سے

قوله تعالیٰ فخلف من بعدهم خلف ورثوا الکتاب یاخذون عرض هذا الادنی ویقولون سیغفر لنا وان یاتهم عرض مثله یاخذوه فی الروح وهذا حال کثیر من متصوفة زماننا فانهم یتهافتون علی الشهوات تهافت الفراش علی النار ویقولون ان ذلک لا یضرنا لانا واصلون وحکی عن بعضهم انه یاکل الحرام الصرف ویقول ان النفی والاثبات یدفع ضرره وهو خطأ فاحش وضلال بیّن اعاذنا الله تعالیٰ من ذلک اھ۔

ہوتے ہوئے مواجید واذواق حاصل ہوتے ہیں تو اس سے دھوکا ہوتا ہے کہ میں حق پر ہوں حالانکہ وہ باطل پر ہے دھوکا نہ کھانا چاہئے۔

قوله تعالیٰ فخلف من بعدهم خلف ورثوا الکتاب یاخذون عرض هذا الادنی ویقولون سیغفر لنا وان یاتهم عرض مثله یاخذوه (ترجمہ پھر ان کے بعد ایسے لوگ اُن کے جانشین ہوئے کہ کتاب کو اُن سے حاصل کیا اس دنیائے دنی کا مال متاع لے لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہماری ضرور مغفرت ہو جائیگی حالانکہ اگر اُن کے پاس ویسا ہی مال متاع آنے لگے تو اسکو لے لیتے ہیں) روح المعانی میں ہے کہ یہی حال ہے ہمارے زمانہ کے بہت متصوفین کا کہ شہوات دنیویہ پر پروانوں کی طرح گرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمکو مضر نہیں کیونکہ ہم واصل ہیں اور بعض کی حکایت سنی گئی ہے کہ وہ خالص حرام کھاتا تھا اور کہتا تھا کہ نفی واثبات اس کے ضرر کو دفع کر دیتا ہے اور یہ کھلی گمراہی ہے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔

(۳۷)

قوله تعالیٰ واذ اخذ ربک من بنی آدم من ظهورهم ذریتهم الآیة فی الروح الذی علیه المحدثون والصوفیة قاطبة ان الله تعالیٰ اخذ من العباد باسرهم میثاقا قالیا قبل ان یظهروا بهذه الهیئة المخصوصة وان الاخراج من الظهور کان قبل ایضا اھ وفیه قد روی عن ذی النون وقد سئل عن ذلک هل تذکره انه قال کانه الآن فی اذنی وقال بعضهم مستقربا ان هذا المیثاق

قوله تعالیٰ واذ اخذ ربک من بنی آدم من ظهورهم ذریتهم (ترجمہ اور جبکہ آپ کے رب نے اولاد آدم کی پشت سے اُن کی اولاد کو نکالا اور ان سے ان ہی کے متعلق اقرار لیا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں سب نے جواب دیا کہ کیوں نہیں ہم سب گواہ بنتے ہیں) حضرت ذو النون رحمۃ اللہ علیہ سے اس کے متعلق سوال کیا گیا کہ کیا تمکو یاد ہے اونھوں نے فرمایا گویا وہ میرے کانوں میں گونج رہا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ یہ تو کل کی بات ہے۔

بالامس کان اھ وکان الشیخ الشیرازی ترجم هذا بقوله ؎

الست از ازل ہمچناں شان بگوش	بفریاد قالوا بلی در خروش

قوله تعالیٰ واتل علیهم نبأ الذی اٰتیناه اٰیاتنا فانسلخ منها الآیة فی الروح عن الطیبی طیب الله ثراه ان من تفکر فی هذا المثل تحقق له ان

قوله تعالیٰ واتل علیهم نبأ الذی اٰتیناه اٰیاتنا فانسلخ منها الآیة (ترجمہ اور ان لوگوں کو اس شخص کا حال پڑھکر سنائیے کہ اسکو ہمنے اپنی آیتیں دیں پھر وہ ان سے

علماء السوء اسوء وا قبح من ذلک فما انعام من مثل علیهم وما هم فیه من التهالک فی الدنیا مالها وجاهها والرکون الی لذاتها وشهواتها من متابعة النفس الامارة وارخاء زمامها فی مرامها عافانا الله تعالی والمسلمین من ذلک اه وفیه من باب الاشارة اشارة الی من ابتلی بالحور بعد الکور بان سلک حتی ظهر له ما ظهر ثم رجع من الطریق لسوء استعداده وغلبة الشقاوة والعیاذ بالله تعالی واخلد الی الارض ای مال الی الارض الطبعیة السفلیة واتبع هواه فی ایثار السوی وقوله ان تحمل الخ کانه اشارة الی ان هذا المنسلخ لا یزال یطلق لسانه فی اهل الکمال سواء زجر عن ذلک او لم یزجر اه۔

یہ عمل ہی کل گیا پھر شیطان اسکے پیچھے لگ گیا سو وہ گمراہ لوگوں میں داخل ہوگیا) روح میں طیبی سے نقل کیا ہے (ترجمہ) جو شخص اس مثل میں غور کریگا اسکو یہ بات یقین کے ساتھ معلوم ہوجاویگی کہ علماء بے عمل اس سے زیادہ قبیح حالت میں ہیں کہ دنیا کے مال و جاہ میں اور اسکی لذات میں پھنسے ہوتے ہیں اور اسی میں باب اشارہ میں یہ ہے کہ جو شخص بعد سلوک کے طریق سے ہٹتا ہے اسپر وبال یہ ہوتا ہے کہ وہ ارض طبیعت سفلیہ کی طرف مائل ہوتا ہے اور ہوائے نفسانی کا اتباع کرتا ہے اور اہل اللہ کی شان میں زبان چلاتا ہے نعوذ باللہ۔

قوله تعالی ولقد ذرأنا لجهنم کثیرا الی قوله تعالی واولئک هم الغافلون هذا التذییل کالتنبیه علی ان الموجب لدخول جهنم هو الغفلة عن ذکر الله تعالی وارباب الذوق والمشاهدة یجدون ذلک من اودانهم لان القلب اذا غفل عن ذکر الله تبارک وتعالی واقبل علی الدنیا وشهواتها وقع فی نار الحرص ولا یزال یهوی من ظلمة الی ظلمة حتی ینتهی الی درکات الحرمان وبخلاف ذلک اذا انفتح علی القلب باب الذکر فانه یقع فی جنة القناعة ولا یزال یترقی من نور الی نور حتی ینتهی الی اعلی درجات الاحسان کذا فی الروح بتغیر کلمة اول العبارة

قوله تعالی ولقد ذرأنا لجهنم کثیرا من الجن والانس الی قوله تعالی واولئک هم الغافلون۔ (ترجمہ اور ہم نے ایسے بہت سے جن اور انسان دوزخ کیلئے پیدا کئے ہیں جنکے دل ایسے ہیں جن سے نہیں سمجھتے اور جنکی آنکھیں ایسی ہیں جن سے نہیں دیکھتے اور جن کے کان ایسے ہیں کہ جن سے نہیں سنتے یہ لوگ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ یہ لوگ زیادہ بے راہ ہیں یہ لوگ غافل ہیں) اس کا مدلول لفظی تو یہ ہے کہ غفلت عن اللہ موجب ہے نار کا اور مدلول قیاسی یہ ہے جس کا مشاہدہ بھی ہوتا ہے کہ غفلت عن اللہ موجب ہے نار حرص دنیا و شہوات کی جیسا کہ ذکر سے جنت قناعت کے انوار بڑھتے چلے جاتے ہیں۔

قوله تعالی قل لا املک لنفسی نفعا ولا ضرا الا ماشاء الله ولو کنت اعلم الغیب الآیة نص فی نفی القدرة المستقلة والعلم المحیط عن المقبولین فما بال الجهلة یعتقدونها فی مشایخهم ان هو الا ضلال مبین۔

قوله تعالی قل لا املک لنفسی نفعا ولا ضرا الا ماشاء الله ولو کنت اعلم الغیب (ترجمہ آپ کہدیجئے کہ میں خود اپنی ذات خاص کیلئے کسی نفع کا اختیار نہیں رکھتا اور نہ کسی ضرر کا مگر اتنا ہی کہ جتنا حق تعالی نے چاہا ہو اور اگر میں غیب کی باتیں جانتا ہوتا تو میں بہت سے منافع حاصل کرلیا کرتا اور کوئی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

آپ اپنی موقع میں ... کو فضل بشارت دینے والا اور ڈرانے والا ہوں ان لوگوں کو جو ایمان رکھتے ہیں) اس میں تصریح ہے کہ قدرت مستقلہ و علم محیط مقبولین سے منتفی ہے اور جہلاء اپنے پیروں کیلئے ایسا گمان رکھتے ہیں نعوذ باللہ۔

قوله تعالیٰ ان الذين تدعون من دون الله عباد امثالكم فادعوهم فليستجيبوا لكم الخ الآية وان وردت في الاصنام بدليل قوله تعالى فيما بعد الهم ارجل الخ لكن لما اناط الحكم على كونهم عباداً دل على ان المملوكية تمنع جواز الاستغاثة بغير الله وافرق بين ما نطقت به الآية وبين ما يفعله الغلاة۔

قولہ تعالیٰ ان الذين تدعون من دون الله عباد امثالكم فادعوهم فليستجيبوا لكم الآية ترجمہ (واقعی تم خدا کو چھوڑ کر جنکی عبادت کرتے ہو وہ بھی تم ہی جیسے بندے ہیں تم انکو پکارو پھر ان کو چاہیے کہ تمہارا کہنا کردیں اگر تم سچے ہو) آیت گو اصنام کے بارہ میں ہے بقرینہ ما بعد الهم ارجل الخ کے لیکن حکم کا مناط ان کو عباد یعنی مملوک پر رکھا ہے اس سے ثابت ہوا کہ ندا غیر اللہ بطور استغاثہ کے ناجائز ہے تو کہاں یہ آیت اور کہاں غالی جاہلوں کا فعل۔

قوله تعالیٰ خذ العفو ای ما عفا وتيسر ولا خذ مجاز عن القبول والرضا ای ارض من الناس بما تيسر من اعمالهم وبما اتى منهم وتسهل من غير كلفة ولا تطلب منهم الجهد وما يشق عليهم حتى لا ينفروا وامر بالعرف واعرض عن الجاهلين ای ولا تكافئ السفهاء بمثل سفههم ولا تمارهم واحلم عليهم عن جعفر الصادق ليس في القرآن آية اجمع لمكارم الاخلاق من هذه الآية كذا في الروح۔

قولہ تعالیٰ خذ العفو وامر بالعرف واعرض عن الجاهلين ترجمہ (سرسری برتاؤ کو قبول کرلیا کیجئے اور نیک کام کی تعلیم کردیا کیجئے اور جاہلوں سے ایک کنارہ ہو جایا کیجئے) اس میں لوگوں کی ساتھ تسامح اور اُن کو شفقت سے تعلیم اور جاہلوں کو ساتھ حلم کرنے کی تعلیم ہے حضرت جعفر صادقؒ کا ارشاد ہے کہ اس سے زیادہ کوئی آیت اخلاق کی جامع نہیں۔

قوله تعالیٰ واما ينزغنك من الشيطان نزغ فاستعذ بالله انه سميع عليم ان الذين اتقوا اذا مسهم طائف من الشيطان تذكروا فاذا هم مبصرون صريح في امكان اعتراء الوسوسة للكاملين مع ارشاد الى علاجه بالاستعاذة وتذكر امر الله ونهيه۔

قولہ تعالیٰ واما ينزغنك من الشيطان نزغ فاستعذ بالله انه سميع عليم ان الذين اتقوا اذا مسهم طائف من الشيطان تذكروا فاذا هم مبصرون ترجمہ (اور اگر آپ کو کوئی وسوسہ شیطان کی طرف سے آنے لگے تو اللہ کی پناہ مانگ لیا کیجئے بلاشبہ وہ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے یقیناً جو لوگ خدا ترس ہیں جب اُن کو کوئی خطرہ شیطان کی طرف سے آجاتا ہے تو وہ یاد میں لگ جاتے ہیں سو یکایک اُن کی آنکھیں کھل جاتی ہیں) اس میں کاملوں کو وسوسہ آنے کے امکان کی مع اس کے علاج یعنی استعاذہ اور تذکر امر و نہی کی تصریح ہے۔

قوله تعالیٰ واذا لم تأتهم بآية قالوا لولا اجتبيتها قل انما اتبع ما يوحى الي من ربي نص في كون الامور

قولہ تعالیٰ واذا لم تأتهم بآية قالوا لولا اجتبيتها قل انما اتبع ما يوحى الي من ربي ترجمہ (اور جب آپ

(٣٩)

ان الامور الغیبیة غیر اختیاریة فلا تکون علامة للکمال وانما العلامة کمال اتباع الوحی فاستقراء الخوارق مع الشرع جهل۔

کوئی معجزہ ان کے سامنے ظاہر نہیں کرتے تو وہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ معجزہ کیوں نہ لائے آپ فرما دیجئے کہ میں اس کا اتباع کرتا ہوں جو مجھ پر میرے رب کی طرف سے حکم بھیجا گیا ہے) اس میں

تشریح یہ ہے کہ امور غیبیہ غیر اختیاری ہیں اس لئے وہ کمال کی علامت بھی نہ ہوگی بڑی علامت کمال اتباع ہے وحی کا اس کے ہوتے ہوئے کرامات کی تلاش جہل ہے۔

قوله تعالیٰ واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا

عن مجاهد ان الایة فی الصلوٰة والخطبة یوم الجمعة کذا فی الروح وفی حکم الخطبة ارشاد الشیخ فینبغی للمرید استماعه والانصات له

قوله تعالیٰ واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا ترجمہ (اور جب قرآن پڑھا جایا کرے تو اس کی طرف کان لگا دیا کرو اور خاموش رہا کرو) مجاہد سے مروی ہے کہ یہ آیت صلوٰۃ و خطبہ جمعہ کے باب میں ہے اور خطبہ کے حکم میں شیخ کا ارشاد بھی ہے پس مرید کو اس وقت خاموش ہو کر سننا چاہیے۔

قوله تعالیٰ واذکر ربك فی نفسك تضرعا وخیفة

ودون الجهر من القول الاول الخفی والثانی الجهر المعتدل الذی هو دون الجهر المفرط کما فی الروح والمراد بالجهر رفع الصوت المفرط وبما دونه نوع آخر من الجهر وفیه باب الاشارة وذکروا ان حال المبتدی والسالك متوطة برأی الشیخ فانه طبیب لامراض القلوب فهو اعرف بالعلاج فقد یری له رفع الصوت بالذکر علاجا حیث توقف قطع الخواطر وحدیث النفس علیه اه وقوله ولا تکن من الغافلین فی مقابلة قوله واذکر یدل علی ان احد انواع الذکر عدم الغفلة وهو الفکر ولو لم یکن فیه حرکة باللسان اصلا لا خفیا ولا جلیا

قوله تعالیٰ واذکر ربك فی نفسك تضرعا وخیفة ودون الجهر من القول ترجمہ (اور اے شخص اپنے رب کی یاد کیا کر اپنے دل میں عاجزی کے ساتھ اور خوف کے ساتھ اور زور کی آواز کی نسبت کم آواز کے ساتھ) اول ذکر خفی ہے دوسرا جہر معتدل ہے (جیسا اس کی تقریر روح المعانی میں ہے) ولا تکن من الغافلین سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک قسم ذکر کی یہ بھی ہے کہ غفلت نہ ہو یعنی فکر ہو اگرچہ اس میں حرکت زبان کی اصلا نہ ہو نہ خفی اور نہ جلی روح کے باب اشارہ میں ہے کہ ان کا معاملہ شیخ کی رائے پر ہے کبھی وہ جہر تجویز کرتا ہے اور علاج وہی جانتا ہے۔

قوله تعالیٰ ان الذین عند ربك لا یستکبرون

عن عبادته ویسبحونه الخ فی تقدیم تبریهم عن الاستکبار علی سائر الطاعات دلالة علی ان علاج الکبر کانه شرط لباقی الاصلاح۔

قوله تعالیٰ ان الذین عند ربك لا یستکبرون عن عبادته ویسبحونه الخ ترجمہ (یقیناً جو تیرے رب کے نزدیک ہیں وہ اس کی عبادت سے تکبر نہیں کرتے اور اس کی پاکی بیان کرتے ہیں اور اس کو سجدہ کرتے ہیں) تکبر سے بری ہونے کے دوسری طاعات پر مقدم کرنے میں اس پر دلالت ہے کہ زوال کبر باقی اصلاح کی گویا شرط ہے۔

تمت سورة الاعراف

سورۂ اعراف تمام ہوئی

(۴۰)

ملحقہ من رسالۃ التائید المذکورۃ فی آخر التمہید

سورۃ الاعراف

قولہ تعالیٰ قل امر ربی بالقسط ای بالعدل و هو ان لا تمیل الی شئ سوی اللہ تعالیٰ

قولہ تعالیٰ - وادعوہ مخلصین لہ الدین قال بعض المشائخ الاخلاص نسیان رؤیۃ الخلق لدوام النظر الی الخالق -

قولہ تعالیٰ کلوا واشربوا ولا تسرفوا ای خذوا من الدنیا ستر العورۃ وسد الجوعۃ تحسب الا ان یؤخ یکم الحر والبرد فالبسوا ما یدفع الحر والبرد ولا تزیدوا علی ذلک تنعما من لین اللباس وطیب الطعام ولا تجملا ولا تفاخرا علی الفقراء فانہ اسراف ۰

قولہ تعالیٰ والبلد الطیب یخرج نباتہ باذن ربہ و البلد الطیب (ید خل فی عمومہ) نفس المؤمن و فیہ بیان لظہور ما فیہ استعداد الذکر والطاعۃ

قولہ تعالیٰ فاذکروا آلاء اللہ لعلکم تفلحون امرہم بذکر آلاء اللہ لکی یؤدی الی محبۃ اللہ فان القلب مجبول علی حب من احسن الیہا وہو نوع من المراقبۃ)

قولہ تعالیٰ وما ارسلنا فی قریۃ من نبی الا اخذنا

اضافہ

از رسالۃ تائید

سورہ اعراف

قولہ تعالیٰ قل امر ربی بالقسط - عدل یہ ہے کہ تو کسی چیز کی طرف بجز اللہ کے مائل نہ ہو

قولہ تعالیٰ وادعوہ مخلصین لہ الدین بعض مشائخ نے فرمایا ہے کہ اخلاص یہ ہے کہ خالق پر علی الدوام نظر رکھنے کی وجہ سے خلق پر نظر کرنے کو فراموش کر دیوے

قولہ تعالیٰ کلوا واشربوا ولا تسرفوا یعنی دنیا
۳۲ سے بقدر ستر ڈھانکنے کے اور بھوک روکنے کے لو اور بس مگر یہ کہ تم کو گرمی سردی تکلیف دے تو اس قدر اور پہن لو جو گرمی و سردی دفع کردے اور اس سے زیادتی مت کرو تنعم کے طور پر جیسے نرم لباس اور خوش خوراکی اور نہ آرائش کے طور پر اور نہ غریبوں کے مقابلہ میں تفاخر کے طور پر کیونکہ یہ اسراف ہے

قولہ تعالیٰ والبلد الطیب یخرج نباتہ باذن ربہ تو پاکیزہ شہر کے عموم میں داخل ہے) نفس مومن (اور اس آیت میں نفس مومن کے اندر جو استعداد ذکر و طاعت کی ہے اُس کے ظہور کا بیان ہے)۔

قولہ تعالیٰ فاذکروا آلاء اللہ لعلکم تفلحون اللہ تعالیٰ نے اُن کو نعمتوں کے یاد کرنے کا اس لئے حکم دیا کہ وہ یاد کرنا محبت الٰہی کا سبب بنجاوے کیونکہ اپنے محسن کی محبت قلوب کا امر جبلی ہے (اور یہ ایک قسم کا مراقبہ ہے۔)

قولہ تعالیٰ وما ارسلنا فی قریۃ من نبی الا اخذنا

اهلها بالباساء والضراء لعلهم يضرعون
فالله تعالى يدعو عباده الى بابه لطفا فان
ابوا فعنفا

قوله تعالى فتم ميقات ربه اربعين ليلة
وقال عليه السلام من اخلص لله تعالى اربعين
يوما الخ فيفهم ماخوذ من هذه الاية والحديث

قوله تعالى ساصرف عن اياتي الذين يتكبرون
في الارض بغير الحق اى عن كراماتي ومشاهداتي
الذين يتكبرون على عباد الله الفقراء والضعفاء
والاولياء وهذه الاية دالة على كون المتكبرين
بغير حق محجوبين عما للاولياء والعرفاء ويدل ايضا
على ان التكبر نوعان بحق وبغير حق فالتكبر بالحق
هو تكبر الفقراء على الاغنياء والضعفاء على الاقوياء
والمومنين على الكافرين قال الله تعالى اذلة على ۳۴
المومنين اعزة على الكافرين

قوله تعالى فرجع موسى الى قومه غضبان و
ذلك دلالة على جواز ان يغضب الشيخ المربي
على مريده

قوله تعالى واتل عليهم نبأ الذي اتيناه
اياتنا اى الكرامات منا فانسلخ منها اعلم ان
الانسلاخ نوعان انسلاخ من خير الى شر وانسلاخ
من شر الى خير وذلك هي تبدل هذه الصفات
وهي الحقد والحسد والكبر واضرابها بصفات حميدة
وهو الفناء واما الانسلاخ من خير الى شر فهو انعكاس
البالغ الى الابتداء بالمقامات والدرجات التي
ارتقى فيها فينزل عنها واذا نزل الى ابتدائه وهو
مقام الايمان فربما يبقى على ذلك ومنهم من لا يبقى

اهلها بالباساء والضراء لعلهم يضرعون اللہ
تعالیٰ اپنے بندوں کو اپنی درگاہ کی طرف لطف سے بلاتا
ہے پھر اگر وہ انکار کرتے ہیں تو سختی سے بلاتا ہے۔۔۔

قوله تعالى فتم ميقات ربه اربعين ليلة فرمایا نبی
علیہ السلام نے جو شخص اللہ کی چالیس دن اخلاص سے
عبادت کرے تو ان حضرات کا طریقہ (چلہ نشینی) اس آیت سے ماخوذ ہے

قوله تعالى ساصرف عن اياتي الذين يتكبرون في
الارض بغير الحق یعنی اپنی کرامتوں اور اپنے مشاہدوں سے
ان لوگوں کو (دور رکھتا ہوں) جو خدا کے بندوں یعنی فقیروں
اور کمزوروں اور ولیوں پر تکبر کرتے ہیں اور یہ آیت دال ہے
ناحق تکبر کرنے والوں کے محجوب ہونے پر کمالات اولیا و عارفین
سے اور اسپر بھی دلالت کرتی ہے کہ تکبر دو قسم پر ہے بحق اور ناحق
سو تکبر بحق فقیروں کا تکبر ہے امیروں پر اور کمزوروں کا زور
مندوں پر اور مسلمانوں کا کافروں پر۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے نرم
ہیں مسلمانوں کے مقابلہ میں سخت ہیں کافروں کے مقابلہ میں (اس سے مراد

قوله تعالى فرجع موسى الى قومه غضبان یہ آیت
دال ہے اسپر کہ شیخ مربی کو اپنے مرید پر غصہ کرنا جائز ہو
(جب کوئی داعی ہو)

قوله تعالى واتل عليهم نبأ الذي اتيناه اياتنا
جاننا چاہیے کہ انسلاخ دو قسم پر ہے ایک خیر سے نکلنا شر
کیطرف اور ایک شر سے نکلنا خیر کیطرف اور یہ دوسری
قسم بدلجانا ان صفات کا یعنی کینہ اور حسد اور تکبر اور ان کے
امثال کا صفات حمیدہ کے ساتھ اور فنا یہی ہے اور خیر سے
شر کیطرف نکلنا یہ ہے کہ جو شخص مقامات اور درجات تک
جنمیں وہ ترقی کر رہا ہے پہونچا ہو پھر ابتدا کی طرف لوٹ
آوے اور ان مقامات سے اتر آوے اور جب ابتدا کیطرف
سالک اتر آتا ہے اور وہ مقام ہے ایمان کا تو اکثر اوقات

والعیاذ باللہ تعالیٰ حتی یتسافل ومنہم من یسقط من اعلیٰ مقاماتہ بمرۃ واحدۃ الی اسفل السافلین کاللعین ابلیس وبلعم بن باعوراء ولو شئنا لرفعناہ بہا الی علیین وھذا دلیل علی انہ تعالیٰ لم یرفعہ بعد الی درجات المشاھدۃ (لان الواصل لا یرجع والفانی لا یرد) ولکنہ اخلد الی الارض ای اختار الدنیا ورضی بہ فاللہ تعالیٰ بین ان نزولہ الی الاسفل انما کان بکسبہ وسوء اختیارہ لنفسہ وھذا ایضاً دلیل علی انہ کان بعد فی مقامات الکسب والطریقۃ (لان ما بعد الکسب لیس اختیاریاً فلا یقدر معہ علی الاخلاد الیہا) وھذہ الآیۃ دالۃ علی ان الولی لا ینبغی ان یامن ما دام حیاً فی دار التکلیف (وبلوغہ الی ما بعد الکسب لا یعلم بہ یقیناً فعسی لم یبلغ)

اسی حالت پر باقی رہتا ہے اور بعضے اسپر بھی نہیں ٹھیرتے یہاں تک کہ نعوذ باللہ اسفل السافلین یعنی کفر تک گر جاتے ہیں اور ان میں سے بعضے دفعۃً ہی اسفل السافلین تک گر جاتے ہیں جیسے ابلیس لعین اور بلعم باعوراء ولو شئنا لرفعناہ بہا یہ دلیل ہے اس امر کی کہ اللہ تعالیٰ نے اسکو درجات مشاہدہ تک ہنوز نہیں بلند کیا تھا (کیونکہ واصل راجع نہیں ہوتا اور فانی واپس نہیں ہوتا) ولکنہ اخلد الی الارض یعنی دنیا کو اختیار کر لیا اور اسکے ساتھ راضی ہو گیا سو اللہ تعالیٰ نے بیان فرما دیا کہ اس کا نیچے اترنا اسکے عمل اور اسکے سوء اختیار سے تھا جو اس نے اپنے نفس کے لیے تجویز کیا تھا اور یہ اس کی بھی دلیل ہے کہ وہ ہنوز مقامات کسب اور راستہ میں تھا (کیونکہ جو کسب کے بعد حاصل ہوتا ہے وہ اختیاری نہیں تو اسکے ساتھ زمین کی طرف مائل نہیں ہو سکتا) اور یہ آیت اس امر پر دال ہے کہ ۳۵
ولی کو مامون ہونا مناسب نہیں جب تک وہ دار التکلیف میں زندہ ہے (اور ما بعد الکسب تک پہونچنا یقیناً معلوم ہو نہیں سکتا تو کیا عجیب کہ ہنوز پہونچا نہ ہو)

قولہ تعالیٰ لہم قلوب لا یفقہون بہا ولہم اعین لا یبصرون بہا ولہم آذان لا یسمعون بہا

اعلم ان القلوب جمع واحدہا قلب وانہ یستعمل لمسمیات کثیرۃ والاقرب الی افہام العوام قلب البدن ثم قلب النفس فی قلب البدن ثم قلب الطف فہو قلب النفس من قلب النفس ثم فی ھذا القلب العقل والروح الذی نسمیہ سراً وھذا السر قلب القلب الذی فیہ العقل ثم العقل والسر نوران روحانیان ثم الخفی بعد ذلک سر السر وقلبہ وعینہ فافہم (معطوف علی العقل والروح) فقولہ تعالیٰ لہم قلوب لا یفقہون بہا عنی بہ القلب

قولہ تعالیٰ لہم قلوب لا یفقہون بہا ولہم اعین لا یبصرون بہا ولہم آذان لا یسمعون بہا

جاننا چاہئے کہ قلوب جمع ہے اس کا واحد قلب ہے اور قلب بہت معنی میں مستعمل ہوتا ہے اور قریب تر فہم عوام کے قلب بدن ہے پھر قلب بدنی میں قلب نفس ہے پھر ایک اور قلب ہے جو قلب نفس سے بھی زیادہ لطیف ہے تو وہ قلب نفس کے اندر ہے پھر اس قلب میں عقل اور روح ہے جسکو ہم سر کہتے ہیں اور یہ سر اس قلب کا قلب ہے جسمیں عقل ہے پھر عقل اور سر یہ دو روحانی نور ہیں پھر خفی ہے بعد اسکے جو سر السر ہے اور اسی طرح اس کا دل اور اسکی آنکھ ہے خوب سمجھ لو اور قول اللہ تعالیٰ کا ان کے ایسے دل ہیں جن سے وہ سمجھتے نہیں مراد

الذی هو محل السر والعقل (لان قلب البدن کانوا یفقهون به مدرکاته) وقوله ولهم اعین وقوله لهم اذان انما اراد بذلک عیون القلب واذان القلب لا لهم کانوا یسمعون ویبصرون بحواسهم الظاهرة اولئک کالانعام بل هم اضل لانه لیس للانعام والبهائم عیون واذان فی قلوبهم کما للانسان هذه العیون والاذان الباطنة ومع ذلک ضلوا فکانوا اضل من الانعام والبهائم (و ثبت بهذا التقریر ما قالوا بوجود اللطائف فی الانسان)

یہ حضرات قائل ہیں یعنی وجود لطائف کا انسان میں)

قوله تعالیٰ ان ولیی الله الذی نزل الکتاب وهو یتولی الصلحین بزیادة التوفیق والعصمة والهدایة الی الحق ملا یتولی غیر الصالحین بل یکلهم الی انفسهم ۳۶

قوله تعالیٰ ان الذین اتقوا اذا مسهم طئف من الشیطان تذکروا فاذا هم مبصرون یعنی اذا مسهم الشیطان بالوسوسة والتشویش وارسال الستور وارخاء الحجاب علی القلب تذکروا الله تعالیٰ وذکروا اسمه ثم اذا تذکروا یردوا الله تعالیٰ عنهم ویرفع حجبه ویبصر قلب الذاکر وان ابلغ کلمات الذکر فی افادة تصفیة السر انما هو کلمة لا اله الا الله وانه مجرب

قوله تعالیٰ واذکر ربک فی نفسک ای بقلبک لان النفس باطن فالذکر فیه یکون باطنا وفی

الملحقة

اس سے وہ قلب ہے جو محل سر عقل ہے (اسلیئے کہ قلب بدن ہی تو وہ اسکے مدرکات کو سمجھتے تھے) اور قول اللہ تعالیٰ کا اُن کی ایسی آنکھیں ہیں اور قول اللہ تعالیٰ کا اُنکے ایسے کان ہیں مراد ان سے قلب کی آنکھیں اور قلب کے کان ہیں وجہ اسکی یہ کہ وہ حواس ظاہرہ سے تو سنتے دیکھتے تھے۔ اولئک کالانعام بل هم اضل کیونکہ چوپایوں اور جانوروں کے دلوں میں آنکھیں اور کان نہیں جیسا کہ انسان میں یہ آنکھ اور کان باطنی ہیں اور باوجود اسکے یہ لوگ بے راہ ہوگئے تو چوپایوں اور جانوروں سے بھی زیادہ بے راہ ٹھیرے (اور اس تقریر سے وہ ثابت ہوگیا جسکے

قوله تعالیٰ ان ولیی الله الذی نزل الکتاب وهو یتولی الصالحین زیادہ توفیق دیکر اور حفاظت فرماکر اور ہدایت الی الحق فرماکر اتنی اُن لوگوں کی کارسازی نہیں کرتا جو نیک نہیں ہیں بلکہ انکو انکے نفوس کے حوالہ کر دیتا ہے

قوله تعالیٰ ان الذین اتقوا اذا مسهم طئف من الشیطان تذکروا فاذا هم مبصرون یعنی جب اُن کو شیطان چھوتا ہے وسوسہ ڈال کر اور پریشان کرکے اور پردے اور حجاب قلب پر ڈال کر تو وہ اللہ کا ذکر کرتے ہیں اور اُس کا نام لیتے ہیں پھر جب وہ ذکر کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اُن سے وہ پردے دور کر دیتا ہے اور اُٹھا دیتا ہے اور قلب ذاکر کو بینا کر دیتا ہے اور کلمات ذکر میں سب سے زیادہ مفید تصفیہ سر میں کلمہ لا الہ الا اللہ ہے اور یہ مجرب ہے

قوله تعالیٰ واذکر ربک فی نفسک یعنی اپنے دل سے کیونکہ نفس باطن ہے پس جو ذکر اسمیں ہوگا وہ بھی ظاہر بایں ہوگا کہ باطن ہوگا

تمام ہوا ضمیمہ

سورۃ الانفال

قوله تعالیٰ انما المؤمنون الذین اذا ذکر الله وجلت قلوبهم واذا تلیت علیهم اٰیاته زادتهم ایمانا وعلیٰ ربهم یتوکلون الذین یقیمون الصلوٰة ومما رزقناهم ینفقون اولٰئك هم المؤمنون حقا الاٰیة جمعت الاٰیة بین جمیع اوصاف السالکین من الحال وهی الوجل والعقائد وهی الایمان والعمل الباطنی وهو التوکل والاعمال الظاهرة من الصلوٰة والانفاق ونص علی ان الایمان الکامل هو الجمع بین جمیعها فثبت کون الصوفیة کاملین فی الایمان لجمعهم جمیعها۔

قوله تعالیٰ کما اخرجك ربك من بیتك بالحق وان فریقا من المؤمنین لکارهون **وقوله تعالیٰ** وتودون ان غیر ذات الشوکة تکون لکم دل الاول علیٰ کون بعض النفع فی صورة الضرر والثانی علیٰ کون بعض الضرر فی صورة النفع وفیه العارفون فی احوالهم ومعاملاتهم کل حین والمسئلة معروفة عندهم یعنون ان اللطف فی صورة القهر والقهر فی صورة اللطف

قوله تعالیٰ وما جعله الله الا بشریٰ ولتطمئن به قلوبکم وما النصر الا من عند الله دل علیٰ ان فی الاسباب حکمة مع کون الاسباب غیر مؤثرة حقیقة وکون المسببات کلها من الله تعالیٰ

قوله تعالیٰ اذ یغشیکم النعاس فی الروم وهذه القوی البدنیة والصفات النفسانیة بنزول السکینة امنة منه ای امن من عنده سبحانه تعالیٰ

سورۃ الانفال

قوله تعالیٰ انما المؤمنون الذین اذا ذکر الله وجلت قلوبهم الیٰ قوله هم المؤمنون حقا۔ ترجمہ بس ایمان والے تو ایسے ہوتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر آتا ہے تو ان کے قلوب ڈر جاتے ہیں اور جب اللہ کی آیتیں ان کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ آیتیں ان کے ایمان کو اور زیادہ کر دیتی ہیں اور وہ لوگ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں جو کہ نماز کی پابندی کرتے ہیں اور ہم نے ان کو جو کچھ دیا ہے وہ اس میں سے خرچ کرتے ہیں سچے ایمان والے یہ لوگ ہیں۔

یہ آیت جامع ہے تمام اوصاف سالکین کی یعنی حال بھی کہ وجل ہے اور عقائد بھی کہ ایمان ہے اور عمل باطنی بھی کہ توکل ہے اور عمل ظاہر بھی کہ صلوٰۃ اور انفاق ہے اور اس پر نص ہے کہ ایمان کامل ان سب اوصاف کو جمع کرنا ہے اور چونکہ صوفیہ ان سب اوصاف کو جامع ہیں اس سے انکا کامل الایمان ہونا ثابت ہو گیا

۳۷ **قوله تعالیٰ** کما اخرجك ربك من بیتك بالحق وان فریقا من المؤمنین لکارهون ترجمہ جیسا آپ کے رب نے آپ کے گھر سے مصلحت کے ساتھ آپ کو روانہ کیا اور مسلمانوں کی ایک جماعت اس کو گراں سمجھتی تھی **وقوله تعالیٰ** وتودون ان غیر ذات الشوکة تکون لکم ترجمہ اور تم اس تمنا میں تھے کہ غیر مسلح جماعت تمہارے ہاتھ آ جاوے

آیت اول سے معلوم ہوتا ہے کہ کبھی نفع بصورت ضرر ہوتا ہے اور ثانی سے معلوم ہوتا ہے کہ کبھی ضرر بصورت نفع ہوتا ہے اور عارفین اس کو ہر وقت اپنے معاملات اور احوال میں مشاہدہ کرتے ہیں

قوله تعالیٰ وما جعله الله الا بشریٰ ولتطمئن به قلوبکم وما النصر الا من عند الله ترجمہ اور اللہ تعالیٰ نے یہ امداد محض اس لئے کی کہ بشارت ہو اور تاکہ تمہارے دلوں کو اطمینان ہو جاوے اور نصرت صرف اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ اس پر دال ہے کہ باوجود اسباب کے غیر مؤثر ہونے کے اور مسببات کے منجانب اللہ ہونے کے بھی اسباب میں حکمتیں ہیں

قوله تعالیٰ اذ یغشیکم النعاس امنة منه ترجمہ اس وقت کو یاد کرو جبکہ اللہ تم پر اونگھ کو طاری کر رہا تھا یعنی نزول سکینہ سے قویٰ بدنیہ وصفات نفسانیہ کا سکون امنة منه یعنی حق تعالیٰ کی طرف سے امن ہے

وینزل علیکم من السماء ماء لیطهرکم به ویذهب عنکم رجز الشیطان ولیربط علی قلوبکم ای یقویها بقوة الیقین ویسکن جاشکم ویثبت به الاقدام اذ الشجاعة وثبات الاقدام فی المخاوف من ثمرات قوة الیقین اهـ ففی الآیة اثبات لکثیر مما اعتبره الصوفیة

علیکم من السماء ماء لیطهرکم به ویذهب عنکم رجز الشیطان ترجمہ اور تم پر آسمان سے پانی برسا رہا تھا تاکہ اس پانی کے ذریعہ سے تم کو پاک کردے اور تم سے شیطانی وسوسہ کو دفع کردے یعنی شیطان کا وسوسہ اور تخویف ولیربط علی قلوبکم ترجمہ اور تمہارے دلوں کو مضبوط کردے یعنی قوۃ یقین سے قلب کو قوی فرمادے اور تمہارے قلب کو قرار بخشے ویثبت به الاقدام وجہ یہ کہ خوفناک مواقع میں شجاعت و ثابت قدمی قوۃ یقین کے ثمرات سے ہے کذا فی الروح پس آیت میں چند امور کا اثبات ہے جو صوفیہ کے نزدیک معتبر ہیں۔

قوله تعالیٰ فلم تقتلوهم ولکن الله قتلهم وما رمیت اذ رمیت ولکن الله رمی فی الروح باب الاشارة (وهی کالصراحة) فلم تقتلوهم ولکن الله قتلهم تادیب منه سبحانه لاهل بدر وهدایة لهم الی فناء الافعال حیث سلب الفعل عنهم بالکلیة ویشبه هذا من وجه قوله تعالیٰ وما رمیت اذ رمیت ولکن الله رمی والفرق انه لما کان النبی صلی الله علیه وسلم فی مقام البقاء بالحق سبحانه نسب الیه الفعل بقوله تعالیٰ اذ رمیت مع سلبه عنه بما رمیت واثباته لله تعالیٰ فی حیز الاستدراک لیفید معنی التفصیل فی معنی الجمع فیکون الرامی محمدا صلی الله علیه وسلم بالله تعالیٰ لا بنفسه ولعلو مقامه صلی الله علیه وسلم وعدم کونهم فی ذلک المقام الارفع نسب سبحانه الیه صلی الله علیه وسلم ما نسب ولم ینسب الیهم رضی الله تعالیٰ عنهم من الفعل شیئا وهذا احد اسرار تغیر الاسلوب فی الجملتین حیث لم ینسب فی الاولی ونسب فی الثانیة اهـ

قوله تعالیٰ فلم تقتلوهم ولکن الله قتلهم وما رمیت اذ رمیت ولکن الله رمی ترجمہ سو تم نے ان کو قتل نہیں کیا لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو قتل کیا اور آپ نے خاک کی مٹھی نہیں پھینکی لیکن اللہ تعالیٰ نے وہ پھینکی۔ روح میں ہے کہ پہلے جملہ میں فناء افعال کی طرف ہدایت ہے کہ ان سے فعل کو بالکلیہ سلب کرلیا گیا اور دوسرے جملہ میں فناء کے ساتھ بقاء کی طرف بھی اشارہ ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقام بقاء پر تھے اسی لئے رمیت کی نسبت ثابت بھی کی گئی ہے اور اسکی نفی بھی کی گئی ہے اور لکن اللہ رمی میں اشارہ ہے کہ آپ بنفسہ رامی نہ تھے بلکہ رامی باللہ تھے اور چونکہ صحابہ (اسوقت) اس مقام میں نہ تھے تو انکی طرف کوئی فعل منسوب نہیں کیا گیا اھ

قوله تعالیٰ وان الله مع المؤمنین فیه اثبات المعیة

قوله تعالیٰ وان الله مع المؤمنین ترجمہ اور واقعی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کے ساتھ ہے۔ اس میں معیت کا اثبات ہے

قوله تعالیٰ ولو علم الله فیهم خیرا استعدادا صالحا لاسمعهم سماع تفهم ولو اسمعهم مع عدم علمه بالخیر فیهم لتولوا ولم ینتفعوا به

قوله تعالیٰ ولو علم الله فیهم خیرا یعنی استعداد لاسمعهم مراد سماع تفہم ہے ولو اسمعهم یعنی باوجود عدم علم بالخیر یعنی عدم خیر کے لتولوا یعنی منتفع نہوں

وارتدوا اذ شأن العارض الزوال وهم معرضون
بالذات كذا في الروح ولكن اما بعد الا من قوله
تعالى واعلموا ان الله يحول بين المرء وقلبه -
فيزول الاستعداد فافتهم والفرصة كذا في الروح

کیونکہ عارض کی شان یہی ہوتی ہے کہ زائل ہوجاتا
ہے وهم معرضون یعنی بالذات اھ كذا في الروح (پ
اسمیں اثبات ہے مسئلہ استعداد کا) اور اسیطرح بعد آنیوالی آیت واعلموا
ان الله يحول بين المرء وقلبه کا حاصل بھی یہی ہے کہ
پھر استعداد زائل ہوجاوے گی اسلئے فرصت کو غنیمت سمجھو كذا في الروح۔

قوله تعالى واتقوا فتنة لا تصيبن الذين
ظلموا منكم خاصة بل تشملهم وغيرهم بشوم
الصحبة كذا في الروح اى مع المداهنة
یعنی جب مداہنت ہو۔

قوله تعالى واتقوا فتنة لا تصيبن الذين ظلموا
منكم خاصة ترجمہ اور تم ایسے وبال سے بچو کہ جو خاص انہیں لوگوں پر واقع نہ ہوگا جو تم میں ان گناہوں کے مرتکب ہوئے ہیں
یعنی بلکہ انکو اور دوسروں کو بوجہ شوم صحبت کے شامل ہوگا

قوله تعالى وما كانوا اولياءه ان اولياؤه الا المتقون
في الروح رجع الضميرين الى المسجد هو المتبادر
المروى عن ابى جعفر والحسن وقيل هما راجعان
اليه تعالى ويفسر المتقون حينئذ بما هو اخص
من المسلمين لان ولاية الله تعالى لابد فيها ايضا
من المرتبة الثانية من التقوى وان وجدت المرتبة
منها فالولاية ولاية كبرى وهذا مما نعرفه من
نصوص الشريعة المطهرة وغالب الجهلة اليوم

قوله تعالى وما كانوا اولياءه ان اولياؤه
الا المتقون ترجمہ حالانکہ وہ لوگ اس مسجد کے متولی نہیں
اسکے متولی تو سوا متقیوں کے اور کوئی بھی اشخاص نہیں۔
بعض کے نزدیک الله تعالى کی طرف ضمیر راجع ہے پس
تقویٰ کا شرط ولایت ہونا منصوص ہے اور دوسری
آیت سورۂ یونس کی الا ان اولياء الله لا خوف عليهم
بلا دوسرے احتمال کے اسمیں نص ہے آجکل تارکین شریعت
کو ولی سمجھا جاتا ہے۔ انا لله

على ان الولى هو المجنون ويعبرون عنه بالمجذوب وكلما اطبق جنونه وكثر هذيانه واستقذرت
النفوس السليمة احواله كانت ولايته اكمل وتصرفه في ملك الله تعالى اتم وبعضهم يطلق الولى
عليه وعلى من ترك الاحكام الشرعية ومرق من الدين المحمدى وتكلم بكلمات القوم وتزيا بزيهم
وليس منهم في عير ولا نفير الى قوله وكذا انكار فيهم الشيخ الاكبر قدس سره في الفتوحات بنحو ذلك
سے الى الماء يسعى من يغص بلقمة ؛ الى اين يسعى من يغص بماء اه وان لم ترض يكون ذلك
المضمون تحت هذه الآية لكون هذا الارجاع مرجوحا فاجعله تحت آية سورة يونس من قوله تعالى
الا ان اولياء الله لا خوف عليهم ولا هم يحزنون الذين آمنوا وكانوا يتقون فان فيها نصا على كون
ولاية الله تعالى خاصة بالمتقين

قوله تعالى اذ يريكهم الله في منامك قليلا دل
على اخفاء الله تعالى بعض الواقعات في بعض الاوقات

قوله تعالى اذ يريكهم الله في منامك قليلا ترجمہ وہ وقت
بھی قابل ذکر ہے کہ جب الله تعالى نے آپکے خواب میں آپ کو

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فما ظنک بغیرہ صلی اللہ علیہ وسلم فما بال من یعتقد اعدم تجویزہ فی شیخہ وجزمہ بکشفہ ومنامہ وھذا کان فی المنام وکن امکن ان یکون فی الیقظۃ کما فی اٰیۃ بعدھا واذ یریکموھم اذالتقیتم فی اعینکم قلیلا ویقللکم فی اعینھم

(وہ لوگ کم دکھلائی) آیت سے معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ بعض اوقات بعض واقعات کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی مخفی فرما لیتے ہیں اور غیر نبی کا تو کیا ذکر ہے (جیسا اس واقعہ میں ہوا کہ کفار تھے تو زیادہ اور حضور پر منکشف ہوئے کم) سو اس شخص کا کیا حال ہے جو اس کو اپنے شیخ کے لئے جائز نہ سمجھے اور اسکے کشف اور خواب پر جزم کرلے اور یہ واقعہ تو منام میں تھا اور ایسا ہی یقظہ میں ممکن ہے جیسا اسکے بعد والی آیت میں مذکور ہے واذ یریکموھم اذالقیتم فی اعینکم قلیلا ویقللکم فی اعینھم

قولہ تعالیٰ ولا تکونوا کالذین خرجوا من دیارھم بطرا ورئاء الناس الخ

فی الروح نھی المؤمنین ان یکونوا امثالھم فی البطر والریاء وامرھم بان یکونوا اھل تقوی واخلاص فیہ عن بعضھم حذر اللہ تعالیٰ بھذہ الاٰیۃ اولیاءہ عن مشابھۃ اعدائہ اھ

قولہ تعالیٰ ولا تکونوا کالذین خرجوا من دیارھم بطرا ورئاء الناس الخ ترجمہ (اور ان لوگوں کے مشابہ مت ہونا کہ جو اپنے گھروں سے اتراتے ہوئے اور لوگوں کو دکھلاتے ہوئے نکلے اور لوگوں کو اللہ کے رستہ سے روکتے تھے) اس میں مسلمانوں کو بطر اور ریاء میں انکے مشابہ ہونے سے نہی کی گئی ہے پس اولیاء کو اعداء کی مشابہت سے ممانعت ہوئی۔

قولہ تعالیٰ۔ فلما تراءت الفئتان نکص علی عقبیہ وقال انی بریء منکم انی اریٰ ما لا ترون انی اخاف اللہ

فی روح المعانی نا سبا الی ابن عباس والکلبی والسدی وغیرھم تمثل لھم ابلیس بصورۃ سراقۃ بن مالک الکنانی وکان من اشراف کنانۃ الی اٰخر القصۃ قلت فدلت الاٰیۃ علی مسائل الاول ان ابلیس قد یترک وسوسۃ الذنب کما ترک فی ھذا الوقت ما وسوس الا بقولہ لا غالب لکم الیوم من الناس وانی جار لکم وھذا الترک انما یکون اذا رأی ان الانسان یذنب بلا وسوسۃ والثانی امکان الکشف لاھل الباطل حیث کوشف برؤیۃ الملئکۃ والثالث جواز التمثل حیث تمثل بصورۃ کنانی والرابع ان الخوف الطبعی من اللہ تعالیٰ لا یغنی شیئا انما المطلوب الخوف الایمانی وفی الروح ایضا لکن ترک الوسوسۃ انما یکون حسنا اذا کان اجلالا وحیاء من اللہ تعالیٰ فاما الخوف من البطش فقط وھو لم یخف الا کذلک اھ

قولہ تعالیٰ فلما تراءت الفئتان نکص علی عقبیہ وقال انی بریء منکم انی اریٰ ما لا ترون انی اخاف اللہ ترجمہ (پھر جب دونوں جماعتیں ایکدوسرے کے مقابل ہوئیں تو وہ الٹے پاؤں بھاگا اور یہ کہا کہ میرا تم سے کوئی واسطہ نہیں میں ان چیزوں کو دیکھ رہا ہوں جو تم کو نظر نہیں آتیں میں تو خدا سے ڈرتا ہوں) اس واقعہ میں ابلیس سراقہ بن مالک کنانی کی صورت میں متمثل ہو گیا تھا پس آیت میں کئی مسئلوں پر دلالت ہے اول ابلیس کبھی گناہ کے وسوسہ کو ترک بھی کردیتا ہے جیسا اس قصہ میں اول وسوسہ لا غالب لکم الیوم من الناس وانی جار لکم پھر انی بریء منکم کہکر اسکو ترک کردیا اور یہ ترک اسوقت ہوتا ہے جب سمجھتا ہے کہ بدون میرے وسوسہ کے بھی انسان گناہ کرلیگا دوسرا مسئلہ اہل باطل کیلئے کشف کا ممکن ہونا چنانچہ ابلیس کو ملائکہ مکشوف بھی ہوئے جسکی خبر اس قول میں دی گئی انی اریٰ ما لا ترون تیسرا مسئلہ تمثل کا امکان جیسا وہ کنانہ کی صورت میں متمثل ہوا چوتھا مسئلہ خدا تعالیٰ سے خوف طبعی کا کافی نہ ہونا جیسا شیطان کا خوف تھا اور اس نے انی اخاف اللہ کہا مطلوب خوف ایمانی ہے۔

قوله تعالى ذلك بان الله لم يك مغيرا نعمة انعمها على قوم حتى يغيروا ما بانفسهم دخل فى عمومه ما اذا انقطع عن السالك الانوار والبركات المقصودة اذا صدر عنه المعصية او ترك شيئا من الطاعة وفى روح المعانى من باب الاشارة اى حتى يفسد واستعدادهم فلا تبقى لهم مناسبة للخير وحينئذ يغير سبحانه النعم الى النقمة لطلبهم اياها بلسان الاستعداد ولا فالله تعالى اكرم من ان يسلب نعمة شخص مع ما استحقاقها فيه اه قلت ويكون فساد الاستعداد باحد الامرين اما صدور المعصية واما ترك الطاعة فآل الى ما قلت

قوله تعالى ذلك بان الله لم يك مغيرا نعمة انعمها على قوم حتى يغيروا ما بانفسهم ترجمہ: یہ بات اس سبب سے ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی ایسی نعمت کو جو کسی قوم کو عطا فرمائی ہو نہیں بدلتے جبتک کہ وہی لوگ اپنے ذاتی اعمال کو نہیں بدل ڈالتے) اس کے عموم میں وہ صورت بھی داخل ہوگئی کہ جب سالک سے کوئی معصیت صادر ہوجاتی ہے یا کوئی طاعت ترک ہوجاتی ہے تو اس سے انوار و برکات مقصودہ منقطع ہوجاتے ہیں۔

قوله تعالى واما تثقفنهم فى الحرب فشرد بهم من خلفهم الى قوله واعدوا لهم ما استطعتم من قوة ومن رباط الخيل ترهبون به عدو الله دل على ان تدبير السياسى لا ينافى الكمال فى الباطن كما هو زعم الغلاة من اهل الرهبانية

قوله تعالى فاما تثقفنهم فى الحرب فشرد بهم من خلفهم الى قوله واعدوا لهم ما استطعتم من قوة ومن رباط الخيل ترهبون به عدو الله (ترجمہ: سو اگر آپ لڑائی میں اُن لوگوں پر قابو پائیں تو اُن کے ذریعہ سے اور لوگوں کو جو کہ اُن کے علاوہ ہیں منتشر کردیجئے تاکہ وہ لوگ سمجھ جاویں اور اگر آپ کو کسی قوم سے خیانت کا اندیشہ ہو تو آپ وہ عہد ان کی طرف واپس کردیجئے کہ آپ اور وہ برابر ہوجائیں بلاشبہ اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتے اور کافر لوگ اپنے کو یہ خیال نہ کریں کہ وہ بچ گئے یقیناً وہ لوگ عاجز نہیں کرسکتے اور اُن کافروں کے لئے جسقدر تم سے ہوسکے ہتھیار اور پلے ہوئے گھوڑوں سے سامان درست رکھو کہ اُسکے ذریعے سے تم رعب جمائے رکھو اُن پر جو اللہ کے دشمن ہیں) اس میں دلالت ہے کہ سیاسی تدابیر کمال باطنی کے منافی نہیں جیسا بعض غلاۃ اہل رہبانیت خیال کرتے ہیں۔

قوله تعالى لو انفقت ما فى الارض جميعا ما الفت بين قلوبهم دل على ان القاء صفة من الصفات المحمودة فى قلب المريد ليس باختيار الشيخ

قوله تعالى لو انفقت ما فى الارض جميعا ما الفت بين قلوبهم ترجمہ: اگر آپ دنیا بھر کا مال خرچ کرتے تب بھی اُن کے قلوب میں اتفاق پیدا نہ کرسکتے) اس میں دلالت ہے کہ قلب میں کسی صفت محمودہ کا پیدا کرنا اختیار شیخ نہیں۔

قوله تعالى الآن خفف الله عنكم وعلم ان فيكم ضعفا يؤخذ منه ان الضعف مناط التخفيف فعلى الشيخ ان لا يامر الضعيف بالمجاهدة فوق طاقته

قوله تعالى الآن خفف الله عنكم وعلم ان فيكم ضعفا (ترجمہ: اب اللہ تعالیٰ نے تم پر تخفیف کردی اور معلوم کرلیا کہ تم میں ہمت کی کمی ہے) اس سے مستنبط ہوتا ہے کہ ضعف مدار تخفیف

ہے پس شیخ پر لازم ہے کہ ضعیف کو مجاہدہ قویہ نہ بتلا دے۔

قولہ تعالیٰ ماکان لنبی ان یکون لہٗ اسریٰ حتی یثخن فی الارض الخ لما جاز علی المعصوم (ف ۲۵۳) الخطأ فی الاجتہاد فکیف بغیر المعصوم فما اقبح غلو بعضہم من اعتقاد امتناع الخطأ من شیوخہم قائلا ان کل ما صدر عنہم ولو کان معصیۃ یکون فیہ سرّ غامض ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم ولو قیل یکون فیہ شر کان اصدق مما قیل فیہ سرّ۔

قولہ تعالیٰ ماکان لنبی ان یکون لہٗ اسریٰ حتی یثخن فی الارض (ترجمہ نبی کی شان کے لائق نہیں کہ ان کے قیدی باقی رہیں جبتک کہ وہ زمین میں اچھی طرح خونریزی نہ کرلیں) جب معصوم پر (ف ۲۵۳) خطا فی الاجتہاد جائز ہے تو غیر معصوم کا تو کیا پوچھنا پس شیوخ پر امتناعِ خطا کا اعتقاد اور ان کی معصیت میں بھی سترِ غامض کا اعتقاد کس درجہ غلو قبیح ہے۔

قولہ تعالیٰ لولا کتب من اللّٰہ سبق لمسکم الخ العتاب علی الخطأ فی الاجتہاد الذی ورد فیہ ان من اجتہد وخطأ فلہ اجر (ف ۲۵۴) دلیل لصحۃ ما قالوا ان حسنات الابرار سیئات المقربین

قولہ تعالیٰ لولا کتب من اللّٰہ سبق لمسکم الخ (ترجمہ اگر خدا تعالیٰ کا ایک نوشتہ مقدر نہ ہو چکتا تو جو امر تم نے اختیار کیا ہے اس کے بارہ میں تم پر کوئی بڑی سزا واقع ہوتی) جس خطا اجتہادی پر (ف ۲۵۴) اجر وارد ہے اس پر عتاب اس مقولہ کی صحت کی دلیل ہے حسنات الابرار سیئات المقربین۔

قولہ تعالیٰ ان یعلم اللّٰہ فی قلوبکم خیرا یؤتکم خیرا مما اخذ منکم ویغفر لکم دل علی ان الطاعۃ (ف ۲۵۵) یؤدی الی برکات الدنیا والاخرۃ سواء کانت فی صورۃ المال او فی صورۃ حال من احوال اہل الکمال و اجر الاخرۃ اکبر۔

قولہ تعالیٰ ان یعلم اللّٰہ فی قلوبکم خیرا یؤتکم خیرا مما اخذ منکم ویغفر لکم (ترجمہ اگر اللہ تعالیٰ کو تمہارے قلب میں ایمان معلوم ہوگا تو جو کچھ تم سے لیا گیا ہے اس سے بہتر تم کو دیدیگا اور تم کو بخشدیگا) اس میں (ف ۲۵۵) دلالت ہے کہ طاعت سے دنیا اور آخرت دونوں کے برکات حاصل ہوتے ہیں خواہ مال کی صورت میں یا باطنی احوال کی صورت میں۔

امکان الخطاء من الشیخ ۲۵۳

حسنات الابرار سیئات المقربین ۲۵۴

ترتب برکات الدنیا علی الطاعۃ ۲۵۵

تمت سورۃ الانفال

ملحقۃ من رسالۃ التائید المذکورۃ فی اٰخر التمہید

سورۃ الانفال

سورہ انفال ختم ہوئی

اضافہ

از رسالہ تائید

سورۂ انفال

قولہٗ تعالیٰ انما المومنون الذین اذا ذکر اللہ الی قولہ ورزق کریم نزلت فیما یختص بالصوفیۃ و یختص الصوفیہ بہ من احوال القلوب

قولہ تعالیٰ انما المومنون الذین اذا ذکر اللہ الی قولہ ورزق کریم یہ آیت اُن چیزوں کے ذکر میں نازل ہوئی جو صوفیہ کے ساتھ خاص ہیں اور صوفیہ اُن کیساتھ خاص ہیں اور وہ احوال قلوب ہیں۔

انتہت الملحقۃ

اضافہ تمام ہوا

سورۃ التوبۃ

سورۃ التوبہ

قولہٗ تعالیٰ واکثرھم فاسقون اشتروا بآیت اللہ ثمنا قلیلا فی الروح والجملۃ المتاخرۃ کما قال الطیبی مستانفۃ کالتعلیل بقولہ تعالیٰ واکثرھم فاسقون[۱۵۶] فیہ ان من فسق وتمرد کان سببہ مجرد اتباع الشھوات و الرکون الی اللذات اھ

قولہ تعالیٰ واکثرھم فاسقون اشتروا بآیت اللہ ثمنا قلیلا (ترجمہ اور اُن میں زیادہ آدمی شریر ہیں انہوں نے احکام الٰہیہ کے عوض متاع ناپائدار کو اختیار کر رکھا ہے) دوسرا جملہ مستانفہ ہے بطور تعلیل جملہ سابقہ کے[۱۵۵] پس اس میں دلالت ہے کہ اتباع شہوات اور میلان الی اللذات سبب ہو جاتا ہے فسق و تمرد کا

قولہٗ تعالیٰ ویشف صدور قوم مؤمنین ویذھب غیظ قلوبھم[۱۵۵] فیہ بقاء الامور الطبعیۃ فی الکاملین و ان بعض آثارھا مطلوب

قولہ تعالیٰ ویشف صدور قوم مومنین ویذھب غیظ قلوبھم (ترجمہ اور بہت سے مسلمانوں کے قلوب کو شفا دیگا) اس سے[۱۵۶] معلوم ہوتا ہے کہ کاملین میں بھی امور طبعیہ رہتے ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اُن کے بعض آثار مطلوب بھی ہیں (ورنہ صحابہ میں غیظ وغیرہ نہ ہوتا)۔

قولہٗ تعالیٰ ولما یعلم اللہ الذین جاھدوا دل علی ان عادۃ اللہ تعالیٰ اعطاء[۱۵۶] الثمرات بعد المجاھدات

قولہ تعالیٰ ولما یعلم اللہ الذین جاھدوا (ترجمہ حالانکہ ہنوز اللہ تعالیٰ نے اُن لوگوں کو تو دیکھا ہی نہیں جنھوں نے تم میں سے جہاد کیا ہو) اس پر دال ہے[۱۵۷] کہ عادت الٰہیہ یہ ہے کہ مجاہدات کے بعد ثمرات عطا کرتے ہیں۔

قولہ تعالیٰ یایھا الذین امنوا لا تتخذوا آباءکم الی قولہ فتربصوا حتی یاتی اللہ بامرہ فی الروح[۱۵۸] ثم انہ سبحانہ بین ان القرابۃ المعنویۃ والتناسب المعنوی و الوصلۃ الحقیقیۃ احق بالمراعاۃ من الاتصال الصوری مع فقد الاتصال المعنوی واختلاف الوجھۃ وذم سبحانہ التقیید بالالوفات الحسیۃ وتقدیمہا علی المحبوب الحقیقی فی التعین الاول لہ (والمراد رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم) والسبب الاقوی الی الحضرۃ (المراد الجہاد) وتوعد

قولہ تعالیٰ یایھا الذین امنوا لا تتخذوا آباءکم الی قولہ فتربصوا حتی یاتی اللہ بامرہ (ترجمہ اے ایمان والو اپنے باپوں کو اور اپنے بھائیوں کو رفیق مت بناؤ اگر وہ لوگ کفر کو بمقابلہ ایمان کے عزیز رکھیں اور جو شخص تم میں سے اُن کی ساتھ رفاقت رکھیگا سو ایسے لوگ بڑے نافرمان ہیں آپ کہہ دیجئے کہ تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیبیاں اور تمہارا کنبہ اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور وہ تجارت جسمیں نکاسی نہ ہونے کا تم کو اندیشہ ہو اور وہ گھر جن کو تم پسند

علیہ بما نوعد نسأل اللہ تعالیٰ التوفیق الی ما یقربنا

کرتے ہو تم کو اللہ سے اور اس کے رسول سے اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ پیارے ہوں تو تم منتظر رہو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم بھیجدیں) اس میں حق تعالیٰ نے بیان فرمادیا کہ تعلق مع اللہ بمقابلہ تعلق مع الخلق کے زیادہ رعایت کے قابل ہے۔

قولہ تعالیٰ اذ اعجبتکم کثرتکم فلم تغن عنکم شیئا الی قولہ ثم انزل اللہ سکینتہ علی رسولہ وعلی المومنین فی الروح اشارۃ الی انہ لا ینبغی للعبد ان یعجب بشیٔ عن مشاہدۃ اللہ تعالیٰ والتوکل علیہ ومن اعجب بشیٔ وکل الیہ ومن ہنا قالوا استجلاب النصر فی الذلۃ والافتقار والعجز ومارأی سبحانہ ندم القوم علی عجبہم بکثرتہم ردہم الی ساحۃ جودہ فایدہم انوار قربہ وایدہم بجنودہ والیہ الاشارۃ بقولہ تعالیٰ ثم انزل اللہ سکینتہ علی رسولہ وعلی المومنین الآیۃ ولہم فی تعریف السکینۃ عبارات کثیرۃ متقاربۃ المعنی فقیل ہی استحکام القلب عند جریان حکم الرب بنعت الطمانینۃ بخمود آثار البشریۃ بالکلیۃ والرضا بالبادی من الغیب من غیر معارضۃ واختیار وقیل ہو القرار علی بساط الشہود وبشواہد الصحو والتادب باقامۃ صفاء العبودیۃ من غیر لحوق مشقۃ ولا تحرک عرق بمعارضۃ حکم وقیل ہی المقام مع اللہ تعالیٰ بفناء الحظوظ اھ۔

قولہ تعالیٰ اذ اعجبتکم کثرتکم فلن تغن عنکم شیئا الی قولہ ثم انزل اللہ سکینتہ علی رسولہ وعلی المومنین (ترجمہ جب کہ تم کو اپنے مجمع کی کثرت سے غرہ ہو گیا تھا پھر وہ کثرت تمہارے کچھ کارآمد نہ ہوئی اور تم پر زمین باوجود اپنی فراخی کے تنگی کرنے لگی پھر تم پیٹھ دیکر بھاگ کھڑے ہوئے اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر اور دوسرے مومنین پر اپنی تسلی نازل فرمائی) اس میں دلالت ہے کہ بندہ کو غیر اللہ پر نظر اور عجب نہ کرنا چاہئے اور اسپر بھی دلالت ہے کہ ترک عجب نزول سکینہ کا سبب ہوتا ہے جس کی تفاسیر کا حاصل یہ ہے کہ قلب کا قرار پانا اور راضی رہنا احکام قضا پر اور فنا حظوظ کیساتھ حق تعالیٰ کی معیت کا مقام ہو جانا۔

قولہ تعالیٰ انما المشرکون نجس فلا یقربوا المسجد الحرام فی الروح والاشارۃ (علی منہج القیاس) الی من تنجس بالمیل الی السوی واشرک بعبادۃ الہوی لا یصلح للحضرۃ وفی الآیۃ اشارۃ الی منع الاختلاط مع المشرکین وقاس الصوفیۃ اہل الدنیا بہم وقال بعضہم صحبۃ المنکر علی اولیاء اللہ تعالیٰ تورث فتقا یصعب علی الخیاط رتقہ وثوب خرقا یعیی الواعظ رفعہ اھ ملخصاً

قولہ تعالیٰ انما المشرکون نجس فلا یقربوا المسجد الحرام (ترجمہ مشرک لوگ نرے ناپاک ہیں سو یہ لوگ اس سال کے بعد مسجد حرام کے پاس نہ آنے پاویں) اسی پر قیاس کرکے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ جس شخص میں میلان الی غیر اللہ کی گندگی ہوگی وہ حضرت حق کے لائق نہیں اور آیت میں جیسے اختلاط مشرکین سے ممانعت ہے اسی پر قیاس کیا جاتا ہے کہ اہل دنیا اور منکرین صوفیہ کی صحبت سخت مضر ہے۔

قولہ تعالیٰ وان خفتم عیلۃ فسوف یغنیکم اللہ من فضلہ ان شاء دال علی ان المصالح الدنیویۃ لا ینبغی ان تکون قادحۃ فی تکمیل المصالح الدینیۃ

قولہ تعالیٰ وان خفتم عیلۃ فسوف یغنیکم اللہ من فضلہ ان شاء (ترجمہ اور اگر تم کو مفلسی کا اندیشہ ہو تو خدا تم کو اپنے فضل سے اگر چاہیگا محتاج نہ رکھیگا) آیت میں دلالت ہے،

وان زاحمت تزاحم بالتوکل المشار الیہ فی قولہ ان شاء

کہ مصلحت دنیویہ تکمیل مصلحت دینیہ میں مانع نہ ہونا چاہیے اور اگر مزاحم ہو تو توکل سے علاج کرنا چاہیے۔

قولہ تعالیٰ قاتلھم اللّٰہ، فی الروح دعاء علیھم بالاھلاک اھ ودل علی ان الدعاء علی مستحقہ لا ینافی الحلم وحسن الخلق۔

قولہ تعالیٰ قاتلھم اللّٰہ (ترجمہ خدا ان کو غارت کرے) یہ بددعا ہے ہلاکت کی اور اس میں دلالت ہے کہ مستحق پر بددعا کرنا حلم و حسن خلق کے منافی نہیں۔

قولہ تعالیٰ اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا، فی الروح فیہ اشارۃ الی ذم التقلید الصرف کما ھو عادۃ الجھلۃ اذا منعتھم من الرسوم تشبثوا بفعل مشائخھم

قولہ تعالیٰ اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا (ترجمہ انہوں نے خدا کو چھوڑ کر اپنے علماء اور مشائخ کو رب بنا رکھا ہے) اس میں نصوص کے مقابلہ میں تقلید کرنے کی مذمت ہے جیسے جاہلوں کی عادت ہے کہ جب رسوم منکرہ سے منع کیا جاوے تو اپنے مشائخ سے تمسک کرتے ہیں۔

قولہ تعالیٰ یریدون ان یطفؤا نور اللّٰہ بافواھھم ویابی اللّٰہ الا ان یتم نورہ، فیہ دلالۃ علی عدم الاکتراث بمخالفۃ المخالف فلا یھتم بہ کل الاھتمام ویکل الامر الی اللّٰہ تعالیٰ فھو الکافی والمدبر للامور

قولہ تعالیٰ یریدون ان یطفؤا نور اللّٰہ بافواھھم ویابی اللّٰہ الا ان یتم نورہ (ترجمہ وہ لوگ یوں چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ سے بجھا دیں حالانکہ اللہ تعالیٰ بدون اس کے کہ اپنے نور کو کمال تک پہنچا دے مانیگا نہیں) اس میں دلالت ہے کہ مخالفین کی زیادہ پروا نہ کرے اور خدائے کارساز پر نظر رکھے کہ وہ کافی ہیں۔

قولہ تعالیٰ یا ایھا الذین امنوا ان کثیرا من الاحبار والرھبان لیاکلون اموال الناس بالباطل ویصدون عن سبیل اللّٰہ، وھذا حال من یاخذ الاموال من جھلۃ المریدین ویکتمون الحق عنھم خوفا من فوت المنافع علیھم

قولہ تعالیٰ یا ایھا الذین امنوا ان کثیرا من الاحبار والرھبان لیاکلون اموال الناس بالباطل ویصدون عن سبیل اللّٰہ (ترجمہ اے ایمان والو اکثر احبار اور رہبان لوگوں کے مال نامشروع طریقہ سے کھاتے ہیں اور اللہ کی راہ سے باز رکھتے ہیں) یہی حال اس شخص کا ہے جو جاہل مریدوں سے نذرانے لیتا ہے اور منافع کے فوت ہونے کے اندیشہ سے ان سے حق کو چھپاتا ہے۔

قولہ تعالیٰ والذین یکنزون الذھب والفضۃ، فی الروح ذم البخلاء ولا یخفی ان جمع المال وکنزہ وعدم الانفاق لا یکون الا لاستحکام رذیلۃ الشح اھ ملخصا

قولہ تعالیٰ والذین یکنزون الذھب والفضۃ (ترجمہ اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کر کر رکھتے ہیں) اس میں بخل و جمع مال کی مذمت ہے۔

قولہ تعالیٰ فلا تظلموا فیھن انفسکم ای فی الاشھر الحرم ودل علی ان المعصیۃ فی الازمنۃ المبارکۃ ویقاس علیھا الامکنۃ المتبرکۃ اشد فی القبح فکیف من یفجر فی المشاھد المتبرکۃ من قبور الاولیاء والصالحین فی موسم

قولہ تعالیٰ فلا تظلموا فیھن انفسکم (ترجمہ سو تم ان سب مہینوں کے بارے میں اپنا نقصان مت کرنا) اس سے معلوم ہوا کہ ازمنہ مبارکہ میں اور اسی پر امکنہ مبارکہ کو قیاس کیا جاتا ہے معصیت کرنا قبح میں اشد ہے تو ان لوگوں کا کیا حال ہے

الاعراس التی ھی اضرشیٔ علی الناس

الحاشیۃ قولہ تعالیٰ فانزل اللہ سکینتہ

علیہ فی الروح والضمیر (فی علیہ) ان کان للصاحب فالامر ظاھر وان کان للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فیقال فی ذالک اشارۃ الی مقام الفناء فی الشیخ اذ ذاک (لان المحتاج الی السکینۃ اذ ذاک کان الصدیق لاعتراء الحزن لہ) وقال

کہ اولیاء کے مزارات پر فجور اور بدعات کرتے ہیں جنکا عرس کے موقع پر زیادہ صدور ہوتا ہے۔

قولہ تعالیٰ فانزل اللہ سکینتہ علیہ (ترجمہ سو اللہ تعالیٰ نے آپ پر تسلی نازل فرمائی) حضرت صدیقؓ پر نزول سکینہ خواہ بلا واسطہ ہو جب کہ علیہ کی ضمیر اُن کی طرف راجع ہو خواہ بواسطہ ہو جب کہ یہ ضمیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف راجع ہو دلیل ہے شیخ کے ساتھ رہنے کے برکات پر۔

بعض الاکابر انزلت سکینۃ علیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام لتسکین قلب الصدیق واذھاب الحزن عنہ بطریق الانعکاس والاشراق ولو انزلت علی الصدیق بغیر واسطۃ لذاب لہا ولعظمہا فکانہ قیل انزل سکینۃ صاحبہ علیہ اھ قلت ویکون اضافۃ السکینۃ الی ضمیر الصاحب بادنی ملابسۃ لکون المقصود بانزالھا ھو وعلی کل فالآیۃ تدل علی برکات شدۃ ملازمۃ الشیخ۔

قولہ تعالیٰ لو کان عرضا قریبا وسفرا قاصدا (لاتبعوک) فیہ اعتبار لمن امتحن نفسہ اھی محبۃ للہ تعالیٰ ام لا فطریقہ ان یراھا فیما لم یکن فیہ منفعۃ دنیویۃ وربما فیہ مشقۃ فان العمل المتضمن للمنفعۃ الدنیویۃ لاسیما اذا کان سھلا لیس دلیلا للمحبۃ فلا یغتر بحملھا مثل ھذا العمل۔

قولہ تعالیٰ لو کان عرضا قریبا وسفرا قاصدا لاتبعوک (ترجمہ اگر کچھ لگتے ہاتھ ملنے والا ہوتا اور سفر بھی معمولی سا ہوتا تو یہ لوگ ضرور آپ کی ساتھ ہو لیتے) اپنے نفس کے لئے امتحان کا طریقہ ہے کہ آیا وہ اللہ تعالیٰ کا محب ہے یا نہیں اور وہ طریقہ یہ ہے کہ جس امر میں کوئی نفع دنیوی نہ ہو اور مشقت ہو اُس میں دیکھنا چاہیئے کہ کیا رنگ ہوتا ہے کیونکہ عمل متضمن نفع دنیوی دلیل محبت نہیں۔

قولہ تعالیٰ وسیحلفون باللہ لو استطعنا لخرجنا معکم وھکذا تغر النفس السالک بدعواھا الکاذبۃ والتلبیس علیہ فی الطاعات بالاعذار الباطلۃ فقل لہا کما قال اللہ تعالیٰ یھلکون انفسھم وکثیر من المدعین للصلاح یلبسون علی الناس بالتمویھات فی الدعاوی صریحا تارۃ وفی مطاوی حدیث اخری تارۃ والواجب علی کل مسلم ان یتامل فی مدلول الآیۃ

قولہ تعالیٰ وسیحلفون باللہ لو استطعنا لخرجنا معکم (ترجمہ اور ابھی خدا کی قسمیں کھا جاویں گے کہ اگر ہمارے بس کی بات ہوتی تو ہم ضرور تمہارے ساتھ چلتے) اسیطرح یعنی جسطرح منافقین مسلمانوں کو دھوکہ دیتے تھے سالک کو اُس کا نفس جھوٹے دعووں سے دھوکہ دیتا ہے اور طاعات میں باطل عذر پیش کرتا ہے پس اُس نفس کو یہی جواب دو جو خدا تعالیٰ نے ارشاد فرمایا یھلکون انفسھم اسیطرح بہت سے مدعیان صلاح و تقویٰ دعووں میں ملمع سازیاں کر کے لوگوں کو دھوکہ میں ڈالتے ہیں کبھی صریحًا کبھی دوسری باتوں کے ضمن میں ان سب کو واجب ہے کہ اس آیت کے مضمون میں غور کریں۔

برکات صحبت شیخ

(۳۸)

تلبیس النفس علی السالک

قولہ تعالیٰ عفا اللہ عنک لم اذنت لہم فی الروح عن سفیان بن عیینۃ انہ قال انظر والی ہذا اللطف بدأ بالعفو قبل ذکر المعفو وہکذا معاملۃ اللہ تعالیٰ فی السر مع المقبولین المحبوبین یریہم لطفہ فی عین المعاتبۃ لئلا یتوحشوا وایضاً فیہ تعلیم الادب للخطاب مع من یراعی حرمتہ کقولہم رضی اللہ عنک ما جوابک عن کلامی۔

قولہ تعالیٰ لم اذنت لہم حتی یتبین لک الذین صدقوا فیہ ارشاد للشیوخ بالتیقظ فی قبول اعذار المریدین اہی نشأت عن الحقیقۃ ام فیہا فساد فکثیر من المریدین یخدعون شیوخہم ویشیع فسادہ فی کثیر من امورہم فیختل نظامہم الدینی کما نشاہدہ فی زماننا۔

قولہ تعالیٰ لا یستأذنک الذین یؤمنون باللہ الخ فی الروح فیہ اشارۃ الی ان المؤمن اذا سمع بخیر طار الیہ واتاہ ولو مشیاً علی رأسہ وبین یدیہ وینشأ ہذا من الشوق ففیہ اثبات لحال الشوق۔

قولہ تعالیٰ ولو ارادوا الخروج لاعدوا لہ عدۃ فیہ دلیل علی ان التعطل والبطالۃ دلیل لعدم الارادۃ ککثیر ممن غرتہم انفسہم یظہرون التمنی والرغبۃ فی الطاعات وکذبوا فقد قیل لو صح منک الہویٰ ارشدت للحیل۔

چنانچہ کہا گیا ہے (ع) اگر عشق ہوتا تو تدبیر کرتا۔

الحاشیۃ قولہ تعالیٰ وان جہنم لمحیطۃ بالکافرین فی الروح باب الاشارۃ لان الاخلاق

قولہ تعالیٰ عفا اللہ عنک لم اذنت لہم (ترجمہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو معاف کر دیا آپ نے اُن کو اجازت کیوں دیدی تھی) اس میں عفو کو شکایت سے پہلے ذکر فرمایا اور حق تعالیٰ کا باطن میں مقبولین کیساتھ یہی معاملہ ہے کہ عین عتاب میں اُن کو اپنا لطف دکھلاتے ہیں تاکہ اُن کو وحشت نہ ہو اور اسمیں ایسے شخص کے ساتھ خطاب کرنے کا ادب بھی بتلایا گیا ہے جسکی حرمت کی رعایت کی جاوے۔

قولہ تعالیٰ لم اذنت لہم حتی یتبین لک الذین صدقوا (ترجمہ آپ نے اُن کو اجازت کیوں دیدی تھی جبتک کہ آپ کے سامنے سچے لوگ ظاہر نہ ہو جاتے) اس میں شیوخ کو تعلیم ہے کہ مریدوں کے عذر قبول کرنے میں بیداری سے کام لیں کہ وہ عذر سچ مچ واقع کے مطابق ہے یا اس میں کچھ فساد کی آمیزش ہے کیونکہ بہت سے مرید دھوکہ بھی دیتے ہیں پھر اُس کا انجام اُن ہی کے دین کی بے انتظامی ہے۔

قولہ تعالیٰ لا یستأذنک الذین یؤمنون باللہ الخ (ترجمہ جو لوگ اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں وہ اپنے مال اور جان سے جہاد کرنے کے بارہ میں آپ سے رخصت نہ مانگینگے) روح میں ہے کہ اس میں اشارہ ہے کہ مومن جب خیر کو سنتا ہے تو فوراً اُس کی طرف دوڑتا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ حالت شوق سے پیدا ہوتی ہے تو اسمیں شوق کا اثبات ہے۔

قولہ تعالیٰ ولو ارادوا الخروج لاعدوا لہ عدۃ (ترجمہ اور اگر وہ لوگ چلنے کا ارادہ کرتے تو اس کا کچھ سامان تو درست کرتے) اس میں دلیل ہے کہ تعطل علامت ہے عدم ارادہ کی جیسے بہت سے لوگ اپنے نفس کے دھوکہ میں پڑے ہوتے ہیں کہ طاعات کی رغبت کا دعوے ظاہر کرتے ہیں اور بالکل جھوٹے ہوتے ہیں

الحاشیۃ قولہ تعالیٰ وان جہنم لمحیطۃ بالکافرین (ترجمہ اور یقیناً دوزخ ان کافروں کو گھیر لیگی) اہل اشارہ کے

---

(۳۵)

تعلیم الشیوخ بالتیقظ

حال الشوق

حالِ شوق

السیئۃ والاعمال القبیحۃ محیطۃ بھم وھی النار بعینہا غایۃ الامر انہا ظہرت فی ھذہ النشاۃ بصورۃ الاخلاق والاعمال وستظہر فی النشاۃ الاخرٰی بالصورۃ الاخرٰی اھ

نزدیک اشارہ ہے اخلاق سیئہ واعمال قبیحہ کی طرف جو اُن کو محیط ہیں جو نشاۃ اخرویہ میں بصورت نار ظاہر ہوں گے۔

قولہ تعالیٰ ومنھم من یقول ائذن لی ولا تفتنی فی الروح ای لا توقعنی فی الفتنۃ بنساء الروم اھ وھکذا عذر النفس فی تثبطہا عن الطاعۃ تخدع العامل بان فیہا کذا وکذا من الخطر الذی شرہ اعظم من الخیر فی الطاعۃ

قولہ تعالیٰ ومنھم من یقول ائذن لی ولا تفتنی ترجمہ اور ان میں بعضا وہ شخص ہے جو کہتا ہے کہ مجھ کو اجازت دیدیجئے اور مجھ کو خرابی میں نہ ڈالئے) یعنی نساء روم کے فتنہ میں مجھ کو واقع نہ کیجئے اور یہی حالت ہے نفس کی کہ طاعات سے اس بہانہ پر عذر کرتا ہے کہ اس طاعت میں ایسا ایسا خطرہ ہے جسکا شر اس طاعت کی خیر سے اعظم ہے۔

قولہ تعالیٰ قل لن یصیبنا الا ما کتب اللہ لنا مراقبۃ لمعنی یسھل التوکل وفی ما بعدہ الامر بالتوکل

قولہ تعالیٰ قل لن یصیبنا الا ما کتب اللہ لنا الخ (ترجمہ آپ فرما دیجئے کہ ہم پر کوئی حادثہ نہیں پڑسکتا مگر وہی جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے مقدر کردیا ہے الخ) اس میں ایسے مضمون کا مراقبہ ہے جو توکل کو سہل کردے اور اسکے بعد توکل کا صریح امر ہے۔

قولہ تعالیٰ ولا یاتون الصلوٰۃ الا وھم کسالٰی فی الروح فیہ اشارۃ الی حرمانہم لذۃ طعم العبودیۃ واحتجابہم عن مشاھدۃ جمال معبودھم وقال محمد بن الفضل من لم یعرف الامر قام الی الامر علی حد الکسل ومن عرف الامر قام الی الامر علی حد الاستغنام والاستروام اھ

قولہ تعالیٰ ولا یاتون الصلوٰۃ الا وھم کسالٰی ترجمہ اور وہ لوگ نماز نہیں پڑھتے مگر ہارے جی سے) اس میں اشارہ ہے کہ یہ لوگ لذت عبودیت سے محروم اور مشاہدۂ جمال معبود سے محجوب ہیں محمد بن فضل کا قول ہے کہ جس شخص کو امر کی معرفت نہ ہوگی وہ امر کی طرف کسل کے ساتھ اُٹھتا ہے اور جس شخص کو امر کی معرفت ہوگی وہ امر کی طرف اُس کو غنیمت اور راحت سمجھ کر اُٹھیگا۔

قولہ تعالیٰ فلا تعجبک اموالھم ولا اولادھم فی الروح فیہ تحذیر للمؤمنین ان یستحسنوا ما مع اھل الدنیا من الاموال والزینۃ فیحتجبوا بذلک عن عمل الاخرۃ ورویتہ اھ

قولہ تعالیٰ فلا تعجبک اموالھم ولا اولادھم (ترجمہ سو اُن کے اموال اور اولاد آپ کو تعجب میں نہ ڈالیں) اسمیں اہل ایمان کو اس سے تحذیر ہے کہ اہل دنیا کے اموال و زینت کو مستحسن سمجھیں اور اسکے سبب آخرت کے عمل اور اس پر نظر کرنے سے محجوب ہوجاویں

قولہ تعالیٰ انما یرید اللہ لیعذبھم بھا فی الحیوٰۃ الدنیا فیہ تنبیہ علی ان الراحۃ للمحجوبین فیما یجمعونہ للراحۃ مما انہم یکابدون بجمعہا وحفظہا المتاعب ویقاسون فیہا الشدائد والمصاعب ولیس عندھم من الاعتقاد بالثواب وتعلقھم مع اللہ ما یھون علیھم ما یجدونہ۔

قولہ تعالیٰ انما یرید اللہ لیعذبھم بھا فی الحیوٰۃ الدنیا (ترجمہ اللہ کو صرف یہ منظور ہے کہ ان چیزوں کی وجہ سے دنیوی زندگی میں اُنکو گرفتار عذاب رکھے) اسمیں تنبیہ ہے کہ محجوبین جسکو راحت کیلئے جمع کرتے ہیں اسمیں اُن کو راحت نہیں اُسکے جمع کرنے اور حفاظت کرنے میں محض مصیبتیں ہی جھیلتے ہیں پھر اُن کو اُس میں ثواب کا اعتقاد اور تعلق مع اللہ بھی نہیں جس سے اُن کی یہ مشقت سہل ہوجاوے۔

(باقی آئندہ)

قوله تعالى ولو انهم رضوا ما اٰتاهم الله ورسوله الخ في الروح فيه ارشاد لآداب الصادقين والعارفين والمريدين وعلامة الراضي النشاط بما استقبله من الله تعالى والتلذذ بالبلاء اه

قولہ تعالیٰ ولو انہم رضوا ما اتاہم اللہ ورسولہ الخ ترجمہ (اور اُن کے لئے بہتر ہوتا اگر وہ لوگ اُسپر راضی رہتے جو کچھ اُن کو اللہ نے اور اُسکے رسول نے دیا تھا) روح میں ہے کہ اسمیں صادقین وعارفین ومریدین کے آداب کی تعلیم ہے اور اہل رضا کی علامت یہ ہے کہ جو کچھ حق تعالیٰ کی طرف سے اسکو پیش آوے اُسپر شاداں رہے اور بلا سے متلذذ رہے۔

قوله تعالى ومنهم الذين يؤذون النبي ويقولون هو اذن قيل ان مرادهم بكونه عليه الصلوة والسلام اذناً تصديقه بكل ما يسمع من غير فرق بين ما يليق بالقبول لمساعدة امارات الصدق له وبين ما لا يليق قل اذن خير لكم اي هو اذن في الخير والحق وفيما يجب سماعه وقبوله وليس باذن في غير ذلك وقوله ورحمة للذين امنوا منكم اي للذين اظهروا الايمان حيث يقبله منهم لكن لا تصديقا لهم في ذلك بل رفقا بهم وترحما عليهم ولا يكشف اسرارهم ولا يهتك استارهم وقد غرهم قاتلهم الله تعالى حتى قالوا ما قالوا كرم النبي صلى الله عليه وسلم حيث لم يشافههم برد ما يقولون رحمة منه بهم وهو عليه الصلوة والسلام الرحمة الواسعة وعن بعضهم انه سئل عن العاقل فقال الفطن المتغافل وانشد ؎

واذا الكريم اتيته بخديعة
فرايته فيما تروم يسارع

فاعلم بانك لم تخادع جاهلا ان الكريم بفضله متخادع

قولہ تعالیٰ۔ ومنہم الذین یؤذون النبی ویقولون هو اذن قل اذن خیر لکم یؤمن باللہ ویؤمن للمؤمنین ورحمۃ للذین امنوا منکم ترجمہ (اور اُن میں سے بعضے ایسے ہیں کہ نبی کو ایذائیں پہنچاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ ہر بات کان دیکر سن لیتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ وہ نبی کان دیکر تو وہی بات سنتے ہیں جو تمہارے حق میں خیر ہے کہ وہ اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور مومنین کا یقین کرتے ہیں اور آپ اُن لوگوں کے حال پر مہربانی فرماتے ہیں جو تم میں ایمان کا اظہار کرتے ہیں) اذن سے اُن کی مراد یہ تھی کہ ہر جا بیجا بات کو قبول کر لیتے ہیں اور واقعی اور غیر واقعی میں فرق نہیں کرتے حق تعالیٰ نے اس کا رد فرمایا کہ آپ صرف حق بات کو قبول کرتے ہیں باقی غیر حق کو جو متکلم کے منہ پر رد نہیں فرماتے تو اسکی یہ وجہ نہیں کہ آپ فرق نہیں کرتے بلکہ وجہ یہ ہے کہ آپ کی شان رحمت کی ہے کسیکو رسوا نہیں کرتے۔ پس الذین امنوا سے مراد اظہروا الایمان ہے ہذا خلاصۃ ما فی الروح پس اسمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کرم کا بیان ہے۔

كذا فى الروح

قوله تعالىٰ ورضوان من الله اكبر فى الروح لانه مبدأ الحلول دار الاقامة ووصول كل سعادة وكرامة وهو غاية ارب المحبين منتهى امنية الراغبين فكان ۲۸۳ اكبر من ما تيك الجنات والمساكن اهـ ملخصا

كون الرضوان اكبر من الجنات ۲۸۳ — رضا کا جنت سے افضل ہونا

قوله تعالىٰ ومنهم من عاهد الله لئن اتانا من فضله لنصدقن ولنكونن من الصلحين فى الروح ۲۸۵ اشارة الى وصف المغرورين الذين ما ذاقوا طعم المحبة ولاهب عليهم نسيم العرفان ومن هنا صحّحوا لانفسهم افعالًا فقالوا لنصدقن فلما اتاهم من فضله بخلوا به اى انهم نقضوا العهد لما ظهر لهم ما سألوه والبخل كما قال ابو حفص ترك الايثار عند الحاجة اليه اهـ

الاغترار ببعض المقامات وظهوره عند الامتحان ۲۸۴ ۲۸۵ — بعض مقامات حاصل ہونے کا دھوکہ اور امتحان کے وقت اس کا ظاہر ہونا

قوله تعالىٰ الذين يلمزون المطوعين من المؤمنين فى الصدقات والذين لا يجدون الا جهدهم فيسخرون منهم فى الجلالين لما نزلت اية الصدقة جاء رجل فتصدق بشئ كثير فقالوا المنافقون مراء وجاء رجل فتصدق بصاع فقالوا ان الله لغنى عن صدقة هذا فنزل اهـ وهكذا ۲۸۷ حال المنكرين لاولياء الله يعيبونهم على كل عمل وحال كبيرًا كان او صغيرًا

حال الطاعنين على الاولياء ۲۸۶ ۲۸۷ — اولیاء پر عیب گیری کرنے والوں کا حال

قوله تعالىٰ وقالوا لا تنفروا فى الحر

قولہ تعالیٰ ورضوان من اللہ اکبر ترجمہ (اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی سب سے بڑی چیز ہے) روح میں اس کی دلیل یہ بیان کی ہے کہ خود جنت میں ۲۸۳ جانے اور ہر قسم کی سعادت وکرامت پانے کا مبداء یہی رضا ہے نیز عشاق کا غایۃ مقصود یہی رضا ہے اھ

قولہ تعالیٰ ومنہم من عاھد اللہ لئن اتانا من فضلہ لنصدقن ولنکونن من الصلحین ترجمہ (اور ان میں بعض آدمی ایسے ہیں کہ خدا تعالیٰ سے عہد کرتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ ہم کو اپنے فضل سے عطا فرماوے تو ہم خوب خیرات کریں اور ہم خوب نیک نیک کام کیا کریں) روح میں ہے یہ اشارہ ۲۸۵ ہے ان لوگوں کی حالت کی طرف جن میں ذوق محبت تو ہے نہیں اور اپنے نفوس کے لئے بعض مقامات کو حاصل سمجھ جاتے ہیں پھر امتحان کے موقع میں پورے نہیں اترتے۔

قولہ تعالیٰ الذین یلمزون المطوعین من المومنین فی الصدقات والذین لا یجدون الا جھدھم فیسخرون منھم ترجمہ (یہ ایسے ہیں کہ نفل صدقہ دینے والے مسلمانوں پر صدقات کے بارہ میں طعن کرتے ہیں اور ان لوگوں پر جن کو بجز مزدوری کے اور کچھ میسر نہیں ہوتا یعنی ان سے تمسخر کرتے ہیں)

یہی حال ۲۸۷ منکرین اولیاء کا ہے کہ ان کے ہر عمل اور ہر حال پر عیب گیری کرتے ہیں خواہ بڑے درجہ کا ہو یا چھوٹے درجہ کا ہو۔

قولہ تعالیٰ وقالوا لا تنفروا فی الحر

فی الروح ویشبہ ھؤلاء المنافقین فی ھذا التثبیط اھل البطالۃ الذین یثبطون السالکین عن السلوک ببیان شدائد السلوک وفوات اللذائذ الدنیویۃ اھ

ترجمہ (اور کہنے لگے کہ تم گرمی میں مت نکلو) روح میں ہے اِن ہی منافقین کی حالت کے مشابہ اُن اہل بطالت کا حال ہے جو سالکین کو سلوک سے اسطرح روکتے ہیں کہ شدائد سلوک کو اور لذائذ دنیویہ کے فوت ہونے کو بیان کرتے ہیں۔

قولہ تعالیٰ فلیضحکوا قلیلا ولیبکوا کثیرا قد وقع البعض فی الغلط بھذہ الایۃ حیث ظنوا ان البکاء ماموربہ ثم شکوا الی الشیوخ انھم ما یتاتی منھم البکاء فھو من بناء الفاسد علی الفاسد و دلیل الفساد والغلط قولہ تعالیٰ متصلا جزاء بما کانوا یکسبون فانہ نص فی ان المراد بالانشاء الجزای لا یضحکون ویبکون یوم الجزاء جزاء بما کانوا یکسبون والبکاء ان کان من الخشیۃ او المحبۃ محمود لکن المحمودیۃ لا یستلزم کونہ مامورا بہ فان الامر یختص بالاختیاری وھذا غیر اختیاری۔

قولہ تعالیٰ فلیضحکوا قلیلا ولیبکوا کثیرا جزاء بما کانوا یکسبون ترجمہ (سو تھوڑے دنوں ہنس لیں اور بہت دنوں روتے رہیں اُن کاموں کے بدلہ جو کچھ کیا کرتے تھے) بعض نے اس کو امر کا صیغہ سمجھا پھر اس بنا پر شیوخ سے شکایت کیجاتی ہے کہ ہمکو رونا نہیں آتا حالانکہ اس آیت میں مراد خبر بصورت انشا ہے یعنی قیامت میں اُن کو ہنسنا نصیب نہ ہوگا رونا ہی پڑے گا قرینہ اسکا جزاء بما کانوا یکسبون ہے اور بکا اگر محبت یا خشیت سے ہو محمود ضرور ہے لیکن محمود ہونا مامور بہ ہونے کو مستلزم نہیں اس لئے کہ امر خاص ہے اختیاری کے ساتھ اور بکا غیر اختیاری ہے۔

قولہ تعالیٰ ولا تقم علی قبرہ قرن القیام علی قبر للزیارۃ والدعاء بالصلوۃ علی صاحبہ دلیل ظاھر علی کونہ نافعا للمیت کھی ومن ثم نھی عنہ لمن لم یکن اھلا لذلک النفع وھذا النفع زائد علی نفع الدعاء من الغیبۃ واللہ اعلم

قولہ تعالیٰ ولا تقم علی قبرہ ترجمہ (اور نہ اُس کی قبر پر کھڑے ہو جیے) قیام علی القبر بغرض زیارت و دعا کو صلوۃ علی المیت کے ساتھ مقرون کرنا دلیل ظاہر ہے اسپر کہ نماز جنازہ کی طرح یہ قیام مذکور بھی میت کے لئے نافع ہے اور اسی لئے ایسے شخص کی قبر پر جو کہ اس نفع کا اہل نہیں قیام کرنے کو منع فرمایا گیا اور یہ نفع قبر پر حاضر ہو کر دعا وغیرہ کرنے کا اُس نفع سے زائد ہے جو غیبت میں دعا کرنے سے ہوتا ہے واللہ اعلم۔

قولہ تعالیٰ لیس علی الضعفاء ولا علی المرضی ولا علی الذین لا یجدون ما ینفقون

قولہ تعالیٰ لیس علی الضعفاء ولا علی المرضی ولا علی الذین لا یجدون ما ینفقون

۲۹۰ قولہ تعالیٰ اذا نصحوا للہ ورسولہ فیہ دلالۃ علی ان من قصر عن العمل بعذر وکان من نیتہ ان یفعل لو قدر لا یحرم من البرکات

ترجمہ اذا نصحوا للہ ورسولہ ترجمہ (کم طاقت لوگوں پر کوئی گناہ نہیں اور نہ بیماروں پر اور نہ ان لوگوں پر جنکو خرچ کرنے کو میسر نہیں جبکہ یہ لوگ اللہ اور رسول کے ساتھ خلوص رکھیں) اس میں دلیل ہے اسپر کہ جو شخص کسی عذر کے سبب کسی عمل سے قاصر ہو مگر نیت اسکی یہ ہو کہ اگر مجھکو قدرت ہوتی تو یہ عمل ضرور کرتا تو وہ برکات سے محروم نہیں رہتا۔

(حاشیہ: تقصیر النیۃ کالعمل ۲۹۰ — نیت کا عمل کے قائم مقام ہونا ۲۹۰)

قولہ تعالیٰ الاعراب اشد کفرا ونفاقا

۲۹۱ فیہ اشارۃ الی ان البعد عن صحبۃ الصلحین سبب عظیم لقلۃ المناسبۃ بطریق الخیر ومن ثم تری اہل الطریق یہتمون بالصحبۃ اہتماما بلیغا۔

قولہ تعالیٰ الاعراب اشد کفرا ونفاقا ترجمہ (دیہاتی لوگ کفر اور نفاق میں بہت ہی سخت ہیں) اس میں اشارہ ہے کہ صحبت صالحین سے بعید ہونے سے طریق خیر کے ساتھ مناسبت میں کمی ہو جاتی ہے اسی لئے اہل طریق صحبت کا اہتمام بلیغ کرتے ہیں۔

(حاشیہ: خطر الصحبۃ فی الخیر والشر ۲۹۱ — صحبت میں خیر و شر کا اثر ہونا ۲۹۱)

قولہ تعالیٰ ومن الاعراب من یتخذ

۲۹۲ ما ینفق مغرما الخ فی الروح قیل کل من یری الملک لنفسہ یکون ما ینفق غرامۃ عندہ وکل من یری الاشیاء للہ تعالیٰ وہی عاریۃ عندہ یکون ما ینفق غنما عندہ اھ

قولہ تعالیٰ ومن الاعراب من یتخذ ما ینفق مغرما الخ ترجمہ (اور ان دیہاتیوں میں سے بعض بعض ایسا ہے کہ جو کچھ خرچ کرتا ہے اسکو جرمانہ سمجھتا ہے) الخ روح میں ہے جو شخص اپنے کو مالک سمجھے گا اس کو خرچ کرنا تاوان معلوم ہوگا اور جو شخص اللہ تعالیٰ کو مالک سمجھے گا اور اپنے پاس اشیاء کو عاریت سمجھے گا اسکو خرچ کرنا غنیمت معلوم ہوگا۔

(حاشیہ: تدبیر التسہیل الانفاق ۲۹۲ — سہولت انفاق کی تدبیر ۲۹۲)

قولہ تعالیٰ لا تعلمہم نحن نعلمہم فی الروح

۲۹۳ واستدل بالآیۃ علی انہ لا ینبغی الاقدام علی دعوی الامور المخفیۃ من اعمال القلب ونحوہا وہذہ الآیات ونحوہا اقوی دلیل فی الرد علی من یزعم الکشف والاطلاع علی المغیبات بمجرد صفاء القلب وتجرد النفس عن الشواغل وبعضہم یتساہلون فی ہذا الباب جدا اھ ملخصا ووردت الآیۃ فی نفی علم الغیب عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صریحا۔

قولہ تعالیٰ لا تعلمہم نحن نعلمہم ترجمہ (آپ ان کو نہیں جانتے ان کو ہم جانتے ہیں) روح میں ہے کہ اس آیت سے اسپر استدلال کیا گیا ہے کہ امور خفیہ مثل اعمال قلب وغیرہ پر مطلع ہونے کا دعوی نازیبا ہے اور اس قسم کی آیتیں قوی دلیل ہیں اس شخص کے اوپر جو مجرد صفاء قلب اور تجرد نفس کے کشف اور اطلاع علی المغیبات کا دعوی کرنے لگتا ہے اور اس آیت میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے علم غیب کی صریح نفی کی گئی ہے۔

(حاشیہ: دعوی کشف الغیبیات ۲۹۳ — کشف مغیبات کا دعوی ۲۹۳)

قولہ تعالیٰ وآخرون اعترفوا بذنوبہم

قولہ تعالیٰ وآخرون اعترفوا بذنوبہم

وھم الذین لم ترسخ [۳۹۴] فیہم ملکتا الذنب وبقی فیہم نور الاستعداد ولھذا لانت شیمتہم خلطوا عملاً صالحاً وآخر سیئاً حیث کانوا فی رتبۃ النفس اللوامۃ التی لم یصر اتصالہا بالقلب وبنورھا بنورہ ملکۃ لہا ولذا انقاد لہ تارۃ وتعمل اعمال الصالحۃ وتنفر عنہ اخری وھی دائما بین ھذا وذاک حتی یقوی اتصالہا بالقلب ویصیر ذلک ملکۃ لہا وحینئذ یصلح امرھا وتنجو من المخالفات ولعل قولہ سبحانہ عسی اللہ ان یتوب علیہم اشارۃ الی ذلک وقد یکون ترجح جانب الاتصال باسباب اخر کما یشیر الیہ قولہ سبحانہ وتعالی خذ من اموالہم صدقۃ تطہرھم وتزکیہم بہا لان المال مادۃ الشہوات فامر النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم بالاخذ من ذلک لیکون اول حالہم التجرد لتنکسر قوی النفس وتضعف اھوائہا وصفاتہا وصل علیہم بامداد الھمۃ وافاضۃ انوار الصحبۃ ان صلوتک سکن لہم ای سبب لنزول السکینۃ فیہم وفسر السکینۃ بنور یستقر فی القلب وبہ یتثبت علی التوجہ الی الحق ویتخلص عن الطیش کذا فی روح المعانی۔ وفی الآیات فضل الاعتراف وقبول العذر من المعترف وبرکۃ العمل من الصدقۃ ونحوھا وبرکۃ الشیخ حیث اسند التزکیۃ الیہ صلی اللہ علیہ وسلم بواسطۃ الصدقۃ وارشاد للشیخ ان یسلی المرید

ترجمہ (اور کچھ اور لوگ ہیں جو اپنی خطا کے مقر ہو گئے) یہ وہ لوگ تھے [۳۹۴] جن میں گناہ کا ملکہ راسخ نہ تھا اور ان میں نور استعداد باقی تھا اور اسی واسطے ان کی طبیعتیں نرم ہو گئیں اور ان کی یہ شان تھی کہ خلطوا عملاً صالحاً وآخر سیئاً (جنہوں نے ملے جلے عمل کئے تھے) جسکی وجہ یہ تھی کہ وہ لوگ نفس لوامہ کے مرتبہ میں تھے جس کا اتصال بالقلب اور اس کے نور سے منور ہونا اسکا ملکہ نہ ہوا تھا اور اسی لئے کبھی اسکا منقاد ہو کر اعمال صالحہ کرنے لگتا تھا اور کبھی اس سے بھاگنے لگتا تھا اور وہ اسی بین بین حالت میں رہتا ہے جب تک کہ اس کا اتصال بالقلب، قوی ہو کر اسکا ملکہ نہو جاوے اور جب ایسا ہو جاوے تو پھر مخالفات سے نجات پالیتا ہے اور شاید یہ ارشاد کہ عسی اللہ ان یتوب علیہم (اللہ سے امید ہے کہ انپر توجہ فرما دیں) اسی طرف اشارہ ہو۔ اور کبھی اسکے اتصال بالقلب کے جانب کو دوسرے اسباب سے بھی ترجیح ہو جاتی ہے جیسا اس قول میں اشارہ ہے۔ خذ من اموالہم صدقۃ تطہرھم وتزکیہم بہا (آپ ان کے مالوں میں سے صدقہ لے لیجئے جسکے ذریعہ سے آپ انکو پاک صاف کر دینگے) کیونکہ مال ہی تمام شہوات کا مادہ ہے پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے اموال لینے کا حکم کیا گیا تاکہ انکا اول مرحلہ تجرد ہو جس سے نفس کے قوی منکسر ہوں اور اسکی خواہشیں اور صفات ضعیف ہوں۔ اور صل علیہم (اور انکے لئے دعا کیجئے) میں امداد ہمت اور افاضہ انوار صحبت کا امر ہے۔ اور ان صلوتک سکن لہم (بلاشبہ آپکی دعا ان کے لئے موجب اطمینان ہے) میں اسکا بیان ہے کہ یہ ہمت اور افاضہ انپر نزول سکینہ کا سبب ہے۔ اور سکینہ کی تفسیر یوں کی گئی ہے کہ وہ ایک

[۳۹۴] تحقیق اسباب صفاء النفس وکدورتہا وتفصیل بعض وظائف الشیخ

[۳۹۴] صفاء نفس وکدورت نفس کے اسباب کی تحقیق اور شیخ کے بعض وظائف کی تفصیل

فی قولہ تعالیٰ ان صلوتک سکن لھم۔

نور ہے جو قلب میں مستقر ہوتا ہے اور توجہ الی الحق پر اس سے ثبات ہوتا ہے اور بے استقلالی سے اسکے سبب نجات ہوتی ہے یہ سب مضمون روح المعانی میں ہے۔ اور ان آیات میں یہ امور بھی ہیں۔ اعتراف بالذنب کی فضیلت۔ معترف کا قبول عذر۔ اعمال مثلاً صدقہ وغیرہ کی برکات شیخ کی برکات چنانچہ تزکیہ کو بواسطہ صدقہ کے آپ کی طرف منسوب کیا گیا۔ شیخ کو یہ ارشاد کہ مرید کو تسلی دیا کرے اس قول میں ان صلوتک سکن لہم

قولہ تعالیٰ وقل اعملوا فسیری اللہ عملکم ورسولہ والمؤمنون فی قولہ والمؤمنون اشارۃ[۴۹۵] الی ما قالوا فی حد التوبۃ انہ ظہور سیماء الصالحین علی التائب لانہ ھو الذی یراہ المؤمنون۔

قولہ تعالیٰ وقل اعملوا فسیری اللہ عملکم ورسولہ والمومنون ترجمہ (اور آپ کہہ دیجئے کہ عمل کئے جاؤ سو ابھی دیکھے لیتا ہے تمہارے عمل کو اللہ تعالیٰ اور اسکا رسول اور اہل ایمان) والمومنون میں اشارہ ہے[۴۹۵] اس قول کی طرف جو حد توبہ میں علماء نے فرمایا ہے کہ تائب پر سیماء صالحین ظاہر ہونے لگے کیونکہ مومنین کی رویت اسی سے متعلق ہو سکتی ہے۔

قولہ تعالیٰ وآخرون مرجون لامر اللہ۔ فیہ اصل[۴۹۶] لجعل امر المرید معلقا دائرا بین الخوف والرجاء لا یصرح بقبول العذر منہ ولا بردہ فان الاول فیہ ضعف اثر النصح والثانی فیہ الوحشۃ ثم الیاس ثم البعد وکلہ مضر وفی ھذا التعلیق مصالح لہ۔

قولہ تعالیٰ وآخرون مرجون لامر اللہ ترجمہ (اور کچھ اور لوگ ہیں جنکا معاملہ خدا کے حکم آنے تک ملتوی ہے) اس میں اسکی اصل ہے[۴۹۶] کہ بعض اوقات مرید کے معاملہ کو خوف ورجاء کے درمیان معلق چھوڑ دیا جاتا ہے اسکے عذر کو نہ صریحاً قبول کیا جاتا ہے کہ اس میں نصیحت کا اثر ضعیف ہو جاتا ہے اور نہ صریحاً رد کیا جاتا ہے کہ اس سے اول تو وحشت ہوتی ہے پھر مایوسی پھر بعد اور یہ سب اسکے لئے مضر ہیں اور اس معلق رکھنے میں اسکی بہت سی مصلحتیں ہیں۔

قولہ تعالیٰ والذین اتخذوا مسجدا ضرارا یوخذ منہ شناعۃ[۴۹۷] فعل من یتخذ الدین آلۃ لغرض الفاسد۔

قولہ تعالیٰ والذین اتخذوا مسجدا ضرارا۔ ترجمہ (اور بعضے ایسے ہیں جنہوں نے ان اغراض کے لئے مسجد بنائی ہے کہ ضرر پہنچاویں) اس سے[۴۹۷] اس شخص کے فعل کی شناعت مفہوم ہوتی ہے جو دین کو اپنی غرض فاسد کا آلہ بناوے۔

قولہ تعالیٰ لا تقم فیہ ابدا حیث یروج امرہ بقیامک وفیہ[۴۹۸] دلیل علی التحرز من التسبب للمکروہ الشرعی۔

قولہ تعالیٰ لا تقم فیہ ابدا ترجمہ (آپ اس میں کبھی کھڑے نہ ہوں) کیونکہ آپ کا وہاں پر نماز پڑھ لینا اسکی ترویج وتقویت کا سبب ہو جاویگا اور اس میں دلیل ہے کہ امر مکروہ شرعی کیلئے سبب بننے سے بھی تحرز ضروری ہے۔

۴۹۵ اصل لکون صلاح التوبۃ ظہور سیماء الصالحین علی التائب — توبہ کا صحیح ہونا کہ اسکے آثار بھی ظاہر ہوں
۴۹۶ جعل عذر المرید دائرا بین القبول والرد — مرید کے عذر کو قبول ورد کے درمیان معلق چھوڑنا
۴۹۷ اتخاذ الدین آلۃ لغرض الفاسد — دین کو غرض فاسد کا آلہ بنانا
۴۹۸ النھی عن التسبب للمذموم — امر مذموم کا سبب بننے سے ممانعت

قوله تعالىٰ لمسجد اسس على التقوىٰ من اول يوم احق ان تقوم فيه في الروح لان النفس تتاثر فيه بصفاء الوقت و طيب الحال وذوق الوجد ان بخلاف ما اذا كان مبنيا على ضد ذلك فانها تتاثر فيه بالكدورة والتفرقة والقبض واصل ذلك ان عالم الملك تحت قهر عالم الملكوت وتسخيره فلا بد ان يكون لتهيات النفوس وهياتها تاثير فيما تباشر من الاعمال الا ترى الكعبة كيف شرفت وعظمت وجعلت محلا للتبرك لما انها كانت مبنية بيد خليل الله تعالىٰ عليه الصلوٰة والسلام بنية صادقة ونفس شريفة ونحن نجد ايضا اثر الصفاء والجمعية في بعض المواضع والبقاع وضد ذلك في بعضها **فيه رجال يحبون ان يتطهروا** اى اهل ارادة وسعى في التطهر عن الذنوب

قولہ تعالیٰ لمسجد اسس على التقوىٰ من اول يوم احق ان تقوم فيه ترجمہ: البتہ جس مسجد کی بنیاد اول دن سے تقویٰ پر رکھی گئی ہے وہ اس لائق ہے کہ آپ اُسمیں کھڑے ہوں) وجہ اسکی یہ ہے کہ اس سے نفس میں صفاء وقت وطیب حال وذوق وجدان کا اثر پیدا ہوتا ہے بخلاف اُسکے جو خلاف تقویٰ پر مبنی ہو کہ اُس میں کدورت اور تفرقہ اور قبض کا اثر نفس میں پیدا ہوتا ہے اور **فيه رجال يحبون ان يتطهروا** (اُسمیں ایسے آدمی ہیں کہ وہ خوب پاک ہونیکو پسند کرتے ہیں) میں اشارہ ہے کہ صالحین کی صحبت کو بھی اثر عظیم ہے (کہ اُس مسجد میں قیام کی ترجیح کی علت کے موقع میں اسکو بھی فرمایا) [۴۹۹] اور اس مجموعہ سے یہ امر حاصل ہوا کہ حصول جمعیت میں مکان اور اخوان اور اہل طریق سے منقول ہے کہ اسکے زمان کی بھی رعایت کو دخل ہے کذا فی الروح ملخصاً

وهو اشارة الى ان صحبة الصالحين لها اثر عظيم [۴۹۹] ويتحصل من هذا وما قبله الاشارة الى انه ينبغي رعاية المكان والاخوان في حصول الجمعية وجاء عن القوم انه يجب مراعاة ذلك مع مراعاة الزمان في حصول ما ذكر اه ملخصاً۔

۴۹۹ وصحبة الكاملين اخوان في الطبقة ... (حاشیہ، جزوی طور پر ناخواندہ)
صحبت کاملین کا اثر عظیم ہونا

قوله تعالىٰ التائبون العابدون الى قوله تعالىٰ وبشر المومنين في الروح وفي الاية نعى على اناس ادعوا الانتظام في حزب الله تعالىٰ ونصرة اولياءه وهم قد ضيعوا الحدود وخرقوا سفينة الشريعة وتكلموا بالكلمات الباطلة حتى عند الصوفية اه

قولہ تعالیٰ التائبون العابدون الى قوله وبشر المومنين۔ ترجمہ (وہ ایسے ہیں جو توبہ کرنیوالے ہیں عبادت کرنے والے الی قولہ۔ اور ایسے مومنین کو آپ خوشخبری سنا دیجئے) روح میں ہے کہ اس آیت [۵۰۰] میں اُن لوگوں کی بدحالی کا اظہار ہے جو اپنے کو سالکین کے زمرہ میں داخل سمجھتے ہیں اور پھر حدود کو ضائع کرتے ہیں اور ایسے کلمات کے ساتھ تکلم کرتے ہیں جو صوفیہ کے نزدیک بھی باطل ہیں۔

۵۰۰ ذم المضيعين الحدود
ضائع کنندگان حدود کی مذمت

قوله تعالىٰ ما كان للنبى والذين امنوا

قولہ تعالیٰ ما كان للنبى والذين امنوا ان

ان یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی قربی
نص فی عدم نفع البرکات بدون الایمان
فای برکة تکون اعظم من برکة قرابة النبی
صلی اللہ علیہ وسلم ثم قال تعالی ما قال

یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی قربی ترجمہ
(پیغمبر کو اور دوسرے مسلمانوں کو جائز نہیں کہ مشرکین
کیلئے مغفرت کی دعا مانگیں اگرچہ وہ رشتہ دار ہی ہوں)
اسمیں تصریح ہے کہ بدون ایمان کے محض برکات کام
نہیں آتے دیکھو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت سے بڑھکر کونسی برکت ہوگی پھر بھی یہ حکم دیا گیا۔

۵۰۱ علامہ نفع البرکات بدون الایمان — بدون ایمان کے برکات کا نافع نہ ہونا

قولہ تعالیٰ وما کان استغفار ابراهیم
لابیہ الا عن موعدة الخ دلیل علی بیان
الشیخ عذرہ اجمالا او تفصیلا عند المرید اذا احتمل
منہ الاقتداء فی فعل نہاہ الشیخ عنہ۔

قولہ تعالیٰ وما کان استغفار ابراهیم لابیہ
الا عن موعدة الخ ترجمہ (اور ابراہیم کا اپنے باپ کیلئے
دعائے مغفرت مانگنا وہ صرف وعدہ کے سبب سے تھا الخ)
یہ دلیل ہے اسپر کہ اگر شیخ کسی فعل سے مرید کو منع کرے اور
کسی عارض سے وہی فعل خود کرنا پڑے تو مرید کے سامنے اپنا عذر
اجمالاً یا تفصیلاً بیان کردے تاکہ وہ اسکا اقتداء نہ کرے۔

۵۰۲

قولہ تعالیٰ حتی اذا ضاقت علیہم
الارض الخ ودلت القصة علی جواز التشدد
علی المرید حسب مایراہ الشیخ من المصلحة

قولہ تعالیٰ حتی اذا ضاقت علیہم الارض الخ
ترجمہ (یہاں تک کہ جب زمین باوجود اپنی فراخی کے اُن پر
تنگی کرنے لگی) یہ قصہ اسپر دال ہے کہ مرید پر حسب مصلحت
شیخ کو تشدد جائز ہے۔

۵۰۳

قولہ تعالیٰ ثم تاب اللہ علیہم فی الروح
وقد جرت عادتہ تعالیٰ مع اہل محبتہ اذا
صدر منہم ما ینافی مقامہم بادبہم بنوع
من الحجاب حتی اذا قواطم الجنایة واحتجبوا
عن المشاهدة وعراہم ما عراہم امطر علیہم
وابل سحاب الکرم واشرق علی افاق اسرارہم
انوار القدم فیؤنسہم بعد ایاسہم ویمن علیہم بعد قنوطہم۔

قولہ تعالیٰ ثم تاب اللہ علیہم ترجمہ (پھر اُنکے
حال پر توجہ فرمائی) حق تعالیٰ کی عادت اپنے محبین کے ساتھ
جاری ہے کہ جب اُن سے کوئی امر اُن کے مقام کے منافی
صادر ہو جاتا ہے تو ایک نوع کے حجاب سے اُن کی تادیب
کیجاتی ہے اور جب وہ اسکی تلخی چکھ چکتے ہیں تو اُنپر کرم کی
بارش فرمائی جاتی ہے۔ کذا فی الروح ملخصاً

۵۰۴

قولہ تعالیٰ یا ایہا الذین اٰمنوا اتقوا
اللہ وکونوا مع الصادقین۔ فی الروح قیل
خالطوہم لتکونوا مثلہم فکل قرین بالمقارن
یقتدی اھ ففیہ ترغیب لصحبة الصالحین

قولہ تعالیٰ یا ایہا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ و
کونوا مع الصادقین ترجمہ (اے ایمان والو اللہ تعالیٰ
سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو) بعض نے معیت کی
تفسیر مخالطت اور مقارنت سے کی ہے کذا فی الروح
پس اسمیں ترغیب ہے صحبت صالحین کی۔

۵۰۵ برکات صحبت شیخ

قوله تعالیٰ وما كان المؤمنون لينفروا كافة الخ دليل ان المطلوب ان يكون انتظام المهم الديني بحيث لا يخل بمهم آخر من المهم المعاش الواجب۔

قوله تعالیٰ يا ايها الذين آمنوا قاتلوا الذين يلونكم من الكفار اي الذين يقربون منكم ويستنبط منه ان الاقرب من الجميع النفس كما ورد اعدى عدوك نفسك التي بين جنبيك فكن مبتدئا باصلاحه كما قيل ؎
ابدا بنفسك فانهها عن غيها

قوله تعالیٰ اولا يرون انهم يفتنون في كل عام مرة او مرتين ثم لا يتوبون الخ في الروح اي يصيبهم بالبلاء ليتوبوا وفي الاثر البلاء سوط من سياط الله تعالیٰ يسوق به عباده اليه وان البلاء يكسر سورة النفس فيلين القلب فيتوجه الى مولاه اھ

قوله تعالیٰ لقد جاءكم رسول من انفسكم عزيز عليه ما عنتم الخ لما كان الشيخ من نوابه صلى الله عليه وسلم ينبغي ان يكون فيه نحو صفات النبي صلى الله عليه وسلم التي ذكرت في هذه الآية۔ تمت سورة التوبة

قوله تعالیٰ وما كان المؤمنون لينفروا كافة ترجمہ (اور مسلمانوں کو یہ نہ چاہئے کہ سب کے سب نکل کھڑے ہوں) اسمیں دلیل ہے کہ مہم دینی کا انتظام ایسا ہونا چاہئے کہ دوسری ضروریات میں جنمیں امر معاش بھی ہے مخل نہ ہوں۔

قوله تعالیٰ يا ايها الذين آمنوا قاتلوا الذين يلونكم من الكفار ترجمہ (اے ایمان والو ان کفار سے لڑو جو تمہارے آس پاس ہیں) اس سے مستنبط ہوتا ہے کہ چونکہ سب سے قریب تر نفس ہے ابتدا اسکے مجاہدہ سے کرے۔
فاذا انتهت عنه فانت حكيم

قوله تعالیٰ اولا يرون انهم يفتنون في كل عام مرة او مرتين ثم لا يتوبون ترجمہ (اور کیا ان کو نہیں دکھلائی دیتا کہ یہ لوگ ہر سال میں ایکبار دوبار کسی نہ کسی آفت میں پھنستے رہتے ہیں پھر بھی باز نہیں آتے) اس سے بلا کی حکمت معلوم ہوتی ہے کہ مولی کی طرف توجہ ہو جاوے۔

قوله تعالیٰ لقد جاءكم رسول من انفسكم عزيز عليه ما عنتم الخ ترجمہ (تمہارے پاس ایک ایسے پیغمبر تشریف لائے ہیں جو تمہاری جنس سے ہیں جنکو تمہاری مضرت کی بات نہایت گران گذرتی ہے الخ) یہ صفات ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور چونکہ شیخ بھی نائب ہوتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسلئے یہ صفات اسمیں بھی ہونا ضروری ہیں۔ سورۂ توبہ ختم ہوئی۔

۵۰۵ انتظام المہم الدینی بحیث لا یخل بمہم آخر
۵۰۶ ابتداء المجاہدہ من النفس
۵۰۷ البلاء سوط الله
۵۰۸ منافع البلاء
۵۰۹ ما کان ینبغی ان یکون فی الشیخ
شیخ میں صفات نبوی ہونی چاہئیں

ملحقہ من رسالۃ التائید المذکورۃ فی التمہید
سورۃ التوبۃ

اضافہ از رسالہ تائید
سورۃ التوبۃ

سورة التوبة

قوله تعالیٰ اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا ای بالنصرة والعصمة لا بالذات لان اللہ تعالیٰ مع کل مخذول ومنصور وظالم ومظلوم بالذات لکن الحزن انما ینفی اذا علم انہ تعالیٰ معہ بالنصرة لا بالخذلان ولان الظاہر من حال الصدیق رضی اللہ عنہ انہ کان یعلم ان اللہ تعالیٰ قریب منہما اقرب من حبل الورید انما کان خوفہ حیث لم یعلم النصرة والعصمة من اللہ تعالیٰ لانہ ربما لا ینصر۔

سورة التوبة

قوله تعالیٰ اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا ترجمہ (یعنی جبکہ آپ اپنے ساتھی سے کہتے تھے کہ غم نہ کرو بالیقین اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے، یعنی مدد اور حفاظت سے نہ ذات سے کیونکہ ذات سے تو اللہ تعالیٰ ہر مخذول اور منصور اور ظالم اور مظلوم کی ساتھ ہے لیکن غم جب ہی دور ہوتا ہے جب یہ معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ کی معیت نصرت کے ساتھ ہے خذلان کے ساتھ نہیں اور اسلئے کہ ظاہر حضرت صدیق رض کے حال سے یہ ہے کہ ان کو یہ تو معلوم تھا کہ اللہ تعالیٰ دونوں سے قریب بس رگ گردن سے بھی قریب تر صرف خوف اس وجہ سے تھا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد و حفاظت کا ہونا معلوم نہ تھا کیونکہ کبھی اللہ تعالیٰ مدد کرتے ہیں اور کبھی نہیں بھی کرتے کیونکہ وہ انکا اختیاری فعل ہے۔

قوله تعالیٰ قاتلوا الذین یلونکم من الکفار یعنی ابدأ بنفسک ان کانت کافرة تسلم وتنقاد وتطمئن ثم قاتل سائر اعدائک الھوی والشھوات والشیطین الاقرب فالاقرب

قوله تعالیٰ قاتلوا الذین یلونکم من الکفار ترجمہ (ان کفار سے لڑو جو تمہارے آس پاس ہیں) یعنی ابتدأ اپنے نفس سے کر اگر وہ کافر (بالمعنی اللغوی) ہو اس سے وہ مطیع اور فرمان بردار اور مطمئنہ ہوجاویگا پھر اپنے باقی دشمنوں یعنی ہوائی نفسانی اور شہوات اور شیاطین سے مقابلہ کر اول جو سب سے اقرب ہو پھر باقی میں جو اقرب ہو۔

قوله تعالیٰ لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم ہکذا یجب ان یکون المربی فی التصوف۔ انتہت الملحقت۔

قوله تعالیٰ لقد جاءکم الخ ترجمہ (تمہارے پاس ایک ایسے پیغمبر تشریف لائے ہیں جو تمہاری جنس سے ہیں جنکو تمہاری مضرت کی بات نہایت گراں گذرتی ہے جو تمہاری منفعت کے بڑے خواہشمند رہتے ہیں ایمان داروں کے ساتھ بڑے ہی شفیق مہربان ہیں)، ایسا ہی تصوف میں تربیت کرنے والے کو ہونا واجب ہے۔ اضافہ تمام ہوا۔

سورة یونس

قوله تعالیٰ ان الذین لا یرجون لقاءنا

سورہ یونس علیہ السلام

قوله تعالیٰ ان الذین لا یرجون لقاءنا

ورضوا بالحیوٰة الدنیا واطمأنوا بها الخ تعلیق الذم بالرضی بالدنیا والاطمینان بها دلیل ظاہر علی ذمھما۔

قولہ تعالیٰ واذا مس الانسان الضر دعانا لجنبہ او قاعدا او قائما فلما

کشفنا عنہ ضرہ مر کان لم یدعنا الی ضر مسہ فی الروح ھذا وصف الذین لم یدرکوا حقایق العبودیۃ فی مشاھدۃ الربوبیۃ فانھم اذا ظلم علیھم لیل البلاء قاموا الی ایقاد مصباح التضرع فاذا انجلت عنھم الغیاھب بسطوع انوار فجر الفرج نسوا ما کانوا فیہ ومروا کان لم یدعوا الی مولاھم الی کشف ما عناھم ولو کانوا عارفین لم یبرحوا دارۃ التضرع واظھار العبودیۃ بین یدیہ تعالیٰ فی کل حین اھ قلت ولو ارید بالانسان الکافر فعلی ان الدعاء ان لم یکن عن ایمان بل عن اضطرار لا ینفعھم وھو المذکور فی قولہ تعالیٰ الآتی فاذا رکبوا فی الفلک دعوا اللہ مخلصین لہ الدین۔

قولہ تعالیٰ حتی اذا کنتم فی الفلک

الی قولہ دعوا اللہ مخلصین لہ الدین فی الروح ۔۔۔ خبیر بان الناس الیوم اذا اعترتھم ۔۔۔ خطیر وخطب جسیم

ورضوا بالحیوٰة الدنیا واطمأنوا بہا ترجمہ (جن لوگوں کو ہمارے پاس آنے کا کھٹکا نہیں ہے اور وہ دنیوی زندگی پر راضی ہو گئے ہیں اور اُس میں جی لگا بیٹھے ہیں) مذمت کا رضا بالدنیا واطمینان بالدنیا پر مرتب کرنا ان دونوں کے مذموم ہونے پر دلیل ظاہر ہے۔

قولہ تعالیٰ واذا مس الانسان الضر دعانا لجنبہ او قاعدا او قائما فلما کشفنا عنہ

ضرہ مر کان لم یدعنا ترجمہ (اور جب انسان کو کوئی تکلیف پہونچتی ہے تو ہم کو پکارنے لگتا ہے لیٹے بھی بیٹھے بھی کھڑے بھی پھر جب ہم اُسکی وہ تکلیف اُس سے ہٹا دیتے ہیں تو پھر اپنی پہلی حالت پر آجاتا ہے کہ گویا جو تکلیف اُسکو پہونچی ہی نہ تھی اُسکے ہٹانے کیلئے کبھی ہمکو پکارا ہی نہ تھا) روح میں ہے کہ یہ اون لوگوں کی حالت ہے جنھوں نے مشاہدہ ربوبیت میں حقایق عبودیت کا ادراک نہیں کیا اُن پر جب بلا آتی ہے تو تضرع کرنے لگتے ہیں اور جب بلا دور ہو جاتی ہے تو گویا بے تعلق ہو جاتے ہیں اور اگر عارف ہوتے برابر تضرع اور عبودیت کرتے رہتے اھ بحاصلہ اور اگر انسان سے مراد کافر لیا جاوے تو اسپر دال ہے کہ دعا وعبادت اگر ایمان سے نہ ہو بلکہ محض اضطرار سے ہو تو (شرعاً) نافع نہیں اور ایسی ہی دعا وعبادت اس آیت میں مذکور ہے فاذا رکبوا فی الفلک دعوا اللہ مخلصین لہ الدین۔

قولہ تعالیٰ حتی اذا کنتم فی الفلک وجرین

بہم الی قولہ دعوا اللہ مخلصین لہ الدین ترجمہ (یہاں تک کہ جب تم کشتی میں ہوتے ہو اور وہ کشتیاں لوگوں کو موافق ہوا کے ذریعے سے لیکر

فی بر او بحر دعوا من لا یضر ولا ینفع ولا یری ولا یسمع فمنہم من یدعو الخضر والیاس ومنہم من ینادی ابا الخمیس والعباس الی اخر ما قال واطال۔

قولہ تعالیٰ للذین احسنوا الحسنیٰ وزیادۃ وہی النظر الی وجہ ربہم الکریم جل جلالہ رواہ مسلم مرفوعًا وتسمیتہ زیادۃ تدل علی کونہا افضل من سائر النعم الاخرویۃ۔

قولہ تعالیٰ وما یتبع اکثرہم الا ظنا فی الروح ولا یکاد ینجو من ہذا الذم الا قلیل فان ادلۃ اہل الرسوم من المتکلمین وغیرہم متعارضۃ وکلماتہم متجاذبۃ فلا تکاد تری دلیلا سالمًا من قیل وقال ونزاع وجدال فمن اراد النجاۃ فلیتبع السلف الصالح فیما کانوا علیہ فی امر دینہم غیر مکترث بمقالات الفلاسفۃ ومن حذا حذوہم من المتکلمین التی لا تزید طالب الحق الا شکا اھ

قولہ تعالیٰ بل کذبوا بما لم یحیطوا بعلمہ ولما یاتہم تاویلہ۔ فی الروح ذم لہم بالمسارعۃ الی تکذیب الحق قبل التامل والتدبر والاطلاع علی الحقیقۃ وہذہ عادۃ المنکرین اہل الحجاب مع کلمات القوم حیث انہم یسارعون الی انکارہا قبل التامل فیہا وتدبر مضامینہا والوقوف علی الاصطلاحات التی بنیت

چلتی ہیں۔ الی قولہ۔ خالص اعتقاد کرکے اللہ ہی کو پکارنے لگتے ہیں) روح میں ہے تمکو معلوم ہے کہ اس زمانہ میں اکثر لوگوں کا یہ حال ہے کہ ایسے وقت میں بزرگوں کو پکارتے ہیں اھ تو اس حیثیت سے یہ لوگ اُن مشرکین سے بھی زیادہ قابل افسوس ہوئے۔

قولہ تعالیٰ للذین احسنوا الحسنیٰ وزیادۃ ترجمہ (جن لوگوں نے نیکی کی ہے اُن کے واسطے خوبی ہے اور مزید برآں بھی) حدیث مسلم میں اسکی تفسیر رویت باری تعالیٰ سے آئی ہے اور اسکو زیادت فرمانا اسپر دلیل ہے کہ یہ تمام نعم اخرویہ سے افضل ہے۔

قولہ تعالیٰ وما یتبع اکثرہم الا ظنا ترجمہ (اور اُن میں سے اکثر لوگ صرف بے اصل خیالات پر چل رہے ہیں) روح میں ہے کہ اس سے علماء رسوم بہت کم محفوظ ہیں چنانچہ اکثر اہل ظاہر متکلمین کے دلائل (ذات و صفات کے متعلق) متعارض پائے جاتے ہیں (جو شان ہوتی ہے ظنیات کی) پس جو شخص اس سے بچنا چاہے وسلف صالح کا اتباع کرے اور فلسفیات میں مشغول نہ ہو جس سے بجز شک بڑھنے کے کوئی حاصل نہیں اھ

قولہ تعالیٰ بل کذبوا بما لم یحیطوا بعلمہ ولما یاتہم تاویلہ ترجمہ (بلکہ ایسی چیز کی تکذیب کرنے لگے جسکو اپنے احاطہ علمی میں نہیں لائے اور ہنوز اُن کو اسکا اخیر نتیجہ نہیں ملا) روح میں ہے یہ اُن کی ذمت ہے اسپر کہ وہ قبل تامل و تدبر و اطلاع علی الحقیقۃ کے تکذیب حق پر مسارعت کرتے ہیں اور یہی عادت ہے منکرین اہل حجاب کی بزرگوں کے کلام کے ساتھ کہ اُنمیں غور کرنے سے پہلے اور اُن اصطلاحات کو جانتے جن پر وہ [illegible]

دعاء مستغاث [illegible] ۱۲ م — [illegible]
افضلیۃ رویۃ الباری تعالیٰ علی ما ورد فی الصحیح ۱۲ م — دیدار حق کا افضل نعمت ہونا
ذم اتباع الظن [illegible] ۱۲ م — ذات و صفات میں [illegible] مذمت
ذم [illegible] قبل التامل ۱۲ م — بزرگوں کے کلام میں [illegible]

علیہا وکان الحری لہم التثبت والتدبر اھ

بنی ہے اور اعتراض کر بیٹھتے ہیں ان کو تو ایسی حالت میں تحقیق اور تدبر کی ضرورت تھی اھ

۵۱۶

قولہ تعالیٰ وان کذبوک فقل لی عملی ولکم عملکم انتم بریٔون مما اعمل وانا بریٔ مما تعملون وھذا ھو عین سیر القوم فی المناظرۃ اذا راوا الاصرار واللجاج من الخصم بخلاف خدام الالفاظ لا یرضون بمثل ھذہ المقالات۔

قولہ تعالیٰ وان کذبوک فقل لی عملی ولکم عملکم انتم بریٔون مما اعمل وانا بریٔ مما تعملون **ترجمہ** (اور اگر آپ کو جھٹلاتے رہیں تو یہ کہدیجئے کہ میرا کیا ہوا مجھکو ملیگا اور تمہارا ہوا تمکو ملیگا تم تو میرے کئے ہوئے کے جوابدہ نہیں ہو اور میں تمہارے کئے ہوئے کا جوابدہ نہیں ہوں) (اور یہی عادت ہے اہل طریق کی مناظرہ میں جسوقت وہ خصم کی جانب سے ضد اور ہٹ دیکھتے ہیں بخلاف الفاظ پرستوں کے کہ وہ مناظرہ کے موقع پر کبھی ایسی بات نہ کہیں (بلکہ اس کہنے کو ہار سمجھیں)۔

۵۱۸

قولہ تعالیٰ ولکل امۃ رسول اخذ منہ المحققون الاحتیاط بکف اللسان عن من لم یعلم حالہ من القرون الاولیٰ فی اقالیم لم یعرف بعث الرسل فیہا لاحتمال کونہم رسلا الی اھل تلک الاقالیم لان الظاہر عدم خلو امہا عن المرسل۔

قولہ تعالیٰ ولکل امۃ رسول ترجمہ (اور ہر ہر امت کیلئے ایک حکم پہونچانے والا ہے) محققین نے اس سے اخذ کیا ہے کہ قرون اولیٰ میں جو لوگ غیر معلوم الحال ایسے اقالیم میں گذرے ہیں جن میں رسولوں کا مبعوث ہونا معلوم نہیں ہوا احتیاط اسی میں ہے کہ ان سے کف لسان کیا جاوے احتمال ہے کہ وہ رسول ہوں کیونکہ ظاہر تو یہی ہے کہ وہاں کی امت بھی رسول سے خالی نہیں رہی (بعض اکابر اہل طریق نے اس احتیاط اور احتمال کی تصریح فرمائی ہے)

۵۱۹

قولہ تعالیٰ یا ایہا الناس قد جاءتکم موعظۃ من ربکم وشفاء لما فی الصدور الخ دلیل علی ان فی القلوب امراضا وھی اشد من امراض الابدان کالشک والنفاق والحسد والحقد وامثال ذلک۔

قولہ تعالیٰ یا ایہا الناس قد جاءتکم موعظۃ من ربکم وشفاء لما فی الصدور الخ **ترجمہ** (اے لوگو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک ایسی چیز آئی ہے جو نصیحت ہے اور دلوں میں جو روگ ہیں انکے لئے شفا ہے) اسپر دلیل ہے کہ قلوب میں بھی امراض ہوتے ہیں اور وہ امراض بدن سے اشد ہیں جیسے شک ونفاق وحسد وغیرہ۔

۵۲۰

قولہ تعالیٰ قل بفضل اللہ وبرحمتہ فبذلک فلیفرحوا اذا بلغ الفرح اقصاہ انبسط ولم یقدر علی السکوت عن اظہار الفضل

قولہ تعالیٰ قل بفضل اللہ وبرحمتہ فبذلک فلیفرحوا ترجمہ (آپ کہدیجئے کہ بس لوگوں کو خدا کے اس انعام اور رحمت پر خوش ہونا چاہئے) اسمیں فرح کبھی

وقد یکون ھذا الاظھار فی صورۃ تخالف الادب لکن یعذر بغلبۃ الحال۔

اس حد تک پہونچ جاتا ہے کہ غایت انبساط سے اُس فضل کے اظہار سے سکوت پر قدرت نہیں رہتی اور

کبھی یہ اظہار ایسی صورت میں ہوتا ہے کہ وہ ظاہر اخلاف ادب ہوتی ہے لیکن غلبہ حال سے معذور ہوتا ہے۔

قولہ تعالیٰ قل ارءیتم ما انزل اللہ لکم من رزق فجعلتم منہ حراما وحلالا۔ فیہ ردّ علی من حرم بعض المباحات علی نفسہ اعتقادا او عملا تقشفا و تزھدا او یخص منہ من ترکہ علاجا

قولہ تعالیٰ قل ارءیتم ما انزل اللہ لکم من رزق فجعلتم منہ حراما وحلالا۔ ترجمہ آپ کہئے کہ یہ تو بتلاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے جو کچھ رزق بھیجا تھا پھر تمنے اُسکا کچھ حصہ حرام اور کچھ حلال قرار دے لیا) اس میں اُن لوگوں پر رد ہے جو بعض مباحات کو اعتقاداً یا عملاً بطور تقشف و تزہد کے اپنے نفس پر حرام کر لیتے ہیں البتہ جو شخص بطور معالجہ کے ترک کردے وہ مستثنیٰ ہے۔

قولہ تعالیٰ الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون انظرہا قد منا تحت قولہ تعالیٰ فی وسط الانفال ان اولیاءہ الا المتقون وبناءہ علی الایمان والتقوی الکاملین دلیل علی انہ لا یشترط فیہ صدور کرامۃ علی یدہ۔

قولہ تعالیٰ الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون ترجمہ (یاد رکھو اللہ کے دوستوں پر نہ کوئی اندیشہ ہے اور نہ وہ مغموم ہوتے ہیں) سورہ انفال میں آیت ان اولیاءہ الا المتقون کے تحت میں جو لکھا گیا ہے اُسکو دیکھ لو اور ولایت کا ایمان و تقویٰ پر مبنی کرنا اسکی دلیل ہے کہ ولایت کے لئے یہ شرط نہیں کہ اُسکے ہاتھ پر کوئی کرامت بھی صادر ہوا کرے۔

قولہ تعالیٰ ان العزۃ للہ جمیعا وما یتراءی لغیرہ ھو لہ حقیقۃ وانما ذلک الغیر لہ مظاھر عزتہ فحسب کالضیاء ھو للشمس حقیقۃ ویظھر فی الارض بنوع من التعلق ففیہ اصل لمسئلۃ المظھریۃ۔

قولہ تعالیٰ ان العزۃ للہ جمیعا ترجمہ (تمام تر غلبہ خدا ہی کیلئے ہے) اور دوسرے میں جو عزت نظر آتی ہے وہ بھی درحقیقت اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت ہے اور وہ غیر اُسکی عزت کا ایک مظہر ہے جیسے ضیاء حقیقت آفتاب کی صفت ہے اور زمین ایک گونہ تعلق کے سبب اُسکا ظہور ہو جاتا ہے پس اسمیں مسئلہ مظہریت کی اصل ہے۔

قولہ تعالیٰ ھو الذی جعل لکم اللیل لتسکنوا فیہ دال علی ان الاولی ان ینام شیئا من اللیل فان فیہ موافقۃ للمصلحۃ الالٰھیۃ وفی ھذہ الموافقۃ من رعایۃ الادب ما لا یخفی۔

قولہ تعالیٰ ھو الذی جعل لکم اللیل لتسکنوا فیہ ترجمہ (وہ ایسا ہے کہ جسنے تمہارے لئے رات بنائی تاکہ تم اُس میں آرام کرو) اس میں دلیل ہے اسپر کہ رات کو کسیقدر سو رہنا اولیٰ ہے کیونکہ اسمیں مصلحت الٰہیہ کی موافقت ہے اور اس موافقت میں ظاہر ہے کہ ادب

۵۲۱ الرد علی من حرم بعض المباحات — تحریم مباحات سے تقرب ہونا

۵۲۲ مدار الولایۃ — ولایت کا مدار

۵۲۳ مسئلۃ المظھریۃ — مسئلہ مظہریت

۵۲۴ الادب یقتضی ان ینام شیئا من اللیل — کچھ رات کو سو رہنا ادب ہے

قوله تعالیٰ اتقولون علی الله مالا تعلمون فیه انکار علی الکلام فی الذات الالٰهی والصفات الالٰهیة بالتخمینیات والمجازفات استدلالیة کانت اوذوقیة وابتلی بهذا اکثر ممن ینسب الی العلم والتصوف والی الله المشتکی

قوله تعالیٰ کذلك نطبع علی قلوب المعتدین وهذا الطبع هو الذی یعبر عنه بفساد الاستعداد

قوله تعالیٰ ولا یفلح الساحرون ای فی مقابلة اهل الحق ویقاس علیه حال المشائخ المبطلین لا یتمشی امرهم۔

قوله تعالیٰ ربنا لا تجعلنا فتنة للقوم الظالمین فی الروح ولا یتوهمن ان التوکل مناف للدعاء لان المراد بذلك قطع النظر عن الاسباب العادیة وقصره علی مسببها عز وجل وقد صرحوا ان الشخص اذا تعاطی الاسباب معتقداً ذلك یعد متوکلاً ایضا اه ای فی بعض الدرجات۔

قوله تعالیٰ لما اٰمنوا کشفنا عنهم عذاب الخزی فیه امکان ان یفیض علی المسلم بدا من الکرامات مالا یطلع علیه الشیخ کما لم یشعر یونس علیه السلام بقبول ایمانهم

کی کیسی رعایت ہے

قوله تعالیٰ اتقولون علی الله مالا تعلمون

ترجمہ (کیا اللہ کے ذمہ ایسی بات لگاتے ہو جس کا تم علم نہیں رکھتے) اس میں ذات و صفات کے متعلق تخمینات و مجازفات سے خواہ وہ استدلالی ہوں یا ذوقی ہوں کلام کرنے پر انکار ہے اور اس میں اہل علم و اہل تصوف کثرت سے مبتلا ہیں۔

قوله تعالیٰ کذلك نطبع علی قلوب المعتدین

ترجمہ (اللہ تعالیٰ اسی طرح کافروں کے دلوں پر بند لگا دیتے ہیں) یہ طبع وہی ہے جس سے فساد استعداد کے ساتھ تعبیر کیا جاتا ہے۔

قوله تعالیٰ ولا یفلح الساحرون ترجمہ (حالانکہ جادوگر کامیاب نہیں ہوا کرتے) یعنی اہل حق کے مقابلہ میں اور اسی پر مشائخ اہل باطل کا حال قیاس کر لیا جاوے کہ اُن کی بات چلتی نہیں (یعنی اُس میں برکت اور بقا نہیں)

قوله تعالیٰ ربنا لا تجعلنا فتنة للقوم الظالمین ترجمہ (اے ہمارے پروردگار ہمکو ان ظالم لوگوں کا تختۂ مشق نہ بنا) روح میں ہے کہ کوئی شخص یہ وہم نہ کرے کہ توکل دعا کے منافی ہے کیونکہ حاصل توکل کا یہ ہے کہ اسباب عادیہ پر نظر نہ ہو صرف مسبب پر نظر ہو اور اس اعتقاد کے ساتھ اگر اسباب کو اختیار بھی کرے تب بھی متوکل قرار دیا جاویگا اھ (تو اسباب غیر عادیہ کے ساتھ کہ اُن میں دعا بھی ہے توکل بدرجہ اولیٰ باقی رہیگا)

قوله تعالیٰ لما اٰمنوا کشفنا عنهم عذاب الخزی

ترجمہ (جب وہ ایمان لے آئے تو ہم نے رسوائی کے عذاب کو دنیوی زندگی میں ان پر سے ٹال دیا) اس میں دلالت ہے اس پر کہ یہ امر ممکن ہے کہ مرید پر کوئی ایسا فیض

وان كانت هذه الافاضة ببركة الشيخ كايمانهم كان من بركات عليه السلام

جسکی خبر شیخ کو نہو جیسا حضرت یونس علیہ السلام کو ان کے قوم ایمان کی اطلاع نہ ہوئی گو وہ فیض شیخ ہی کی برکت سے ہو جیسا انکا ایمان حضرت یونس علیہ السلام ہی کی برکات سے تھا۔

قوله تعالیٰ افانت تكره الناس حتى يكونوا مومنين انكار على التصدى لايمانهم بعد ان بلغهم ما يجب عليه۔

قولہ تعالیٰ افانت تکرہ الناس حتی یکونوا مؤمنین ترجمہ: سو کیا آپ لوگوں پر زبردستی کر سکتے ہیں جس میں وہ ایمان ہی لے آویں) اس میں دلالت ہے کہ بعد تبلیغ کے درپے ہونے کی ضرورت نہیں۔

قوله تعالیٰ قل انظروا ماذا فی السموات والارض لعلى ان النظر فی الخلق للحق لاينافی النظر الى الحق

قولہ تعالیٰ قل انظروا ماذا فی السموات والارض ترجمہ (آپ کہدیجئے کہ تم غور کرو کہ کیا کیا چیزیں ہیں آسمانوں میں اور زمین میں) اسپر دلیل ہے کہ خلق پر نظر کرنا حق کیلئے نظر الی الحق کے منافی نہیں۔

تمت سورة يونس

سورۂ یونس تمام ہوئی

ملحقه من رسالة التائيد المذكورة فى اخر التمهيد

اضافہ از رسالہ تائید

سورة يونس

سورۂ یونس

قوله تعالیٰ بل كذبوا بما لم يحيطوا بعلمه هذه كلمة عامة وان نزلت بسبب تكذيبهم القران والغالب فى سجايا بنى ادم ان يكفروا ويكذبوا علم ما لم يعلموا ومنه قيل الناس اعداء ما جهلوا وقال الله تعالیٰ فی سورة الاحقاف فی هذا المعنى ايضا واذ لم يهتدوا به فسيقولون هذا افك قديم فان كل ذلك توبيخ لكل مكذب يكذب الانبياء والاولياء فيما يعلمون منهم

قولہ تعالیٰ بل کذبوا بما لم یحیطوا بعلمہ ترجمہ: بلکہ ایسی چیز کی تکذیب کرنے لگے جسکو اپنے احاطہ علمی میں نہیں لائے) یہ کلمہ عام ہے گو سبب نزول اسکا صرف انکا قرآن کو جھٹلانا ہی اور اکثر آدمیوں میں غالب خصلت یہ ہے کہ جسکو وہ نہیں جانتے اسکی تکذیب اور انکار کرتے ہیں اسیواسطے کہا گیا ہے کہ لوگ جس کو نہیں جانتے اسکے دشمن ہوتے ہیں اور اسد تعالیٰ نے سورہ احقاف میں بھی اس مضمون کو ارشاد فرمایا ہے (اسطرح) اور جبکہ یہ کفار قرآن کو نہیں سمجھ سکے تو اسیوہی کہیں گے کہ یہ قدیمی جھوٹی باتیں ہیں تو یہ سب ہر ایسے شخص کی توبیخ ہے جو ایسے امر کا انکار کرے جسکو انبیاء

اضافہ تمام ہوا

سورۃ ہود علیہ السلام

قولہ تعالیٰ ثم توبوا الیہ یمتعکم متاعا حسنا یراد بہ الحیوۃ الطیبۃ التی تکون لمن عمل صالحا من ذکر او انثی وھو مؤمن وفی الروح والمعنی کما قیل یعشکم فی امن وراحۃ ولعل ھذا لاینافی کون الدنیا سجن المؤمن وجنۃ الکافر ولا کون اشد الناس بلاء الامثل فالامثل لان المراد بالامن امنہ من غیر اللہ تعالیٰ ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ وبالراحۃ طیب عیشہ برجاء اللہ تعالیٰ والتقرب الیہ حتی یعد المحنۃ منحۃ

ہ ونعذبکم عذب لدی وجودکم
علی بما یقضوا الھوی لکم عدال

قولہ تعالیٰ وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقھا فیہ حمل بلیغ للعباد علی التوکل فی الرزق فی الروح ولا یمنع من التوکل مباشرۃ الاسباب مع العلم بانہ سبحانہ مسبب لھا ولا ینبغی ان یعتقد انہ لا یحصل الرزق بدون مباشرۃ سبب وبالجملۃ ینبغی الوثوق باللہ تعالیٰ وربط القلب بہ سبحانہ فما شاء کان وما لم یشأ لم یکن اھ

قولہ تعالیٰ ولئن اذقنا الانسان منا رحمۃ ثم نزعناھا منہ انہ لیؤس کفور ولئن اذقناہ

سورہ ہود علیہ السلام

قولہ تعالیٰ ثم توبوا الیہ یمتعکم متاعا حسنا ترجمہ (پھر اسکی طرف متوجہ رہو وہ تمکو وقت مقرر تک خوش عیشی دیگا) مراد اس سے حیوۃ طیبہ ہے جو ایسے شخص کے لئے مخصوص ہے جو ایمان اور عمل صالح کے ساتھ موصوف ہو اور روح میں ہے کہ مراد اس سے امن وراحت کی زندگی ہے اور یہ حدیث الدنیا سجن المومن اور حدیث اشد الناس بلاء الامثل فالامثل کے منافی نہیں کیونکہ امن سے مراد امن من غیر اللہ ہے اور راحت سے مراد حق تعالیٰ پر نظر رکھنے اور اسکا قرب حاصل کرنے سے خوش عیشی ہوتا ہے ایسا شخص شقت کو نعمت سمجھتا ہے۔

قولہ تعالیٰ وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقھا ترجمہ (اور کوئی جاندار روئے زمین پر چلنے والا ایسا نہیں کہ اسکی روزی اللہ کے ذمہ نہ ہو) اس میں ترغیب عظیم ہے توکل فی الرزق کی اور روح میں ہے کہ اگر اسباب کو اس اعتقاد کے ساتھ اختیار کرے کہ اللہ تعالیٰ مسبب ہے اور یہ اعتقاد نہ ہو کہ بدون اسباب کے رزق نہیں حاصل ہوتا تو یہ توکل کے منافی نہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ وثوق اور ربط قلب حق تعالیٰ کے ساتھ ہونا چاہئے۔

قولہ تعالیٰ ولئن اذقنا الانسان الی قولہ تعالیٰ عملوا الصلحت ترجمہ (اور اگر ہم انسان کو اپنی مہربانی

نعماء بعد ضراء مسته ليقولن ذهب السيئات عني انه لفرح فخور الا الذين صبروا وعملوا الصلحت۔ في الروح تضمن الاشارة الى انه ينبغي للعبد ان يكون في السراء والضراء واثقا بربه تعالى متوكلا عليه غير محتجب عنه برؤية الاسباب لئلا يحصل له الياس والكفران والبطر والفخر بذلك وجودا وعدما وقد افاد سبحانه ان من سجايا الانسان في الشدة بعد الرحمة الياس والكفران وبالنعماء بعد الضراء الفرح والفخر الا الذين صبروا امر الله تعالى في حالتي النعماء والضراء والشدة والرخاء اه ملخصا

قوله تعالى فلعلك تارك بعض ما يوحى اليك وضائق به صدرك۔ في الروح اي تارك تبليغ بعض ما يوحى اليك اه قلت لضيق الصدر الذي يمنع عن الكلام كما في الروح لما كان مقتضى الطباع البشرية عدم نشاط المتكلم اذا لم يجد محلا قابلا لكلامه وضيق صدره من ذلك حيث جل شانه نشط نبيه بما انزل عليه من هذه الاية الكريمة اه قلت والترجي في لعل طبعي اي هذا الترجي مقتضى الطبع وان لم يقع الترك ففيه امران الاول انقباض قلب الشيخ اذا لم يرغب المريد في كلامه والثاني اذا كان الارشاد ضروريا ينبغي للشيخ ان لا يعمل بمقتضى ذلك الانقباض

قوله تعالى فان لم يستجيبوا لكم فاعلموا انما انزل بعلم الله وهذا العلم وان كان حاصلا للمخاطبين المؤمنين قبل ظهور

کا مزہ چکھا کر اس سے چھین لیتے ہیں تو وہ ناامید اور ناشکر ہو جاتا ہے اور اگر ہم اسکو کسی تکلیف کے بعد جو کہ اسپر واقع ہوئی ہو کسی نعمت کا مزہ چکھا دیں تو کہنے لگتا ہے کہ میرا سب دکھ درد رخصت ہوا وہ اترانے لگتا ہے شیخی بگھارنے لگتا ہے مگر جو لوگ مستقل مزاج ہیں اور نیک کام کرتے ہیں) روح میں ہے اس شکایت میں اس طرف اشارہ ہے کہ بندہ کو ہر حالت میں عیش ہو یا بلا ہو حق تعالیٰ ہی پر وثوق اور توکل چاہیئے چنانچہ انسان کی طبعی حالت کو بیان فرما کر (کہ رحمت کے بعد شدت ہونے پر یاس و کفران اور مصیبت کے بعد نعمت ہونے سے فرح اور فخر کرتا ہے) صابرین کو مستثنےٰ فرمانا مضمون بالا کی طرف مشیر ہے۔

قولہ تعالیٰ فلعلک تارک بعض ما یوحیٰ الیک وضائق بہ صدرک ترجمہ (سو شاید آپ ان احکام میں سے جو کہ آپ کے پاس وحی کے ذریعہ سے بھیجے جاتے ہیں بعض کو چھوڑ دینا چاہتے ہیں اور آپکا دل اس بات سے تنگ ہوتا ہے) ترک بعض وحی سے مراد ترک تبلیغ بعض وحی ہے اور سبب اسکا ضیق صدر ہے جو کلام سے مانع ہوتا ہے جبکہ متکلم مخاطب صحیح و محل قابل نہیں پاتا اور یہ لعل ترجی طبعی کیلئے ہے گو اسکے مقتضا یعنی ترک کا وقوع نہیں ہوا۔ تو اس میں دو امر پر دلالت ہوئی ایک یہ کہ مرید کو جب کلام شیخ کی طرف رغبت و توجہ نہیں ہوتی شیخ کا قلب منقبض ہو جاتا ہے دوسرا یہ کہ اگر ارشاد ضروری ہو تو شیخ کو اس انقباض کے مقتضا یعنی ترک کلام پر عمل نہ کرنا چاہیے۔

قولہ تعالیٰ فان لم یستجیبوا لکم فاعلموا انما انزل بعلم اللہ ترجمہ (پھر یہ کفار اگر تم لوگوں کا کہنا نہ کر سکیں تو تم یقین کر لو کہ یہ قرآن اللہ ہی کے علم سے اترا ہے)

اداب السراء والضراء

عجز الکفار لکن المراد قوۃ هذا العلم فدل علی ان الخوارق لها دخل فی قوۃ الاعتقاد۔

دلالت ہوئی کہ خوارق کو قوت اعتقاد میں خاص دخل ہے۔

اور یہ علم تو مومنین کو عجز کفار کے ظاہر ہونے کے قبل بھی حاصل تھا تو مراد اس سے اس علم کی قوت ہے تو اس

قوله تعالیٰ من كان يريد الحيوة الدنيا الخ

فی الروح یرید بعلمه الذی هو بظاهره من اعمال الاخرة الحيوة الدنيا كالجاه والمال نوف اليهم اعمالهم ای جزاءها فيها ان شئنا وهم فيها لا يبخسون ای لا ينقصون شيئا منها الی اخر ما قال قلت ودخل فی عمومه اللذات النفسانية والمواجيد الطبيعية لكونها من الدنيا۔

قولہ تعالیٰ من کان یرید الحیوۃ الدنیا الخ ترجمہ (جو شخص محض حیات دنیوی اور اسکی رونق چاہتا ہے) روح میں اسطرح تفسیر کی ہے کہ جو شخص اپنے عمل اخروی سے حیات دنیا کا مثل جاہ اور روح کا قصد کرے ہم انکو ان کے اعمال کی جزاء دنیا میں پوری دیدیتے ہیں بشرطیکہ ہم چاہیں الخ اھ میں کہتا ہوں کہ اسکے عموم میں لذات نفسانیہ اور مواجید طبعیہ بھی داخل ہو گئے کیونکہ یہ بھی دنیا ہی میں داخل ہیں۔

قوله تعالیٰ ومن اظلم ممن افترى على الله كذبا۔

ونظيره من يظهر الولاية من زيه ودعواه ويتكلم بكلام اهلها وهو فی الباطن افسق واجهل۔

قولہ تعالیٰ ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا ترجمہ (اور ایسے شخص سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے) اور اسی کی نظیر وہ شخص ہے جو اپنی وضع و دعوی سے ولایت ظاہر کرتا ہو اور اولیاء اللہ کے کلمات کے ساتھ تکلم کرتا ہو مگر باطن میں فاسق اور جاہل ہو۔

قوله تعالیٰ حاكيا عن قوم نوح عليه السلام

وما نراك اتبعك الا الذين هم اراذلنا فيه رد على من خص الولاية بالشريف النسبى نعم خص الله تعالى النبوة باهل الشرف لما فيه من الحكم المختصة بالنبوة

قولہ تعالیٰ وما نراک اتبعک الا الذین ہم اراذلنا ترجمہ (اور ہم دیکھتے ہیں کہ تمہارا اتباع ان ہی لوگوں نے کیا ہے جو ہم میں بالکل رذیل ہیں) اس میں اس شخص پر رد ہے جو ولایت کو شریف عرفی کے ساتھ خاص سمجھتا ہے البتہ نبوت کو اللہ تعالیٰ نے شرفاء کے ساتھ خاص فرمایا ہے چونکہ اسمیں وہ مصلحتیں ہیں جو نبوت سے مقصود ہیں (کہ لوگ انکا اتباع کریں اور شرفاء کے اتباع سے شرفاء کو بھی عار نہیں آتی)

قوله تعالیٰ انلزمكموها وانتم لها كارهون

فی الروح كانه عليه السلام اراد انه لا يكون الزام ذلك مع الكراهة لكن ان شئتم تلقيه فزكوا انفسكم واتركوا انكاركم حتى يظهر عليكم

قولہ تعالیٰ انلزمکموہا وانتم لہا کارہون ترجمہ (تو کیا ہم اسکو تمہارے گلے منڈھدیں اور تم اس سے نفرت کئے چلے جاؤ) روح میں ہے کہ اس میں اشارہ ہے اسطرف کہ منکر کو اہل اللہ سے استفادہ نہیں ہو سکتا

اثر نور الارادة فتقبلوا ذلک۔ وفیہ اشارة الی ان المنکر لا یمکن لہ الاستفاضة من اهل اللہ تعالی ولا یکاد ینتفع بہم ما دام منکرا ومن لم یعتقد لم ینتفع اھ

اور جب تک وہ منکر رہیگا اُن سے منتفع نہیں ہوسکتا

قولہ تعالی ویا قوم لا اسالکم علیہ مالا هکذا ینبغی ان یکون علیہ الشیوخ فان طلب المال من اقوی موانع الناس عن الاسترشاد واری فی زمانی التجنب عنہ ولو بمصارف الخیر فان العقول ضعیفة والشح غالب فیقعون فی ریبة بادنی شبهة حب الدنیا واللہ متولی امور الخیر من غیر توقفها علی هذا السوال۔

قولہ تعالی ویا قوم لا اسالکم علیہ مالا ترجمہ (اور اے میری قوم میں تم سے اسپر کچھ مال نہیں مانگتا) مشائخ کو بھی ایسا ہی ہونا چاہئے کیونکہ مال کی طلب لوگوں کو استرشاد سے اقوی موانع سے ہے۔ اور میری رائے میں تو مصارف خیر کے لئے بھی چندہ کرنا شیخ کو زیبا ہے عقول ضعیف ہیں اور بخل و حرص غالب ہے حب دنیا کے ادنی شبہ سے بھی لوگ شک میں پڑجاتے ہیں اور امور خیر کا اللہ تعالی کفیل ہے وہ ہمارے چندہ مانگنے پر موقوف نہیں

قولہ تعالی ویقوم من ینصرنی من اللہ ان طردتہم فی الروح قال ابو عثمان فی الایة ما انا بمعرض عمن اقبل علی اللہ تعالی فان من اقبل علی اللہ تعالی بالحقیقة اقبل اللہ تعالی علیہ ومن اعرض عمن اقبل اللہ تعالی علیہ فقد اعرض عن اللہ سبحانہ اھ ففیہ من حقوق الطالب علی الشیخ ما لا یخفی۔

قولہ تعالی ویقوم من ینصرنی من اللہ ان طردتہم ترجمہ (اور اے میری قوم اگر میں انکو نکال بھی دوں تو مجھکو خدا کی گرفت سے کون بچالیگا) اسمیں طالب کے حقوق شیخ پر مذکور ہیں یعنی جو شخص حق تعالی کی طرف متوجہ ہو اُس سے اعراض نہ چاہئے کیونکہ اُسکی طرف حق تعالے بھی متوجہ ہوتے ہیں تو اُس سے اعراض کرنا حق تعالی سے اعراض کرنا ہے۔

قولہ تعالی ولا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب ولا اقول انی ملک نص علی ان المرشد لا یلزم ان یکون صاحب تصرف ولا صاحب الکشف ولا ممتازا عامة الناس فی الضروریات البشریة وانما یلزم کونہ صاحب العلم والعمل۔

قولہ تعالی ولا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب ولا اقول انی ملک ترجمہ (اور میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے تمام خزانے ہیں اور نہ میں تمام غیب کی باتیں جانتا ہوں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں) اسمیں تصریح ہے کہ صاحب ارشاد کا صاحب تصرف یا صاحب کشف یا ضروریات بشریہ میں عامہ بشر سے بشریت سے ممتاز ہونا ضروری نہیں البتہ اُسکا علم و عمل کے ساتھ متصف ہونا ضروری ہے

قولہ تعالی قال انما یاتیکم بہ اللہ ان شاء وهذا هو شان المحققین بخلاف المبطلین

قولہ تعالی انما یاتیکم بہ اللہ ان شاء ترجمہ (اُنہوں نے فرمایا کہ اسکو تو اللہ تعالی بشرطیکہ اُسکو منظور ہو

عدم انتفاع المنکر من اهل اللہ — انکار و اعتراض سے مانع ہونا

اجتناب المشائخ عن طلب المال ولو لم یکن لنفسہ — طلب مال سے شیوخ کا اجتناب اگرچہ اپنے واسطے نہ ہو

حقوق الطالب الصادق علی الشیخ — طالب صادق کے حقوق شیخ پر

الشیخ لا یلزم ان یکون صاحب الکشف — شیخ کیلئے صاحب کشف و تصرف ہونا لازم نہیں

حیث یدعون ان من خالفنی یکون حالہ کذا وماله کذا۔

تمہارے سامنے لاویگا، اور ایسا کہنا بھی شان ہے محققین کی بخلاف اہل باطل کے کہ وہ ایسے دعویٰ کرتے ہیں کہ جو شخص میری مخالفت کریگا اسکا ایسا حال ہوگا اور ایسا قال ہوگا۔

قولہ تعالیٰ ولا ینفعکم نصحی ان اردت ان انصح لکم ان کان الله یرید ان یغویکم فیہ ان الهدایۃ لیست بید الشیخ۔

قولہ تعالیٰ ولا ینفعکم نصحی ان اردت ان انصح لکم ان کان الله یرید ان یغویکم ترجمہ (اور میری خیرخواہی تمہارے کام نہیں آ سکتی گو میں تمہاری کیسی ہی خیرخواہی کرنا چاہوں جبکہ اللہ ہی کو تمہارا گمراہ کرنا منظور ہو) اسمیں دلیل ہے اسپر کہ ہدایت شیخ کے قبضہ میں نہیں ہے۔

قولہ تعالیٰ قال ان تسخروا منا فانا نسخر منکم کما تسخرون فیہ ان الانتقام بالجواب بالمثل لا ینافی مکارم الاخلاق۔

قولہ تعالیٰ قال ان تسخروا منا فانا نسخر منکم کما تسخرون ترجمہ (آپ فرماتے کہ اگر تم ہمپر ہنستے ہو توہم تمپر ہنستے ہیں جیسا تم ہمپر ہنستے ہو) اسمیں دلالت ہے اسپر کہ جواب بالمثل سے انتقام لینا مکارم اخلاق کے منافی نہیں۔

قولہ تعالیٰ ونادی نوح ابنہ وکان فی معزل یا بنی ارکب معنا مع قولہ تعالیٰ لا عاصم الیوم من امر الله الا من رحم دل علی ان مباشرۃ الاسباب الماذون فیہا لا یخالف التوکل و انما یخالفہ مباشرۃ الاسباب الغیر الماذون فیہا کانضمام کنعان الی الجبل ح

قولہ تعالیٰ ونادی نوح ابنہ وکان فی معزل یا بنی ارکب معنا مع قولہ تعالیٰ لا عاصم الیوم من امر الله الا من رحم ترجمہ (اور نوح نے اپنے بیٹے کو پکارا اور وہ علیحدہ مقام پر تھا کہ اے میرے پیارے بیٹے ہمارے ساتھ سوار ہو جا۔ مع قولہ تعالیٰ۔ نوح نے فرمایا کہ آج اللہ کے قہر سے کوئی بچانے والا نہیں لیکن جسپر وہی رحم کرے) اسمیں دلیل ہے اسپر کہ اسباب ماذون فیہا کی مباشرت توکل کے مخالف نہیں جیسے کشتی نوح میں سوار ہونا البتہ اسباب غیر ماذون فیہا کی مباشرت منافی توکل ہے جیسے کنعان کا پہاڑ کی پناہ لینا۔

قولہ تعالیٰ قال یا نوح انہ لیس من اهلك انہ عمل غیر صالح۔ فی الروح اشار الی ان النسب اذا لم یحط بالصلاح کان غریقا فی بحر العدم ۵ فما ینفع الاصل من هاشم اذا کانت النفس من باهلہ اھ

قولہ تعالیٰ قال یا نوح انہ لیس من اهلك انہ عمل غیر صالح ترجمہ (اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے نوح یہ شخص تمہارے گھر والوں میں نہیں یہ تباہ کار ہے) روح میں ہے کہ اسمیں اشارہ ہے اسطرف کہ جب شرف نسب کے ساتھ صلاح نہو وہ کالعدم ہے۔

قولہ تعالیٰ فلا تسئلن ما لیس لك بہ علم فی الروح عن القاضی ما لیس لك علم بانہ صواب او غیر صواب فیکون النهی واردا

قولہ تعالیٰ فلا تسئلن ما لیس لك بہ علم ترجمہ (سو مجھسے ایسی چیز کی درخواست مت کرو جسکی تم کو خبر نہیں، یعنی جسکے صواب وغیر صواب ہونیکا علم نہ ہو تو یہ

فی مشتبهه الحال ویفهم منه حال معلوم الفساد بالطریق الاولی اه وعلم به حال ادعیة مشائخ زماننا یدعون بکل ما یطلب منهم الدعاء له حلالا کان او حراما من الخصومات او المناصب وحال دعاء بعض المشتغلین بالطریق ببعض الاحوال التی لا یعلمون بنفعها وضرها۔

مشتبہ الحال دعا سے نہی ہے اور جو امر معلوم الفساد ہو اسکی دعا سے نہی بدرجہ اولیٰ مفہوم ہوگی کذا فی الروح اور اس سے ہمارے زمانہ کے مشائخ کی دعاؤں کا حال معلوم ہوتا ہے کہ اُن سے جس امر کے لئے دعا کی درخواست کیجاوے وہ اُسکے لئے دعا کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ اسیطرح بعض سالکین بعض احوال و مواجید کی دعا کرتے ہیں حالانکہ انکا ضرر و نفع کچھ معلوم نہیں

قولہ تعالیٰ ویٰقوم استغفروا ربکم ثم توبوا الیہ یرسل السماء علیکم مدرارا و یزدکم قوۃ الیٰ قوتکم

فیہ دلیل علی ان للطاعة مدخلا فی راحة الدنیا وطیب عیشها وهو منشأ هذا

ترجمہ (اور اے میری قوم تم اپنے گناہ اپنے رب سے معاف کراؤ پھر اُسکی طرف متوجہ ہو وہ تم پر خوب بارشیں برساویگا اور تمکو اور قوۃ دیکر تمہاری قوۃ میں ترقی کردیگا) اسمیں دلیل ہے اسپر کہ طاعات کو راحت دنیویہ و خوش عیشی میں بھی دخل ہے اور اسکا منشا بدیہی ہے

قولہ تعالیٰ فکیدونی جمیعا

وهذا من القول من التوکل بمکان اقصی کما لا یخفی لانه علیه السلام کما فی الروح کان مفردا بین جمع عتاة جبابرة عطاش الی اراقة دمه یرمونه عن قوس واحدة وقد خاطبهم بما خاطبهم وحقرهم والهتهم وهیجهم علی ما هیجهم الخ۔

ترجمہ (سو تم سب ملکر میرے ساتھ داؤگھات کرلو) اس سے ہود علیہ السلام کا بڑا قوی توکل معلوم ہوتا ہے کیونکہ آپ ان تمام جبابرہ متمردین میں تنہا تھے پھر بھی آپ نے اُن کی اور اُن کے معبودوں کی کیسی مذمت کی اور اُن کو کیسے مشتعل کیا۔

قولہ تعالیٰ وعصوا رسلہ

سمی عصیان هود علیه السلام عصیان الرسل بناء علی ان عصیان رسول واحد بمنزلة عصیان الرسل جمیعهم لان الجمیع متفقون علی المقصود وفیه اشارة الی الانکار علی بعض المقبولین کالانکار علی جمیعهم لاتحاد مسلک اهم منتهاهم

ترجمہ (اور اُسکے رسولوں کا کہنا نہ مانا) ایک رسول کے عصیان کو سب رسل کا عصیان اس لئے کہا گیا کہ مقصود سب کا واحد ہے اور اس میں اشارہ ہوگیا کہ بعض مقبولین پر انکار ایسا ہی ہے جیسے سب مقبولین پر کیونکہ ان سب کا مقصود ایک ہی ہے۔

قولہ تعالیٰ الا بعدا لعاد قوم ہود

دلیل

ترجمہ (خوب سنلو

علی ان الدعاء علی المعاندین للحق بالهلاک لاینافی الکمال۔

رحمت سے دوری ہو قوم عاد کو جو کہ ہود کی قوم تھی) اسمیں دلیل ہے اسپر کہ معاندین حق پر ہلاکت کی دعا کرنا کمال کے منافی نہیں

قولہ تعالیٰ فمالبث ان جاء بعجل حنیذ فی الروح وقیما قص الله تعالی ھھنا عن ابراہیم علیہ السلام اشارۃ الی بعض اٰداب الفتوۃ فقد قالوا ان من اٰدابہا اذا نزل الضیفان یبدأ بالکرامۃ فی الانزال ثم یثنی بالکرامۃ بالطعام۔ وفی ھذہ القصۃ دلیل علی انہ قد ینسد باب الفراسۃ علی الکاملین لحکم یریدھا الله تعالی ومن ذلک لم یعرف ابراھیم علیہ السلام وکذا لوط علیہ السلام الملٰئکۃ علیہم السلام اھ

قولہ تعالیٰ فمالبث ان جاء بعجل حنیذ ترجمہ (پھر دیر نہیں لگائی کہ ایک تلا ہوا بچھڑا لائے) اس میں دو امر پر دلالت ہے۔ ایک بعض آداب ضیافت پر کہ پہلے نزول میں اکرام کرے پھر طعام سے اکرام کرے۔ دوسرے اس امر پر کہ بعض اوقات بعض حکمتوں کے سبب کاملین کو بھی کشف نہیں ہوتا چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اور اسیطرح حضرت لوط علیہ السلام نے اول وہلہ میں ملٰئکہ کو نہیں پہچانا۔

قولہ تعالیٰ االد وانا عجوز وھذا بعلی شیخا دل علی ان التعجب بالنظر الی الاسباب لاینافی کمال الیقین بالمسبب۔

قولہ تعالیٰ االد وانا عجوز وھذا بعلی شیخا ترجمہ (اب میں بچہ جنونگی بڑھیا ہو کر اور یہ میرے میاں ہیں بالکل بوڑھے) اسمیں دلیل ہے اسپر کہ اسباب کے اعتبار سے تعجب کرنا مسبب الاسباب کے ساتھ کامل یقین رکھنے کے منافی نہیں۔

قولہ تعالیٰ اتعجبین من امر الله الخ دلیل علی ان الملٰئکۃ یصح ان تتکلم مع غیر النبی۔

قولہ تعالیٰ اتعجبین من امر الله ترجمہ (فرشتوں نے کہا کہ کیا تم خدا کے کاموں میں تعجب کرتی ہو) یہ دلیل ہے کہ ملائکہ کا غیر نبی کے ساتھ کلام کرنا ممکن ہے۔

قولہ تعالیٰ فلما ذھب عن ابراھیم الروع وجاءتہ البشری یجادلنا فی قوم لوط۔ فی الروح وکانت مجادلتہ علیہ السلام من اٰثار مقام الادلال علی ما قیل اھ

قولہ تعالیٰ۔ فلما ذھب عن ابراھیم الروع وجاءتہ البشری یجادلنا فی قوم لوط ترجمہ (پھر ابراہیم کا وہ خوف زائل ہوگیا اور اُن کو خوشی کی خبر ملی تو ہم سے لوط کی قوم کے بارہ میں جدال کرنا شروع کیا) روح میں ہے کہ بعض کا قول ہے کہ یہ مجادلہ آثار مقام ادلال سے ہے۔

قولہ تعالیٰ قال یقوم ھؤلاء بناتی فی الروح ای فتزوجوھن فقد اراد علیہ السلام بذلک وقایۃ ضیفہ وھو غایۃ الکرم اھ وفیہ دلالۃ علی تقدیم المصلحۃ الشرعیۃ

قولہ تعالیٰ قال یقوم ھؤلاء بناتی ترجمہ (لوط فرمانے لگے کہ اے میری قوم یہ میری بیٹیاں موجود ہیں) روح میں ہے کہ مطلب یہ کہ ان سے نکاح کرلو اور مقصود اس سے اپنے مہمانوں کی آبرو کا بچانا تھا اھ اور اس میں

على المعروف وعلم ما عتيد اى المعروف بمقابلة الشرع فان عرض البنات بنفسه وان كان خلاف المتعارف لكن لم يبال به فى تحصيل المقصود الشرعى الذى هو وقاية الضيف۔

دلالت ہے کہ عرف نہ یہ ہے مصلحت شرعی ... اور شرع کے مقابلہ میں عرف کا اعتبار نہیں چنانچہ بیٹیوں لڑکیوں کا جو پیش کرنا عرف کے خلاف تھا لیکن آپ نے بمقابلہ وقایہ ضیف کے کہ مقصود شرعی ہے اسکی کچھ پروا نہ کی۔

قوله تعالى ان اريد الا الاصلاح ما استطعت وما توفيقى الا بالله۔ فيه جمع بين وظائف المرشد من السعى فى الاصلاح مع الاخلاص ومن التوكل فيه فلا يتكاسل على السعى ولا يترك السعى لاجل التوكل۔

قوله تعالى ان اريد الا الاصلاح ما استطعت وما توفيقى الا بالله۔ ترجمہ (میں تو اصلاح چاہتا ہوں جہاں تک میرے امکان میں ہے اور مجھکو جو کچھ توفیق ہو جاتی ہے صرف اللہ ہی کی مدد سے ہے اس میں وظائف شیخ کے جمع کئے گئے ہیں کہ خلوص کے ساتھ اصلاح میں سعی بھی کرے اور اس سعی میں توکل بھی کرے نہ توکل کے سبب سعی چھوڑے اور نہ صرف سعی پر بھروسہ کرے

قوله تعالى فاما الذين شقوا ففى النار الى قوله الا ما شاء ربك وقوله تعالى واما الذين سعدوا ففى الجنة الى قوله الا ما شاء ربك اسهل ما قيل فى الآيتين من التوجيهات ان المراد بالشقى والسعيد المسئ والمحسن عملا سواء كان مؤمنا او كافرا ويكون ما بمعنى من فالمعنى ان العصاة فى النار الا من شاء ربك منهم فينجو من النار وهو المؤمن والمطيع فى الجنة الا من شاء ربك وهو الذى ختم له على معصية ويجوز ان يقال كل شقى اى كافر فى النار الا من صار سعيدا اى مؤمنا وكل سعيد اى مؤمن فى الجنة الا من صار شقيا اى كافرا فدلت الآية على انه لا ينبغى الاغترار بالطاعة ولا الياس بالعصيان فالامر بيد الله تعالى وفى الروح ومن الناس من تمسك بهذه الآية انه لا يبقى فى النار احد ولم يقل بذلك فى الجنة وتقوى مطلبه ذلك بما اخرجه

قوله تعالى فاما الذين شقوا ففى النار الى قوله الا ما شاء ربك وقوله تعالى واما الذين سعدوا ففى الجنة الى قوله الا ما شاء ربك۔

ترجمہ (سو جو لوگ شقی ہیں وہ تو دوزخ ویسے حال میں۔ الی قوله ہاں اگر خدا ہی کو منظور ہو تو دوسری بات ہے وقوله تعالے اور رہ گئے وہ لوگ جو سعید ہیں۔ سو وہ جنت میں ہوں گے الی قوله ہاں اگر خدا ہی کو منظور ہو تو دوسری بات ہے) سہل توجیہ اسکی یہ ہے کہ سعید و شقی سے مراد نیک کار اور بدکار لیا جاوے خواہ مومن ہو یا کافر اور ما کو من کے معنے میں کہا جاوے پس معنی یہ ہیں کہ عاصی نار میں ہوگا مگر جسکو خدا چاہے یعنی ایمان لے آوے اور مطیع جنت میں ہوگا مگر جسکو خدا چاہے یعنی اسکا خاتمہ کفر پر ہو جاوے پس اسمیں دلالت ہے اسپر کہ نہ طاعت پر ناز

ابن المنذر عن الحسن قال قال عمر لو لبث اهل النار فی النار کقدر رمل عالج لکان لهم یوم یخرجون فیہ۔ وبما اخرج اسحٰق بن راھویہ عن ابی ھریرۃ قال سیاتی علی جھنم یوم لا یبقی فیھا احدٌ وقرأ واما الذین شقوا الایۃ واخرج ابن

کرے اور نہ عصیان میں مایوس ہو۔ اور جنھوں نے اس آیت سے فناء نار پر استدلال کیا ہے اُن کے جواب میں اتنا کہدینا کافی ہے اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال پھر اجماع و قواطع اسکے خلاف پر اُسکے بطلان کی مستقل دلیل ہیں۔ اور تفصیل اصل عربی میں ہے۔

المنذر وابو الشیخ عن ابراھیم قال ما فی القراٰن اٰیۃ ارجی لاھل النار من ھذہ الاٰیۃ خالدین فیھا مادامت السمٰوٰت والارض الا ما شاء ربک قال وقال ابن مسعود لیاتین علیھا زمان تصفق فیہ ابوابھا واخرج ابن جریر عن الشعبی قال جھنم اسرع الدارین عمرانا واسرعھما خرابا الی غیر ذلک من الاٰثار وقد نص ابن الجوزی علی وضع بعضھا کخبر عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص یاتی علی جھنم یوم ما فیھا من ابن اٰدم احد تصفق ابوابھا کانھا ابواب الموحدین۔ واول البعض بعضھا ومر شیٔ من الکلام فی ذلک۔ وانت تعلم ان خلود الکفار مما اجمع علیہ المسلمون ولا عبرۃ بالمخالف والقواطع اکثر من ان تحصی ولا یقاوم واحدا منھا کثیر من ھذہ الاخبار ولا دلیل فی الاٰیۃ علی ما یقول المخالف لما علمتہ من الوجوہ فیھا اھ

قولہ تعالیٰ فاستقم کما امرت۔ فی الروح

ای فی القیام بحقوق الحق والخلق وذلک بالمحافظۃ علی حقوقہ تعالیٰ والتعظیم لامرہ والتسدید لخلقہ مع شھود الکثرۃ فی الوحدۃ والوحدۃ فی الکثرۃ من غیر اخلال بما من شرائط التعظیم۔ وان الاستقامۃ المامور بھا صلی

قولہ تعالیٰ فاستقم کما امرت ومن تاب معک

ترجمہ (تو آپ جسطرح کہ آپ کو حکم ہوا ہے مستقیم رہیے اور وہ لوگ بھی جو کفر سے توبہ کرکے آپ کی ہمراہی میں ہیں) حاصل استقامت کا یہ ہے حقوق خلق و حق کا ادا کرنا اور کثرت کا وحدت میں اور وحدت کا کثرت میں مشاہدہ کرنا اور آپ کی استقامت اور ہے اور آپکے اتباع کی اور

اللہ علیہ وسلم فوق الاستقامۃ المامور بھا من معہ علیہ الصلوٰۃ والسلام والعطف لا یقتضی اکثر من المشارکۃ فی مطلق الفعل اھ

قولہ تعالیٰ ولا ترکنوا الی الذین ظلموا

فتمسکم النار۔ فی الروح ویشمل النھی حینئذ المداھنۃ لھم وترک التغییر علیھم مع القدرۃ والتزیی بزیھم وتعظیم ذکرھم ومجالستھم من غیر داع شرعی وکذا القیام لھم ونحو ذلک قال الحسن جمع الدین فی لائین

قولہ تعالیٰ ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار

ترجمہ (اور ان ظالموں کی طرف مت جھکو کبھی تمکو دوزخ کی آگ لگ جاوے) اسمیں مداہنت اور باوجود قدرت کے نکیر نہ کرنا اور اُن کی وضع اختیار کرنا اور اُن کی تعظیم اور بدون ضرورت شرعیہ کے اُن کی مجالست سب اس نہی میں داخل ہوگیا کذا فی الروح

یعنی لا تطغوا ولا ترکنوا اھ

قولہ تعالیٰ ان الحسنات یذھبن السیاٰت فی الروح قال الواسطی انوار الطاعات تذھب بظلم المعاصی۔ وقال یحییٰ بن معاذ ان اللہ سبحانہ وتعالیٰ لم یرض للمؤمن بالذنب حتی ستر ولم یرض بالستر حتی غفر ولم یرض بالغفران حتی بدل فقال سبحانہ ان الحسنات یذھبن السیاٰت وقال تعالیٰ فاولئک یبدل اللہ سیاٰتھم حسنات اھ والکلام باطلاقہ یشمل انقلاع مادۃ المعصیۃ بغلبۃ ملکۃ الطاعۃ وھو مشاھد

قولہ تعالیٰ ان الحسنات یذھبن السیاٰت ترجمہ (بیشک نیک کام مٹا دیتے ہیں برے کاموں کو) یعنی انوار طاعت سے ظلمات معصیت کی دور ہوجاتی ہیں کذا فی الروح۔ اور اسمیں یہ بھی داخل ہے کہ طاعت کے ملکہ کے غلبہ سے معصیت کا مادہ مضمحل ہوجاوے

قولہ تعالیٰ ولذٰلک خلقھم۔ فی الروح وذٰلک الاختلاف خلقھم وذٰلک لیکونوا مظاھر جمالہ وجلالہ ولطفہ وقھرہ اھ ولا منافات بینہ وبین قولہ تعالیٰ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون لان الاول غایۃ تکوینیۃ والثانی غایۃ تشریعیۃ۔

قولہ تعالیٰ ولذٰلک خلقھم ترجمہ (اور اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو اسیواسطے پیدا کیا ہے) روح میں ہے کہ اس اختلاف کیلئے اُن کو اسلئے پیدا کیا کہ وہ اُسکے جمال یعنی لطف اور اُسکے جلال یعنی قہر کے مظاہر ہوں اھ اور ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون کے منافی نہیں ایک غایۃ تکوینیہ ہے ایک غایۃ تشریعیہ۔

قولہ تعالیٰ وکلا نقص علیک من انباء الرسل ما نثبت بہ فؤادک۔ دل علیٰ ان لقصص المقبولین تاثیرۃ فی القلوب تثبیتا وتقویۃ وتنشیطا ومن ثم اھتم القوم بسرد حکایات الاولیاء وجمعھم

قولہ تعالیٰ وکلا نقص علیک من انباء الرسل ما نثبت بہ فؤادک ترجمہ (اور پیغمبروں کے قصوں میں سے ہم یہ سارے قصے آپ سے بیان کرتے ہیں جنکے ذریعہ سے ہم آپکے دل کو تقویت دیتے ہیں) اسمیں دلیل ہے کہ مقبولین کے قصص کو قلوب کے تثبیت وتقویت وتنشیط میں خاص اثر اور دخل ہے اسی لئے بزرگوں نے اولیاء کی حکایات جمع کرنیکا خاص اہتمام فرمایا ہے۔

تمت سورة ھود

ملحقة من رسالة التائید المذکورة فی اٰخر التمھید

سورة ھود

سورہ ہود تمام ہوئی

اضافہ از رسالہ تائید

سورہ ہود

قوله تعالیٰ وکلا نقص علیك من انباء الرسل ما نثبت به فؤادك ان ذلك یدل علی ان احوال الاولیاء والعرفاء لا تخلوا ایضاً عن مثل ذلك الشکوك سیما عند اجتماع الناس علی تشکیکهم فیما هم فیه ان ذلك خیالات وما خولیات ووساوس الشیاطین وهواجس النفوس والقاء العفاریت وامثالها وکان قصص الانبیاء وحکایات المشائخ المتقدمة والتفکر فی احوالهم تثبیتاً لفؤادهم علی ما هم فیه کما للانبیاء ولهذا قالوا لابد للسالك من الشیخ الماهر الفاضل العارف بواقعات المشائخ واحوالهم واوقاتهم فافهم۔

قوله تعالیٰ وکلا نقص علیك من انباء الرسل ما نثبت به فؤادك **ترجمہ** (اور اخبار انبیاء میں سے ہم ایسی خبریں آپ سے بیان کرتے ہیں جس سے آپ کے قلب کو ہم مضبوط کردیں) یہ آیت اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ احوال اولیا اور عارفین کے بھی اس قسم کے شکوک سے خالی نہیں ہوتے (یعنی اثناء سلوک میں ایسے احوال پیش آتے ہیں کہ اُنکے تدبر کے لئے اکابر کے حالات یاد دلانے کی ضرورت ہوتی ہے) بالخصوص جب لوگ اُنکے واردات میں شک ڈالنے پر جمع ہوں کہ یہ خیالات اور مالیخولیا اور وسوسۂ شیطانی اور خطرات نفسانی اور القاء شیطانی ہیں اور اس قسم کی باتیں کہتے ہیں اور انبیاء کے قصے اور مشایخ متقدمین کی حکایتیں اور ان حضرات کے حالات میں غور کرنا یہ سب اُن کے واردات وحالات موجودہ پر اُن کی ثبات قلب کا سبب ہوجاتے ہیں جسطرح انبیاء کے لئے تھا اور اسی لئے مشایخ نے فرمایا ہے کہ سالک کے لئے ایسا شیخ ضرور ہونا چاہئے جو ماہر ہو فاضل ہو واقعات مشایخ کو اور اُن کے حالات اور اوقات کو خوب جانتا ہو خوب سمجھ لو۔

قوله تعالیٰ والیه یرجع الامر کله دلالة علی صحة ما یقوله المشائخ فی السیر الی الله تعالیٰ ان کل شئ فی السیر والرجوع الی الله دائماً حتی یصل الیه واذا وصل الی الله جل وعلا فقد انتهی سیره الی الله تعالیٰ۔ ومن هنا قال ان الی ربك المنتهی وان الصالحین یتنعمون فی صفات الالطاف والکرم وان الطالحین یحترقون بنیران القهر والنقم

قوله تعالیٰ والیه یرجع الامر کله **ترجمہ** (اور اُسی کیطرف ہر امر لوٹتا ہے) اس میں مشایخ کے اس مقولہ کی صحت پر دلالت ہے جو اُنہوں نے سیر الی اللہ کے بارہ میں فرمایا ہے کہ ہر شے اللہ کی طرف سیر اور رجوع میں ہمیشہ رہتی ہے یہانتک کہ اللہ تک پہونچ جاوے پھر جب وہ اللہ تک پہونچ جاتی ہے تو اُسکی سیر الی اللہ ختم ہوجاتی ہے۔ اور اسی مقام سے فرمایا ہے بیشک تیرے رب ہی کی طرف انتہا ہے اور بلاشبہ متقی ہونے کے نیک لوگ صفات الطاف وکرم سے عیش حاصل کرتے ہیں اور بدبخت قہر وغضب کی آگ میں جلتے رہتے ہیں۔

انتهت الملحقة

سورة یوسف

اضافہ تمام ہوا

سورہ یوسف علیہ السلام

بیان ان المرید یعرض احواله علی شیخه ٥٦٩ — مرید کو اپنے حالات شیخ سے بیان کرنا

قوله تعالیٰ اذ قال یوسف لابیه یا ابت انی رایت احد عشر کوکبا والشمس والقمر رایتهم لی ساجدین ۔ فیه ان المرید ینبغی له ان یقص علی شیخه ما سنح له من حال او واردٍ فی المنام او فی الیقظة ۔

قوله تعالیٰ اذ قال یوسف لابیه یا ابت انی رایت احد عشر کوکبا والشمس والقمر رایتهم لی ساجدین ترجمہ (جبکہ یوسف نے اپنے والد سے کہا کہ ابا میں نے گیارہ ستارے اور سورج اور چاند دیکھے ہیں اُن کو اپنے روبرو سجدہ کرتے ہوئے دیکھا ہے)

اس میں دلالت ہے کہ مرید کو چاہئے کہ اُسکو جو حال یا وارد بیداری میں یا خواب میں پیش آوے اُسکو اپنے شیخ سے بیان کرے

عدم اظهار احواله علی غیر شیخه ٥٧٠ — اپنا حال غیر شیخ سے ظاہر نہ کرنا

قوله تعالیٰ قال یا بنی لا تقصص رؤیاک علی اخوتک فیکیدوا لک کیدا ۔ فیه انه لا یظهر حاله علی غیر شیخه لما فیه من احتمال الضرر وان اختلف الضرر علی اختلاف المقامات

قوله تعالیٰ قال یا بنی لا تقصص رؤیاک علی اخوتک فیکیدوا لک کیدا ترجمہ (انہوں نے فرمایا کہ بیٹا اپنے اس خواب کو اپنے بھائیوں کے روبرو بیان مت کرنا پس وہ تمہارے لئے کوئی خاص تدبیر کرینگے)

اسمیں دلالت ہے کہ اپنا حال غیر شیخ سے نہ کہے کہ اسمیں ضرر کا احتمال ہے گو ضرر باختلاف مقامات سے مختلف ہے

حب الشیخ بعض المریدین اکثر من سائرهم ٥٧١ — شیخ کا بعض مریدوں سے زیادہ محبت رکھنا

قوله تعالیٰ اذ قالوا لیوسف واخوه احب الی ابینا منا ۔ فیه ان الشیخ یجوز له ان یحب بعض المریدین اکثر من سائرهم لما یری فیه من مخایل الخیر ما لا یری فیهم وربما یرون کما رای اخوة یوسف علیه السلام ان الشیخ مخطئ فی اجتهاده ۔

قوله تعالیٰ اذ قالوا لیوسف واخوه احب الی ابینا منا ترجمہ (وہ وقت قابل ذکر ہے جبکہ اُن بھائیوں نے یہ گفتگو کی کہ یوسف اور اُنکا بھائی ہمارے باپ کو ہم سے زیادہ پیارے ہیں) اسمیں دلالت ہے کہ شیخ کو جائز ہے کہ کسی مرید کے ساتھ دوسرے مریدوں سے زیادہ محبت رکھے چونکہ اسمیں اوروں سے زیادہ رشد کے آثار پائے اور بعض اوقات ان مریدوں کو شیخ پر خطاء اجتہادی کا ویسا ہی گمان ہوتا ہے جیسا ان بھائیوں کو یعقوب علیہ السلام پر ہوا تھا ۔

تاثیر توجه الشیخ فی اصلاح المرید ٥٧٢ — توجہ شیخ کا اصلاح حال مرید میں دخل ہونا

قوله تعالیٰ یخل لکم وجه ابیکم وتکونوا من بعده قوما صالحین مجزومات علی جواب الامر ای یخلص توجهه الیکم ویزید صلاحکم بهذا التوجه ولو حمل الصلاح علی الصلاح الدینی دل علی ان لتوجه الشیخ دخلا عظیما فی اصلاح حال المرید والمسئلة مشهورة

قوله تعالیٰ یخل لکم وجه ابیکم وتکونوا من بعده قوما صالحین ترجمہ (تو تمہارے باپ کا رخ خالص تمہاری طرف ہو جاویگا اور تمہارے سب کام بن جاوینگے، یہ دونوں جملے بقرینہ جزم امر کے جواب ہیں یعنی باپ کی توجہ تمہاری طرف خالص ہو جاویگی اور اس توجہ سے تمہاری درست حالی بڑھ جاویگی ۔ اور اگر اس درست حالی کو صلاحیت دینیہ پر محمول کیا جاوے تو اسپر دال ہوگا کہ شیخ کی توجہ کو اصلاح حال مرید میں دخل عظیم ہے ۔ اور یہ مسئلہ مشہور ہے ۔

قولہ تعالیٰ ارسلہ معنا غدا یرتع ویلعب فی الروح بالاستباق والانتصال ونحوھما مما یتدا ب بہ لقتال العدو ولیس المراد لعب لھو والا لم یقرھم علیہ یعقوب علیہ السلام وانما عبروا عن ذلک بہ لکونہ علی ہیئتہ اھ قلت ولو حمل علی ظاہرہ یجاب عن تقریرہ علیہ السلام بتضمنہ مصالح دینیۃ من النشاۃ الذی یحمل ویعین علی تحصیل العلم وتکمیل العمل فالھزل الذی یفضی الی الجد جد وفیہ اشتغال المربیا بامثالہ احیانا من الفکاھات القولیۃ او الفعلیۃ لمثل الغرض المذکور

قولہ تعالیٰ ارسلہ معنا غدًا یرتع ویلعب **ترجمہ** (آپ اُن کو کل کے روز ہمارے ساتھ بھیجئے کہ ذرا وہ کھاویں کھیلیں) بعض مفسرین نے اسکی تفسیر مسابقت و تیر اندازی سے کی ہے جس سے مقصود اعداد قوت لقتال العدو ہے اسکو لعب باعتبار صورت کے کہہ دیا ورنہ لعب حقیقی کی کہ عبث ہے یعقوب علیہ السلام اجازت نہ دیتے میں کہتا ہوں کہ لعب حقیقی بھی جو کہ مباح ہو جب اس میں یہ مصلحت ہو کہ اس سے نشاط ہوگا جو تحصیل علم و تکمیل عمل میں معین ہوگا عبث نہیں اور اس صورت میں اس میں دلالت ہوگی کہ مرید کے لئے احیانا ایسی تفریحات قولیہ یا فعلیہ میں ایسی ہی مصلحت کے لئے مشغول ہو جانا کچھ حرج نہیں۔

قولہ تعالیٰ قال بل سولت لکم انفسکم امرا فی الموضعین فی الروح عن ابن عطیۃ انہ علیہ السلام صدق ظنہ ھناک (ای فی الاول) ولم یتحقق ھنا واتھام من ھو بحیث یتطرق الیہ التھمۃ لا حرج فیہ لاسیما فیما یرجع الی الوالد مع الولد اھ وفیہ عدم صحۃ الکشف والفراسۃ دائما

قولہ تعالیٰ قال بل سولت لکم انفسکم امرا **ترجمہ** (یعقوبؑ نے فرمایا کہ بلکہ تم نے اپنے دل سے ایک بات بنالی ہے) یہ دو موقعوں میں ہے ابن عطیہ کا قول روح میں ہے کہ ایک جگہ انکا گمان صحیح ہوا دوسری جگہ صحیح نہیں ہوا اور ایسے شخص کو متہم سمجھنا (بطور احتمال غالب کے) جسکے دوسرے افعال تہمت کا شبہ پیدا کرتے ہوں خاصکر باپ کا بیٹوں کے ساتھ ایسا معاملہ موجب گناہ نہیں اھ

اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کشف و فراست کا ہمیشہ صحیح ہونا ضرور نہیں۔

قولہ تعالیٰ وشروہ بثمن بخس۔ فی الجلالین وسکت یوسف علیہ السلام مخافۃ ان یقتلوہ اھ ودل علیہ القراٰن بظاھرہ ویؤخذ منہ ان السکوت عن الانکار علی المنکر کما کان ھھنا البیع المحرم اذا خاف الضرر لا ینافی الکمال۔

قولہ تعالیٰ وشروہ بثمن بخس **ترجمہ** (اور انکو بہت ہی کم قیمت کو بیچ ڈالا) جلالین میں ہے اور یوسف علیہ السلام اس خوف سے ساکت رہے کبھی یہ بھائی اُن کو قتل نہ کر دیں اھ اور قرآن سے بھی ظاہراً یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ ساکت رہے اس سے یہ مسئلہ نکلتا ہے کہ اگر خوف ضرر سے انکار علی المنکر سے جیسا کہ یہاں بیع الحرام منکر تھا سکوت کرے تو منافی کمال نہیں۔

قولہ تعالیٰ قال معاذ اللہ انہ ربی احسن

قولہ تعالیٰ قال معاذ اللہ انہ ربی احسن مثوای

مثوای فی الروح ای هو ربی ای سید العزیز وفیه رعایة المحسن ولو کان کافرا اولا احدا یساوی اهل الطریق فی ذلک

ترجمہ (یوسف نے کہا اللہ بچائے وہ میرا مربی ہے کہ مجھکو کیسی اچھی طرح رکھا) یعنی عزیز میرا آقا ہے اور اسمیں دلالت ہے کہ اگر اپنا محسن کافر بھی ہو اسکی بھی رعایت کرنا چاہیے اور اہل طریق اسمیں سب سے بڑھے ہوئے ہیں۔

قولہ تعالیٰ قال ھی راودتنی۔ دل علی حسن افشاء سر عدوہ اذا خیف الضرر من الاخفاء ولا ینافی ھذا الافشاء مکارم الاخلاق۔

قولہ تعالیٰ ھی راودتنی ترجمہ (یوسف نے کہا یہی مجھ سے اپنا مطلب نکالنے کو مجھکو پھسلاتی تھی) اسمیں دلالت ہے کہ مخالف کا عیب ایسے وقت ظاہر کر دینا جب اخفا سے اپنا ضرر محتمل ہو مکارم اخلاق کے خلاف نہیں۔

قولہ تعالیٰ فلما راینہ اکبرنہ وقطعن ایدیھن فی الروح عن ابن عطاء وھذہ غلبة مشاھدة مخلوق لمخلوق فکیف بمن یحظی بمشاھدة من الحق فینبغی ان لا ینکر علیہ ان تغیر وصدر عنہ ما صدر اھ

قولہ تعالیٰ فلما راینہ اکبرنہ وقطعن ایدیھن ترجمہ (سو عورتوں نے جو انکو دیکھا تو حیران رہ گئیں اور اپنے ہاتھ کاٹ لئے) روح میں ابن عطا سے منقول ہے کہ یہ تو مشاہدہ مخلوق کے غلبہ کا اثر ہے سو مشاہدہ حق کا کیسا کچھ اثر ہو سکتا ہے تو اگر ایسے شخص سے کوئی امر خلاف ظاہر صادر ہو جاوے اسپر اعتراض وانکار نہ کرے۔

قولہ تعالیٰ قال لا یاتیکما طعام ترزقانہ الا نباتکما بتاویلہ قبل ان یاتیکما۔ فی الروح جواز وصف العالم نفسہ لینتفع بہ لا بجرم ولا یعد ذلک من التزکیة المحظورة اھ وھذا ھو الباعث لبعضھم علی اظھار کمالات نفسہ غیر خائف من ملامة الجاھل بانہ دعوی۔

قولہ تعالیٰ قال لا یاتیکما طعام ترزقانہ الا نباتکما بتاویلہ قبل ان یاتیکما ترجمہ (یوسف نے فرمایا کہ جو کھانا تمہارے پاس آتا ہے جو کہ تمکو کھانے کے لئے ملتا ہے میں اُسکے آنے سے پہلے اُسکی حقیقت تمکو بتلا دیا کرتا ہوں) روح میں ہے کہ اگر کوئی عالم اپنے اوصاف اسلئے بیان کرے کہ لوگ اُس سے نفع حاصل کریں تو جائز ہے اور یہ تزکیہ ممنوعہ میں داخل نہیں اھ۔ اور بعض بزرگوں نے جو اپنے کمالات ظاہر کئے ہیں اور اسکی پروا نہیں کی کہ لوگ انکو مدعی کہیں گے اُسکا منشا یہی ہے۔

قولہ تعالیٰ وقال للذی ظن انہ ناج منھما اذکرنی عند ربک۔ فیہ ان الاستعانة بالعباد خصوصا من احسن الیہ منھم فی کشف الشدائد مما لا باس بہ لانہ نوع من الاسباب المشروعة ولا یکون ھذا طلبا للصلة ممن احسن الیہ

قولہ تعالیٰ وقال للذی ظن انہ ناج منھما اذکرنی عند ربک ترجمہ (اور جس شخص پر رہائی کا گمان تھا اُس سے یوسف نے فرمایا کہ اپنے آقا کے سامنے میرا بھی تذکرہ کرنا) اسمیں دلالت ہے کہ اگر ازالہ شدت کے لئے کسی مخلوق سے استعانت کرے خصوصاً جسپر احسان کیا ہو

وانما توریث الصلة المحبة والمحبة تسوغ الاستعانة۔

کچھ حرج نہیں کیونکہ یہ اسباب مشروعہ میں سے ہے اور اسکو احسان کا عوض چاہنا نہ کہا جاویگا احسان سے محبت پیدا ہوجاتی ہے اور محبت سے یہ استعانت گوارہ ہوتی ہے۔

قولہ تعالیٰ قال تزرعون الخ فی المبادرة الی النصح والارشاد من غیر ملامة علی التقصیر فیما امر به من قوله اذکرنی عند ربک من الحلم ومکارم اخلاق مالا یحاط به و هکذا ینبغی ان یکون شان الشیوخ لایقصرون فی حقوق من قصر فی حقهم۔

قولہ تعالیٰ قال تزرعون سبع سنین دابا ترجمہ (آپ نے فرمایا کہ تم سات سال متواتر غلہ بونا) یوسف علیہ السلام نے فوراً ہی اسکو ارشاد فرمانا شروع کر دیا اور اسپر ملامت نہ کی کہ تو نے میری فرمایش اذکرنی عند ربک میں تقصیر کی اس سے غایت درجہ کا حلم وکرم معلوم ہوتا ہے۔ اہل طریق کی بھی یہی شان ہونا چاہئے کہ ایسے شخص کے حقوق میں بھی کمی نہ کریں جو ان کے حق میں کمی کرے۔

قولہ تعالیٰ فلما جاءه الرسول قال ارجع الی ربک فاسأله ما بال النسوة التی قطعن ایدیهن قال ما قال نفیا للتهمة وهو اللایق بشان المقتدی به لیترتب النفع علی دعوته وما ورد فی الحدیث من قول نبینا صلی الله علیه وسلم لو لبثت فی السجن ما لبث یوسف لاجبت الداعی تواضع منه صلی الله علیه وسلم وبیان لکمال حلمه واناته کما فی غیر حدیث مما ذکره صلی الله علیه وسلم فیه کمالات الانبیاء علیهم السلام۔

قولہ تعالیٰ فلما جاءه الرسول قال ارجع الی ربک فاسأله ما بال النسوة التی قطعن ایدیهن ترجمہ (پھر جب اُن کے پاس قاصد پہونچا آپ نے فرمایا کہ تو اپنی سرکار کے پاس لوٹ جا پھر اس سے دریافت کر کہ اُن عورتوں کا کیا حال ہے جنھوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے تھے) یہ اسلئے فرمایا کہ تہمت کا ازالہ ہو جاوے اور مقتدا کو یہی مناسب ہے تاکہ اسکی دعوت الی الحق پر نفع مرتب ہو اور حدیث لاجبت الداعی میں حضور کی تواضع ہے اور بیان ہے یوسف علیہ السلام کے کمال حلم و استقلال کا جیسا بہت سی حدیثوں میں دوسرے حضرات انبیاء علیہم السلام کا ذکر فرمایا ہے۔

قولہ تعالیٰ ذلک لیعلم انی الی قوله وما ابرئ نفسی یعنی ان الحکمة فی التثبت اظهار الواقع لا دعوی التزکیة والتنزیه مطلقا عن کل سوء او بدون توفیق من الله تعالی وفیه استحسان غرض التحدث بکمالات نفسه تحاشیا عن الایهام۔

قولہ تعالیٰ ذلک لیعلم انی لم اخنه الی قوله وما ابرئ نفسی ترجمہ (یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ تمام اہتمام محض اس وجہ سے تھا تاکہ عزیز کو تحقیق کے ساتھ معلوم ہو جاوے کہ میں نے اسکی عدم موجودگی میں اسکی آبرو میں دست اندازی نہیں کی (الی قولہ) اور میں اپنے نفس کو بری نہیں بتلاتا) مقصود یہ ہے کہ اس

تحقیق میں حکمت واقع کا اظہار ہے نہ کہ علی الاطلاق یعنی ہر نقص سے یا علی الاستقلال یعنی بدون توفیق حق کے نزاہت کا دعویٰ۔ اور اس میں دلالت ہے کہ اگر اپنے کمالات کبھی بیان کرنا پڑیں تو اس بیان کی حکمت بھی ظاہر کر دینا بہتر ہے تاکہ ایہام سے محفوظ رہے۔

قوله تعالیٰ قال اجعلنی علی خزائن الارض فیه ان سوال المناصب الحکم اذا کان منفعة للخلق ولم یکن فیه مضرة لنفسه من الاشتغال بغیر الله لا یقدح فی الکمال۔

قوله تعالیٰ قال اجعلنی علی خزائن الارض ترجمہ (یوسف نے فرمایا کہ ملکی خزانوں پر مجھکو مامور کر دو) اسمیں دلالت ہے کہ منصب و حکومت کی درخواست جبکہ اسمیں مخلوق کا نفع ہو اور خود اپنا ضرر نہ ہو کہ غیر اللہ میں مشغول ہو جاوے قادح فی الکمال نہیں۔

قوله تعالیٰ الا ترون انی اوف الکیل وانا خیر المنزلین۔ فیه ان اظهار حسن معاملته اذا کان فیه مصلحة ولا یراد به التمدح لا ینافی التواضع۔

قوله تعالیٰ الا ترون انی اوف الکیل وانا خیر المنزلین ترجمہ (تم دیکھتے نہیں ہو کہ میں پورا ناپ کر دیتا ہوں اور میں سب سے زیادہ مہمان نوازی کرتا ہوں) اسمیں دلالت ہے کہ اپنی خوش معاملگی کا اظہار اگر اس سے اپنی مدح مقصود نہ ہو بلکہ اسمیں کوئی مصلحت ہو منافی تواضع نہیں۔

قوله تعالیٰ قال لن ارسله معکم حتی تؤتون موثقا۔ فیه ان التدابیر الماذون فیه لا ینافی کمال التوکل۔

قوله تعالیٰ قال لن ارسله معکم حتی تؤتون موثقا ترجمہ (یعقوب نے فرمایا کہ اسوقت تک ہرگز اسکو تمہارے ہمراہ نہ بھیجونگا جب تک کہ اللہ کی قسم کھا کر مجھکو پکا قول نہ دو گے) اسمیں دلالت ہے کہ تدبیر ماذون فیہ توکل کے منافی نہیں۔

قوله تعالیٰ کذلک کدنا لیوسف۔ فیه استیناس لکون افعال الکامل مظهر الافعال الحق تعالیٰ کما هو ظاهر۔

قوله تعالیٰ کذلک کدنا لیوسف ترجمہ (ہم نے یوسف کی خاطر سے اسطرح تدبیر فرمائی) اس عنوان میں اشارہ ہے اسطرف کہ کامل کے افعال افعال حق کے مظاہر ہیں۔

قوله تعالیٰ وتولی عنهم وقال یا اسفی علی یوسف قال الغیر هو لا یرد ان هذا منافٍ لمنصب النبوة اذ یقتضی ذلک معرفة الله تعالیٰ ومن عرفه سبحانه احبه ومن احبه لم یتفرغ قلبه لحب ما سواه لما قیل ان هذه محبة طبعیة ولا تابی الاجتماع مع حبه تعالیٰ۔ وقال الامام ان مثل هذه المحبة الشدیدة تزیل عن القلب الخواطر

قوله تعالیٰ وتولی عنهم وقال یا اسفی علی یوسف ترجمہ (اور ان سے دوسری طرف رخ کر لیا اور کہنے لگے ہائے یوسف) یہ شبہ نہ کیا جاوے کہ یہ منصب نبوت کے خلاف ہے کیونکہ معرفت کاملہ اسکے لوازم سے ہے اور اسکے لوازم سے محبت کاملہ ہے اور اسکے ساتھ غیر کی گنجایش کہاں۔ جواب یہ ہے کہ یہ محبت طبعیہ ہے اور یہ حب حق کے ساتھ جمع ہو سکتی ہے اور کاملین میں یہ

ایہام دعوے بے کمالی
المناصب لا تقدح الکامل
اظہار حسن معاملته للمصلحة
اپنی خوبی ظاہر کرنا بغرض مصلحت
عدم التنافی بین التدبیر والتوکل
تدبیر و توکل میں منافات نہ ہونا
کون افعال الکامل مظاہر افعال الحق
عبد کے افعال کا مظہر افعال حق ہونا

ویکون صاحبہا کثیر الرجوع الیہ تعالیٰ کثیر الدعاء والتضرع فیصیر ذٰلک سببا لکمال الاستغراق اھ قلت والکاملون لا یشغلہم ھذا الحب عن اللہ تعالیٰ ورضاہ بل یعینہم فی ذٰلک کما یفصح عنہ قولہ علیہ السلام انما اشکو بثی وحزنی الی اللہ واعلم من اللہ مالا تعلمون۔

یہ محبت اُنکو حق تعالیٰ کی رضا سے غافل نہیں کرتی بلکہ اسمیں معین ہوتی ہے جیسا یعقوب علیہ السلام کا یہ قول اسپر دال ہے انما اشکو بثی وحزنی الی اللہ واعلم من اللہ مالا تعلمون۔

قولہ تعالیٰ قال لا تثریب علیکم الیوم الخ
فی الروح عن شاہ الکرمانی من نظر الی الخلق بعین الحق لم یعبأ بمخالفتہم ومن نظر الیہم بعینہ افنٰی ایامہ بمخاصمتہم الا تری یوسف علیہ السلام لما علم مجاری القضاء کیف عذر اخوتہ اھ

قولہ تعالیٰ قال لا تثریب علیکم الیوم الخ ترجمہ یوسف نے فرمایا کہ نہیں تم پر آج کوئی الزام ....الخ روح میں شاہ کرمانی سے منقول ہے کہ جو شخص مخلوق پر نظر حق سے دیکھیگا وہ اُن کی مخالفت کی پروا نہ کریگا اور جو شخص اُنکو اپنی نظر سے دیکھیگا اپنی عمر اُن کی بحث و تکرار میں ختم کردیگا دیکھئے یوسف علیہ السلام کو چونکہ مجاری قضا کا علم تھا اُنھوں نے اپنے بھائیوں کا کسطرح عذر قبول کر لیا۔ اھ

قولہ تعالیٰ ولما فصلت العیر قال ابوہم انی لاجد ریح یوسف۔ فی الروح انما وجد علیہ السلام ھذا الریح حیث بلغ الکتاب اجلہ والا فلم یجدہ علیہ السلام لما کان یوسف فی الجب لیس بینہ وبینہ الا اسبوعۃ من نہار وما ذٰلک الا لان الامور مرھونۃ باوقاتہا وعلٰی ھٰذا کشوفات الاولیاء فانہم اونۃ یکشف لہم علی ما قیل للوح المحفوظ واخرٰی لا یعرفون ما تحت اقدامہم اھ
گہے بر طارم اعلیٰ نشینم

قولہ تعالیٰ ولما فصلت العیر قال ابوہم انی لاجد ریح یوسف ترجمہ (اور جب قافلہ چلا تو اُن کے باپ نے کہنا شروع کیا کہ اگر تم مجھکو بڑھاپے میں بہکی باتیں کرنے والا نہ سمجھو تو ایک بات کہوں کہ مجھکو تو یوسف کی خوشبو آرہی ہے) روح میں ہے کہ چونکہ ملاقات کا وقت آچکا تھا اسلئے یہ خوشبو مدرک ہوگئی اور جب وہ کنوئیں میں بہت ہی قریب تھے چونکہ وقت نہ آیا تھا یہ خوشبو مدرک نہ ہوئی اور یہی حال ہے اولیاء کے مکاشفات کا کہ ؎
گہے بر پشت پای خود نہ بینم

قولہ تعالیٰ توفنی مسلما۔ فیہ مسئلتان الاولٰی خوف الانبیاء مع عصمتہم وامتناع الکفر علیہم فکیف یصح لغیرہم ان یغتر بصلاحہ والثانیۃ جواز تمنی الموت اشتیاقا الی لقاء اللہ تعالیٰ علی تفسیر بعضہم

قولہ تعالیٰ توفنی مسلما ترجمہ (مجھکو پوری فرمانبرداری کی حالت میں دنیا سے اُٹھا لیجئے) اس سے دو مسئلے ثابت ہوتے ہیں ایک باوجود عصمت اور امتناع کفر کے انبیاء علیہم السلام کا خوف کرنا۔ دوسرے بعض تفاسیر پر شوق لقاء میں موت کی تمنا کرنا۔

۵۷۵ سورۃ یوسف
۵۵ علامات الکشف
۱۵ خوف الانبیاء

قولہ تعالیٰ وما یؤمن اکثرہم باللہ الا وہم مشرکون

فی الروح عن الحسن انہم المراؤن باعمالہم والریاء شرک۔ وقیل ہم الناظرون الی الاسباب المعتمدون علیہا وقیل ہم الذین یطیعون الخلق بمعصیۃ الخالق۔ وقد یقال نظرا الی مفہوم الایۃ انہم یندرج فیہم کل من اقر باللہ تعالیٰ وخالقیتہ مثلا وکان مرتکبا ما یعد شرکا کیفما کان ومن اولئک عبدۃ القبور الناذرون لہا المعتقدون للنفع والضر من اللہ تعالیٰ اعلم بحالہم فیہا وہم الیوم اکثر من الدود وفیہ

قولہ تعالیٰ وما یؤمن اکثرہم باللہ الا وہم مشرکون ترجمہ (اور اکثر لوگ جو خدا کو مانتے ہیں تو اسطرح کہ شرک بھی کرتے جاتے ہیں) بعض نے ریا مراد لی ہے اور بعض نے نظر الی الاسباب واعتماد علی الاسباب سے تاویل کی ہے۔ بعض نے خلق کی اطاعت خالق کی معصیت کے ساتھ مراد لی ہے۔ بعض نے ہر قسم کے شرک کو اسمیں داخل کیا ہے اسمیں قبرپرستی ونذر لغیر اللہ اور غیر اللہ کے نافع وضار ہونے کا اعتقاد بھی آگیا اور بعض صوفیہ نے مطلق التفات الی غیر اللہ کو شرک کہا ہے۔

من باب الاشارۃ فی ہذہ الایۃ قال غیر واحد من الصوفیۃ من التفت الی غیر اللہ تعالیٰ فہو مشرک اھ

قولہ تعالیٰ قل ہذہ سبیلی ادعوا الی اللہ

علی بصیرۃ انا۔ فی الروح اشارۃ الی انہ ینبغی للداعی الی اللہ تعالیٰ ان یکون عارفا بطریق الایصال الیہ سبحانہ عالما بما یجب لہ تعالیٰ وما یجوز وما یمتنع علیہ جل شانہ والدعاۃ الی اللہ تعالیٰ الیوم من ہؤلاء الذین

قولہ تعالیٰ قل ہذہ سبیلی ادعوا الی اللہ علی بصیرۃ انا ترجمہ (آپ فرما دیجئے کہ یہ میرا طریق ہے میں خدا کی طرف اسطور پر بلاتا ہوں کہ میں دلیل پر قائم ہوں) روح میں ہے کہ اسمیں اشارہ ہے کہ داعی الی اللہ کو طرق ایصال کا ماہر اور حق تعالیٰ کی ذات وصفات کا عارف ہونا چاہئے۔ اھ

نصبوا انفسہم الی الارشاد بزعمہم اجہل من حمار الحکیم توما وہم لعمری فی ضلالۃ لہم لہم ومہامۃ یحار فیہا الخریت وہم یحسبون انہم یحسنون صنعا ولبئس ما کانوا یصنعون۔ اھ

ضمیمہ من الروح المعانی

وقد افادت (ہذہ السورۃ) انہ لا دافع لقضاء اللہ تعالیٰ ولا مانع من قدرہ وانہ سبحانہ اذا قضی للانسان بخیر ومکرمۃ فلو ان اہل العالم اجتمعوا علی دفع ذلک لم یقدروا وان الحسد سبب الخذلان والنقصان وان الصبر مفتاح الفرج۔ وان التدبیر من العقل

ضمیمہ از روح المعانی

اس سورت سے یہ فوائد حاصل ہوتے ہیں ۱ قضا کا کوئی دافع نہیں ۲ قدر کے مقابلہ میں کچھ نافع نہیں ۳ حق تعالیٰ جب کسی بندہ کے لئے فضل وکرم کرنا چاہتا ہے تمام عالم جمع ہوکر بھی اگر ہٹانا چاہے تو قادر نہیں ہوسکتے ۴ حسد خذلان ونقصان کا سبب ہے ۵ صبر کلید کشادگی کی ہے ۶ تدبیر کرنا عقل کی بات ہے اور عقل سے

ويد يصلح امر المعاش الى غير ذلك مما يعجز عن بيانه بيان التحرير۔ وفيها ايضا عبرة للملوك في بسط العدل وللاهل التقوى في ترك ما تراوده النفس الشهوانية عليه۔ وللمماليك في حفظ حرم السادة۔ وللقادرين في العفو عمن اساء اليهم ولغيرهم في غير ذلك ولكن اين المعتبرون اھ

تمت سورة يوسف

ملحقه من رسالة التائيد المذكورة في اٰخر التمهيد

سورة يوسف

قوله تعالیٰ اذ قال يوسف لابيه يا ابت انى رايت احد عشر كوكبا الى اخر الايات الثلثة فيها علوم كثيرة من علوم التصوف۔ الاول قوله تعالى انى رايت دال على بطلان من يقول ان رويا الصوفية في واراداتهم وواقعاتهم واحوالهم خيالات لا وجود لها۔ الثانى ان المريد المبتدى لابد له من شيخ ناصح يرشده الى مصالحه ويعلم صلاحه وفساده فيسره فان يوسف عليه السلام رجع الى ابيه ثم ارشده وامره باخفاءه عن حساده۔ الثالث دلت الاية على انه يجب على المريد اخفاء واقعاته عن جميع الناس غير شيخه۔ الرابع دلت الاية على ان الشيطان اذا راى اثار النبوة والولاية وامثالها عند انسان فانه يقوم بافساد ذلك عليه قال

امر معاش کی اصلاح ہوتی ہے الخ مضامین سورت میں خاص خاص عبرتیں بھی ہیں۔ سلاطین کیلئے توبسط عدل میں۔ اور اہل تقوی کیلئے شہوات نفسانیہ کے ترک میں۔ اور غلاموں اور نوکروں کیلئے اپنے آقاؤں کی آبرو کی حفاظت میں۔ اور اہل قدرت کیلئے خطاوار سے معاف کر دینے میں اسیطرح دوسروں کی اور عبرتیں بھی ہیں

سورہ یوسف تمام ہوئی

اضافہ از رسالہ تائید

سورہ یوسف

قولہ تعالیٰ اذ قال یوسف لابیہ یا ابت انی رایت احد عشر کوکبا الی اخر ایات الثلثۃ ترجمہ (جبکہ کہا یوسف علیہ السلام نے اپنے باپ سے کہ اے میرے باپ میں نے دیکھے گیارہ ستارے آخر آیات ثلثہ تک) ان آیتوں میں علوم تصوف میں سے بہت سے علوم ہیں اول قول اللہ تعالی کا رایت اُن لوگوں کے قول کے بطلان پر دلالت کرتا ہے جو کہتے ہیں کہ صوفیہ کے خواب اُن کی واردات اور واقعات اور احوال کے بارہ میں خیالات ہیں جنکا واقعی وجود نہیں۔ دوسرے یہ کہ مبتدی مرید کیلئے ایک ایسا شیخ خیرخواہ ہونا ضرور ہے کہ اسکو اُسکے مقصود کی ہدایت کر سکے اور اُسکے صلاح وفساد کو جان سکے کیونکہ یوسف علیہ السلام نے اپنے والد کیطرف رجوع کیا پھر اُنہوں نے انکو مصلحت کی بات بتلائی اور اُن کو وہ خواب حاسدوں سے چھپانے کا

ان الشیطان للانسان عدو مبین الی آخرہ

قولہ تعالی قد جعلها ربی حقا دل فحواه ان منہا مالا یجعلہ اللہ تعالی حقا وصدقا فدلت علی انہ قد یکون من الرؤیا ما یکون خیالا واضغاث احلام

حکم فرمایا۔ تیسرے آیت دلالت کرتی ہے اسپر کہ مرید پر واجب ہے کہ اپنے واقعات بجز شیخ کے اور سب لوگوں سے چھپاوے۔ چوتھے آیت دلالت کرتی ہے اسپر کہ شیطان جب کسی میں نبوت اور ولایت یا اور اسطرح آثار دیکھتا ہے تو وہ اس حالت کے بگاڑنے کیلئے مستعد ہو جاتا ہے چنانچہ فرمایا کہ شیطان انسان کا کھلا ہوا دشمن ہے۔ پانچویں قول اللہ تعالی کا قد جعلہا ربی حقا یعنی میرے پروردگار نے اُس خواب کو سچ کر دیا۔ اسکا مضمون اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ بعضے خواب ایسے ہیں کہ اللہ تعالی اُنکو سچ اور مطابق واقع نہیں کرتا تو آیت اسپر دلالت کرتی ہے کہ بعضے خواب خیال اور پریشان خواب ہوتے ہیں۔

قولہ تعالی ادعوا الی اللہ علی بصیرۃ انا۔ ھذا دلیل علی ان الشیخ یجب ان یکون بصیرا داعیا لما یدعوا الیہ مریدہ۔

قولہ تعالی ادعوا الی اللہ علی بصیرۃ انا ترجمہ (بلاتا ہوں اللہ کیطرف اسطور پر کہ میں بصیرت پر ہوں) یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ شیخ کو صاحب بصیرۃ صاحب عرفان ہونا ضرور ہے اُس امر میں جسکی طرف مرید کو بلاتا ہے۔

تمت الملحقۃ

اضافہ تمام ہوا

سورۃ الرعد

سورۃ الرعد

اختلاف الثمرات مع اتحاد المربی
باوجود اتحاد مربی کے ثمرات مختلفہ کا ترتب

قولہ تعالی وفی الارض قطع متجاورات الی قولہ تعالی یسقی بماء واحد ونفضل بعضہا علی بعض فی الاکل علم بہ ان اختلاف القوابل فی الاستعداد مع اتحاد الفاعل یورث ثمرات مختلفۃ متفاضلۃ کذلک القلوب المختلفۃ استعدادا مع اتحاد المربی یورث حالات مختلفۃ ولیس ھذا بید المربی ولا دلیل بخل منہ۔ وفی الروح عن الحسن مایقرب من ھذا قال ھذا مثل ضربہ اللہ تعالی لقلوب بنی آدم خلقوا من آدم علیہ السلام فینزل علیہم من السماء تذکرۃ فترق قلوب فتخشع وتخضع وتقسو قلوب فتلہو وتسہو اھ ملخصا وفیہ بعد ما نقل عنہ قال ابو حیان وھو شبیہ بکلام الصوفیۃ

قولہ تعالی وفی الارض قطع متجاورات الی قولہ تعالی یسقی بماء واحد ونفضل بعضہا علی بعض فی الاکل ترجمہ (اور زمین میں پاس پاس مختلف قطع ہیں الی قولہ سب کو ایک ہی طرح کا پانی دیا جاتا ہے اور ہم ایک کو دوسرے پر پھلوں میں فوقیت دیتے ہیں) اس سے معلوم ہوا کہ اگر فاعل واحد بھی ہو تب بھی قوابل کے اختلاف فی الاستعداد سے ثمرات مختلف پیدا ہوتے ہیں ایسا ہی حال ہے قلوب مختلفۃ الاستعداد کا کہ باوجود مربی کے واحد ہونے کے اُن میں حالات مختلف پیدا ہوتے ہیں اور یہ مربی کے نہ اختیار میں ہے نہ اُسکے بخل کی دلیل ہے۔

قولہ تعالیٰ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا
ما بانفسہم فی الروح قال النصرآبادی ان ھذا
الحکم عام لکن مناقشۃ الخواص فوق مناقشۃ
العوام وعن بعض السلف انہ قال ان الفارۃ مزقت
خفی وما اعلم ذلک الا بذنب احدثتہ والا
لما سلطہا علی وتمثل بقول الشاعر
لو کنت من مازن لم تستبح ابلی

قولہ تعالیٰ۔ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا
ما بانفسہم ترجمہ: واقعی اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت
میں تغیر نہیں کرتا جب تک وہ لوگ خود اپنی حالت
کو نہیں بدل دیتے) روح میں نصرآبادی سے منقول
ہے کہ یہ حکم عوام وخواص سب کو عام ہے اور خواص
کیلئے زیادہ کاوش ہوتی ہے۔
بنو اللقیطۃ من ذھل بن شیبانا

قولہ تعالیٰ والذین یدعون من دونہ لا
یستجیبون لھم بشیء الا کباسط کفیہ الی الماء
لیبلغ فاہ وما ھو ببالغہ یعلم بہ خیبۃ المستغیثین
بغیر اللہ ولو کان ولیا حیا او میتا وقد شاع ھذا
البلاء وعم البلواء

قولہ تعالیٰ والذین یدعون من دونہ لا یستجیبون
لہم بشیء الا کباسط کفیہ الی الماء لیبلغ فاہ وما
ھو ببالغہ ترجمہ (اور خدا کے سوا جنکو یہ لوگ پکارتے
ہیں وہ ان کی درخواست کو اس سے زیادہ منظور نہیں
کر سکتے جتنا پانی اُس شخص کی درخواست کو منظور کرتا
ہے جو اپنے دونوں ہاتھ پانی کیطرف پھیلائے ہو تاکہ وہ اُسکے مونہہ تک آجاوے اور وہ اُسکے مونہہ تک آنیوالا نہیں)
اس سے غیر اللہ احیاء واموات سے استغاثہ کرنے والوں کا خسران معلوم ہوتا ہے اور یہ بلا کثرت سے پھیل گئی۔

قولہ تعالیٰ وللہ یسجد من فی السموات
والارض طوعا وکرھا الاول انقیاد تشریعی
والثانی تکوینی۔

قولہ تعالیٰ وللہ یسجد من فی السموات والارض
طوعا وکرھا ترجمہ (اور اللہ ہی کے سامنے سب
سر خم کئے ہیں جتنے آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمین
میں ہیں خوشی سے اور مجبوری سے) اول انقیاد تشریعی ہے دوسرا انقیاد تکوینی۔

قولہ تعالیٰ انما یتذکر اولوا الالباب الذین
یوفون بعھد اللہ الخ وصف اولی الالباب بھذہ
الجمل دلیل علی ان العقل المعتبر ھو عقل المعاد
وصاحبہ حری بان یسمی عاقلا وان کان عن
الدنیا غمرا غافلا۔

قولہ تعالیٰ انما یتذکر اولوا الالباب الذین یوفون
بعھد اللہ الخ ترجمہ (پس نصیحت تو سمجھدار ہی لوگ
قبول کرتے ہیں یہ لوگ ایسے ہیں کہ اللہ سے جو کچھ انہوں
نے عہد کیا ہے اُسکو پورا کرتے ہیں الخ) اولوالالباب کو
ان جملوں سے موصوف کرنا اسپر دلیل ہے کہ عقل معتبر
عقل معاد ہی ہے اور ایسا ہی شخص عاقل کہنے کے لائق ہے گو دنیا سے ناواقف ہو۔

قولہ تعالیٰ والذین یصلون ما امر اللہ بہ ان
یوصل۔ فی الروح الظاھر العموم فی کل ما امر اللہ
تعالیٰ بہ ومن ذھب الی العموم ادخل فی ذلک

قولہ تعالیٰ والذین یصلون ما امر اللہ بہ ان
یوصل۔ ترجمہ (اور یہ ایسے ہیں کہ اللہ نے جن علاقوں
کے قایم رکھنے کا حکم کیا ہے اُن کو قایم رکھتے ہیں) روح

۵۹۶ تغیر احوال بتغیر اعمال
۵۹۷ شناعت استغاثہ باولیاء
۵۹۸ انقیاد تشریعی وتکوینی
۵۹۹ العقل ھو عقل المعاد

۲۰۰ ادائے حقوق اہل وصل میں عموم حتیٰ کہ مرغی کا داخل ہونا

الانبیاء علیہم السلام وو صلھم ان یق من
بھم جمیعا وادخل الناس علی اختلاف طبقاتہم
ووصلھم بمن اعاۃ حقوقھم بل سائر الحیوانات
ووصلھا بمراعاۃ مایطلب فی حقہا وجوبا
اوندبا۔ وعن الفضیل بن عیاض ان جماعۃ
دخلوا علیہ بمکۃ فقال من این انتم قالوا من
اھل خراسان قال اتقوا اللہ وکونوا من حیث
شئتم واعلموا ان العبد لو احسن الاحسان کلہ وکانت لہ دجاجۃ فاساء الیہا لم یکن محسنا اھ قلت
فاذا کان ھذا من حق الدجاجۃ فکیف بحق الشیوخ الذین ہم مصابیح فی الدجاجۃ وقد قصر المتکبرون
فی حقوقھم ما قصروا وبدلوا الطریق وغیروا۔

یں ہے کہ اسمیں سب اوامر آگئے اور اس عموم میں
سب اہل حقوق داخل ہیں یہانتک کہ حضرت فضیل
بن عیاض کا قول ہے کہ اگر کوئی سب نیک کام کرے
اور اسکے پاس ایک مرغی ہو اسکا حق ادا نہ کرے تو
وہ نکوکار نہیں اھ میں کہتا ہوں کہ جب مرغی کے حق میں
یہ کہا گیا ہے تو پیر کا کیا کچھ حق وادب ہوگا جس میں سخت
کوتاہی کیجاتی ہے۔

۲۰۱ دخول حقوق الشیوخ فی امر الاحسان والوصل

قولہ تعالیٰ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب فی
الروح ان سبب الطمانینۃ نور یفیضہ اللہ تعالیٰ
علی قلب المؤمنین فیذھب ما فیہا من القلق
والوحشۃ اھ وفیہ ولا تنافی بین ھذہ الایۃ وبین
قولہ تعالیٰ اذا ذکر اللہ وجلت قلوبہم لان المراد
ھناک وجلت من ھیبتہ تعالیٰ واستعظامہ جلت عظمتہ اھ قلت والھیبۃ غیر الوحشۃ الا تری
ان المعشوق یھاب ولا یوحش منہ۔ وفی الروح باب الاشارۃ قال الھجویری قلوب الاولیاء مطمئنۃ
لا تتحرک دائما خشیۃ ان یتجلی اللہ تعالیٰ علیہا فجاءۃ فیجدھا غیر متسمۃ بالادب اھ قلت وھذا
من الحسن بمکان ای مکان وھذا حکمۃ الاطمینان لا علۃ لہ فھو فرع لمدلول الایۃ لا شرح لمدلولہ۔

قولہ تعالیٰ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب ترجمہ
(خوب سمجھ لو کہ اللہ کے ذکر سے دلوں کو اطمینان ہوتا
ہے) روح میں ہے کہ اس اطمینان کا سبب ایک نور
ہے جسکو اللہ تعالیٰ مؤمنین کے قلب پر فائض فرماتا ہے
جس سے پریشانی اور وحشت جاتی رہتی ہے۔

۲۰۲ الاطمینان القلب بالذکر — ذکر سے قلب کا اطمینان

قولہ تعالیٰ انما امرت ان اعبد اللہ فی الروح
ما اخرج سبحانہ احدا من العبودیۃ حتی سید
احرار البریۃ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وفسرھا
ابو حفص بانہا ترک کل ملک وملازمۃ المامور
بہ۔ وقال الجنید قدس سرہ لا یرتقی احد فی
درجات العبودیۃ حتی یحکم فیما بینہ وبین
اللہ تعالیٰ اوائل البدایات وھی الفروض والواجبات
والسنن والاوراد ومطایا الفضل عزائم الامور فمن احکم علی نفسہ ھذا من اللہ تعالیٰ علیہ

قولہ تعالیٰ انما امرت ان اعبد اللہ مع قولہ تعالیٰ
ولئن اتبعت اھواءھم الخ ترجمہ (آپ فرماتے
کہ مجھکو صرف یہ حکم ہوا ہے کہ میں اللہ کی عبادت کروں مع
قولہ اور اگر آپ انکے نفسانی خیالات کا اتباع کرنے لگیں)
صریح ہے اس باب میں کہ عبادت کسی سے ساقط نہیں
ہوتیں۔ اور دوسرا ارشاد نص ہے اس باب میں کہ
وہ امر مذہبہ کا نہیں وجوب کا ہے جسکے ترک پر وعید ہے

۲۰۳ بطلان دعوی سقوط الشرع عن الکامل — سقوط تکلیف کا ابطال

بما بعده اھ قلت انظر الآيات هي مما يتفوه به الجهلة من سقوط وظائف العبودية عن الكاملين واصرح منه ما سيليه من قوله تعالى ولئن اتبعت اهواءهم الآية لتضمنه الوعيد القاطع لاحتمال كون العبودية منسوخا وتركها غير حرام۔

قوله تعالى ولقد ارسلنا رسلا من قبلك وجعلنا لهم ازواجا وذرية۔ في الروح فيه على ما قيل اشارة الى انه اذا شرف الله تعالى شخصا بولايته لم يضر به مباشرة احكام البشرية من الاهل والولد ولم يكن بسط الدنيا له قدحا في ولايته اھ

قوله تعالى وما كان لرسول ان ياتي باية الا باذن الله۔ في الروح فيه منع طلب الكرامات واقتراحها من المشايخ اھ قلت المذكورون في الآية هم الرسل الذين يلزمهم كونهم اصحاب الخوارق فكيف بالاولياء الذين ليس من لوازمهم الخوارق۔

قوله تعالى يمحو الله ما يشاء ويثبت وعنده ام الكتاب۔ حمله بعضهم على محو السعادة او الشقاوة الازليتين المقدرتين ويوافقه ظاهر ما عن بعض الصحابة والتابعين كانوا يتضرعون الى الله تعالى ان يجعلهم سعداء فقد اخرج ابن ابي شيبة عن ابن مسعود وعبد بن حميد وغيره عن عمر وابن جرير عن شقيق ابي وائل بنحوه اورد الروايات في الروح۔ ونقل عن بعض الاولياء مثل هذا الدعاء لبعض احبابه وحقيقة الامر انه يمكن محوه من ديوان الملائكة لا من علم الله تعالى

قوله تعالى ولقد ارسلنا رسلا من قبلك وجعلنا لهم ازواجا وذرية۔ ترجمہ (اور ہم نے یقیناً آپ سے پہلے بہت سے رسول بھیجے اور ہم نے انکو بیبیاں اور بچے بھی دئے) روح میں ہے کہ اسمیں اشارہ ہے کہ کامل کو تعلقات اہل وولد ودنیا کے مضر نہیں ہوتے اور یہ منافی ولایت نہیں۔

قوله تعالى وما كان لرسول ان ياتي باية الا باذن الله۔ ترجمہ (اور کسی پیغمبر کے اختیار میں یہ امر نہیں کہ ایک آیت بھی بدوں خدا کے حکم کے لاسکے) اسمیں خوارق کے مطالبہ کی ممانعت ہے۔ اور جب انبیاء سے اسکی ممانعت ہے جنکا صاحب خوارق ہونا ضرور ہے تو اولیا سے توکب اجازت ہوگی جنکا صاحب خوارق ہونا بھی ضرور نہیں۔

قوله تعالى يمحو الله ما يشاء ويثبت وعنده ام الكتاب ترجمہ (خدا تعالی جس حکم کو چاہیں موقوف کر دیتے ہیں اور جس حکم کو چاہیں قائم رکھتے ہیں اور اصل کتاب انہیں کے پاس ہے) بعض نے اسکو سعادت وشقاوت پر محمول کیا ہے اور بعض سلف سے ایسی دعا منقول بھی ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ دفتر ملائکہ سے تو یہ محو ممکن ہے مگر علم الہی سے ممکن نہیں اور لوح محفوظ اگر علم الہی سے حاکی ہے تو اسمیں تغیر جائز نہیں اور اگر وہ ملائکہ کا دفتر ہے تو اسمیں تغیر ممکن ہے اور محفوظ کے معنی یہ ہوں گے کہ تغیر خلق سے محفوظ ہے۔

سورہ رعد تمام ہوئی۔

واما اللوح المحفوظ فان کان حاکیا عن علم اللہ تعالیٰ فلا یتغیر وان کان جامعا لما فی ایدی الملئکۃ یمکن تغیرہ وتسمیتہ محفوظا لانہ محفوظ عن تغییر الخلق۔ تمت سورۃ الرعد

ملحقہ من رسالۃ التائید المذکورۃ فی اٰخر التمہید

سورۃ الرعد

قولہ تعالیٰ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم (دخل فی عمومہ لا یحجب اولیاءہ عن المشاہدۃ ما لم یغیروا اورادہم ومعاملاتہم۔

قولہ تعالیٰ الذین اٰمنوا وتطمئن قلوبہم بذکر اللہ۔ ای یذکرونہ باللسان والقلب ویطمئنون الی ذلک ویفرحون بہ۔

انتہت الملحقۃ

سورۃ ابراہیم

قولہ تعالیٰ وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ۔ فی الروح لما کان اشرف الاقوام وا اولادہم بالدعوۃ علیہ السلام قومہ الذین بعث بین ظہرانیہم ولغتہم افضل اللغات نزل الکتٰب المبین بلسان عربی مبین وانتشرت احکامہ بین الامم اجمعین ثم انہ لا یلزم اختصاص بعثتہ صلی اللہ علیہ وسلم بہم اھ۔ قلت لانہ

اضافہ از رسالہ تائید

سورۃ الرعد

قولہ تعالیٰ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم ترجمہ (بلاشبہ اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ اپنی حالت نہ بدلدیں) (اسکے عموم میں) یہ بھی داخل ہے) کہ اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کو مشاہدہ سے محجوب نہیں کرتا جب تک وہ اپنے اوراد اور معاملات کو نہ بدلدیں۔

قولہ تعالیٰ الذین اٰمنوا وتطمئن قلوبہم بذکر اللہ (جو لوگ ایمان لائے ہیں اور انکے دل مطمئن ہوتے ہیں اللہ کی یاد سے) یعنی زبان اور دل سے اُسکا ذکر کرتے ہیں اور تسبیح وتہلیل کرتے ہیں اور اُس سے مطمئن ہوتے ہیں اور اُس سے خوش ہوتے ہیں

اضافہ تمام ہوا

سورہ ابراہیم

قولہ تعالیٰ وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ ترجمہ (اور ہم نے تمام پیغمبروں کو اُن ہی کی قوم کی زبان میں پیغمبر بنا کر بھیجا ہے) اس سے مستنبط ہوتا ہے کہ شیخ کے خلفاء وہی ہوتے ہیں جنکو اُن کے ساتھ بہ نسبت تمام مستفیدین کے مناسبت زیادہ ہو اور شیخ کے اول مخاطب وہی ہوتے ہیں جیسے قرآن کا اول خطاب عرب کو ہوا پھر باقی اقوام کو۔

لم یقل بلسان امته فامته علیه السلام جمیع الثقلین وقومه هم العرب خاصة۔ ویستنبط منه ان خلفاء الشیخ هم الذین یکون مناسبتهم به اقوی من سائر المستفیدین وهم المخاطبون الاولون لتمسکا ان العرب هم خوطبوا اولا بالقرآن ثم بقیة الاقوام۔

قوله تعالیٰ ان اخرج قومک من الظلمات الی النور۔ اسناد الاخراج الی النبی مع کون المخرج الحقیقی هو الله تعالیٰ اقوی دلیل علی ان للشیخ مدخلا عظیما فی تکمیل المرید۔

قوله تعالیٰ ان اخرج قومک من الظلمٰت الی النور۔ ترجمہ (کہ اپنی قوم کو تاریکیوں سے روشنی کیطرف لاؤ) باوجود اسکے کہ مخرج حقیقی حق تعالیٰ ہے پھر اخراج کی نسبت نبی کی طرف کرنا قوی دلیل ہے اسکی کہ تکمیل مریدین میں شیخ کو عظیم دخل ہے۔

قوله تعالیٰ وفی ذلکم بلاء من ربکم عظیم۔ اذا قیل ان الاشارة الی سوء العذاب والبلاء بمعنی الانعام فوجه الآیة ان بلاء المؤمن تربیة له ونفع فی الحقیقة

قوله تعالیٰ وفی ذلکم بلاء من ربکم عظیم۔ ترجمہ (اور اسمیں تمہارے رب کی طرف سے ایک بڑا امتحان تھا) اگر ذلکم کا مشار الیہ سوء عذاب ہو اور بلاء کی تفسیر انعام سے کیجاوے تو آیت سے یہ معلوم ہوگا کہ مومن کیلئے مصیبت بھی نفع اور تربیت ہے۔

قوله تعالیٰ جاءتهم رسلهم بالبینٰت فردوا ایدیهم فی افواههم۔ قال روح عن الحسن انهم وضعوا ایدیهم علی افواه الرسل منعا لهم من الکلام وفیه لما حاولوا الانکار علی الرسل علیهم السلام کل الانکار جمعوا فی الانکار بین الفعل والقول اھ قلت ایراده مع اغناء قولهم قالوا انا کفرنا عنه فی اصل المقصود دلیل علی کون سوء الادب جریمة مستقلة زائدة علی الکفر ومن ثم تری اهل الطریق ینهون عن سوء الادب بالشیخ اشد النهی۔

قوله تعالیٰ جاءتهم رسلهم بالبینٰت فردوا ایدیهم فی افواههم ترجمہ (ان کے پیغمبر ان کے پاس دلائل لیکر آئے سو ان قوموں نے اپنے ہاتھ ان پیغمبروں کے منہ میں دیدیئے) روح میں حسن سے ہے کہ انھوں نے اپنے ہاتھوں کو پیغمبر کے منہ پر رکھدیا تاکہ ان کو بولنے نہ دیں اھ میں کہتا ہوں کہ اسکا قصدا ذکر کرنا حالانکہ اصل مقصود کیلئے قالوا انا کفرنا کافی تھا اسکی دلیل ہے کہ سوء ادب کفر کے علاوہ ایک مستقل جرم ہے اسیواسطے اہل طریق سوء ادب سے سخت ممانعت کرتے ہیں۔

قوله تعالیٰ وما کان لی علیکم من سلطٰن الا ان دعوتکم۔ فی الروح ما کان لی تسلط علیکم الا بالوسوسة لا بالضرب والحبس اھ فیه هدم لعذر من یقول کیف اصنع و

قوله تعالیٰ وما کان لی علیکم من سلطٰن الا ان دعوتکم ترجمہ (اور میرا تمپر اور تو کچھ زور چلتا نہ تھا بجز اسکے کہ میں نے تمکو بلایا تھا) اسمیں اس شخص کے عذر کا ابطال ہے جو کہتا ہے کہ کیا کروں کمبخت شیطان

والشیطان لا ید علی حتی یوقعی فی المعصیة

شیطان نے گناہ کرانے کی وہاں اس سے واضح ہوگیا کہ شیطان کا بجز وسوسہ کے اور کچھ زور نہیں۔

قولہ تعالیٰ وان تعدوا نعمة الله لا تحصوها قلت حتی علی اهل النار کما فی الروح المعانی بروایة ابن ابی الدنیا والبیهقی عن ابن مسعود قال ان الله تعالیٰ علی اهل النار منة فلو شاء ان یعذبهم باشد من النار لعذبهم اھ

قولہ تعالیٰ وان تعدوا نعمة الله لا تحصوها ترجمہ (اور اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اگر شمار کرنے لگو تو شمار میں نہیں لاسکتے) یہ نعمت اہل نار تک پر ہے چنانچہ روح میں ابن مسعودؓ کی روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اہل نار پر بھی احسان ہے کیونکہ نار سے بھی زیادہ عذاب سے سزا دینے پر قادر ہے اھ

قولہ تعالیٰ واجنبنی وبنی ان نعبد الاصنام دل علی ان الانبیاء علیهم السلام لم یامنوا فکیف بمن هو فی تقلب بین الشیطان والنفس کل ان فلا ینبغی لاحد ان یغتر بکماله وحاله

قولہ تعالیٰ واجنبنی وبنی ان نعبد الاصنام ترجمہ (اور مجھکو اور میرے خاص فرزندوں کو بتوں کی عبادت سے بچائے رکھیے) اسمیں دلالت ہے کہ انبیاء علیہم السلام تک بے خوف نہیں ہوتے سو انکا تو کیا ذکر ہے جو ہر وقت نفس و شیطان کے پھندوں میں پھنسے ہیں تو کسیکو اپنے حال و کمال پر ناز نہ کرنا چاہئے۔

قولہ تعالیٰ ربنا انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع استدل بعض غلاة المتصوفة بها علی انه یجوز للانسان ان یضع ولده وعیاله فی ارض مضیعة اتکالا علی الله تعالیٰ والجواب ان الوضع بلا وحی لیس کالوضع بوحی وهذا کان بوحی کما فی الحدیث فقالت هاجرة له علیه السلام الله امرک بهذا قال نعم قالت اذن لا یضیعنا۔

قولہ تعالیٰ ربنا انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع ترجمہ (اے ہمارے رب میں اپنی اولاد کو آپ کے معظم گھر کے قریب ایک میدان میں جو زراعت کے قابل نہیں آباد کرتا ہوں) بعض غلاة صوفیہ نے اس سے استدلال کیا ہے کہ اپنے اہل وعیال کو توکل پر ایسی جگہ رکھنا جائز ہے جہاں کچھ سروسامان نہ ہو مگر یہ استدلال اسلئے غلط ہے کہ یہ رکھنا وحی سے تھا تو اسپر دوسرے فعل کو جو بلا وحی ہو کیسے قیاس کیا جاسکتا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ حضرت ہاجرہ نے پوچھا کہ کیا آپ کو خدا تعالیٰ نے حکم کیا ہے ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا ہاں انہوں نے کہا تو وہ ہمکو ضائع نہ کریگا۔

قولہ تعالیٰ فاجعل افئدة من الناس تهوی الیهم وارزقهم من الثمرات دل علی ان القدر الضروری من العادة والمال لا یذم طلبه لنفسه

قولہ تعالیٰ فاجعل افئدة من الناس تهوی الیهم وارزقهم من الثمرات ترجمہ (تو آپ کچھ لوگوں کے قلوب اُن کی طرف مائل کردیجئے اور اُن کو پھل کھانیکو دیجئے

لاہلیہ وعیالہ لا سیما اذا کانت للاعانۃ علی الدین لما فی ھذہ الآیۃ من قولہ لیقیموا الصلوۃ ومن قولہ لعلہم یشکرون۔

قولہ تعالیٰ وان کان مکرھم لتزول منہ الجبال۔ ان کان مکرھم فی غایۃ الشدۃ و المتانۃ کذا فی الروح دل علی ان المبالغۃ التی حقیقتہا قصد ضرب المثل لا ینافی الصدق وقد وقع فی کلام کثیر من الصادقین لاسیما فی وقت غلبۃ الحال التی تخرج عباداتہم عن الظاہر ھم کونہ مدلولا تہا واضحۃ لمن لہ مناسبۃ ما بکلامہم۔

الضمیمۃ من روح المعانی

قولہ تعالیٰ وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ لیبین لہم۔ ای بکلام یناسب حالہم واستعدادھم وقدر عقولہم و الا لم یفہموا وعن علی کلموا الناس بما یفہمون اتریدون ان یکذب اللہ تعالیٰ و رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلی ھذا لا ینبغی ان یخاطب العامۃ باصطلاح الصوفیۃ لانہم لا یعرفونہ ومنشأ ضلال کثیر من الناس الناظرین فی کتب القوم جہلہم باصطلاحاتہم فلا ینبغی للجاہل بذلک النظر فیہا۔

قولہ تعالیٰ لئن شکرتم لازیدنکم۔ قال الجوزجانی ای لئن شکرتم الاحسان لازیدنکم المعرفۃ ولئن شکرتم المعرفۃ لازیدنکم

اسمیں دلالت ہے کہ بقدر ضرورت مال وجاہ کا اپنے اور اپنے اہل وعیال کیلئے طلب کرنا مذموم نہیں خصوص جبکہ اعانت علی الدین کیلئے ہو جیسا اس آیت میں لیقیموا الصلوۃ اور لعلہم یشکرون سے معلوم ہوتا ہے۔

قولہ تعالیٰ وان کان مکرھم لتزول منہ الجبال ترجمہ (اور واقعی اُن کی تدبیریں ایسی تھیں کہ اُن سے پہاڑ بھی ٹل جاویں) روح میں ہے کہ انکا مکر غایت شدت وقوت میں تھا اھ اور اسمیں دلالت ہے کہ مبالغہ جسکی حقیقت ضرب المثل ہے صدق کے منافی نہیں خصوص غلبۂ حال کے وقت جس سے عبارت اپنے ظاہر سے خارج ہو جاتی ہے مگر اہل مناسبت کے نزدیک مدلول اُسکا ظاہر ہوتا ہے۔

ضمیمہ از روح المعانی

قولہ تعالیٰ وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ لیبین لہم ترجمہ (اور ہم نے تمام پیغمبروں کو اُن ہی کی قوم کی زبان میں پیغمبر بنا کر بھیجا، یعنی ایسے کلام سے بیان کرے جو اُن کے حال و استعداد اور عقل کے مناسب ہو ورنہ اُن کی سمجھ میں نہ آتا۔ تو اس بنا پر عوام الناس کے سامنے صوفیہ کی اصطلاح میں کلام کرنا مناسب نہیں اور بہت لوگوں کے ضلال کا منشا یہی ہوا کہ انھوں نے صوفیہ کی کتابیں دیکھیں اور اُن کی اصطلاحوں کو نہ جانا سو ایسوں کو ایسی کتابیں دیکھنا مناسب نہیں۔

قولہ تعالیٰ لئن شکرتم لازیدنکم ترجمہ (اگر تم شکر کروگے تو تم کو زیادہ نعمت دونگا، بعضے لوگ اپنے کمالات کو اپنے مجاہدات کی طرف منسوب کیا کرتے ہیں

الوصلة ولئن شکرتم الوصلة لازیدنکم القرب ولئن شکرتم القرب لازیدنکم

اور عطاء کو عطاء حق نہیں سمجھتے اور یہ ناشکری شکر کے خلاف ہے لہذا مذموم اور مانع ترقی ہے

الانس قلت وبعض المغترین المعجبین ینسبون کمالاتهم الی مجاهداتهم وهو غین الکفرات۔

قوله تعالیٰ قالوا ان انتم الا بشر مثلنا الی قوله تعالیٰ قالت لهم رسلهم ان نحن الا بشر مثلکم ولکن الله یمن علی من یشاء من عباده وکثیرا ما یقول المنکرون فی حق اجلة المشایخ مثل ما قال هولاء الکفرة فی حق رسلهم والجواب نحو هذا الجواب۔

قوله تعالیٰ قالوا ان انتم الا بشر مثلنا مع قوله ولکن الله یمن علی من یشاء من عباده ترجمہ (انہوں نے کہا تم محض ایک آدمی ہو جیسے ہم ہیں مع قوله تعالیٰ لیکن اللہ اپنے بندوں میں سے جسپر چاہے احسان فرماوے) اسیطرح منکرین مشائخ انکے حق میں کہتے ہیں یہی انکا جواب ہے آگے ارشاد ہے۔

قوله تعالیٰ وما کان لنا ان نأتیکم بسلطان الا باذن الله جواب عن قول اولئک فأتونا بسلطان مبین ویقال نحو ذلک للمنکرین الطالبین من الولی الکرامة تعنتا ولجاجا

قوله تعالیٰ وما کان لنا ان نأتیکم بسلطان الا باذن الله ترجمہ (اور یہ بات ہمارے قبضہ کی نہیں کہ ہم تم کو کوئی معجزہ دکھلا سکیں بغیر خدا کے حکم کے) یہی جواب اس شخص کو دیا جاویگا جو اولیاء سے کرامت کا طالب ہو۔

قوله تعالیٰ ولوموا انفسکم۔ قال محمد بن حامد النفس محل کل لائمة فمن لم یلم نفسه علی الدوام ورضی عنها فی حال من الاحوال فقد اهلکها۔

قوله تعالیٰ ولوموا انفسکم۔ ترجمہ (اور ملامت اپنے آپکو کرو) محمد ابن حامد نے کہا ہے کہ ہر ملامت کا محل نفس ہے جو اسپر ملامت نہ کرے اور اس سے ہمیشہ راضی رہے اس نے اسکو ہلاک کیا۔

قوله تعالیٰ ربنا انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع۔ قیل ای من بعض ذریتی اراد الله تعالیٰ ان یبتلی خلیله بالعطائم لیزعد عن نفسه وعن جمیع الخلیقة لئلا یبقی بینه وبینه حجاب من الحدثان فلذا امر جل شانه هذا الخلیل ان یسکن من ذریته فی وادالحرم بلا ماء ولا زاد لینقطع الیه ولا یعتمد الا علیه۔

قوله تعالیٰ ربنا انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع۔ ترجمہ (اے ہمارے رب میں اپنی اولاد کو آپکے معظم گھر کے قریب ایک میدان میں جو زراعت کے قابل نہیں ہے آباد کرتا ہوں) حق تعالیٰ کی عادت ہے کہ وہ اپنے خاص مقبولین کے بڑے بڑے امتحان لیتا ہے تاکہ اسکو سب مخلوق سے یکسو کردے اسی لیے حق تعالیٰ نے اپنے خلیل علیہ السلام کو یہ حکم کیا کہ اپنی ذریہ کو ایسے وادی میں رکھے جہاں پانی تک نہ ہو تاکہ خالص اسی پر اعتماد ہو کیونکہ وہاں اسباب ہی نہ تھے جسپر نظر ہوتی

قوله تعالیٰ فاجعل افئدة من الناس تهوی الیهم۔ قال ابن عطاء من انقطع عن الخلق بالکلیة

قوله تعالیٰ فاجعل افئدة من الناس تهوی الیهم ترجمہ (تو آپ کچھ لوگوں کے قلوب انکی طرف مائل کر دیجئے

صرف الله تعالى اليه وجوه الخلق وجعل مودته في صدورهم ومحبته في قلوبهم وذلك من دعاء الخليل عليه السلام لما قطع اهله عن الخلق والاسباب۔ انتهت الضميمة

وتمت ايضًا سورة ابراهيم

ملحقة من رسالة التائيد المذكورة في اخر التمهيد

...... سورة ابراهيم ليست في الرسالة وكذا ليس فيها سورة الاحقاف و سورة محمد والحجرات الى سورة الطور۔ بادخال الغاية والرحمن والصف الى سورة القيامة والمرسلات الى سورة البلد و والليل اذا يغشى الى الفلق۔

انتهت الملحقة

سورة الحجر

قوله تعالى ذرهم يأكلوا ويتمتعوا ويلههم الامل۔ في الروح فيه اشارة الى ذم من كان همه بطنه وتنفيذ شهواته قال ابو عثمان اسوء الناس حالًا من كان همه ذلك فانه محروم من الوصول الى حرم القرب اه

قوله تعالى وقالوا يا ايها الذي نزل عليه الذكر انك لمجنون في الروح هو الاشارة في ذلك انه لا ينبغي لمن لم يتسع عقله لما من الله سبحانه على اولياءه من الاسرار ان يبادرهم

ابن عطاء نے فرمایا ہے کہ جو شخص[۴۲۱] مخلوق سے بالکلیہ منقطع ہو جاتا ہے حق تعالیٰ لوگوں کے قلوب کو اسکی طرف متوجہ کر دیتا ہے اور اسکی محبت انکے قلوب میں ڈال دیتا ہے۔

ضمیمہ کے ساتھ سورۂ ابراہیم تمام ہوئی

اضافہ از رسالہ تائید

سورۂ ابراہیم ۔ اس رسالہ میں سورۂ ابراہیم کے متعلق کوئی مضمون نہیں اسیطرح سورۂ احقاف اور سورۂ محمد اور حجرات سے لیکر سورہ طور تک۔ اور الرحمن اور سورۂ صف سے سورہ قیامت تک اور سورۂ مرسلات سے سورۂ بلد تک اور واللیل اذا یغشی سے سورۂ فلق تک نہیں۔

اضافہ تمام ہوا

سورۂ حجر

قوله تعالى ذرهم يأكلوا ويتمتعوا ويلههم الامل ترجمہ (آپ ان کو انکے حال پر رہنے دیجئے کہ وہ کھالیں اور چین اڑالیں اور خیالی منصوبے انکو غفلت میں ڈالے رکھیں) اسمیں ایسے شخص کی مذمت[۴۲۲] کی طرف اشارہ ہے جسکو بڑی فکر شکم پری وشہوت رانی کی بیتی ہو ایسا شخص حرم قرب میں پہونچنے سے محروم رہتا ہے کذا فی الروح۔

قوله تعالى وقالوا يا ايها الذي نزل عليه الذكر انك لمجنون۔ ترجمہ (اور ان کفار نے یوں کہا کہ اے وہ شخص جسپر قرآن نازل کیا گیا ہے تم مجنون ہو) روح میں ہے کہ اسمیں اسطرف[۴۲۳] بھی اشارہ ہے کہ جو شخص

بالانکار ویرمونهم بما الله منهم کما هو عادة کثیر من المنکرین الیوم علی الاولیاء الکاملین حیث نسبوهم فیما تکلموا به من الاسرار الالهیة والمعارف الربانیة الی الجنون وزعموا ان ما تکلموا به من خیالات ترهات واباطیل خیلت لهم من الریاضات ولا اعنی بالاولیاء الکاملین سوی من تحقق لدی المنصفین

اسکے اسرار و حقائق کو نہ سمجھا ہو اُسکو چاہیئے کہ اولیاء اللہ پر اُن کے علوم و معارف یا احوال پر انکار نہ کرے جیسے بعضے منکرین اُن کو جنون کی طرف منسوب کرتے ہیں کہ ریاضات کے سبب تخیلات فاسدہ کا اثر غلبہ ہوگیا ہے اور مراد ان اولیاء سے محققین راسخین فی الشرع ہیں نہ کہ جہلا بدوین جیسے اس زمانہ میں بکثرت ایسے ہیں اھ ملخصاً

موافقتهم للشرع فیما یاتون ویذرون دون الذین یزعمون انتظامهم فی سلکم وهم اولیاء الشیطن وحزبهم حزبه کبعض متصوفة هذا الزمان فان الزنادقة بالنسبة الیهم اتقیاء موحدون کما لا یخفی علی من سبر احوالهم اه

قوله تعالی لوما تاتینا بالملئکة ان کنت من الصادقین فیه رد علی من یطلب الخوارق ممن له بینة علی الصدق۔

قوله تعالی لوما تاتینا بالملائکة ان کنت من الصادقین ترجمہ (اگر تم سچے ہو تو ہمارے پاس فرشتوں کو کیوں نہیں لاتے) اسمیں ایسے شخص پر رد ہے جو ایسے شخص سے خوارق کا طالب ہو جسکے صدق پر دلائل صحیحہ قائم ہیں۔

قوله تعالی ولو فتحنا علیهم بابا من السماء فظلوا فیه یعرجون لقالوا انما سکرت ابصارنا وهکذا حال المنکرین للاولیاء ولو راؤ منهم الخوارق کما کانوا یقترحون لقالوا هی سحر او شعبدة۔

قوله تعالی ولو فتحنا علیهم بابا من السماء فظلوا فیه یعرجون لقالوا انما سکرت ابصارنا ترجمہ (اور اگر ہم اُن کے لئے آسمان میں کوئی دروازہ کھولدیں پھر یہ دن کے وقت اُس میں چڑھ جاویں تب بھی یوں کہدیں کہ ہماری نظر بندی کردی گئی تھی) یہی حال ہے منکرین اولیاء کا کہ اگر خوارق کا بھی مشاہدہ کرلیں تو اُسکو سحر یا شعبدہ بتلاتے ہیں۔

قوله تعالی وان من شیء الا عندنا خزائنه وما ننزله الا بقدر معلوم۔ فی الروح قیل ان الاشارة فی ذلک الی دعوة العباد الی حقائق التوکل وقطع الاسباب والاعراض عن الاغیار ومن هنا قال حمدون انه سبحانه قطع اطماع عبیده جل وعلا بهذه الایة فمن رفع بعدها هذا حاجته الی غیره تعالی شانه فهو جاهل ملوم وکان الجنید قدس سره اذا قرأ هذه

قوله تعالی وان من شیء الا عندنا خزائنه وما ننزله الا بقدر معلوم ترجمہ (اور جتنی چیزیں ہیں ہمارے پاس سب کے خزانے کے خزانے ہیں اور ہم اُسکو ایک معین مقدار سے اتارتے ہیں) اسمیں اشارہ ہے حقائق توکل و قطع اسباب و اعراض عن الالتفات الی الاغیار کی طرف۔ کذا فی الروح ملخصاً

[illegible] الی العنایة

قوله تعالى فاذا سويته ونفخت فيه من روحي

في الروح اضافه تعالى الروح الى نفسه تشريفا لها ... جل وعلا ولذا قيل من عرف نفسه فقد عرف ربه ...

قوله تعالى وان عليك اللعنة الى يوم الدين

في الروح ... ان يحصل له القرب ... قلت ... الابدية لان الملعون في عالم العمل لم يحصل له القرب في عالم الجزاء

یعنی میں مقبول نہ ہوا تو دار الجزاء میں کیسے مقبول ہوگا

قوله تعالى نبئ عبادي اني انا الغفور الرحيم وان عذابي هو العذاب الاليم في روح

قال ابن عطاء هذه الآية ارشاد له صلى الله عليه وسلم الى كيفية الارشاد كانه قيل انبئ عبادي بين الخوف والرجاء ليصح لهم سبيل الاستقامة في الطاعة فان من غلب عليه رجاؤه عطله ومن غلب عليه خوفه اقنطه اه

قوله تعالى قال فما خطبكم ايها المرسلون

في الروح ان العادة الجارية بين الناس ذلك فيرسل الواحد للبشارة والجمع لغير ذلك من حرب واخذ ونحو ذلك والله تعالى يجري الامور للناس على ما اعتادوه اه ويؤخذ منه حسن الانتظام في كل شئ وهذا في اهل الله اكثر للطافة طبعهم بذكر الله تعالى۔

[illegible] الی العنایة

قوله تعالى فاذا سويته ونفخت فيه من روحي

ترجمہ (سو جب میں اس کو پورا بنا چکوں اور اس میں اپنی جان ڈال دوں) روح کو اپنی طرف منسوب فرمانا اسکی تشریف ہے اسلئے کہ وہ اسرار الٰہیہ میں سے ایک نفخہ ہے اسلئے کہا گیا ہے من عرف نفسه فقد عرف ربه

قوله تعالى وان عليك اللعنة الى يوم الدين

ترجمہ (اور بیشک تجھ پر لعنت رہے گی قیامت کے دن تک) بعض نے جو الی یوم الدین سے استدلال کیا ہے کہ اسکے بعد ملعون نہ رہیگا جواب یہ ہے کہ مراد اس سے تابید ہے کیونکہ جب دار العمل [illegible]

قوله تعالى نبئ عبادي اني انا الغفور الرحيم وان عذابي هو العذاب الاليم

ترجمہ (آپ میرے بندوں کو اطلاع دیدیجئے کہ میں بڑا مغفرت اور رحمت والا بھی ہوں اور یہ کہ میری سزا دردناک سزا ہے) آیت میں طریق ارشاد کی تعلیم ہے کہ اسیطرح خوف و رجاء سے تربیت کرنا چاہیے کیونکہ رجاء محض سے تعطل اور خوف محض سے قنوط محتمل ہے۔

قلت وتعطيل غالب الرجاء اذا لم يكن محبا لله تعالى والا لازداد عملا لاجل الشوق۔

قوله تعالى قال فما خطبكم ايها المرسلون

ترجمہ (فرمانے لگے کہ تو اب تم کو کیا مہم درپیش ہے اے فرشتو) وجہ اس سوال کی یہ تھی کہ معمولی و سرسری کام کیلئے مجمع کو نہیں بھیجا جاتا اور حق تعالیٰ بندوں کے ساتھ انہی کی عادات کے موافق معاملہ فرماتے ہیں۔ اس رعایت سے یہ بھی مستنبط ہوا کہ ہر کام میں انتظام مناسب امر مستحسن ہے اور یہ اہل اللہ کی عادات طبعیہ سے ہو جاتا ہے

قوله تعالى ولا يلتفت منكم احد - علم به قبح النظر الى آثار الغضب والمغضوب عليهم وان كان للفكاهة ويدخل في حكمها كل مجمع اللهو والمنكر تفرجا ودعة.

قولہ تعالیٰ ولا یلتفت منکم احد - ترجمہ: اور تم میں سے کوئی پیچھا پھر کر بھی نہ دیکھے) اس سے معلوم ہوا کہ آثار غضب اور مغضوبین کو بطور تفریح کے طور پر بھی نہ دیکھے اور اسی امر و منکر کی مجلس بھی اس کے حکم میں داخل ہو گئے۔

قوله تعالى ان في ذلك لأيت للمتوسمين في الروح عن جعفر بن محمد للمتفرسين وهذه الاية على ما قال الجلال السيوطي اصل في الفراسة فقد اخرج الترمذي من حديث ابي سعيد مرفوعا اتقوا فراسة المؤمن فانه ينظر بنور الله تعالى ثم قرأ الاية اه وفيه وذكروا ان للفراسة مراتب فبعضها يحصل بعين الظاهر وبعضها ما يدركه آذان العارفين وبعضها ما يبدو في صورة المتفرسين وبعضها ما يحصل بحواس الباطن وبعضها ما يحصل للقلب اما بالالهام واما بالكشف وبعضها ما يحصل للعقل وبعضها ما يحصل للروح وبعضها ما يحصل بعين السر وسمعه وبعضها ما يحصل في سر السر وهناك منتهى الكشف والفراسة اه ملخصا ولا يلزم من الاية كون الفراسة قطعية كما لا يلزم كون الفكر والعقل دليلا قطعيا من قوله تعالى ان في ذلك لأيت لقوم يتفكرون ويعقلون انما المقصود بهذه الاية كون هذه الطرق نافعة والحمل على استعمالها بجد واجتهاد فقط

قولہ تعالیٰ ان فی ذلک لایت للمتوسمین ترجمہ: اس واقعہ میں کئی نشانیاں ہیں اہل بصیرت کیلئے۔ حدیث ترمذی میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اتقوا فراسۃ المؤمن فانہ ینظر بنور اللہ اور پھر یہ آیت تلاوت فرمائی تو اس بنا پر یہ آیت اصل ہے فراست کی اور اسی میں ادراک عقلی و کشفی وغیرہ سب آ گیا اور اس سے ان مسائل کی قطعیت لازم نہیں آتی جیسا ان فی ذلک لایات لقوم یتفکرون یا یعقلون سے مطلقا عقل و فکر کی قطعیت لازم نہیں آتی۔ مقصود صرف یہ بتلانا ہے کہ یہ طرق نافع ہیں حدود شرعیہ کی رعایت سے ان سے کام لیا جاوے۔

قوله تعالى فاصفح الصفح الجميل في الروح روى عن عمرو بن دينار عن محمد ابن الحنفية عن ابيه علي كرم الله تعالى وجهه انه قال الصفح الجميل صفح لا توبيخ فيه ولا حقد بعده مع الرجوع الى ما كان قبل ملابسة المخالفة وقيل الصفح الجميل مواساة المذنب برفع الخجل عنه ومداواة موضع الالم من قلبه اه.

قولہ تعالیٰ فاصفح الصفح الجمیل ترجمہ: سو آپ خوبی کے ساتھ درگذر کیجئے) اس میں بعض اخلاق کی تعلیم ہے۔

قوله تعالى لا تمدن عينيك الخ في الروح

قولہ تعالیٰ لا تمدن عینیک الخ ترجمہ: آپ

قال بعضہم غار الحق سبحانہ علیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ان یستحسن من الکون شیئا ویسبرہ طرفہ واراد منہ صلی اللہ علیہ وسلم ان تکون اوقاتہ مصروفۃ الیہ وحالاتہ موقوفۃ علیہ وانفاسہ حبیسۃ عندہ وکان صلی اللہ علیہ وسلم کما اراد منہ سبحانہ اھ

اپنی آنکھ اٹھا کر بھی اس چیز کو نہ دیکھتے الخ) اس میں حق تعالیٰ کی غیرت معلوم ہوتی ہے اغیار کی طرف نظر کرنے سے۔

قولہ تعالیٰ فاصدع بما تومر فیہ ان الحق ینبغی ان یقال بحیث لا یکون فیہ شیٔ من الخفاء۔

قولہ تعالیٰ فاصدع بما تومر ترجمہ (سو آپ کو جس بات کا حکم کیا گیا ہے اسکو صاف صاف سنا دیجئے اسمیں دلالت ہے کہ حق بات کو بہت صفائی سے کہنا چاہئے۔

قولہ تعالیٰ ولقد نعلم انک یضیق صدرک بما یقولون فسبح بحمد ربک وکن من الساجدین فالروم وفی امرہ صلی اللہ علیہ وسلم بما ذکر ارشاد لہ الی ما یکشف بہ الغم الذی یجدہ کانہ قیل افعل ذلک یکشف عنک ربک

قولہ تعالیٰ ولقد نعلم انک یضیق صدرک بما یقولون فسبح بحمد ربک وکن من الساجدین ترجمہ (اور واقعی ہم کو معلوم ہے کہ یہ لوگ جو باتیں کرتے ہیں اس سے آپ تنگدل ہوتے ہیں تو آپ اپنے پروردگار کی تسبیح وتحمید کرتے رہئے اور نمازیں پڑھنے والوں میں رہئے) اسمیں غم وضیق کا علاج بتلایا گیا ہے کہ ذکر و توجہ الی الحق ہے۔

قولہ تعالیٰ واعبد ربک حتی یاتیک الیقین فالروم ای الموت کما روی عن ابن عمر والحسن وقتادۃ وابن زید والمعنی دم علی العبادۃ مادمت حیا من غیر اخلال بہا لحظۃ۔ فلیس المراد ما زعمہ بعض الملحدین مما یسمونہ بالکشف والشہود وقالوا ان العبد متی حصل لہ ذلک سقط عنہ التکلیف بالعبادۃ وھی لیست الا للمحجوبین ولقد مرقوا بذلک من الدین وخرجوا من ربقۃ الاسلام وجماعۃ المسلمین ولم یزل صلی اللہ علیہ وسلم ما دام حیا اتیا باسم العبادۃ افیقال انہ لم یاتہ علیہ السلام ذلک الیقین حتی توفی لا اری احدا یخطر لہ ذلک بجنان اھ تمت سورۃ الحجر

قولہ تعالیٰ واعبد ربک حتی یاتیک الیقین ترجمہ (اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہئے یہاں تک کہ آپ کو موت آجاوے) یقین کی تفسیر موت ہے۔ تو اسمیں ان لوگوں پر رد ہے جو کہتے ہیں کہ کوئی مرتبہ سلوک میں ایسا ہے جسمیں تکالیف شرعیہ ساقط ہو جاتی ہیں اور یہ اعتقاد الحاد محض ہے۔ سورۂ حجر تمام ہوئی

ملحق من رسالۃ التائید المذکورۃ فی اٰخر التمہید

اضافہ از رسالہ تائید

سورة الحجر

قوله تعالى ان فی ذلک لآیات للمتوسمین

روی ان النبی صلی الله علیه وسلم قال اتقوا فراسة المؤمن فانه ینظر بنور الله ثم قرأ ان فی ذلک لآیت للمتوسمین فدلت الآیة علی صحة ما للعرفاء من الفراسة وهی الامور التی لا یراها عامة الناس۔

سورۃ الحجر

قولہ تعالی ان فی ذلک لآیت للمتوسمین

ترجمہ (بیشک اس قصہ میں نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لئے جو فراست رکھتے ہیں) روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ فراست مومن سے ڈرو کیونکہ وہ نور الٰہی سے دیکھتا ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی ان فی ذلک لآیت للمتوسمین۔ پس آیت فراست عارفین کے صحیح ہونے پر دال ہے اور فراست ایسے امور کا نام ہے جنکو عام لوگ نہیں دیکھتے

قوله تعالى فاصدع بما تؤمر واعرض عن المشرکین

ای اذا تم رسالتک ثم ارجع الی الخلوة وراقب مشاهدة الحق تعالی ومن هنا اخذ المشایخ المحافظة علی الخلوة عن الناس (بعد اداء ما علیهم للخلق من النصح والارشاد) انتهت الملحقة

قولہ تعالی فاصدع بما تؤمر واعرض عن المشرکین

ترجمہ (سو آپ کو جو حکم ہے اسکو ظاہر کر دیجئے اور مشرکوں سے الگ ہو جائیے) یعنی پیغام حق ادا کر دیجئے پھر خلوت کیطرف رجوع کیجئے اور مشاہدہ حق تعالی کا مراقبہ کیجئے اور اسی مقام سے مشایخ نے خلوت پر محافظت رکھنے کو اخذ کیا ہے (یعنی خلائق کا جو آپ پر حق ہے نصیحت اور ہدایت کرنا اسکے ادا کرنے کے بعد یہ ہونا چاہئے) اضافہ تمام ہوا

سورة النحل

قوله تعالى ولکم فیها جمال الی قوله تعالی وزینة

ایراده بعد سرد الضرورات من الدفء وسائر المنافع والاکل دلیل علی عدم اضرار قصد المصالح الزائدة کالزینة والجمال اذا کان فیها مصلحة من دفع المذلة او مسرة القلب ولم یکن فیه محذور من التفاخر والاستکبار واذ قلما یخلو عنه المبتدی صلح له ان یکون منه علی جانب بعید ما لم تتم تهذیب نفسه ویشهد بتهذیبها الشیخ الفطن

[illegible]

سورہ نحل

قولہ تعالی ولکم فیها جمال الی قولہ تعالی وزینة

ترجمہ (اور اُن کی وجہ سے تمہاری رونق بھی ہے الی قولہ تعالی اور نیز زینت کے لئے بھی ہیں) دفا اور رکوب و اکل وغیرہ منافع ضروریہ کے بعد اسکا لانا دلیل ہے اسپر کہ زینت و جمال وغیرہ مصالح زائد کا قصد بھی مضر نہیں جب اسمیں کوئی شرعی مصلحت ہو جیسے دفع ذلت یا مسرت اور فخر و تکبر نہ ہو مگر چونکہ مبتدی اس سے کم خالی ہوتا ہے اسلئے اسکو کنارہ کشی ہی مناسب ہے جب تک کہ تہذیب نفس حاصل نہ ہو جاوے اور اس تہذیب کی شیخ کامل شہادت نہ دیدے۔

قوله تعالى وتستخرجوا منه حلية تلبسونها الى قوله تعالى ولتبتغوا من فضله دل على ان لبس الزينة وكذا التجارة ليسا خلاف الطريق حالو يكن فيه ما يحجب عن الله تعالى۔

قوله تعالى وتستخرجوا منه حلية تلبسونها الى قوله تعالى ولتبتغوا من فضله ترجمہ (اور اس میں سے گہنا نکالو جسکو تم پہنتے ہو الی قوله تعالی اور تاکہ تم خدا کی روزی تلاش کرو) اس سے بھی وہی اوپر والا مسئلہ ظاہر ہوتا ہے کہ زینت کا لباس اور تجارت وغیرہ جبکہ حاجب عن الحق نہ ہو خلاف طریق نہیں۔

قوله تعالى قلوبهم منكرة وهم مستكبرون فيه من ذم الاستكبار ما لا يخفى حيث انه اصل للكفر والانكار۔ في الروح قال بعض العلماء كل ذنب يمكن اخفاءه الا التكبر فانه فسق يلزمه الاعلان اه

قوله تعالى قلوبهم منكرة وهم مستكبرون ترجمہ (ان کے دل منکر ہو رہے ہیں اور وہ تکبر کرتے ہیں) اس سے تکبر کی مذمت جسقدر معلوم ہوتی ہے ظاہر ہے کہ کفر وانکار کی اصل وہی ہے۔

قوله تعالى للذين احسنوا في هذه الدنيا حسنة في الروح قال الامام يحتمل ان يكون فتح باب المكاشفات والمشاهدات والالطاف قلت او يكون كقوله تعالى فلنحيينه حيوة طيبة

قوله تعالى للذين احسنوا في هذه الدنيا حسنة ترجمہ (جن لوگوں نے نیک کام کئے ہیں ان کے لئے اس دنیا میں بھی بھلائی ہے) روح میں امام کا قول منقول ہے کہ اس حسنہ سے مراد فتح باب مکاشفات ومشاہدات والطاف بھی ہو سکتا ہے۔ میں کہتا ہوں یا حیوۃ طیبہ مراد ہو۔

قوله تعالى الذين تتوفهم الملئكة طيبين يقولون سلام عليكم ادخلوا الجنة۔ في الروح روى البيهقي عن محمد بن كعب القرظي اذا استنقعت نفس المؤمن جاءه ملك الموت عليه السلام فقال السلام عليك يا ولي الله ان الله تعالى يقرء عليك السلام وبشره بالجنة وهو المروي عن ابن مسعود اه من روح ضعين وفيه كلام الملئكة مع غير النبي وبعض ثمرات الطاعة في الدنيا۔

قوله تعالى الذين تتوفهم الملئكة طيبين يقولون سلام عليكم ادخلوا الجنة ترجمہ (جنکی روح فرشتے اس حالت میں قبض کرتے ہیں کہ وہ پاک ہوتے ہیں وہ کہتے جاتے ہیں السلام علیکم تم جنت میں چلے جانا) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ملائکہ دنیا میں غیر نبی کے ساتھ بھی کلام کرتے ہیں۔ اور نیز اس سے طاعات کے بعض ثمرات دنیا میں حاصل ہونا بھی معلوم ہوتا ہے۔

قوله تعالى والذين هاجروا الى قوله اكبر وفي حكمهم من هجر ما نهى الله عنه ورسوله وسماه في الحديث مهاجرا ففيه بشارة المتقي بحسناته

قوله تعالى والذين هاجروا الى قوله ولاجر الاخرة اكبر۔ ترجمہ (اور جن لوگوں نے الله کے واسطے اپنا وطن چھوڑ دیا الی قوله تعالی اور آخرت کا ثواب بدرجہا بڑا ہے)

الدارین۔

اور حدیث میں تارکِ منہیات کو مہاجر فرمایا ہے تو اس

آیت میں متقی کی بھی بشارت ہے حسنات دارین کے ساتھ۔

۴۲۳ تقوی پر دونوں عالم کی بشارت

قولہ تعالیٰ فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون

ودخل فیہ اتباع المرید للشیخ فانہ لا یعلم ما یعلم الشیخ وھذا ھو التقلید ای الاتباع بدون التفحص عن الدلیل ولا تغلط فی فہم قولہ تعالیٰ بالبینات انہ متعلق بقولہ فاسئلوا الا انہ متعلق بارسلنا المقدر الدال علیہ قولہ وما ارسلنا۔

قولہ تعالیٰ فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون ترجمہ (سو اگر تم کو علم نہیں تو اہل علم سے پوچھ دیکھو) اسمیں شیخ کامل کی تقلید بھی داخل ہوگئی۔

۴۲۴ اتباع الشیخ بلا دلیل — تقلید کا ثبوت

قولہ تعالیٰ ومابکم من نعمۃ فمن اللہ جعلہ کلہ من اللہ تعالیٰ مع کون بعضہ ظاھرا من الخلق یمکن ان یکون اشارۃ الی ان وسائط النعم کلھا مظاھر المنعم وھو مسئلۃ المظھریۃ

قولہ تعالیٰ ومابکم من نعمۃ فمن اللہ ترجمہ (اور تمہارے پاس جو کچھ بھی نعمت ہے سب اللہ ہی کیطرف سے ہے) باوجود بعض نعمتوں کے ظاہرا منجانب خلق کے ہونے کے سب کو حق تعالیٰ کیطرف سے فرمانا ممکن ہے کہ اسطرف اشارہ ہو کہ نعم کے سب وسائط منعمِ حقیقی کے مظاہر ہیں اور یہی مسئلہ مظہریت کا۔

۴۲۵ مسئلۃ المظھریۃ — مسئلہ مظہریت

قولہ تعالیٰ وللہ المثل الاعلیٰ۔ انظر فیما سیاتی فی مثل ھذہ الآیۃ فی سورۃ الروم۔

قولہ تعالیٰ وللہ المثل الاعلیٰ ترجمہ (اور اللہ تعالیٰ کیلئے تو بڑے اعلیٰ درجہ کے صفات ثابت ہیں) سورۂ روم میں ایسی ہی آیت ہے وہاں دیکھ لو۔

الحاشیۃ قولہ تعالیٰ یخرج من بطونھا شراب مختلف الوانہ فیہ شفاء للناس۔ فی الروح وفی الآیۃ اشارۃ ایضا الی انہ تعالیٰ قد یودع الشخص الحقیر الشیٔ العزیز فانہ سبحانہ اودع النحل وھی من احقر الحیوانات واضعفھا العسل وھو من الذ المذوقات واحلاھا فلا ینبغی التقید بالصور والاحتجاب بالھیئات وفی الحدیث رب اشعث اغبر ذی طمرین لو اقسم علی اللہ لابرہ اھ۔

الحاشیۃ قولہ تعالیٰ یخرج من بطونھا شراب مختلف الوانہ فیہ شفاء للناس ترجمہ (اس کے پیٹ میں سے پینے کی ایک چیز نکلتی ہے جسکی رنگتیں مختلف ہوتی ہیں کہ اسمیں لوگوں کے لئے شفا ہے) روح میں ہے کہ اسمیں اشارہ ہے کہ حق تعالیٰ کبھی ظاہری حقیر شئے میں کوئی عزیز شئے رکھدیتا ہے اس لئے صورت پر نظر نہ کرنا چاہئے جیسا حدیث میں ہے کہ بہت سے میلے کچیلے ایسے مقبول ہوتے ہیں کہ اگر خدا کے بھروسہ قسم کھا بیٹھیں تو اللہ تعالیٰ اُنکی قسم پوری کر دیتا ہے۔

۴۲۶ عدم الاعتناء بالصورۃ — صورت کا معتبر نہ ہونا

قولہ تعالیٰ فلا تضربوا للہ الامثال ان اللہ یعلم وانتم لا تعلمون ○ فی الروح لتقدسہ تعالیٰ عن الاوھام والاشارات وتنزیھہ سبحانہ عن

قولہ تعالیٰ فلا تضربوا للہ الامثال ان اللہ یعلم وانتم لا تعلمون ترجمہ (سو تم اللہ کے لئے مثالیں مت گھڑو اللہ تعالیٰ جانتے ہیں اور تم نہیں جانتے)

۴۲۷ الامتناع عن اطلاق الالفاظ الموھمۃ للتشبیہ فی الذات والصفات باللہ تعالیٰ

معرفة الخليفة فان الخلق لا يدرك الا خلقا مثله قال علی کرم الله وجهه انما تحد الادوات انفسها وتشير الآلات الی نظائرها فلا يعرف الله تعالی

اس میں دلالت ہے کہ ذات وصفات میں رائے اور ذوق سے کلام نہ کرنا چاہئے اور اس سے اسماء الٰہیہ کا توقیفی ہونا بھی ظاہر معلوم ہوتا ہے۔

الا الله تعالی ومثل النهی بقوله تعالی ان الله يعلم وانتم لا تعلمون اھ وسياتی بعض ما يتعلق بهذه الآية فی قوله تعالی وله المثل الاعلی فی السموات والارض فی سورة الروم۔ وفی الروح وفيه ان الاسماء توقيفية وهو الظاهر اھ

قوله تعالی ان الله يامر بالعدل والاحسان وايتاء ذی القربی وينهی عن الفحشاء والمنكر والبغی۔ كون الآية جامعة لاصول الاخلاق اظهر من ان ينبه عليه۔

قوله تعالی ان الله يامر بالعدل والاحسان وايتاء ذی القربی وينهی عن الفحشاء والمنكر والبغی ترجمہ (بیشک اللہ تعالی اعتدال اور احسان اور اہل قرابت کو دینے کا حکم فرماتے ہیں اور کھلی برائی اور مطلق برائی اور ظلم کرنے سے منع فرماتے ہیں) آیت کا اصول اخلاق کیلئے جامع ہونا ظاہر ہے

قوله تعالی ما عندكم ينفد وما عند الله باق صريح فی ايثار الآخرة علی العاجلة۔

قوله تعالی ما عندكم ينفد وما عند الله باق۔ ترجمہ (اور جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ ختم ہو جاوے گا اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ دائم رہیگا) آخرت کو دنیا پر ترجیح دینے کے باب میں صریح ہے۔

قوله تعالی فلنحيينه حيوة طيبة فی الروح يقال الحيوة الطيبة ما تكون مع المحبوب ومن هٰهنا قيل ؎ كل عيش ينقضی ما لم يكن * مع مليح ما لذاك العيش ملح * اھ قلت ويرزقها الاولياء فی الدنيا ايضا۔

قوله تعالی فلنحيينه حيوة طيبة ترجمہ (تو ہم اس شخص کو بالطف زندگی دینگے) روح میں بعض کا قول نقل کیا ہے کہ حیوۃ طیبہ وہ ہے جو محبوب کے ساتھ ہو اور یہ اولیاء کو دنیا میں بھی میسر ہو جاتا ہے

قوله تعالی انه ليس له سلطان علی الذين امنوا فی الروح وقال البعض (وهو الصواب عندی) المراد نفی ذلك مطلقا قال ابو حيان وهو الذی يقتضيه ظاهر الاخبار وتعقب بانه اذا لم يكن له تسلط فلم امروا بالاستعاذة منه واجيب

قوله تعالی انه ليس له سلطان علی الذين امنوا ترجمہ (یقیناً اسکا قابو ان لوگوں پر نہیں چلتا جو ایمان رکھتے ہیں) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شیطان کا مومن پر ذرا بھی زور نہیں چلتا یعنی جب مومن اسپر غالب آنا چاہے اور یہ امر مشاہد ہے۔

بان المراد نفی ما عظم من التسلط اھ قلت والاقرب ان يقال نفی التسلط اذا اراد المؤمن ان يغلبه فابليس اضعف من النملة ح وهو مشاهد لمن اراد ان يشاهد۔

قوله تعالی ولكن من شرح بالكفر صدرا

قوله تعالی ولكن من شرح بالكفر صدرا

بأن لا يكون في الوسوسة [۷۵۳] شرح الصدر ولا اختيار بل عدم الاختيار فيه اشد من الاكراه فلا شيء فيه من الملام والغم۔

ترجمہ لیکن ہاں جو جی کھول کر کفر کرے، اور چونکہ وسوسہ [۷۵۳] میں یہ شرح صدر نہیں ہوتا اور نہ اختیار ہوتا ہے بلکہ اسکی بے اختیاری اکراہ کی بے اختیاری سے اشد ہے اسلئے اسمیں مطلق ذم نہیں۔

قوله تعالى ذلك بانهم استحبوا الحيوة الدنيا على الآخرة۔ صريح في ذم حب [۷۵۴] الدنيا وانما هي حب فدل على انه ما فيه ايثارها على الآخرة فالحب الطبعي لا يلام عليه۔

قولہ تعالیٰ ذلک بانہم استحبوا الحیوۃ الدنیا علی الآخرۃ ترجمہ (یہ اس سبب سے ہوگا کہ انہوں نے دنیوی زندگی کو آخرت کے معاملہ میں عزیز رکھا) حب دنیا [۷۵۴] کے مذموم ہونے میں صریح ہے اور اسمیں بھی کہ وہ حب مذموم وہ ہے جسمیں دنیا کا ایثار ہو آخرت پر نہ کہ حب طبعی کہ اسپر ملامت نہیں۔

قوله تعالى فكفرت بانعم الله۔ ابتلى في مثله كثير من المدعين [۷۵۵] للزهد يحتقرون نعم الله تعالى قولا او عملا زعما منهم انهم تاركون للذات ولا يدرون انهم تاركون للذات لقوله تعالى وما بكم من نعمة فمن الله الا ترى الى ما يليه من قوله تعالى فكلوا مما رزقكم الله حلالا طيبا واشكروا نعمة الله الآية۔

قولہ تعالیٰ فکفرت بانعم اللہ ترجمہ (سو انہوں نے خدا کی نعمتوں کی بیقدری کی) اسی کے قریب [۷۵۵] بلا میں بہت سے مدعیان زہد مبتلا ہیں کہ حق تعالیٰ کی نعمتوں کو حقیر سمجھتے ہیں اور اپنے کو لذات کا تارک سمجھتے ہیں اور تارک ذات ہو جاتے ہیں حق تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں دیکھتے وما بکم من نعمۃ فمن اللہ اور فکلوا مما رزقکم اللہ الآیۃ

قوله تعالى ولا تقولوا لما تصف السنتكم الكذب هذا حلال وهذا حرام۔ علم ان احكام الطريقة [۷۵۶] ليست مغايرة للشريعة بان يكون شيء حلالا في احديهما وحراما في الاخرى عينا كان او فعلا۔

قولہ تعالیٰ ولا تقولوا لما تصف السنتکم الکذب ہذا حلال وہذا حرام ترجمہ اور جن چیزوں کے بارے میں محض تمہارا زبانی جھوٹا دعوی ہے ان کی نسبت یوں مت کہدیا کرو کہ فلانی چیز حلال ہے اور فلانی چیز حرام ہے

اس سے معلوم ہوا کہ طریقت [۷۵۶] کے احکام شریعت کے مباین نہیں کہ یہاں کا حلال وہاں حرام ہو یا بالعکس۔

قوله تعالى وآتيناه في الدنيا حسنة وانه في الآخرة لمن الصالحين في الروح حسنة وهي الذكر الجميل والملك العظيم والنبوة وهذا (اي قوله لمن الصالحين) لدفع توهم [۷۵۷] ان ما اوتيه في الدنيا ينقص مقامه في العقبى كما قيل ان مقام الولي المشهور دون الولي الذي

قولہ تعالیٰ وآتیناہ فی الدنیا حسنۃ وانہ فی الآخرۃ لمن الصلحین ترجمہ (اور ہم نے ان کو دنیا میں بھی خوبیاں دیں تھیں اور وہ آخرت میں بھی اچھے لوگوں میں ہونگے) اسمیں دلالت [۷۵۷] ہے کہ دنیا میں نعمتوں کا ملنا مقام عقبی کا منقص نہیں اور بعض نے جو کہا ہے کہ مشہور ولی کا مقام غیر مشہور سے کم ہے مراد اس سے وہ ہے

فی ارادۃ الفضول والیہ الاشارۃ بقولہم الشہرۃ
آفۃ وقد نص علی ذلک الشعرانی فی بعض کتبہ اھ قلت المراد بالمشہور ہو الذی تلحقہ آفات
الشہرۃ واما المحفوظ عن الفتنۃ فلا والقرینۃ علیہ تسمیۃ الشہرۃ آفۃ

جسمیں شہرت کی آفات پیدا ہوگئی ہوں۔

قولہ تعالیٰ ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ
الحجۃ القطعیۃ المزیحۃ للشبہ وقریب من
ہذا ما فی البحر انہا الکلام الصواب الواقع
من النفس اجمل موقع۔ والموعظۃ الحسنۃ وہی
الخطابات المقنعۃ والعبر النافعۃ التی لا
یخفی علیہم انک تناصحہم بہا وجادلہم
ناظر معاندیہم بالتی ہی احسن بالطریقۃ
التی ہی احسن طرق المناظرۃ والمجادلۃ من الرفق
واللین واختیار الوجہ الایسر واستعمال المقدمات المشہورۃ تسکینا لشغبہم واطفاء للہبہم ان ربک
ہو اعلم بمن ضل عن سبیلہ وہو اعلم بالمہتدین قیل المعنی انما علیک البلاغ فلا تلح علیہم ان ابوا بعد
الابلاغ مرۃ او مرتین مثلا فان ربک ہو اعلم بہم فمن کان فیہ خیر کفتہ النصیحۃ الیسیرۃ ومن
لا خیر فیہ عجزت عنہ الحیل کذا فی الروح ملخصا قلت وہذا ہو مجمع اہل الطریق اما علماء القشر فیمیہ
عنہ بمراحل وبینہما بون عمیق۔

قولہ تعالیٰ ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ الی
قولہ ان ربک ہو اعلم بمن ضل عن سبیلہ
ترجمہ (آپ اپنے رب کی راہ کی طرف علم کی باتوں
اور اچھی نصیحتوں کے ذریعہ سے بلاتے الی قولہ تعالیٰ آپ
کا رب خوب جانتا ہے اس شخص کو بھی جو اسکے رستہ
سے گم ہوا) اسمیں اہل اللہ کے طریق دعوت کی تفصیل
ہے اور یہ کہ تبلیغ کے بعد اصرار کی ضرورت نہیں اور یہی مذاق
ہے اہل طریق کا۔

قولہ تعالیٰ ولئن صبرتم لہو خیر للصابرین
وکونہ من شیمۃ اہل اللہ بالالتزام شدید ظاہر
معروف۔ فی الروح لما فی ذلک قہر النفس الموجب
لترقیہا الی اعلی المقامات اھ۔

قولہ تعالیٰ ولئن صبرتم لہو خیر للصابرین
ترجمہ (اور اگر صبر کرو تو وہ صبر کرنیوالوں کے حق میں
بہت ہی اچھی بات ہے) صبر کا خصائل اہل اللہ سے
ہونا ظاہر ہے۔

قولہ تعالیٰ واصبر وما صبرک الا باللہ
فی الروح قیل الصبر اقسام۔ صبر للہ تعالیٰ۔ و
صبر فی اللہ تعالیٰ۔ وصبر مع اللہ تعالیٰ۔ وصبر
عن اللہ تعالیٰ۔ وصبر باللہ تعالیٰ۔ فالصبر للہ تعالیٰ
ہو اول درجات الاسلام وہو حبس النفس
عن الجزع۔ والصبر فی اللہ تعالیٰ ہو الثبات
فی سلوک طریق الحق وتوطین النفس علی المجاہدۃ

قولہ تعالیٰ واصبر وما صبرک الا باللہ
ترجمہ (اور آپ صبر کیجئے اور آپ کا صبر کرنا خاص خدا
ہی کی توفیق سے ہے) صبر کے بہت مراتب ہیں صبر للہ
صبر فی اللہ صبر مع اللہ صبر عن اللہ صبر باللہ ان سب
کی حقیقت اصل رسالہ عربی میں دیکھو) اور یہ صبر باللہ
سب سے اکمل ہے اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کیلئے ثابت کیا گیا۔ سورۂ نحل تمام ہوئی۔

والصبر مع اللہ تعالیٰ ہو لاہل الحضور والکشف عند التجرد عن ملابس الافعال والصفات۔ والصبر عن اللہ تعالیٰ ہو لاہل العیان والمشاھدۃ من العشاق کلما لاح لہم نور من سبحات انوار الجمال احترقوا وتفانوا وکلما ضرب لہم حجاب ورد وجودہم تشویقا وتعظیما ذاقوا من الم الشوق وحرقۃ الفرقۃ ما یسلب صبرہم ویحقق موتہم والصبر باللہ ہو لاہل التمکین فی مقام الاستقامۃ الذین افناہم اللہ تعالیٰ بالکلیۃ ثم وھب لہم وجودا من ذاتہ حتی قاموا بہ وفعلوا بصفاتہ وھو من اخلاق اہل اللہ لیس لاحد فیہ نصیب ولہذا ابعدہ ان امر سبحانہ بہ نبیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بین لہ علیہ الصلوٰۃ والسلام انہ لاتباشرہ الابی ولا تطیقہ الابقوتی اھ۔ **تمت سورۃ النحل۔**

ملحقہ من رسالۃ التائید المذکورۃ فی اٰخر التمہید

سورۃ النحل

قولہ تعالیٰ واذا قرأت القراٰن فاستعذ باللہ من الشیطان الرجیم انہ لیس لہ سلطٰن علی الذین اٰمنوا وعلی ربہم یتوکلون۔ دل الاٰیۃ علی ان الاستعاذۃ باللہ من الشیطان مقعدۃ للشیطان ومانعۃ من وساوسہ ودلت ایضا علی ان لیس للشیطان قوۃ وقدرۃ علی المؤمنین المتوکلین علی اللہ تعالیٰ۔

قولہ تعالیٰ من عمل صالحا من ذکر او انثی وھو مومن فلنحیینہ حیوۃ طیبۃ ھو العیش مع اللہ تعالیٰ والفہم عن اللہ والاستغناء باللہ لا یرید بدلا ولا منہ حولا۔

اضافہ از رسالۂ تائید

سورۂ نحل

قولہ تعالیٰ واذا قرأت القراٰن فاستعذ باللہ من الشیطان الرجیم انہ لیس لہ سلطان علی الذین اٰمنوا وعلی ربہم یتوکلون۔ **ترجمہ** (اور جب آپ قرآن پڑھنے لگئے تو اللہ کی پناہ مانگ لیا کیجیے شیطان مردود سے کیونکہ اسکو غلبہ اُن لوگوں پر نہیں جو ایمان رکھتے ہیں اور اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں آیت دلالت کرتی ہے اس امر پر کہ اللہ کے ساتھ پناہ مانگنا شیطان سے شیطان کو عاجز کر دینے والا ہے اور اُسکے وسوسوں سے مانع ہے اور اسپر بھی دلالت ہے کہ شیطان کو قوت اور قدرت اُن مسلمانوں پر نہیں جو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کریں۔

قولہ تعالیٰ من عمل صالحا من ذکر او انثی وھو مومن فلنحیینہ حیوۃ طیبۃ **ترجمہ** (جو شخص نیک عمل کرے خواہ مرد ہو یا عورت اور وہ مومن بھی ہو تو ہم اُسکو پاکیزہ زندگی عطا کریں گے) اور وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ آرام پایا اور اللہ تعالیٰ کے معاملہ کو سمجھنے لگنا اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ مستغنی ہو جانا ہے بس یہ حالت نہ تبدیل کو مقتضی ہے اور نہ تحویل کو۔

قوله تعالى ادع الى سبيل ربك وذلك هي الطريقة المعروفة عند الصوفية بالحكمة هي فطنة الشيخ المربي وفهمه لكل ما يصلح لكل احد من المريدين فان طاعتهم مختلفة فمنهم من يصلح له كثرة الصوم ومنهم من يصلح له كثرة الصلوة ومنهم من يصلح له القيام والصيام معًا ومنهم من لا يصلح له كثرة ذلك وانما يصلح الزهد عن الدنيا ومنهم من يصلح له الكسب ومنهم من يصلح له الحذ مه ومنهم من يصلح للعنف والشدة في المجاهدة على النفس ومنهم من يصلح له الرفق والتسهيل فادراك ذلك هي الحكمة المذكورة هذا والموعظة الحسنة هو استعمالهم في اعمال الطريقة بالمداراة والرفق والشفقة الكاملة عليهم مع اعلامهم بانه لا يريد بذلك الا علو مقاماتهم وارتقاء درجاتهم

قولہ تعالیٰ ادع الی سبیل ربك ترجمہ (آپ اپنے رب کے رستہ کیطرف بلائیے) اور یہ رستہ وہی ہے جو طریقت کے نام سے صوفیہ کے نزدیک مشہور ہے بالحکمۃ (حکمت کے ساتھ) مراد اس سے دانا ہونا ہے شیخ تربیت کنندہ کا اور اسکا ان تمام امور کو سمجھنا جو ہر ایک مرید کے لئے مناسب ہو کیونکہ مریدوں کی طاعتیں مختلف ہوتی ہیں سو ان میں سے بعضے تو ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے لیے کثرت صوم مناسب ہوتا ہے۔ اور بعضے ان میں ایسے ہوتے ہیں کہ تکثیر نماز ان کے لیے مناسب ہوتی ہے اور بعضے ان میں ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے لیے نماز اور روزہ دونوں بہتر ہوتے ہیں۔ اور بعضے ان میں ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے لیے ان امور کی کثرت مناسب نہیں ہوتی صرف زہد عن الدنیا انسب ہوتا ہے اور بعضے ان میں ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے لئے کسب مناسب ہوتا ہے اور بعضے ان میں ایسے ہوتے ہیں کہ ان کیلئے خدمت کرنا مناسب ہوتا ہے اور بعضے ان میں ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے لیے نفس پر مجاہدہ کرنے میں سختی اور تشدد اولے ہوتا ہے اور بعضے ان میں ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے لئے نرمی اور آسانی کرنا لائق ہوتا ہے تو ان امور کا سمجھنا حکمت مذکورہ ہے اسکو یاد رکھو والموعظۃ الحسنۃ (اور اچھی نصیحت کے ساتھ) مراد ان سے کام لینا ہے تمام طریقہ میں مداراۃ اور نرمی اور پوری شفقت کے ساتھ اور ساتھ ہی اس کے یہ بھی بتلا دے کہ اس سے اسکا بجز اس کے اور کچھ مطلب نہیں کہ ان کے مقامات بلند ہوں اور ان کے درجے رفیع ہوں ؛

قوله تعالى وجادلهم بالتي هي احسن اي كالمهم بعبارات لطيفة وكلمات طيبة ولن لهم وملْ اليهم ولا تثقل عليهم حيث تأمرهم تنهى وتدعو وتصرف فانه اوقع في قلوبهم انفع لهم وكان تلك تعليم المشائخ الصوفية وكذا قول الله تعالى فبما رحمة من الله لنت لهم

قولہ تعالیٰ وجادلهم بالتی هی احسن ترجمہ (اور ان سے گفتگو ایسے طریق سے کیجئے کہ وہ بہتر ہو) یعنی ان سے گفتگو کیجئے لطیف عبارتیں اور اچھے لفظوں سے اور ان کے ساتھ نرم رہیئے اور انکی طرف متوجہ رہیئے اور جب ان کو امر و نہی کیجئے اور ان کو بلائیے اور کسی امر سے ہٹائیے تو ان پر بوجھ نہ ڈالیئے کیونکہ

الآیة وکن اکل مافی القرآن من کیفیة المصاحبة مع الاصحاب والشفقة علی الامة والشفاعة لهم ودعائهم الی الله تعالیٰ خطاب لمشائخ الصوفیة انها یجب علیهم استعمالها مع المریدین

انتهت الملحقة

یہ طریق اُن کے دلوں میں زیادہ اثر کرنیوالا ہے اور اُن کے لیے زیادہ نافع ہے اور اسمیں تعلیم ہے مشائخ صوفیہ کی اور اسیطرح اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد فبما رحمة من الله لنت لهم الآیة (کہ اللہ ہی کی رحمت سے آپ اُن کے لیے نرم ہو گئے آخر آیت تک) اور اسیطرح قرآن میں جو کیفیت اپنے ساتھیوں کے ساتھ رہنے کی اور امت پر شفقت کرنے اور اُن کے لیے سفارش کرنے کی۔ اور اُنکو اللہ کیطرف بلانے کی مذکور ہے وہ سب مشائخ صوفیہ کو بھی اسبات کا خطاب ہے کہ ان امور کو مریدوں کے ساتھ عمل میں لانا اُنپر واجب ہے۔

اضافہ تمام ہوا۔

سورة بنی اسرائیل

قوله تعالیٰ سبحان الذی اسری بعبده فی الرهبة والعبودیة مفضل ما نص علیه العارفون اشرف الاوصاف واعلی المراتب وقیل (حکمة اخری) ان فی التعبیر به هھنا دون حبیبه مثلا سد الباب الغلو فیه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم کما وقع للنصاری فی نبیهم علیه السلام وفیه فی موضع آخر واصلها الذل والخضوع وحیث ان الذل شیء لا یکون الا بعد معرفته دلت العبودیة لله تعالیٰ علی معرفته سبحانه وکمالها علی کمالها ومن هھنا فسر ابن عباس قوله تعالیٰ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون بقوله الا لیعرفون ۲؎

سورہ بنی اسرائیل

قولہ تعالیٰ سبحان الذی اسری بعبدہ (ترجمہ وہ پاک ذات ہے جو اپنے بندہ کو) یہاں آپ کی صفت میں عبد فرمانا اسلئے ہے کہ عبودیت اشرف اوصاف ہے نیز اسمیں سد باب ہے کہ آپ کے حق میں کوئی غلو کر کے نہ پاوے جیسا نصاریٰ نے اپنے نبی کی شان میں کیا اور چونکہ اصل معنی اسکے ذل اور خضوع ہے اور یہ بعد معرفت کاملہ کے ہوتا ہے تو اس سے آپ کے کمال معرفت پر بھی دلالت ہوئی۔

قوله تعالیٰ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی ومنه الی ما شاء الله وهو مذکور فی سورة النجم ولقد راه نزلة اخری عند سدرة المنتهی عندها جنة المأوی اذ یغشی السدرة ما یغشی۔ ووقع تفسیر الآیات فی الاحادیث مفصلا۔ وقوله تعالیٰ لیلا مع ضم الاحادیث الیها الناطقة بان الاسراء الی المسجد الاقصی

قولہ تعالیٰ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی (ترجمہ رات کے وقت مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک) اتنی طویل مسافت کا اتنے قصیر زمانہ میں قطع کرنا کئی وجہ کو محتمل ہے ایک یہ کہ مکان و زمان دونوں اپنے حال پر رہے ہیں اور سیر میں اسقدر سرعت ہوا اور ظاہر یہی ہے۔ دوسرے یہ کہ زمانہ اپنے حال پر رہے اور بسط مکان ہو گیا ہو۔ اور صوفیہ نے

والعروج الى عالم الملكوت كانا مقترنين يدل على وقوعهما فى بعض ليلة واحدة وفى الرجوع وكان رجوعه صلى الله عليه وسلم على ماكان ذهابه عليه اه كما يدل عليه ظاهر الاحاديث ايضا وفيه ولم يعيين مقدار ذلك البعض وكيف ماكان فوقوع ماوقع فيه من اعجب الآيات واغرب الكائنات وفى بعض الآثار انه صلى الله عليه وسلم لما رجع وجد فراشه لم يبرد من اثر النوم وقيل ان غصن شجرة اصابه بعمامته فى ذهابه فلما رجع وجده بعد يتحرك اه قلت الله اعلم بصحة هذه الآثار لكن ليس فيه بعد - والغرض لا يبعد فى ان يحمل رواية عائشة رض الثابت فى الاحاديث من قولها ما فقد جسد محمد صلى الله عليه وسلم ليلة المعراج على مثل ما فى هذه الآثار فتتايد بالرواية معنى تقريرها ان الفقد معناه طلب الشئ الذى غاب بعد ماكان موجودا حاضرا والعادة ان هذا الطلب يكون بعد غيبة غير معتادة كما فى قوله تعالى ماذا تفقدون قالوا نفقد صواع الملك فمعنى قولها ان غيبته صلى الله عليه وسلم لم تكن بحيث يعده اهله غريبا يشتغلون بطلبه لها وحاصله غاية السرعة فى الرجوع ووجه هذه السرعة بعضهم بسرعة السير مع كون المكان والزمان باقيين على حالها كما فى الروح والظاهر ان المسافة التى قطعها عليه الصلوة والسلام فى مسيره كانت باقية على امتدادها وكانت المسافة فى غاية الطول ففى حقائق الحقائق كانت المسافة من مكة الى المقام الذى اوحى الله تعالى فيه الى نبيه صلى الله عليه وسلم ما اوحى قدر ثلث مائة الف سنة وقيل خمسين الفا وقيل غير ذلك اه وبعضهم بطى المسافة مع كون الزمان على حاله وبقيته كما فى الروح الصوفية وبعض الفقهاء للاولياء كرامة والكتب ملأى من حكايات الثقات هذه الكرامة لكثير من الصالحين ثم قال بعد اسطر وجهل بعض الحنفية مثبتيه لم وكفرهم آخرون وليس له وجه ظاهر اه قلت وبجوازه قال بعض الحكماء وسماه طفرة وهو الوصول من مكان الى مكان آخر بحيث لا يمس المسافة التى بينهما ولا يحاذيها وبعضهم بنشر الزمان مع بقاء المكان على حاله - وفى الروح وقد اثبت الصوفية للاولياء نشر الزمان ولهم فى ذلك حكايات عجيبة والله تعالى اعلم بصحتها ولم ار من تعرض لذلك من المتشرعين وهو امر وراء عقولنا المشوبة بالاوهام - ومثله فى ذلك من قال الازل والابد نقطة واحدة والفرق بينهما بالاعتبار وليس يفهم ذلك عندى الا المتجردون من جلابيب ابدانهم

اور بعض فقہا نے اسکو اولیا کے لئے بھی جائز کہا ہے تیسرے یہ کہ مکان اپنے حال پر رہے اور زمانہ میں بسط اور نشر ہو گیا ہو اور صوفیہ نے اولیا کیلئے اسکو بھی جائز کہا ہے اور اس باب میں عجیب غریب حکایات ہیں اور اسیطرح نشر مکان وطی زمان بھی خوارق ممکنہ سے ہیں اور صوفیہ ان کے بھی قائل ہیں - واللہ اعلم

وقلیل ما ھم اھ۔ وفیہ فی موضع اٰخر علی ان الکرامات کالمعجزات مجھولۃ الکیفیۃ فنؤمن بما صح منہما ونفوض کیفیتہ الی من لا یعجزہ شیء سبحانہ وتعالٰی ومثل طی المسافۃ ما یحکونہ من نشر الزمان فانا نؤمن والله تعالٰی الحمد بما یصح نقلہ من الامرین والمنکر جھول والجھل لیس برسول والله تعالٰی الموفق للصواب اھ قلت واطلت فیما نقلت تنبیھا علی مسئلۃ طی المکان ونشر الزمان ومثلھا نشر المکان وطی الزمان وبجمیعھا قالت الصوفیۃ۔ ولما کان مقام خبر المعراج مناسبا لھذا التحقیق لاحتمال تنزیلھا علی المسئلتین منھا کما مرا وردتہ فی ھذا المقام والله العلام بحقیقۃ کل مرام

ف ۶۶۲ تحقیق طی المکان والزمان ونشرھما

قولہ تعالٰی ولیدخلوا المسجد کما دخلوہ اول مرۃ ای بالتخریب کما فی تفسیر الجلالین وھو نص فی کون الشرور والقبائح مرادۃ مقصودۃ تکوینا لما فیھا من المصالح کما کانت فی ھاتین المرتین من الانتقام من بنی اسرائیل واغاظتھم بخراب بیت المقدس ومن اجل کون ھؤلاء الکفار اٰلۃ للمصالح قال فیھم عبادا لنا۔

ف ۶۶۳ کون الشرور مرادۃ تکوینا

قولہ تعالٰی ولیدخلوا المسجد کما دخلوہ اول مرۃ ترجمہ اور جس طرح وہ لوگ مسجد میں گھسے تھے یہ لوگ بھی اوسمیں گس پڑیں یہ آیت نص ہے اس کہ شرور وقبائح بھی مصالح کے سبب تکوینا مراد ہوتے ہیں اور چونکہ یہاں کفار ان مصالح کے واسطہ بنائے گئے اسلئے اونکو عبادا لنا فرمایا۔

ف ۶۶۳ شرور کا مراد تکوینی ہونا

قولہ تعالٰی ویدع الانسان بالشر دعاءہ بالخیر وکان الانسان عجولا۔ فی الروح فیہ اشارۃ الی اداب الدعاء وھو عدم الاستعجال فینبغی للسالک ان یصبر حتی یعرف ما یلیق بحالہ فیدعو بہ اھ قلت لاسیما الدعاء بالشر خصوصا فی حق غیرہ ثم خصوصا للانتقام لنفسہ کما تری کثیرا من المدعین للمشیخۃ المجترئین علی الله المغترین بتوھم القبول عندہ یدعون علی المسلمین غیظا لانفسھم ویرون ان ما یجری علی السنتھم لا بد ان یقع فکان الملک والملکوت فی ایدیھم ودلالۃ القراٰن علی ذمہ ظاھر۔

ف ۶۶۴ بعض اٰداب الدعاء
ف ۶۶۵ ذم الدعاء بالشر خصوصا علی غیرہ

قولہ تعالٰی ویدع الانسان بالشر دعاءہ بالخیر ترجمہ اور انسان برائی کی ایسی درخواست کرتا ہے جس طرح بھلائی کی درخواست ، اسمیں اشارہ ہے بعض آداب دعا کی طرف کہ استعجال نہ کرے خصوص بددعائیں۔ خصوص دوسرے کے لیے خصوص اپنے انتقام کے لیے جیسے بہت مدعی غیظ نفس میں مسلمانوں کے لیے بددعا کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ضرور قبول ہوگی گویا خدائی ان کے قبضہ میں ہے۔

ف ۶۶۴ دعا کے بعض آداب
ف ۶۶۵ بددعا کی مذمت خصوصاً دوسرے کے لئے

قولہ تعالٰی واذا اردنا ان نھلک قریۃ امرنا مترفیھا ففسقوا فیھا فحق علیھا القول

قولہ تعالٰی واذا اردنا ان نھلک قریۃ امرنا مترفیھا ففسقوا فیھا فحق علیھا القول

قد مرنا ها تد میرا فی الروح فیها اشارة الی
انه سبحانه اذا اراد ان یخرب قلب المرید
سلط علیه عساکر هوی نفسه وجنود
شیاطینه فیخرب بسنابک خیول الشهوات
والٓافات الطبعیات نعوذ بالله تعالیٰ من ذالک

فدمرناها تدمیرا ترجمہ اور جب ہم کسی بستی کو
ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو اوس کے خوش عیش لوگوں
کو حکم دیتے ہیں پھر وہ لوگ وہاں شرارت مچاتے
ہیں تب اون پر حجت تمام ہوجاتی ہے پھر اوس
بستی کو غارت و تباہ کر ڈالتے ہیں) روح میں ہے
کہ اسمیں اشارہ ہے کہ اسی طرح جب مرید کے قلب کو خراب کرنا منظور ہوتا ہے تو اوسپر نفس و شیطان کے
عساکر کو مسلط کر دیا جاتا ہے۔ پس شہوات و طبعیات کے اتباع سے خراب ہوجاتا ہے +

قوله تعالیٰ ومن اراد الاخرة وسعی لها
سعیها فی الروح السعی اللائق بها وهو السعی
علی سبیل الاستقامة وما ترتضیه الشریعة

قوله تعالیٰ ومن اراد الاخرة وسعی لها
سعیها ترجمہ (اور جو شخص آخرت کی نیت رکھیگا
اور اوس کے لئے جیسی سعی کرنا چاہئے ویسی ہی سعی
بھی کریگا) روح میں ہے کہ سعی جو آخرت کے لائق ہو وہ ہے جسمیں موافقت شریعت اور استقامت ہو۔

قوله تعالیٰ کلا نمد هؤلاء وهؤلاء
من عطاء ربك وما كان عطاء ربك محظورا
صریح فی ان التوسع من الدنیا لیس علامة
للقبول کما اغتر به بعض من ینسب نفسه
الی الطریق یفتخرون بان من دخل فی طریقنا
یفوز بالمال والمناصب ولا حول ولا
قوة الا بالله العلی العظیم۔ وفیه اصل
ایضا لما علیه بعض الاکابر من عدم تخصیص
المؤمنین بایصال النفع الدنیوی علیهم
فان فی هذا التعمیم تخلقا بخلق الله لم
یرد فیه نهی بل رغب فیه القرآن بقوله
تعالیٰ لیس علیك هداهم الی قوله وما
تنفقوا من خیر یوف الیکم نعم طعام
الدعوت ینبغی ان یخصص باهل التقوی وهو محمل حدیث لا یاکل طعامك الا تقی لا طعام الحاجة

قوله تعالیٰ۔ کلا نمد هؤلاء وهؤلاء من
عطاء ربك وما كان عطاء ربك محظورا
ترجمہ (آپکے رب کی عطا میں سے تو ہم ان کی بھی
امداد کرتے ہیں اور اُن کی بھی اور آپ کے رب کی
عطا بند نہیں) یہ صریح ہے اسمیں کہ توسع فی
الدنیا قبول کی علامت نہیں جیسے بعض مدعیان
طریق فخر کیا کرتے ہیں کہ جو شخص ہمارے سلسلہ
میں آجاتا ہے اوسکو مال و عہدہ کی ترقی ہوجاتی ہے
اور اسمیں اسکی بھی اصل ہے جو بعض اکابر کی عادت
ہوتی ہے کہ ایصال نفع میں مؤمنین کی تخصیص نہیں
کرتے سو یہ تعمیم اخلاق الٰہیہ میں سے ہے اور لیس
علیک ہدٰہم الاٰیہ میں اسکی ترغیب بھی ہے ہاں
ہدیہ وغیرہ میں تقویٰ کی رعایت مناسب ہے۔

قوله تعالیٰ وقل رب ارحمهما کما ربیانی
صغیرا یوخذ منه استحسان الدعاء للشیخ

قوله تعالیٰ وقل رب ارحمهما کما ربیانی
صغیرا ترجمہ (اور یوں دعا کرتے رہنا کہ اے میرے

۲۲۴ التنبیه والسبب لخراب القلب
۲۲۴ خراب قلب کا سبب
۲۲۶ الاستقامة تقبلها الشریعة
۲۲۶ سعی کی استقامت
۲۲۸ عدم کون التوسع من الدنیا من علامات القبول
۲۲۷ توسع فی الدنیا علامت قبول نہیں
۲۲۹ عدم التخصیص فی المؤمنین بایصال النفع الدنیوی
۲۲۹ ایصال نفع میں تخصیص نہیں
۲۳۰ الدعاء للشیخ

المربی لروحہ ۔

پروردگاران دونوں پر رحمت فرمایئے جیسا انہوں نے مجکو بچپن میں پالا) اس سے شیخ مربی کے لیئے دعا کرنے کا استحسان مستنبط ہوتا ہے ۔

قولہ تعالیٰ ان تکونوا صلحین فانہ کان للاوابین غفورا

فی الروح ای قاصدین الصلاح والبرون العقوق والفساد وکان المستور لک ثم اتفق بادرۃ من غیر قصد الی المساءۃ فلطف اللہ تعالیٰ یتجاوز عن ابہ تائبا بالکلاءۃ ام قلت وعلی ھذا ینبغی ان یکون معاملۃ الشیخ مع مریدیہ لا یشدد علیہم فی حقوق نفسہ الا فیما یعود علی اصلاحہم

قولہ تعالیٰ ان تکونوا صلحین فانہ کان للاوابین غفورا ترجمہ (اگر تم سعادتمند ہو تو وہ توبہ کرنیوالوں کی خطا معاف کر دیتا ہے) اسیطرح شیخ کو اپنے مریدوں کے ساتھ معاملہ کرنا چاہیئے کہ اپنے حقوق میں اونپر تشدد نہ کرے ہاں جس میں اون کی اصلاح ہو وہ مستثنیٰ ہے

قولہ تعالیٰ واما تعرضن عنہم ابتغاء رحمۃ من ربک ترجوھا فقل لہم قولا میسورا

یوخذ منہ الیسر فی الجواب للطالب اذا کان لہ عذر من افادتہ فی الوقت ومصلحۃ اصلاحہ مستثنیٰ من ذلک ولعل عدما ذکرت فی الایات الثلثۃ الاخیرۃ من الحاشیۃ اولی واحری

قولہ تعالیٰ واما تعرضن عنہم ابتغاء رحمۃ من ربک ترجوھا فقل لہم قولا میسورا ترجمہ (اور اگر اپنے رب کی طرف سے جس رزق کے آنے کی امید ہو اوس کے انتظار میں تجکو اون سے پہلو تہی کرنا پڑے تو اون سے نرمی کی بات کہدینا) اس سے یہ بھی مستنبط ہوتا ہے کہ جب کسی وقت افادہ طالب سے عذر ہو تو اوسکو نرم جواب دے اور مصلحت اصلاح یہاں بھی مستثنیٰ ہے

الحاشیۃ

قولہ تعالیٰ ولا تجعل یدک مغلولۃ الی عنقک ولا تبسطہا کل البسط

فی الروح فیہ اشارۃ للمشایخ کیف یکونون مع المریدین ای لا تبخل علی المریدین بنشر فضائل المعرفۃ وحقائق القربۃ ولا تنثر شیئا لا یحملہ فیہلک وکن بین بین ام قلت ویکون فی قولہ ملوما محسورا اشارۃ الی ان من بخل بحق غیرہ فہو ملوم ومن اہلک واضر غیرہ فہو محسور ای مغموم اذا شاہد الضرر

قولہ تعالیٰ ولا تجعل یدک مغلولۃ الی عنقک ولا تبسطہا کل البسط ترجمہ (اور نہ تو اپنا ہاتھ گردن ہی سے باندھ لینا چاہیئے اور نہ بالکل ہی کھول دینا چاہیئے) اسمیں اشارہ ہے مشائخ کو مریدوں کے ساتھ کس طرح رہنا چاہیئے یعنی نہ حقائق و معارف کے ظاہر کرنے میں بخل کرے اور نہ ایسے اسرار بیان کرے جسکا وہ متحمل نہو اور برباد ہو جائے

قوله تعالیٰ فقد جعلنا لولیه سلطانا فلا یسرف فی القتل دل علی ضبط النفس وقت القدرة علی الانتقام۔

قوله تعالیٰ فقد جعلنا لولیه سلطانا فلا یسرف فی القتل ترجمہ (تو ہم نے اوس کے وارث کو اختیار دیا ہے سو اوسکو قتل کے بارے میں حد سے تجاوز نہ کرنا چاہیئے) اسمیں قدرت کے وقت ضبط نفس کی تعلیم ہے۔

قوله تعالیٰ ولا تقف ما لیس لک به علم فیه نهی عن القول فی الالٰهیات والنبوات بالتخمین والرای۔ وفی الروح فیه اشارة الی بعض ما یلزم السالک من التثبت والاحتیاط والکف عن الدعاوی العاطلة اھ

قوله تعالیٰ۔ ولا تقف ما لیس لک به علم ترجمہ (اور جس بات کی تجھکو تحقیق نہ ہو اوسپر عمل درآمد مت کیا کر) اسمیں نہی ہے تخمین ورائے سے الہیات اور نبوات میں کلام کرنے سے اور سالک کو دعاوی عاطلہ سے۔

قوله تعالیٰ وان من شیء الا یسبح بحمده فی الروح بعد سرد الآثار الدالة علی وقوع التسبیح القالی من الجمادات ما نصه وهی بمجموعها متعاضدة فی الدلالة علی ان التسبیح قالی وهو مذهب الصوفیة ذکروا ان السالک عند وصوله الی بعض المقامات یسمع تسبیح الاشیاء بلغات شتی وقد روی عن بعض السلف سماعه تسبیح بعض الجمادات اھ وفیه عن الشیخ الاکبر قدس سره ان المسمی بالجماد والنبات له عندنا ارواح بطنت عن ادراک غیر الکشف ایاها فی العادة فالکل عندنا حی ناطق ثم بعد اسطر وکم وکم فی الاخبار نحو ذلک قلیل ولا داعی لتاویلها اذ لا احد یقول ان شعور الجمادات کشعور الحیوانات الظاهرة بحیث یدرکه کل احد حتی یکون الحمل علی ظاهر اللفظ خلاف حسن العقلاء فیجب ارتکاب التاویل لتحی[illegible]

قوله تعالیٰ۔ وان من شیء الا یسبح بحمده ترجمہ (اور کوئی چیز ایسی نہیں جو تعریف کے ساتھ اوسکی پاکی بیان نہ کرتی ہو) اسمیں بعد آثار مؤیدہ اسپر دلالت ہے کہ جمادات تسبیح قالی کرتے ہیں اور اس کے لئے شعور لازم ہے گو ضعیف ہی

قوله تعالیٰ وقل لعبادی یقولوا التی هی احسن فیه ارشاد بالرفق مع المخالفین وکونه من اخلاق الله ظاهر معلوم۔

قوله تعالیٰ۔ وقل لعبادی یقولوا التی هی احسن ترجمہ (اور آپ میرے بندوں سے کہدیجئے کہ ایسی بات کہا کریں جو بہتر ہو) اسمیں مخالفین کیساتھ نرمی کرنیکی تعلیم ہے

قوله تعالیٰ ربکم اعلم بکم الی قوله وما ارسلناک علیهم وکیلا۔ ارشاد بعدم التصدی لاحد فی اصلاحه

قوله تعالیٰ ربکم اعلم بکم الی قوله وما ارسلناک علیهم وکیلا۔ ترجمہ (تم سب کا حال تمہارا پروردگار خوب جانتا ہے۔ اسے قوله تعالیٰ۔ اور ہم نے آپ کو ان کا ذمہ دار بناکر نہیں بھیجا) اسمیں دلالت ہے کہ اصلاح میں کسی کے درپے نہ ہو۔

قوله تعالیٰ وکفی بربک وکیلا۔ فی الروح واستدل بالآیۃ علی ان المعصوم من عصمہ اللہ تعالیٰ وان الانسان لا یمکنہ ان یحترز بنفسہ عن مواقع الضلال والا لقیل وکفی بالانسان وکیلا لنفسہ ھ ۱۱

قولہ تعالیٰ وکفی بربک وکیلا۔ ترجمہ (اور آپکا رب کافی کارساز ہے) روح میں ہے کہ اس میں دلالت ہے کہ انسان مواقع ضلال سے بدون حفاظت حق تعالیٰ کے خود نہیں بچ سکتا ۔

قولہ تعالیٰ امرامنتم ان یعید کم فیہ تارۃ اخری ذکرھم ما دھاھم فی الزمن الماضی ازالۃ لتمادیہم ویھذا اخرجم الجواب عما عسے ان یختلج فی نفسک ان ائمۃ السلوک ینھون عن ذکر الماضی وبعدونہ حجابا کذکر المستقبل فینافی مافی القرآن وجہ الجواب ظاھر ان نھیہم لیس عاما بل ھو مخصوص بمن زال غفلتہ واشتغل بالحق سبحانہ والامر فی القرآن لمن ھو فی غفلتہ ومعرض عن الحق سبحانہ فلا تنافی بینہما ۔

قولہ تعالیٰ امرامنتم ان یعید کم فیہ تارۃ اخری ترجمہ (یا تم اس سے بیفکر ہو گئے کہ خدا تعالیٰ پھر تم کو دریا ہی میں دوبارہ لیجاوے) یہاں شبہ ہو سکتا ہے کہ حق تعالیٰ نے اونکو حالت ماضیہ یاد دلائی اور اہل طریق ماضی کے یاد کو حجاب سمجھتے ہیں۔ جواب یہ ہے کہ اہل طریق کا خطاب ان لوگوں کے لیے ہے جنکی غفلت زائل ہو کر مشغول بحق ہو گئے ہوں اور یہاں خطاب اہل غفلت کو ہے تاکہ اونکی تمادی و غفلت دور ہو تو دونوں خطاب میں امر مشترک مشغول بحق کرنا ہے ۔

قولہ تعالیٰ۔ ولولا ان ثبتناک لقد کدت ترکن الیہم شیئا قلیلا۔ وھذا کما انہ نص فی انہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یھم باجابتہم ولم یکن کذلک ھو نص فی ان عصمۃ اللہ تعالیٰ ھی الحافظ لا القوۃ النفسیۃ فاذا کان ھذا فی شان سید الراسخین فکیف بک یا مسکین فکیف تغتر بتقدسک و نسبتک الباطنۃ التی عسی ان تکون موھومۃ مزعومۃ

قولہ تعالیٰ۔ ولولا ان ثبتناک لقد کدت ترکن الیہم شیئا قلیلا۔ ترجمہ (اور اگر ہم نے آپ کو ثابت قدم نہ بنایا ہوتا تو آپ اون کی طرف کچھ کچھ جھکنے کے قریب جا پہونچتے) یہ نص ہے اسمیں کہ انبیاء کا حافظ بھی حق تعالیٰ ہی ہے بدون اوس کے قوۃ قدسیہ کافی نہیں تو دوسرے کو تو اپنے تقدس و نسبت باطنہ پر ناز کرنیکا کوئی حق ہی نہیں اور ممکن ہے کہ خود وہ نسبت بھی موہومہ ہی ہو۔

قولہ تعالیٰ وقل رب ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق فی الروح یکون عاما فی جمیع الموارد والمصادر فما احوج السالک الی الالتجاء بھذا الدعاء فی تقلبہ

قولہ تعالیٰ۔ وقل رب ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق ترجمہ (اور آپ یوں دعا کیجئے کہ اے رب مجھکو خوبی کے ساتھ پہونچائیو اور مجھکو خوبی کے ساتھ لیجائیو) اسی طرح سالک کو تقلب

من حال الی حال فی کل وقت ولا یدری
ای احواله نافع له وایها اضر له

حالات میں ہر وقت اسکی دعا کی حاجت ہے کیونکہ اسکو کچھ
خبر نہیں کہ کون سی حالت اسکے لئے نافع ہے اور کونسی حالت مضر

قوله تعالیٰ وقل جاء الحق وزهق الباطل
ان الباطل کان زهوقا۔ قلت الجملة الثانیة
الواقعة موقع التعلیل علی عموم الاٰیة
فی کل حق وباطل۔ فدخل فیه النور و
الظلمة الباطنیان ودخل فیه حب الله و
حب الخلق الی غیر ذلك مما یرومه اهل الطریق
ومن ثم قال فارس فی الاٰیة کما فی الروح

قوله تعالیٰ۔ وقل جاء الحق وزهق الباطل
ان الباطل کان زهوقا۔ ترجمہ (اور کہدیجئے کہ
حق آیا اور باطل گیا گذرا ہوا۔ واقعی باطل چیز تو یونہی
آتی جاتی رہتی ہے) اخیر جملہ کا موقع تعلیل میں وارد
ہونا اسپر دال ہے کہ آیت ہر حق اور باطل کو عام ہے
اسمیں باطنی نور و ظلمت بھی داخل ہوگئے اور حب
اللہ وحب الخلق بھی آگئی۔

کل ما یحملك علی سلوك سبیل الحقیقة فهو حق وکل ما یحجبك ویفرق علیك وقتك فهو باطل ام

قوله تعالیٰ وننزل من القراٰن ما هو شفاء
ورحمة للمؤمنین فی الروح الاول اشارة
الی التخلیة والثانی الی التحلیة ام

قوله تعالیٰ۔ وننزل من القراٰن ما هو شفاء
ورحمة للمؤمنین ترجمہ (اور ہم قرآن میں ایسی
چیزیں نازل کرتے ہیں کہ وہ ایمان والوں کے حق میں
تو شفا اور رحمت ہے) روح میں ہے کہ شفا اشارہ ہے تخلیہ کیطرف اور رحمت اشارہ ہے تحلیہ کیطرف۔

قوله تعالیٰ ویسئلونك عن الروح قل الروح
من امر ربی وما اوتیتم من العلم الا قلیلا
فی الروح ای هی من جنس ما استأثر الله
تعالیٰ بعلمه من الاسرار الخفیة التی لا تکاد تدرکها
عیون عقول البشر وما اوتیتم من العلم
الا قلیلا لا یمکن تعلقه بامثال ذلك و
هذا علی ما قیل ترك للبیان وتهویل عن

قوله تعالیٰ ویسئلونك عن الروح قل الروح
من امر ربی وما اوتیتم من العلم الا قلیلا
ترجمہ (اور یہ لوگ آپ سے روح کو پوچھتے ہیں آپ
فرمادیجئے کہ روح میرے رب کے حکم سے بنی ہے اور تمکو
بہت تھوڑا علم دیا گیا ہے) اسمیں دلالت ہے کہ اسرار
غیر ضروریہ کا تفحص مذموم ہے جبکہ اس آیت کا مدلول
نہی عن السوال کہا جاوے جیسا کہ ظاہر ہے۔

السوال ام وفیه ان البحث عن الاسرار التی لیس لنا کثیر فائدة فیها عبث وابتلی به
کثیر من المتشیخة الذین یعدون عارا علیهم ان یقولوا فی شیٔ من العلوم انا لا ندری
والی الله المشتکی

قوله تعالیٰ ولئن شئنا لنذهبن بالذی
اوحینا الیك فیه اشد الخوف علی سلب
ما رزق احد من النسبة والکمال کیف

قوله تعالیٰ۔ ولئن شئنا لنذهبن بالذی
اوحینا الیك۔ ترجمہ (اور اگر ہم چاہیں تو جسقدر
آپ پر وحی بھیجی ہے سب سلب کریں) اسی طرح اہل نسبت کو

زوال التعلق من السکن بالتعلق من الراجح
تعلق ناقص سے تعلق کامل کیطرف انتقال

التخلیۃ والتحلیۃ
تخلیہ و تحلیہ

ذم التفحص عن الاسرار الغیر الضروریۃ
اسرار غیر ضروریہ کی تفتیش کی مذمت

الخوف من سلب النسبۃ
سلب نسبت کا خوف

ولا احد اعز علی اللہ تعالیٰ من حبیبہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما خوطب بھذا فاین غیرہ منہ صلی اللہ علیہ وسلم

سبب نسبت سے ڈرتے رہنا چاہیے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کون ہے جب آپ سے یہ خطاب ہے تو دوسرا کس حساب میں ہے ✣

۴۸۷ ذم طلب الخوارق — طلب خوارق کا مذموم ہونا

قولہ تعالیٰ وقالوا لن نؤمن لک حتی تفجر الخ فیہ ذم طلب الخوارق فاذا کان مذموما عن الانبیاء فکیف عن الاولیاء

قولہ تعالیٰ ۔ وقالوا لن نؤمن لک حتی تفجر الخ ترجمہ

اس میں مذمت ہے طلب خوارق کی

۴۸۸ نفی القدرۃ المستقلۃ عن المقبولین — مقبولین میں قدرت مستقلہ نہ ہونا

قولہ تعالیٰ قل سبحان ربی ہل کنت الا بشرا رسولا ۔ نص فی نفی قدرۃ المقبول عن ما یطلب منہ

قولہ تعالیٰ قل سبحان ربی ہل کنت الا بشرا رسولا ۔ ترجمہ (آپ فرما دیجیے کہ سبحان اللہ میں بجز اس کے کہ آدمی ہوں پیغمبر ہوں اور کیا ہوں) اس میں تصریح ہے کہ مقبولین کو یہ قدرت نہیں کہ جو اون سے درخواست کیجاوے وہ اوسکو پورا کر دیں ✣

۴۸۹ اشتراط المناسبۃ بین المعلم والمتعلم للنفع — نفع کے لیے معلم و متعلم میں مناسبت کا شرط ہونا

قولہ تعالیٰ قل لو کان فی الارض ملئکۃ یمشون مطمئنین لنزلنا علیہم من السماء ملکا رسولا ۔ لاشتراط المناسبۃ بین المعلم والمتعلم للنفع ورعایۃ القوم ھذا الشرط معروف معلوم

قولہ تعالیٰ قل لو کان فی الارض ملئکۃ یمشون مطمئنین لنزلنا علیہم من السماء ملکا رسولا ترجمہ آپ فرما دیجیے کہ اگر زمین پر فرشتے ہوتے کہ اوسمیں چلتے بستے تو البتہ ہم اون پر آسمان سے فرشتے کو رسول بنا کر بھیجتے) وجہ اس حکم کی معلم و متعلم میں مناسبت کا شرط ہونا ہے اور اس شرط کی رعایت قوم میں معروف ہے ✣

۴۹۰ رد انقطاع العذاب — انقطاع عذاب کا رد

قولہ تعالیٰ کلما خبت زدناہم سعیرا ۔ فیہ رد لما نسب الی بعضہم من انقطاع عذاب النار عن اہلہا بعد مدۃ طویلۃ

قولہ تعالیٰ ۔ کلما خبت زدناہم سعیرا ترجمہ (وہ جب ذرا دھیمی ہونے لگے گی تب ہی ہم اون کے لیے اور زیادہ بھڑکا دیں گے) اسمیں اوس قول کا رد ہے جو بعض کیطرف منسوب ہے کہ مدت طویلہ کے بعد عذاب نار منقطع ہو جاوے گا ✣

۴۹۱ ذم کتم العلوم عن الطالبین — طالبوں سے علوم کے کتمان کا مذموم ہونا

قولہ تعالیٰ ۔ قل لو انتم تملکون خزائن رحمۃ ربی اذا لامسکتم خشیۃ الانفاق فیہ اشارۃ الی ذم من یکتم الطریق عن الطالبین کما ہو عادۃ الناقصین الذین یحسبون ما سمعوا من مشایخہم دفائن ویفتخرون باختصاصہم بہا ولا تسمح انفسہم بمشارکۃ غیرہم فیہا وھذا اول دلیل علی

قولہ تعالیٰ ۔ قل لو انتم تملکون خزائن رحمۃ ربی اذا لامسکتم خشیۃ الانفاق ترجمہ (آپ فرما دیجیے کہ اگر تم لوگ میرے رب کی رحمت کے خزانوں کے مختار ہوتے تو اس صورت میں تم خرچ کرنے کے اندیشہ سے ضرور ہاتھ روک لیتے) اس میں اشارہ ہے اوس شخص کی مذمت کی طرف جو طریق کو طالبین سے چھپاتے ہیں اور وہ طریق کی حقیقت اون چند

انهم فی ضلال لما لم یأمروا بالمعروف ولم ینتهوا عن المنکر فان ابلاغ الحق مامور به وکتمانه منهی عنه نعم العلوم الکشفیة لا ینبغی ان تذاع

ملفوظات کو سمجھتے ہیں جو اپنے مشائخ سے سن لئے ہیں اونکو خدا جانے کیا خزائن و دقائق سمجھتے ہیں البتہ علوم کشفیہ جزو طریق نہیں اونکو ظاہر نہ کرنا چاہیئے ❖

٦٩٢ الجواب الشدید احیانا لا ینافی مکارم الاخلاق

قوله تعالیٰ وانی لاظنك یا فرعون مثبورا

فیه ان رد الجواب بمثل ما یقال له لا ینافی الکرم وکمال الاخلاق ومع هذا لم یتعد علیه السلام الحد حتی انه قابل ظنه بظنه مع کونه علی یقین من کونه مثبورا ولیس هذا الجواب خلاف اللین الذی امر به لانه امر به ابتداء لعله یتذکر او یخشی لا بعد اساءته الادب وقنوط موسی علیه السلام عن ایمانه فافهم

قوله تعالیٰ - وانی لاظنك یا فرعون مثبورا

ترجمہ (اور میرے خیال میں ضرور تیری کمبختی کے دن آگئے ہیں) اسمیں ٦٩٢ دلالت ہے کہ جواب ترکی بترکی دینا جبکہ تسامح ورعایت میں کوئی مصلحت نہ ہو کرم اور کمال اخلاق کے منافی نہیں ❖

٦٩٣ فضل البکاء من خشیة الله — فضیلت رونے کی خشیت حق سے

قوله تعالیٰ - ویخرون للاذقان یبکون

فیه ٦٩٣ فضل البکاء من خشیة الله ولما تعلق فضل الاعمال بالاختیاری منها ولم یکن البکاء بالعین اختیاریا یراد بالبکاء ما هو اعم من بکاء العین ومن بکاء القلب - وما عن القاسم کما فی الروح ان البکاء علی وجوه بکاء الجهال علی ما جهلوا - وبکاء العلماء علی ما قصروا - وبکاء الصالحین مخافة الفوت - وبکاء الائمة مخافة السبق - وبکاء الفرسان من ارباب القلوب للهیبة والخشیة ولا بکاء الموحدین اه حیث نفی فیه البکاء عن الموحدین محمول علی حالة غلبة التوحید علیهم اذ یغیب عنهم ما یجلب البکاء - تمت سورة بنی اسرائیل

قوله تعالیٰ - ویخرون للاذقان یبکون

ترجمہ (اور ٹھوڑیوں کے بل گرتے ہیں روتے ہوئے) اسمیں ٦٩٣ خشیت حق سے رونے کی فضیلت ہے،

(سورہ بنی اسرائیل تمام ہوئی)

مُلحقة مِن رسالة التائید المذکورة فی اٰخر التمهید

سورة بنی اسرائیل

قوله تعالیٰ - اولئك الذین یدعون یبتغون الی ربهم الوسیلة ایهم اقرب

اضافه از رساله تائید

سورهٔ بنی اسرائیل

قوله تعالیٰ - اولئك الذین یدعون یبتغون الی ربهم الوسیلة ایهم اقرب یرجون

یرجون رحمتہ ویخافون عذابہ والوسیلۃ
الی اللہ تعالی ھی التی یتوسل بھا لوصال
اللہ جل وعلا وذلک ھو المجاھدات
والاذکار باللسان والقلب والمراقبات
فی الخلوات وکل من کان اقرب الی اللہ
تعالی یعنی من کان اوصل الیہ فھو
اشد طلبا للوسیلۃ لانہ ما من وصال
وقرب الا فوقہ درجات الوصال بلا
نہایۃ ومن کان اقرب کان اعرف بہ
وکان اشد طلبا للزیادۃ ۔ انتہت الملحقۃ
تم الجلد الاول ویلیہ الجلد الثانی انشاء اللہ تعالی

رحمتہ ویخافون عذابہ ترجمہ (یہ لوگ جن کو
پکارتے ہیں وہ خود ہی اپنے پروردگار کی طرف
ذریعہ تلاش کرتے ہیں جو اون میں زیادہ صاحب
قرب ہے اور وہ اللہ کی رحمت کے امیدوار
اور اوس کے عذاب سے خائف رہتے ہیں) اور اللہ
کی طرف ذریعہ سے مراد وہ چیز ہے جو حضد اسے
بزرگ برتر کے وصال کا ذریعہ بنائی جاوے
اور وہ مجاہدات اور اذکار لسانی وقلبی اور خلوت
کے مراقبات ہیں اور جس شخص کو اللہ کا قرب زیادہ
ہوگا یعنی جو شخص واصل زیادہ ہوگا وہ ذریعہ کا زیادہ
طالب ہوگا کیونکہ کوئی وصال اور قرب ایسا نہیں
جس سے اوپر وصال کے اور بے انتہا مراتب نہ ہوں اور جسکو قرب زیادہ ہوگا وہ اللہ کا پہچاننے والا بھی
زاید ہوگا اور زیادتی کا طلب کرنے والا بھی بہت ہوگا۔

جلد اوّل تمام ہوئی

تربیۃ السالک و تنجیۃ الہالک

احکام باطنی کا مجموعہ ذکر و شغل کرنیوالے حضرات حضرت والا مدظلہم کی خدمت میں اپنے باطنی حالات عرض کرتے ہیں اور انکے جوابات حضرت والا مدظلہم عطا فرماتے ہیں وہ یکجا جمع کرتے جاتے ہیں اور وہ شائع ہوتے رہتے ہیں، سالکین و مشائخ کیلئے اس سے بہتر کوئی کتاب نہیں اسکو روحانی مطب کہا جائے تو بجا ہے اسکے مطالعہ سے سالک نفس و شیطان کے دہوکے سے بچ سکتا ہے اور مشائخ کی بھی بہت سی مشکلات اس سے حل ہوتی ہیں یہ کتاب سالکین کیلئے خصوصاً اور عام مسلمانوں کیلئے عموماً نہایت ضروری ہے قیمت حصہ اول ۱۶/ **ایضاً** حصہ دوم چھ آنے۔ (۶/)

المصالح العقلیہ للاحکام النقلیہ

یعنی

احکامِ اسلامی کی عقلی حکمتیں

پہلی بات ہے کہ جب غلام اپنے آقا کو خادم اپنے مخدوم کو محکوم اپنے حاکم کو تسلیم کر لیتا ہے اور اسکی طاعت کرنے اور احکام کے بجا لانے میں اپنی رائے کو دخل نہیں دیتا اور نہ کبھی حکم کی علت دریافت کرنیکی کوشش کرتا ہے اور در حقیقت خادمانہ اور غلامانہ حیثیت کا اقتضاء بھی یہی ہے کہ آقا کا حکم بلا چون و چرا تسلیم کر لیا جائے بلکہ کمال اطاعت تو یہ ہے کہ اگر آقا واقع کے خلاف دن کو رات کہے تو وفادار و فرمانبردار غلام اسکی تصدیق کرنے میں تامل نہ ہو شیخ علیہ الرحمۃ نے خوب فرمایا ہے ؎

اگر شہ روز را گوید شب است این ٭ بباید گفتن اینک ماہ و پروین

لیکن افسوس ہے کہ حق جل و علیٰ شانہ جو احکم الحاکمین اور سلطان السلاطین ہے اسکے احکام بجا لانے میں (باوجود اسکی خدائی تسلیم کرنیکے) ہزاروں حیلے تراشے جاتے اور علتیں دریافت کیجاتی ہیں خصوصاً آجکل نئی تعلیم کے اثر سے علت طلبی کی علت اور بھی زیادہ ہوگئی ہے اسلام کا صرف نام ہی نام ہے احکام سے ذرا بھی محبت و دلچسپی باقی نہیں رہی دہریوں اور ملحدوں کی صحبت سے عقائد حقہ کا مضحکہ اڑاتے ہیں اور تحقیق اسباب و علل کو آڑ بنا کر عمل سے بے پرواہ ہوگئے ہیں مگر خدائے تعالےٰ جزائے خیر عطا فرمائے علماء ربانی کو کہ وہ بھی ہدایت خلق کیلئے ہمیشہ اولوالعزمی سے کام لیتے ہیں اور احکام اسلامی کی حکمتیں و مصلحتیں بیان کرکے حیلہ جو طبیعتوں پر حجت پوری کرتے ہیں چنانچہ حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ و حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمہما تعالیٰ انہیں اولوالعزم حکماء امت میں سے ہیں جنھوں نے خداداد ملکہ سے احکام شرعیہ کی باریکیاں بیان فرماکر بہت سے آزاد خیال و مطلق العنان لوگوں کو اسلام کا سچا مطیع و فرمانبردار بنا دیا ہے اور اس زمانہ میں حضرت مجدد الملۃ حکیم الامۃ مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی مدظلہم العالی نے **المصالح العقلیہ** اردو زبان میں تالیف فرماکر آزادان ہند کیلئے رموز و اسرار شرعیہ کا ایسا بیش بہا خزانہ جمع فرما دیا ہے جو ایک حق طلب و حق پسند کیلئے ہدایت کا معقول ذریعہ ہوسکتا ہے ورنہ خود پسند و نفس پرست کیلئے تو دفتر بھی کافی نہیں ہے ؎

نگوئی از سر بازیچہ حرفے
کز و پندے نگیرد صاحب ہوش
وگر صد باب حکمت پیش نادان
بخوانی آیدش بازیچہ در گوش

قیمت حصہ اول نو آنے (۹/) حصہ دوم بارہ آنے (۱۲/) **ایضاً** حصہ سوم بارہ آنے۔ (۱۲/)

ملنے کا پتہ — ... کتب خانہ اشرفیہ ...

التکشف عن مہمات التصوف

یعنی حضرت دام ظلہم کی مفید عوام وخواص افراط و تفریط سے پاک سچے تصوف کی حقیقت میں نہایت ضروری اور عجیب کتاب

بعد الحمد والصلوٰۃ کہ اس زمانہ پرفتن میں منجملہ دیگر اغلاط عوام کے بڑی غلطی علم تصوف کے فہم میں ہوئی کسی نے تو قوالی وعلی بے قیدی کا نام تصوف رکھ لیا اور کسی نے محض رسوم کو تصوف کہا اور کسی نے صرف کثرت اوراد وظائف کو تصوف کہدیا اسیطرح اسکے مسائل وحدۃ الوجود وحدۃ الشہود وغیرہ کے سمجھنے میں صدہا غلطیاں کیں اس فرقہ کو تو یہ ضرر پہنچا کہ اپنے عقائد خراب کئے بعضے شرک تک میں مبتلا ہوگئے اور بعض حضرات ایسے بڑھے کہ وہ تصوف کا اصل سے ہی انکار کر بیٹھے اور حضرات اولیاء اللہ رحمہم اللہ کی شان میں بے ادبی وگستاخی سے پیش آئے اور مسائل تصوف کو غیر ثابت بالکتاب والسنۃ اعتقاد کر لیا اور تصوف کو خلاف شریعت کے سمجھکر اسکے نام سے کوسوں بھاگنے لگے انکو یہ ضرر ہوا کہ اسکے برکات سے محروم رہے اور قلب میں فساد پیدا ہوگیا اور بعض حضرات جو منکر نہیں اور حضرات اولیاء اللہ کے بھی معتقد ہیں۔ لیکن شریعت کو تصوف کا غیر سمجھتے ہیں اور جس نظر سے اس علم شریعت کو دیکھنا چاہیئے اس نظر سے نہیں دیکھتے اور اسکے مسائل کو غیر ثابت بالسنۃ جانتے ہیں نظر بر آن حکیم الامۃ جامع شریعت و طریقت مولانا موصوف العصر نے یہ کتاب ایسی تالیف فرمائی جس سے تصوف کی حقیقت اور اسکے ضروری مسائل کی تحقیق جسمیں لوگ ... کرتے ہیں ... ہوگئیں جو لوگ اس راہ کو قطع کر رہے ہیں ... ادھر متوجہ ہونیکا

ارادہ رکھتے ہیں انکو تو خصوصاً اور عامہ مومنین کو عموماً اس کتاب کا مطالعہ کرنا بلکہ سبقاً سبقاً پڑھنا بہت ضروری ہے انشاء اللہ تعالےٰ تمام اشکال حل ہونیکے علاوہ بہت سے ایسے جدید فوائد ضروری دیکھنے میں آوینگے جو نہایت کارآمد ہیں

قیمت پانچ روپے۔ (ﻫ)

تکمیل الیقین یعنی خلاصہ سائنس اور اسلام

اردو زبان میں یہ پہلی کتاب ہے جو دینیات کی جامعیت کیساتھ سائنس اور طبعیات کا پہلو لئے ہوتی ہے یہ کتاب زیادہ تر ان تعلیمیافتوں کیواسطے تالیف کیگئی ہے جو علوم مروجہ کی اثر سے متاثر ہوکر شبہات میں مبتلا ہوجاتے ہیں یہ کتاب ... مسلمانوں کیلئے بھی ازبس ضروری اور نافع ہے ... ہیں کا مختصر ... یہ ہے اول عقائد و اعمال کو ... شرع رسوم کو نہایت وضاحت سے بیان کیا ہے ... اور طاعات ... بعض ضروری ... امام ... کی تشریح ... نماز کیلئے ... اعضائے وضو ہونے اور ترتیب کی حکمت۔ نماز میں کعبہ کیطرف منہ کرنیکی حکمت ... نماز ... معذوروں کے معقول جواب اعمال حج کی فلاسفی اور بے پردگی کی خرابیاں۔ تعدد ازواج کے متعلق نہایت عمدہ بحث۔ ... کا ... جو کہ شریعت محمدیہ کے قوانین نئی روشنی ... زمانہ ... ہیں ... صوفیوں کے حالات۔ مادے کی قدامت کا ابطال فلاسفہ ہی کے اصول سے ... وحدانیت ... عقل کی ... معلوم کرنے میں اہل سائنس کی بدحواسی۔ حیات بعد الممات کا عقلی ثبوت اور فلاسفہ کے شبہات کا جواب ... باہمی تعلق کی حقیقت الغرض ... ایسے ... شبہات کے جوابات جو کسی حیثیت سے اسلام پر وارد ہوسکتے ہیں اس کتاب میں ... ہیں جنکو پڑھکر اسلام ودین حق ہونیکا یقین ... ہوجاتا ہے

... محمد عثمان مالک کتبخانہ اشرفیہ دہلی